موت اور قبر کے عنوان پر نہایت آسان اور شاہکار تصنیف
شرح الصدور
بشرح حال الموتی والقبور
مصنف: الحافظ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی علیہ الرحمتہ (المتوفی ۹۱۱ھ)
مترجم: جسٹس پروفیسر حضرت علامہ مفتی محمد شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۴۱۳ھ)
ناشر
سبزواری پبلیشرز کھارادر کراچی
متصل درگاہ حضرت سیدنا محمد شاہ دولہا
سبزواری کندی والا بخاری علیہ الرحمۃ کھارادر کراچی
ملنے کا پتہ
ضیاء الدین پبلیکیشنز
نزد شہید مسجد کھارادر۔ کراچی

موت اور قبر کے عنوان پر نہایت آسان اور شاہکار تصنیف

شرح الصدور

بشرح حال الموتیٰ والقبور

مصنف: الحافظ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۹۱۱ھ)

مترجم: جسٹس پروفیسر حضرت علامہ مفتی محمد شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۴۱۳ھ)

بتعاون

سبزواری پبلیشرز

ناشر:- ضیاء الدین پبلیکیشنز

نزد شہید مسجد کھارادر کراچی

نام ـــــــــ شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ القبور

مصنف ـــــــــ علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ

مترجم ـــــــــ علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ

نظرثانی ـــــــــ علامہ مولانا محمد عثمان صاحب

پروف ریڈنگ ـــــــــ حافظ عبدالکریم قادری صاحب

ناشر ـــــــــ ضیاء الدین پبلیکیشنز کراچی

قیمت ـــــــــ

ضیاء الدین پبلیکیشنز

جی 4/17 نزد شہید مسجد کھارادر کراچی۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحات
۱۔	زاد راہ	۶
۲۔	عرض ناشر	۹
۳۔	اجازت نامہ	۱۰
۴۔	پیش لفظ	۱۱
۵۔	مقدمہ	۱۳
۶۔	تقریظات	۲۴
۷۔	تقدیم	۴۰
۸۔	مصنف کے مفصل حالات اور علمی خدمات	۴۳
۹۔	علامہ سیوطی علیہ الرحمہ کی زندگی پر ایک نظر	۵۸
۱۰۔	خطبہ	۶۰
۱۱۔	موت کی ابتدا کا بیان	۶۱
۱۲۔	موت کی تمنا کرنے کی ممانعت	۶۱
۱۳۔	اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لمبی زندگی اچھی ہے۔	۶۳
۱۴۔	دین میں آزمائش کے خوف سے موت کی تمنا جائز ہے۔	۶۴
۱۵۔	موت کی فضیلت	۶۹
۱۶۔	موت کی یاد اور اس کی تیاری	۷۵
۱۷۔	موت کی یاد پر مدد کرنے والی چیزوں کا بیان	۸۰
۱۸۔	اللہ تعالیٰ سے حسن ظن اور خوف کا بیان	۸۱
۱۹۔	موت کا پیغام	۸۴
۲۰۔	خاتمہ بالخیر کی علامات	۸۴

نمبر شمار	مضمون	صفحات
۲۱۔	موت کی کیفیت اور سختی کا بیان	۸۵
۲۲۔	مرض الموت میں انسان کے پاس کیا پڑھنا چاہئے اور مرنے کے بعد کیا کہنا چاہئے؟	۹۳
۲۳۔	ملک الموت اور ان کے مددگاروں کا بیان	۹۷
۲۴۔	ہر سال عمروں کا فیصلہ ہوتا ہے	۱۰۸
۲۵۔	میت کے پاس فرشتوں کا آنا اور بشارت یا دھمکی دینا	۱۰۹
۲۶۔	توبہ انہی کی قبول ہوتی ہے جو جہالت سے گناہ کر لیتے ہیں اور پھر جلد ہی توبہ کرتے ہیں	۱۴۶
۲۷۔	مرنے والے کی روح سے دوسری ارواح کی ملاقات	۱۴۷
۲۸۔	میت کا غسل دینے اور کفن دینے والے کو پہچانا	۱۵۱
۲۹۔	جنازے کے ہمراہ چلنے کا بیان	۱۵۴
۳۰۔	مومن کی موت پر آسمان و زمین کا رونا	۱۵۵
۳۱۔	انسان کا اسی زمین میں دفن ہونا جس سے وہ پیدا ہوا۔	۱۵۷
۳۲۔	دفن و تلقین کے وقت کیا کہنا چاہئے	۱۶۱
۳۳۔	قبر ہر ایک کو دبائے گی	۱۶۴
۳۴۔	قبر کا میت کو خطاب	۱۶۸
۳۵۔	فتنہ قبر اور فرشتوں کا سوال و جواب	۱۷۲
۳۶۔	چند فوائد کا ذکر:	۱۸۷
۳۷۔	ابو لفضل ابن حجر سے چند سوالات کے جوابات (مفصل حاشیہ)	۱۹۰
۳۸۔	بعض اشخاص سے قبر میں سوال نہ ہو گا	۱۹۴
۳۹۔	قبر کی ہولناکی اور مومن کے لئے وسعت اور آسانی	۱۹۸
۴۰۔	عذاب قبر کا بیان	۲۰۶
۴۱۔	عذاب قبر سے نجات کے طریقے	۲۲۶

نمبر شمار	مضمون	صفحات
۴۲۔	قبروں میں مردوں کے حالات	۲۳۱
۴۳۔	زیارت قبور اور مردوں کا زائرین کو جاننا	۲۴۲
۴۴۔	روحوں کی قیام گاہ	۲۷۰
۴۵۔	میت پر اس کی آخری قیام گاہ کا روز پیش ہونا	۲۹۹
۴۶۔	زندوں کے اعمال کا مردوں پر روز پیش ہونا	۳۰۰
۴۷۔	کون سی چیز روح کو اچھے مقام سے روکتی ہے؟	۳۰۲
۴۸۔	وصیت کا بیان	۳۰۴
۴۹۔	نیند میں زندوں اور مردوں کی ارواح کی ملاقات	۳۰۵
۵۰۔	زندوں کی روح نیند میں نکل جاتی ہے اور جہاں خدا چاہے جاتی ہے اور دیگر ارواح سے ملتی ہے۔	۳۱۱
۵۱۔	مردے کو برا بھلا کہنے کی ممانعت اور مردوں کو زندوں کی ایذا رسانی کا علم	۳۳۸
۵۲۔	نوحہ سے میت کو تکلیف ہونے کا ذکر	۳۳۸
۵۳۔	میت کو ہر تکلیف دہ چیز سے تکلیف ہوتی ہے	۳۴۱
۵۴۔	مومن کی قبر کی دو فرشتے نگرانی کرتے ہیں	۳۴۲
۵۵۔	میت کو قبر میں نفع دینے والی اشیاء کا ذکر	۳۴۲
۵۶۔	میت کے لئے قبر پر قرآن پڑھنا	۳۵۰
۵۷۔	موت کے بہترین اوقات	۳۵۴
۵۸۔	ان اعمال کا ذکر جو موت کے بعد جلد ہی جنت میں پہنچنے کا ذریعہ ہوں گے	۳۵۵
۵۹۔	میت کا گلنا سڑنا اور انبیاء کا محفوظ رہنا	۳۵۶
۶۰۔	روح کے فوائد متعلقہ کا بیان	۳۵۸
۶۱۔	حواشی	۳۶۸
۶۲۔	ماخذ و مراجع	۳۸۲

زادراہ

حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی علیہ الرحمتہ (متوفی ۱۴۱۷ء)
(ستارہ امتیاز)

یا الٰہی ! ہم کو وہ توفیق دے
نفس ترے حکم کا تابع رہے

ہم سے سرزد ہوں نہ ایسی حرکتیں
جو تجھے ناراض اور ناخوش کریں

اتباع احمد مرسل ﷺ کریں
گامزن ہم ان ﷺ کے رستے پر رہیں

مہربانم ! اے عزیز محترم
زندگی میں شرط ہے عقبیٰ کا غم

بج رہا ہے دم بدم کوسِ رحیل
گوش بر آواز ہو ! مردِ نبیل

کر تہیہ کچھ تو زادِ راہ کا
ہے بہت دشوار ----- تیرا راستہ

ساتھ کب دیں گے ترا فرزند و زن
کام آئیں گے بس اعمالِ حسن

تو کہ ہے مستِ شرابِ زندگی
ہے فقط دھوکا سرابِ زندگی

زندگی کے جس قدر لمحات ہیں
دلکش و رنگیں وہ سب آنات ہیں

ہے مگر ان کا' یہ رنگ ظاہری
کچھ خبر بھی ہے تجھے ----- انجام کی

صبح عشرت اور شامِ کیف زا
اور شب کی راحتیں اس کے سوا

غور کر ان کی حقیقت پر ذرا
ان کے رخ سے ظاہری پردہ اٹھا

تب کھلے گا زندگی کا اصل حال
اور نظر آجائے گا تجھ کو --- مآل

موت ! صبح زندگی کی شام ہے
زندگانی کا یہی ---- انجام ہے

زندگی اور بعد مردن اے فہیم
سامنے ہیں سات (۷) دریائے عظیم

نفس ۱ ؎ سرکش اور شیطان ۲ ؎ لعین
لوٹتے ہیں راہ تیری بالیقیں

نزع ۳ ؎ جاں اور تیرہ و تاریک ۴ ؎ گور
چل نہیں سکتا یہاں کچھ ترا زور

اور اس کے بعد ہنگام ۵ ؎ نشور
نامہ ۶ ؎ اعمال اور پل ۷ ؎ سے عبور

ہیں یہ سب دریا نہایت خوفناک
غرق کرنے میں نہیں کرتے یہ باک

اے رہینِ عیش کر فکرِ عبور
تجھ کو ان سے تو گزرنا ہے ضرور

کر فراہم سات (۷) ایسی کشتیاں
جو لگادیں پار' تجھ کو بے گماں

یہ سفینے ہیں بہت تیرے قریں
سعی کر مل جائیں گے یہ بالیقیں

استقامت ۱ ؎ دین پر ہو بالیقیں
ہوں ادا باراستی ۲ ؎ احکامِ دیں

یاد ۳ حق کی اور ذکر ۴ مصطفیٰ ﷺ
اِتّباعِ ۵ ؎ حضرت خیرالوریٰ ﷺ

پیشواؤں ۶ ؎ کا رہے پاسِ وقار
اور ہو حُسنِ عمل ۷ ؎ تیرا شعار

فضلِ حق' لطفِ نبی ﷺ درکار ہے
گر یہ ساماں ہو تو بیڑا پار ہے

یار الٰہا آرزو ہے بس یہی
یاد میں تیری نہ آئے کچھ کمی

شمس کا جب آئے وقت آخری
اور ہو ہنگام نزع و جاں کنی

دل ہو جلوہ گاہِ حضرت مصطفیٰ ﷺ
اور لب پر نام اقدس ہو تیرا ﷺ

ماخوذ
بسترِ مرگ سے قبر تک اول

عرض ناشر

الحمدللہ ----- شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور مولف حضرت علامہ جلال الدین الیسوطی الشافعی علیہ الرحمہ (المتوفی ۹۱۱) کا نہایت آسان اور دلکش ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے مترجم حضرت علامہ مفتی شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۴۱۳ء) ہیں جنہوں نے بہت محنت اور لگن سے اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے عرصہ دراز سے یہ ترجمہ نایاب تھا اور جس ادارے نے اس ترجمہ کو سب سے پہلے شائع کیا تھا تو اس نے تصحیح کا خاص اہتمام نہیں کیا بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ ص یا صلعم کا استعمال اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقدس ناموں کے ساتھ ؓ اور بزرگان دین کے ناموں کے ساتھ رح کا استعمال کثرت کے ساتھ عمل میں آیا جو کہ بہت مذموم فعل اور محرومی کا سبب ہے۔ اعلحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ الرحمن اس مسئلہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ بجائے مکمل درود پاک کے صلعم یا ص لکھنا سخت ناجائز ہے (فتاوی افریقہ)

زیر نظر کتاب کو سبزواری پبلیشرز نے بڑی محنت اور اعلی طباعت کے ساتھ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور ہر ممکن اغلاط کی تصیح کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے نام پاک کے ساتھ مکمل درود شریف اور اسی طرح سے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور بزرگان دین کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیہ الرحمتہ کا اضافہ کیا گیا ہے اس کے علاوہ مفید حواشی کا اضافہ بھی اس ایڈیشن میں موجود ہے ہر آیت کے ساتھ سورت کا نام اور آیت اور اعراب لگانے کا خاص اہتمام کیا گیا ہے تاہم (الانسان مرکب من الخطا والنسیان) یعنی انسان خطا کا پتلا ہے اس کتاب کو مرتب کرنے میں انتہائی محنت اور کوشش کی گئی ہے لیکن اس کے باوجود ممکن ہے اس میں کوئی غلطی یا خامی رہ گئی ہو۔ تو قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اس کتاب میں کوئی غلطی نوٹ کریں تو ادارے کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے (ادارہ) -

اجازت نامہ

میں حافظ سید ناصر علی قادری صاحبزادہ مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۴۱۳) قبلہ والد گرامی نے شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور مولف حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمہ (المتوفی ۹۱۱) کا ترجمہ فرمایا تھا۔ لیکن یہ کافی عرصہ سے نایاب ہے چنانچہ اب مولانا حافظ عبدالکریم قادری صاحب سبزواری پبلیشرز کی طرف سے اس ترجمہ کو جدید طرز پر شائع کرا رہے ہیں۔ بعض مقدمات پر مشکل الفاظ کے معنی اور حواشی کا اضافہ کیا گیا ہے۔ میں ان کو اجازت دیتا ہوں کہ یہ اس ترجمہ کو نہایت آب و تاب سے شائع کریں۔ اللہ تعالیٰ اس ترجمے کو عوام کی رہنمائی کے لئے ایک نمونہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

یکم صفر المظفر ۱۴۱۸ء بروز ہفتہ 7/6/97

سید ناصر علی قادری عفی عنہ

پیش لفظ

الحمدلله رب العالمین والصلوہ والسلام علی سید المرسلین
اما بعد

فکر عقبیٰ اور زاد آخرت ہر مسلمان کا مقصد حیات بھی ہے اور نصب العین بھی اور یہ دونوں چیزیں صرف اسی وقت حاصل ہو سکتی ہیں جب دار فانی کو دار العمل اور دار بقاء کو مکافات عمل تصور کرتے ہوئے شب و روز افعال حسنہ و اعمال صالحہ میں مصروف رہا جائے اور اعمال سیہ سے احتراز کرتے ہوئے زاد آخرت جمع کیا جائے۔ کیونکہ یہ دار فانی تو اس حدیث کے مطابق "دنیا آخرت کی کھیتی ہے"۔ جیسا یہاں بویا جائے گا ویسا ہی وہاں کاٹا جائے گا اسی بناء پر قرآن حکیم نے مختلف مقامات پر بار بار یہی حکم دیا ہے کہ حیات عارضی اور سرائے فانی میں رہ کر صرف حیات جاودانی اور ابدی قیام گاہ کے لئے زاد راہ کا انتظام کرلینا چاہئے اور اس حکم میں تسلسل کا التزام بھی محض اسی لئے کیا گیا ہے کہ ذہن انسانی پر ہر لمحہ اور ہر آن فکر آخرت کا تسلط قائم رہے اور قلب انسانی پر اعمال حسنہ کے نقوش مرتسم ہو کر رہ جائیں۔

لیکن اے عزیز! یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ یہ نقوش آن واحد میں ذہن و دماغ پر منقش نہیں کئے جاسکتے بلکہ مسلسل جدو جہد کرنی پڑتی ہے تاکہ ہر لمحہ قلب و روح میں فکر عُقبیٰ سرایت کرتی رہے اور ہم یوم آخرت پر ایمان کامل رکھتے ہوئے ایسے افعال و اعمال حسنہ کے مرتکب ہوں جن سے رضائے الٰہی حاصل ہو۔

زیر نظر کتاب شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور کے مصنف خاتم الحفاظ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۹۱۱ھ) کا مقصد بھی یہی تھا کہ مسلمانوں کے قلوب کا انشراح کرتے ہوئے احساس عُقبیٰ کو بیدار کیا جائے۔ اس کتاب میں اٹھاون (۵۸) عنوانات قائم کیئے گئے ہیں جن کا ماخذ صرف قرآن و حدیث ہے۔ یہ کتاب اپنے اثرات و افادیت کے اعتبار سے مہتم بالشان ہے اور ہر مسلمان کے گھر میں اس کی موجودگی بے حد ضروری ہے۔

شرح الصدور کے اردو تراجم کئی شائع ہوئے لیکن بعض مترجم نے اختصار کو مد نظر رکھا اور صرف تلخیص کو پیش کیا جبکہ بعض تراجم اغلاط سے بھرپور ہیں۔ اس ترجمہ میں مکمل کتاب کو پیش کیا گیا ہے۔ حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۴۱۳ھ) نے زبان کو بالکل آسان اور

مشکل مقامات پر حواشی کا بڑا شاندار اہتمام کیا ہے جس کی وجہ سے قاری کو مضمون بڑی آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے۔ کیونکہ اگر مضمون یا الفاظ کی پیرا بندی ادق ہو تو پڑھنے والا سستی محسوس کرتا ہے اور لامحالہ کتاب کو بند کر کے رکھ دیتا ہے۔ یہ ترجمہ کافی عرصہ سے نایاب تھا چنانچہ میرے دل میں خیال آیا کہ اس پر کام ہونا چاہئے اس سلسلے میں نے حضرت علامہ مولانا محمد جمیل احمد نعیمی صاحب سے مدد لی چنانچہ انھوں نے اس کام کو کرنے کی یقین دہانی کرائی اور بہت مختصر وقت میں مشکل الفاظ کے معنی' چند مقامات پر حواشی جس میں "ابو الفضل ابن حجر سے چند سوالات کے جوابات" پر مفصل علمی حاشیہ لکھا۔ ہر قرآنی آیت کے ساتھ سورت اور آیت نمبر' آخر میں طویل فہرست کتب ماخذ و مراجع۔ اس کے علاوہ آغاز میں حضرت علامہ ابو الفضل جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ پر ایک مفصل اور مبسوط مقالہ بھی شامل اشاعت کیا گیا ہے۔

صاحبزادہ مولانا سید ناصر علی قادری صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہمیں اس ترجمہ کو شائع کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ احقر نے ایک کتاب بستر مرگ سے قبر تک حصہ اول' دوم مرتب کی ہے جس میں وقت نزع سے انتقال' غسل میت سے کفن دفن' آداب قبرستان اور ایصال ثواب کو آسان اور جامع طور پر فقہی مسائل کی روشنی میں مرتب کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ یہ کتاب ہر گھر کی ضرورت ہے۔ آج ہی اس کا مطالعہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کے ذریعے ہمارے دلوں میں فکر آخرت کو پیدا فرمائے اور ہر ایک کی کوشش جو اس کتاب کے شائع کرنے میں کی گئی اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے ہم تمام کو مالامال فرمائے

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خاکپائے بزرگان دین

عبد الکریم قادری رضوی عفی عنہ

خطیب و امام۔ جامع مسجد حیدری
حضرت محمد شاہ دولہا بخاری علیہ الرحمۃ
کھارادر۔ کراچی

۱۵ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ
23-5-97
شب جمعہ المبارک

مقدمہ

مفسر قرآن محدث وقت، مفکر اسلام مصنف و مترجم کتب کثیرہ حضرت علامہ مولانا حافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی قبلہ (شیخ التفسیر والحدیث جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد! فقیر عربی تفسیر کی ترتیب میں مصروف ہے اچانک صوفی الحاج محمد مقصود حسین قادری اویسی عزیزم فاضل محترم مولانا حافظ محمد عبدالکریم صاحب قادری رضوی اویسی سلمہ کا مکتوب گرامی لے کر آئے کہ حضرت صاحب آپ شرح الصدور پر ایک علمی و مفصل مقدمہ قلم بند فرماکر ارسال فرمائیں۔ چنانچہ فقیر نے چند لمحات اس موضوع سے متعلق صرف کر کے کچھ لکھا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

مدینے کا بھکاری فقیر قادری

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

موت کیا ہے

بات یوں ہے کہ عوام نے موت مٹنے کو سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ عقیدہ کفار مکہ کا تھا۔ کما قال اذا متنا وکنا ترابا (کیا جب ہم مرنے کے بعد مٹی ہو جائیں گے) اہل اسلام کے نزدیک روح کا جسم سے خروج کا نام موت ہے۔ پھر روح جہاں بھی ہو اسے جسم سے رابطہ رہتا ہے اسی لئے اہلسنت کا مذہب ہے کہ قبر کا عذاب و ثواب روح و جسم دونوں کو ہے تو پھر جس طرح یہاں روح سنتی دیکھتی ہے۔ ایسے ہی مرنے کے بعد بھی۔ چند شواہد ملاحظہ ہوں۔

اہل قبر کے ساتھ گفتگو

امام یافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کفایہ المعتقدین میں لکھتے ہیں کہ ایک صالح بزرگ نے مجھے بیان کیا کہ میں اپنے باپ کی قبر کے پاس آتا ہوں اور اس سے باتیں کرتا ہوں وہ مجھ سے باتیں کرتا ہے۔

۲) فقیہ کبیر ولی شہید احمد بن مفسر عجل کی قبر میں سے سورہ نور پڑھنے کی آواز آیا کرتی تھی اور وہ اس کو قبر میں ہر روز پڑھتے تھے۔

قبر سے سورہ ملک پڑھنے کی آواز

ایک صحابی نے کہیں خیمہ لگایا اور اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہاں کوئی قبر ہے۔ جب وہ خیمہ میں اپنی چارپائی پر بیٹھے تو نیچے سے آواز آئی کہ کوئی سورہ ملک پڑھ رہا ہے یہ صحابی سننے لگے یہاں تک کہ انہوں نے پوری کی۔ پھر انہوں نے وہاں سے خیمہ اٹھالیا۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب حاضر ہوئے تو عرض کی آپ نے فرمایا کہ یہ سورہ عذاب قبر سے نجات دیتی ہے (مشکوۃ)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک کلام کرتا ہے

ابن عساکر نے اعمش بن منہال بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے کہ جب مخالفین سر اقدس امام حسین رضی اللہ عنہ کو نیزہ پر اٹھائے شہر میں پھر رہے تھے تو اتفاقاً" ایک دکان کے پاس سے گزرے کہ جس میں کوئی شخص با آواز بلند سورہ کہف پڑھ رہا تھا اور اس وقت جبکہ سر مبارک اس مکان کے قریب پہنچا تو وہ

سورہ کہف کی اس آیت اَمۡ حَسِبۡتَ اَنَّ اَصۡحٰبَ الۡکَہۡفِ وَالرَّقِیۡمِ کَانُوۡا مِنۡ اٰیٰتِنَا عَجَبًا پر تھا اعمش کہتا ہے کہ سرمبارک نے اسی قدر اونچی آواز سے پکار کر فرمایا قتلی وحملی اعجب منہ (میرا قتل اور اٹھانا اس سے عجیب تر ہے)

مردہ سورہ یٰسین پڑھتا ہے:۔ حافظ ذہبی کی تاریخ میں ہے کہ واثق باللہ عباسی نے احمد بن نصر خزاعی (امام حدیث) کو بلالیا اور قرآن کو مخلوق کہنے پر مجبور کیا۔ انھوں نے یہ کہنا منظور کیا اور واثق نے انہیں قتل کروا کر ان کے سر کو سولی پر لٹکا رکھا اور پہرہ بٹھادیا کہ کوئی اس کو اتار نہ لے جائے۔ پہرہ دار قسم پروردگار کی کھا کر بیان کرتا ہے کہ رات کو جب سب لوگ سوجاتے تو وہ سر خود بخود قبلہ کی طرف پھر کر سیدھا ہو جاتا اور نہایت ہی پیاری آواز سے سورہ یٰسین کی تلاوت کیا کرتا نتیجہ نکلا ؎

کون کہتا ہے ولی مرگئے
وہ قید سے چھوٹے اپنے گھر گئے

روح زندہ موجود رہتی ہے

اہلسنّت کے نزدیک روح موت کے بعد بھی زندہ موجود رہتی ہے۔ مٹتی نہیں اس کی موت کا معنی یہی ہے کہ وہ جسم سے جدا ہو گئی لیکن اس کا ربط و تعلق جسم سے ہمیشہ ہے کتاب الروح میں ابن القیم نے شرح الصدور میں امام سیوطی نے اور حیاۃ الموات میں امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس پر متعدد دلائل قائم کئے ہیں۔ فقیر یہاں پر چند شواہد پیش کرتا ہے۔

ابو سعید ابو الخیر کا قبر میں قرآن پڑھنا

حضرت خواجہ محمد بن ابی سعد بن ابی طاہر بن ابی سعید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ایک بار گرمیوں کا موسم تھا گرمی کی شدت سے میں قلعہ میں نہیں جاسکتا تھا۔ اپنے بھائی سے ملنے سے محروم رہا ساری گرمیاں حضرت شیخ کے مزار کے سامنے گزار دیں ایک رات سویا ہوا تھا یہ رات چاندنی کی تھی چاند پوری تابانی سے چمک رہا تھا۔ ہمیشہ کی طرح مزار کے تمام دروازے بند تھے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص صحراؤں میں سے آیا۔ اور میرے نزدیک ہی سوگیا آدھی رات گزری ہوگی تو میری آنکھ کھلی مزار کے اندر سے مجھے

قرآن پاک پڑھنے کی آواز آئی میں نے غور سے سنا تو کوئی انا فتحنا والی سورت (یعنی سورہ فتح) تلاوت کر رہا تھا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ مزار کے دروازے پوری طرح مقفل تھے۔ کون یہ دروازے کھول کر مزار میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے میں اٹھا ادھر ادھر دیکھا تمام کے تمام دروازے بند تھے۔ اس رات چاند آسمان پر پوری تابانی سے چمک رہا تھا مجھے یقین ہو گیا کہ آواز حضرت شیخ (رحمتہ اللہ تعالیٰ) کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔ مجھ پر ایک رقت طاری ہو گئی میں ہر ممکن کوشش کرتا رہا مگر میں کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکا آخر کار میں نے پاس ہی سوئے ہوئے آدمی کو جگایا اور کہا اٹھو اور سنو کہ اتنے برسوں بعد بھی حضرت (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تلاوت قرآن کی آواز کیسے سنائی دے رہی ہے۔ (اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید ۴۰۳)

فائدہ:۔ تلاوت روح کی زندگی سے ہی ہو سکتی ہے اور اس طرح کا واقعہ حدیث شریف سے پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔

مزار سے آواز آئی شور مت کرو

حضرت خواجہ محمد بن ابی سعد بن ابی طاہر بن ابی سعید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے خالو کے بیٹے ابو القرم المصنفل اور میرے بھتیجے المنور بن ابی سعید بیان کرتے ہیں کہ غزوں کی بغاوت اور شورش کے زمانے میں قصبہ تباہ و برباد ہو گیا تھا قصبہ میں کوئی شخص نہ ٹھہر سکا۔ قصبہ کے چند لوگ بچ بچا کر قلعہ میں پناہ گیر ہوئے۔ وہ کبھی کبھی قصبہ میں آتے اور ایندھن کے لئے توت کی لکڑیاں کاٹ کر لے جاتے اور اپنے اپنے گھروں کے سامنے جمع کر لیتے ہم دونوں اپنے ساتھ کردوں کو لے کر محلے صوفیاں میں آئے اور مزار کے پاس ہی ایک درخت کو کاٹنے لگے یہ دن بہت گرم تھا۔ ہمارے علاوہ وہاں کوئی بھی نہ تھا ہم عام لڑکوں کی طرح ادھر ادھر شرارتیں کر رہے تھے ہمارا شور سارے محلے میں گونج رہا تھا۔ مزار پر انوار سے آواز آئی تم کیا کر رہے ہو؟ ہم نے مڑ کر دیکھا تو ایک بوڑھا آدمی مزار کے دروازے کے سامنے کھڑا تھا ہمارے شیخ کی طرح سرخ و سفید رنگ اسی طرح کا لباس۔ فرمایا کیا ابھی تم پر وقت نہیں آیا کہ اس بے ادبی سے باز آؤ۔ (اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید ص ۴۰۵)

فائدہ:۔ روح زندہ ہے تو شور کرنے والوں کو نصیحت کر رہی ہے مر مٹنے والی شے کو کیا کہ شور ہو رہا ہو یا نہ ہو۔

حج کے موقع پر زندہ ملنا

حضرت نوشہ گنج بخش قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں نے آپ کو حج کے موقع پر دیکھا اور کلام بھی کیا وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ آپ آج سے دو سال پہلے اس جہان فانی سے رحلت فرما چکے تھے (شریف التواریخ ص ۲۷ ج ۳)

بعد وصال امداد کرنا

ایک مرتبہ سید محمد غوث بالا پیر گیلانی ستگھروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ علاقہ دانا آباد میں مع مریدوں کے جارہے تھے ریگستانی علاقہ تھا سب لوگ پیاس سے مضطرب ہوئے۔ انہوں نے فرمایا کہ قصہ مرزا کا کوئی شعر پڑھو ایک آدمی نے ایک شعر پڑھا ناگہاں ایک آدمی غیبی طور پر پانی کی ایک مشک لے کر آیا اور سب کو پانی پلایا پھر غائب ہو گیا سید صاحب نے پوچھا کسی نے پہچانا۔ یہ کون تھا؟ سب نے عرض کیا نہیں۔ انہوں نے فرمایا یہ میاں مرزا خان کھرل دانا آبادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ (شریف التواریخ ص ۴۵۸ ج ۳)

قبر سے آواز دے کر متشابہ دور کرنا

حضرت میاں عبد الصمد صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ رشید حضرت حاجی عبد الغفور صاحب مہاروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں امجاد سے حضرت میاں عبد الغفور ابن حافظ غلام نبی صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فضائل علوم دین سے بہرور شخصیت تھے ان کا معمول تھا کہ جمعرات کو حضرت خواجہ نور محمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر انوار کی زیارت کے لئے مہاراں شریف سے چشتیاں شریف آتے تھے اور حدود قبرستان میں داخل ہوتے وقت بلند آواز سے دلائل الخیرات کی تلاوت کرتے ہوئے گزرتے تھے۔ ایک مرتبہ انھیں تلاوت کے دوران متشابہ پیش آیا تو کسی صاحب مزار نے ماقبل لقمہ دے کر متشابہ دور کر دیا۔ میاں عبد الغفور صاحب مزار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ماقبل کی آواز سن کر گھبرا گئے اور ہانپتے کانپتے چشتیاں شریف اپنے ڈیرہ پر پہنچے جہاں انھیں شدید بخار ہو گیا ان کے پیرو مرشد حضرت شاہ خواجہ سلیمان تونسوی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اتفاق سے چشتیاں شریف آئے ہوئے تھے۔ انھوں نے میاں عبد الغفور صاحب کے خوف زدہ اور بیمار ہونے کی خبر سنی تو ان

کی مزاج پرسی کے لئے ڈیرہ پر تشریف لائے انھیں پانی دم کر کے پلایا اور فرمایا صاجزادہ صاحب آپ اتنی سی بات پر خوف زدہ ہوگئے ہیں یہاں تو ایسے ہزاروں مردان راہ و اصلان بارگاہ مدفون ہیں جن سے بالمشافہ گفتگو کی جاسکتی ہے۔ (تاج العارفین ص ۱۵۲)

شہادت کے بعد دوبارہ زندہ ہو گئے

حضرت مخدوم شاہ معروف خراسانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دفعہ سفر میں تھے راستہ میں ڈاکو ملے انھوں نے دولت کے شبہ سے آپ کو قتل کر کے دریائے جہلم میں ڈبو دیا۔ جب وہ آگے گزرے تو دیکھا کہ آپ زندہ سلامت دوسرے کنارے پر کھڑے ہیں۔ چنانچہ وہ سب سرنگوں ہوئے۔ (شریف التواریخ ص ۸۴۴ج ۱)

فائدہ:۔ یہ واقعہ قرآن کی نص وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ کے مطابق ہے۔

قبر میں پانی کا کوزہ اور تسبیح

حافظ سلطان سکندر بن حافظ نور احمد قریشی خوشابی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ جب شہر خوشاب دریا برد ہو رہا تھا تو ہمارے نانا صاحب شیخ سلطان محمود بن شیخ نوری حضوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت شاہ معروف صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خواب میں ملے اور فرمایا کہ دریا قریب آگیا ہے ہم کو پیچھے ہٹا کر دفن کروانہوں نے صبح کو قبر کھدوانی شروع کی یہاں تک کہ تابوت مل گیا کیا دیکھتے ہیں کہ پاس ایک کوزہ تازہ پانی کا بھرا ہوا پڑا تھا اور ایک طرف تسبیح لٹک رہی تھی اور چہرہ اسی طرح چمک رہا تھا (شریف التواریخ صفحہ ۸۷۸ جلد اول)

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی برھان!

(اقبال)

قبر سے نکل کر لڑکے کی خوشخبری دینا

حضرت حافظ شاہ الٰہی بخش برخورداری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں اولاد نرینہ نہیں ہوتی تھی وہ اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ نور اللہ بن حافظ شاہ محمد حیات صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم سے حضرت سخی بادشاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر بھلوال شریف میں حاضر ہوئے قبر منور ان ایام میں خام تھی اور آس پاس سب جنگل تھا کسی کو وہاں رات رہنے کی جرات نہ ہو سکتی تھی حضرت شاہ الٰہی بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مراقبہ میں بیٹھے رہے۔ تو خود حضرت سخی پیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بجسد نورانی روحانی ظہور فرمایا اور ایک خوبصورت بچہ جس کے دائیں رخسار پر ایک مسہ تھا گردن سے پکڑا اور ان کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا لے یہ تیرا نڈھائے دوم حضرت شاہ قل احمد جیو صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پاک ذات کی گردن پر حضرت سخی بادشاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست مبارک کانشان بھی موجود تھا جو تمام عمر قائم رہا۔ (شریف التواریخ صفحہ ۹۰۱)

انھیں پاکباز بندگان خدا کے متعلق کہا ہے

ہر گز نمیر دانکہ دلش زندہ شود بعشق
ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

قبر سے نکل کر فرمایا ”جا تیرا کام وہاں ہو گا“

حضرت سید محمد شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں اولاد زندہ نہیں رہتی تھی ان کے والد حضرت شاہ محمد امین بن شاہ قل احمد جیو پاک باز نوشاہ ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم کو آباؤ اجداد سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ درگاہ سلیمانیہ سے ہی ہوتا ہے تم وہاں جاؤ چنانچہ حضرت شاہ صاحب سفر پیدل طے کر کے بھلوال شریف پہنچے اور دربار پر حاضر ہو کر دعا کی کہ یا حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جناب الٰہی سے ایسا فرزند دلوادو جو اہل علم حیات والا اور با اقبال ہو جب دعا سے فارغ ہوئے تو ایک ضعیف العمر بزرگ دیکھے۔ انھوں نے پوچھا کہاں سے آئے ہو انہوں نے عرض کیا کہ ساہیوال شریف (ضلع گجرات پنجاب) سے اس پیر مرد نے کہا بھائی صاحب جو کچھ ان کے سخی بادشاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس تھا وہ تو حضرت نوشہ صاحب کو دے گئے تم یہاں کیوں آئے؟ تین بار یہ کلام فرمایا اور غائب ہو گئے۔ جو بعد میں معلوم ہوا کہ وہ خود حضرت سخی پیر عاں جناب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مثالی صورت میں جلوہ گر ہوئے تھے۔ (شریف التواریخ

صفحہ ۹۰۲ جلد اول)

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت ہے کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

جسد اطہر کا دوبارہ ظہور

حضرت خواجہ نوشہ گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو انتقال کئے ایک سو چھ سال (۱۰۶) قمری کا زمانہ گزرا تو دریائے چناب زمین کو گراتا ہوا روضہ شریف کے قریب آگیا صاجزادگان نے کھدائی شروع کروائی تین دن تک آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم اطہر کا تابوت بروز پنجشنبہ بتاریخ ماہ ذیقعدہ ۱۱۷۰ھ بمطابق ماہ ساون ۱۸۱۴ھ بکری موافق چہارم ماہ اگست ۱۷۵۷ء کو اپنی قدیمی جگہ سے برآمد ہوا تین دن تک لوگ زیارت سے مشرف ہوتے رہے آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ مبارک بالکل ایسا تروتازہ تھا جیسا کہ ابھی سوئے ہیں آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا کفن بھی بالکل صحیح وسالم تھا یہ واقعہ انتقال مزارات بعہد حکومت حضرت سلطان عزیز الدین عالمگیری ثانی بن جهاندادشاہ بادشاہ دلی (دہلی) پیش آیا۔

کون کہتا ہے ولی مرگئے
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

جسد اطہر کا سہ (۳) بار ظہور

حضرت خواجہ نوشہ گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پرانوار کو ابھی دوسری جگہ سڑسٹھ (۶۷) سال قمری گزرے تھے کہ پھر دریائے چناب بالکل قریب آگیا اور بسبب طغیانی کے گاؤں کو اور گورستان کو گرانے لگا تو تمام صاجزادگان نے مل کر کھدائی شروع کی اور آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا تابوت شریف بروز دوشنبہ بوقت فجر بتاریخ ۱۸ ماہ شوال ۱۲۳۷ھ بمطابق ۶ جولائی ۱۸۸۲ موافق بسبب ہفتم ماہ باز ۱۸۷۹ء کو اپنی جگہ سابقہ سے برآمد ہوا نصف روز تک زیارت سے مشرف ہوتے رہے پھر دفن کردیا گیا یہ واقعہ انتقال مزارات بعہد حکومت مہاراج رنجیت سنگھ والی لاہور پیش آیا (شریف التواریخ صفحہ ۱۰۴۴ جلد اول)

کمالات ولی مٹی میں بھی یوں جگمگاتے ہیں
کہ جیسے نور ظلمت میں کبھی پنہاں نہیں ہوتا۔

فائدہ:۔ اس قسم کے ہر دور میں ہزاروں بلکہ بے شمار واقعات نمودار ہوئے اور تا قیامت ہوتے رہیں گے جن سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ روح زندہ موجود ہے۔

روح کے کارنامے

موت کے بعد انبیاء علیہم السلام کی ارواح تو ان کے اجساد مبارکہ میں لوٹائی جاتی ہیں امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کی جملہ احادیث مبارکہ کو ایک غزل میں جمع فرمایا ہے جس کا پہلا شعر ہے۔

انبیاء کو اجل آنی ہے فقط آنی ہے

اس غزل کی شرح مفصل فقیر کی تصنیف الحقائق فی الحدائق جلد ۸ میں ملاحظہ ہو۔

انبیاء علیہم السلام صدیقین و شہداء صلحاء اور مومنین اور کفار کی ارواح کا تعلق اجسام سے ہوتا ہے تفصیل و تحقیق کتاب الروح و شرح الصدور اور حیاۃ الموات اور تذکرہ الموتی والقبور اور مختصر تذکرہ قرطبی وغیرہ میں ہے۔ یہاں صرف اتنا سمجھ لیں کہ دنیا میں جو صفات صاحبان ارواح کو حاصل تھیں وہ بعد وفات بھی باقی رہتی ہیں اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر نبی علیہ السلام کی نبوت بعد وصال بھی ان کے ساتھ ہے ایسے ہی ہر ولی کی ولایت یونہی ہر عالم دین کا علم اور حافظ قرآن کا حفظ وغیرہ وغیرہ۔ یونہی وہ صفات جو دنیا میں نصیب تھیں مرنے کے بعد چھینی نہیں جاتیں بلکہ بحال رہتی ہیں اسی لئے امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا من یستمد فی حیاتہ یستمد بعد مماتہ جس سے دنیا میں مدد حاصل کی جاتی تھی ان کے مرنے کے بعد بھی مدد حاصل کی جاتی ہے۔ یہ موضوع ایک طویل بحث چاہتا ہے۔ یہاں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ کی مشہور کتاب "شرح الصدور" اس موضوع پر بہت بڑی مفید اور جامع تصنیف ہے اگرچہ ان سے قبل و بعد اس موضوع پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں لیکن جو قبولیت اس کتاب کو نصیب ہوئی کسی کو یہ مرتبہ نہ ملا

شرح الصدور کے متعلق

یہ کتاب موت سے متعلق ایسی جامع تصنیف ہے کہ اس موضوع کا کوئی مسئلہ تشنہ لب نہیں چھوڑا گیا۔ طرفہ یہ کہ ہر موضوع قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ وغیرہ سے مزین ہے۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے تبحر علمی اور قرآن کریم اور احادیث مبارکہ پر عمیق نظر کا اندازہ یوں ہوتا ہے کہ امام موصوف نے اس جامع تصنیف (شرح الصدور) میں ایک ہزار سے زائد احادیث مبارکہ کا ذکر کیا ہے اور ایک سو سے زائد کتابوں کے حوالے دیئے ان میں احادیث مرفوعہ بھی ہیں اور موقوفہ اور مقطوعہ بھی اس کے لئے فقیر نے ایک اہم کام شرح الصدور کے لئے تیار کر رکھا ہے جو نہ صرف اہل علم کے لئے کارآمد ہے بلکہ عوام اہل اسلام کے لئے بھی بے حد مفید ہے۔ وہ یہ ہے کہ امام سیوطی رحمتہ اللہ کی اس کتاب شرح الصدور کے اسماء الرجال کی تاریخ و ترجمہ یعنی شرح الصدور کے راویان اخبار و ناقلان آثار کے تراجم و حالات مختصرہ، لیکن افسوس کہ اس کی اشاعت فقیر کے امکان سے خارج ہے خدا کرے کوئی مرد میدان میں گرے اور ان قیمتی جواہر کو اپنی ثروت کے ذریعے اسلام پر نچھاور کرے۔ تفصیل مطلوب ہو تو فقیر کی تصنیف الرق المنشور فی رجال شرح الصدور کا مطالعہ فرمائیں (زیر طبع)

شرح الصدور ترجمہ کے متعلق

میرے خیال میں شرح الصدور کا اردو ترجمہ مع اضافات ۱۳۰۶ھ آگرہ میں مطبع مفید سے شائع ہوا۔ اس کے ترجمہ مع اضافہ کا نام فی الفراخ الی منازل البرازخ ہے۔ جسے مولوی ذوالفقار احمد نقوی نے مرتب کیا۔ اس کی اردو قدیم اور پھر اضافات سے اصل کتاب (شرح الصدور) کے متعلق صحیح طریق سے نشاندہی نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد ممکن ہے اور تراجم بھی کئے گئے ہوں مکتب فکر دیوبند کا ایک ترجمہ میری نظر سے گذرا اس میں حسب عادت مترجم نے خیانت سے کام لیا۔ خدا بھلا کرے علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری رحمتہ اللہ علیہ کا انہوں نے اس کا ترجمہ کیا اور نہایت ہی دیانت داری سے ترجمہ کا حق ادا کیا اس کے علاوہ ملک شبیر احمد مالک ادارہ شبیر برادرز لاہور (پاکستان) نے کسی سے ترجمہ کروا کر ابتدائیہ فقیر اویسی غفرلہ سے لکھوایا جو تا حال لاہور میں مسلسل شائع ہو رہا ہے اور مفتی صاحب مرحوم کے ترجمہ کو ایک بار کراچی سے چھاپا گیا اس کے بعد کتاب شرح الصدور مترجم نایاب ہو گئی۔ ضرورت تھی

کہ یہ کتاب بار بار شائع ہو خدا تعالیٰ نے اس کی توفیق سبزواری پبلشرز کے عہدیداران کو بخشی فقیر کے لئے اس پر کچھ لکھنے کا فرمان پہنچا فاضل محترم عزیز و مولانا حافظ الحاج محمد عبدالکریم صاحب قادری خطیب جامع مسجد حیدری 'کراچی باب المدینہ (پاکستان) نے ساتھ ہی تاکید فرمائی کہ مضمون جامع لکھیں۔ فقیر نے اپنی استطاعت پر چند سطور عرض کر دیئے ہیں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم الروف الرحیم وعلی الہ واصحابہ اجمعین○

مدینے کا بھکاری

فقیر قادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۲۵ محرم ۱۴۱۸ء ۲ جون ۱۹۹۷ء

شب پیر مبارک پونے ۱۲ بجے

تقریظ

جگر گوشۂ غزالئ زماں مفکر اسلام پروفیسر حضرت علامہ سید مظہر سعید کاظمی صاحب مد ظلہ العالی

امیر جماعت اہلسنّت پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمده و نصلى على رسوله الكريم
وعلى اله وصحبه اجمعين امابعد

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ آسمان علم و عرفان کا وہ نیر تاباں تھے جس کی ضیاء پاشیوں سے ایک زمانہ منور ہوا۔ آپ کی جلالت علمی سے انکار کا کسی کو یارا نہیں۔ بہت سی شہرہ آفاق مستند کتابوں کے مصنف ہیں شرح الصدور آپ کی وہ معرکتہ الآرا تصنیف ہے جس سے ہر خاص و عام نے استفادہ کیا ہے۔ طبقہ علماءاور عامتہ المسلمین میں اسے یکساں مقبولیت حاصل رہی ہے۔ اس کتاب کی وجہ سے امت مسلمہ کے بے شمار بھٹکے ہوئے افراد کو اصلاح احوال کے بعد صراط مستقیم پر چلنے اور نجات اخروی حاصل کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

اس پر آشوب اور پرفتن دور میں جبکہ اسلامی اقدار کو بڑی تیزی سے حیا سوز انداز میں پامال کیا جارہا ہے شرح الصدور کا ترجمہ شائع کرنا وقت کی ضرورت بھی ہے اور بہت بڑے اجر کا کام بھی۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے محترم مولانا عبدالکریم قادری صاحب کو اس کی توفیق رفیق عطا فرمائی۔ مولانا موصوف ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں کہ انہوں نے نہایت محنت اور جانفشانی سے شرح الصدور کے ایک مستند ترجمہ کو شائع کر کے وقت کی ضرورت کو پورا کیا اور ایک اہم دینی فریضہ انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ مولانا عبدالکریم قادری صاحب اور اراکین سبزواری پبلشرز کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے اور دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے آمین۔

شرح الصدور کے یوں تو بہت سے تراجم بازار میں دستیاب ہیں لیکن مولانا عبدالکریم قادری صاحب نے جس ترجمے کو شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ یہ ترجمہ اہلسنّت کے مایہ ناز عالم دین حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا تھا جو اپنی بے

شمار خوبیوں کی بنا پر نہ صرف بالکل منفرد اور ممتاز ہے بلکہ بے پناہ افادیت رکھتا ہے۔

عام لوگوں کے نزدیک ترجمہ کرنا بہت آسان کام ہے لیکن اہل علم اس کی نزاکتوں اور باریکیوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ اسی بنا پر ترجمہ کا فن انتہائی مشکل اور صبر آزما تصور کیا جاتا ہے۔ کسی کتاب کا صحیح ترجمہ کرنے اور مصنف کے مافی الضمیر کو صحیح معنی میں دوسری زبان میں منتقل کرنے کے لئے دیگر امور کے علاوہ مترجم میں تین چیزوں کا پایا جانا بے حد ضروری ہے۔ پہلی چیز تو یہ کہ اصل کتاب جس زبان میں تحریر کی گئی ہے اس زبان پر مکمل عبور یعنی اس زبان کے روز مرہ محاورات اور مصطلحات سے پوری واقفیت دوسرے یہ کہ جس زبان میں ترجمہ کیا جانا ہے اس زبان میں مہارت اور اس میں قدرت اظہار۔ تیسرے یہ کہ کتاب جس فن اور موضوع کے متعلق ہے اس فن اور موضوع سے مکمل واقفیت۔ شرح الصدور کے مترجم حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمتہ میں یہ تینوں خصوصیات پائی جاتی تھیں۔ وہ عربی زبان (قدیم و جدید) کے ماہر تھے۔ اردو ان کی مادری زبان تھی اور وہ اس میں اظہار خیال کے مختلف پیرایوں پر قدرت رکھتے تھے۔ زبان کی یہ چاشنی ان کے ترجمے کی نمایاں خصوصیت ہے۔ اس کے علاوہ وہ ایک جید عالم دین تھے اور علوم دینیہ پر ان کی نظر بڑی گہری تھی۔

مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمتہ کو میں بچپن سے جانتا ہوں۔ وہ دس سال کی عمر میں ملتان آئے اور مدرسہ انوار العلوم میں اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ آپ کے والد محترم حضرت مفتی سید مسعود علی قادری علیہ الرحمتہ مدرسہ کے مفتی اور سینئر اساتذہ میں سے تھے۔ میری عمر اس وقت پانچ سال تھی۔ بچپن اور لڑکپن کی یادیں اب نسیان کی نذر ہو کر ماضی کے دھندلکوں میں گم ہو گئی ہیں۔ لیکن اگر میں یادداشت کی دھندلی دوربین لگا کر ماضی کے جھروکے میں جھانکوں تو مفتی شجاعت علی قادری علیہ الرحمتہ کی نوجوانی کی جو فلم میرے ذہن کے پردے پر ابھرتی ہے وہ ایک ایسے نوجوان کی ہے جو حسن سیرت اور حسن صورت دونوں سے متصف ہے۔ جو ایک طرف اپنے ساتھیوں میں ظرافت کے پھول بکھیر رہا ہے اور ان سے اپنے ذوق لطیف اور حسن مزاح کی داد وصول کر رہا ہے تو دوسری طرف کلاس میں ایک مؤدب مگر نہایت ذہین طالب علم ہے جو نت نئے اور اچھوتے سوالات کر کے اساتذہ سے اپنی ذہانت کا لوہا منوا رہا ہے۔ اس کا مقصد استاد کو زچ کرنا

نہیں بلکہ اپنے ذہن میں پڑی گرہوں کو کھولنا اور گھتیوں کو سلجھانا ہے۔

مفتی شجاعت علی قادری علیہ الرحمتہ زمانہ طالب علمی میں نہایت محنتی' کتابوں کے دلدادہ اور مطالعے کے رسیا تھے۔ وہ روزانہ اپنے ہم سبق ساتھیوں کے ساتھ کتاب کا تکرار ضرور کرتے تھے جو سبق کو سمجھنے اور ذہن میں بٹھانے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ وہ ایک متواضع اور منکسرالمزاج طالب علم کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے۔ تحصیل علم کے بعد عملی زندگی میرے بڑے بڑے عہدوں پر پہنچنے کے باوجود ان کے مزاج میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ ذہانت تواضع و انکساری اور بذلہ سنجی ان کی شخصیت کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی صحبت میں بیٹھنے والا شخص کبھی اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا تھا۔

مفتی شجاعت علی قادری علیہ الرحمتہ نے شروع سے آخر تک تمام تعلیم مدرسہ انوار العلوم ملتان میں حاصل کی۔ بلاشبہ مفتی صاحب مرحوم اپنی مادر علمی کے لئے باعث افتخار تھے۔ میرے والد گرامی غزالی زماں' رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ العزیز مفتی صاحب مرحوم سے دوران تعلیم بے حد شفقت فرماتے اور ان کی محنت' لگن اور ذہانت کی تعریف فرماتے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد مفتی صاحب کراچی چلے گئے۔ بعد میں جب بھی مفتی صاحب کا تذکرہ ہوتا حضرت غزالی دوراں علیہ الرحمہ اپنے اس شاگرد رشید کو تعریفی کلمات کے ساتھ یاد فرماتے تھے۔ جب کبھی مفتی صاحب کو اپنے استاد محترم سے ملاقات کا موقع ملتا تو اپنے بہت سے علمی اشکال حضرت غزالی دوراں علیہ الرحمہ سے حل کرالیا کرتے تھے۔

میرے ساتھ مفتی شجاعت علی قادری صاحب علیہ الرحمتہ کے نہایت خوشگوار' بے تکلف' دوستانہ اور برادرانہ تعلقات تھے۔ اگرچہ میں عمر میں ان سے چھوٹا تھا لیکن جب بھی ملاقات ہوئی استادزادہ ہونے کے ناتے ادب و احترام کے تمام تقاضوں کو پوری طرح ملحوظ رکھتے۔ وہ بلاشبہ حضرت غزالی زماں علیہ الرحمہ کے قابل فخر شاگرد تھے۔

مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمتہ ہم سے بہت جلد جدا ہوگئے۔ ان کی وفات حسرت آیات پر جتنے بھی آنسو بہائے جائیں کم ہیں اس لئے کہ ان کی وفات ایسے وقت ہوئی جب ان میں علم و عمل کی تمام تر صلاحیتیں اپنے شباب پر تھیں۔ اس مختصر عمر میں وہ جن مناصب جلیلہ پر

فائز ہوئے اور جو گرانقدر علمی خدمات انہوں نے انجام دیں وہ اہل علم کے لئے قابل رشک ہیں۔
اللہ تعالیٰ حضرت مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمتہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا
فرمائے اور ان کی امانتوں کی حفاظت فرمائے آمین بجاہ المرسلین ﷺ

فقط
فقیر سید مظہر سعید کاظمی غفرلہ
یکم صفر المظفر ۱۴۱۹ء
۲۸ مئی ۱۹۹۸ء

تقریظ

۷۸۶
۹۲

سرمایہ اہلسنّت استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی عبد القیوم ہزاوری صاحب۔
ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس پاکستان مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ۔لاہور
عزیزم محترم مولانا عبد الکریم قادری صاحب زید مجدہٗ
السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج گرامی

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ حضرت علامہ مفتی شجاعت علی قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ترجمہ "شرح الصدور" شائع کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے ایک طرف مولانا مفتی صاحب مرحوم کی یہ یادگار زندہ رہے گی اور دوسری طرف عوام الناس مسلمانوں کو مسلک اہل سنت سے آگاہی ہوگی کہ اکابر اسلاف کا مسلک یہی تھا اس پر آپ کی تعلیقات سے مزید فائدہ ہوگا کہ زیر بحث مسئلہ میں ابہام ختم ہو جائے گا۔ اگر احادیث کی کتب کے ساتھ احادیث کی تخریج ہو جاتی تو وقتی معیار پورا ہو جاتا کیونکہ موجود دور میں تخریج حوالہ جات ضروری سمجھا جاتا ہے۔ تاہم شرح الصدور کے مراجع و ماخذ (کتب) کا ذکر اور ان کی فہرست بھی مفید ہے۔ اگر ہو سکے تو آئندہ ایڈیشن میں تخریج کا کام ضرور کر دیں' اگرچہ یہ کام ذرا محنت طلب ہے لیکن جامعہ نعیمیہ کی لائبریری جامع ہے کوئی زیادہ تکلیف نہ ہوگی۔ حضرت جمیل الملت کی تقدیم میں حضرت مفتی صاحب مرحوم کا سوانحی خاکہ قابل قدر ہے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی اس قابل قدر محنت اور مساعی سے اشاعت حق اور رسد باطل ہوگا جس کا اجر و ثواب وافر ذخر ہوگا۔

والسلام

محمد عبد القیوم غفرلہٗ

تقریظ

محافظ مسلک اہلسنّت رئیس التحریر حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ۔لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم
وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

حضرت امام علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ علمی دنیا کا وہ مستند نام ہے جو زباں زد خاص وعام ہے' انھوں نے عمر عزیز قرآن وحدیث علوم قرآن 'فقہ اور تصوف کی خدمت میں بسر کی' تفسیر در منثور' نصف تفسیر جلالین' الاتقان فی علوم القرآن' اور الخصائص الکبریٰ آپ کی وہ تصانیف ہیں جنہیں شہرت دوام حاصل ہے' الحاوی للفتاوی دو جلدوں میں آپ کے تبحر علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے' الاقتراح آپ کی نحو میں وہ نادر روزگار تصنیف ہے جو اصول فقہ کے انداز پر مرتب کی گئی ہے۔

پیش نظر کتاب "شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور" کا ترجمہ ہے' اس وقت ایسی کتب کے مطالعہ کی شدید ضرورت ہے جن سے اللہ تعالیٰ کا خوف اور آخرت کی یاد پیدا ہو' سرکار دوعالم ﷺ کے نقش قدم پر چل کر اپنی دنیا اور آخرت کے سنوارنے کا احساس پیدا ہو' لادینیت' عریانی' گرانی' بے چینی اور بدامنی کے منہ زور سیلاب کے روکنے کا یہی ایک راستہ ہے کہ ہمارے دل خشیت الٰہی سے معمور ہوں' حضور سید عالم ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا شوق پیدا ہو اور یہ احساس بیدار ہو کہ دنیا فانی ہے اور قیامت کا دن یقیناً آنے والا ہے جس دن ہر نیکی اور بدی کا حساب دینا ہے' تب ہی ہم انسانوں کی طرح جینا سیکھ سکیں گے اور اپنے مسلک کو امن وامان کا گہوارہ بنا سکیں گے۔

شرح الصدور کا ترجمہ مولانا مفتی سید شجاعت علی قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سابق جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان' و شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ' کراچی کی کوشش کا نتیجہ ہے' مفتی صاحب بیک وقت

علوم دینیہ اور علوم عصریہ کے متبحر فاضل تھے' قدیم اور جدید عربی پر گہرا عبور رکھتے تھے' وہ بہت محنتی تھے۔ مختلف عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود تصنیف و تالیف کے لئے وقت نکال لیتے تھے۔ ان کے رواں دواں قلم نے تفسیر مظہری کا ترجمہ کیا' فقہ اہل سنت چار حصوں میں' انشاء العربیہ چار حصوں میں لکھی' ان کے علاوہ شرح الصدور کا ترجمہ کیا جس نے مقبولیت عامہ حاصل کی۔

مفتی صاحب صحیح معنوں میں مرنجاں مرنج شخصیت تھے' وفاقی شرعی عدالت کے جسٹس بننے کے بعد بھی جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور میں تشریف لاتے اور احباب کے ساتھ یوں گھل مل جاتے کہ اجنبیت اور برتری کا احساس تک نہ ہوتا' جہاں جاتے ہمہ وقت تبلیغ دین کے لئے تیار رہتے۔ بلکہ بعض اوقات خود کہہ کر تبلیغ دین کے مواقع مہیا کر لیتے۔ لطف کی بات یہ کہ خشک مزاجی سے کوسوں دور تھے' خود بھی خوش رہتے اور ان کی مجلس میں بیٹھنے والے بھی خوش رہتے' بات بات پر مجلس کو کشت زعفران بنا دیتے تھے۔

پیش نظر ایڈیشن مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیرینہ رفیق اور اہل سنت و جماعت کے نامور عالم دین مولانا علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی استاذ الحدیث و ناظم تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ' کراچی کی نظر ثانی کے بعد پیش کیا جا رہا ہے' علامہ نعیمی نے گوناگوں مشاغل اور علالت کے باوجود جہاں ضرورت محسوس کی مسلک اہل سنت و جماعت کی تائید میں حواشی لکھے' غیر واضح جملوں کی وضاحت کی' قرآن پاک کی آیت اور سورہ کا نمبر تحریر فرمایا اور شرح الصدور کے ماخذ و مراجع کی فہرست مرتب فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس محنت کی جزائے خیر عطا فرمائے۔

عرصہ سے شرح الصدور کا یہ ترجمہ نایاب تھا اور اس کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ عزیزان محترم مولانا عبدالکریم قادری رضوی خطیب جامع مسجد حیدری' درگاہ حضرت سید محمد شاہ دولھا بخاری' کھارادر' کراچی اور محترم محمد شعیب مدنی کو اس شاندار اشاعت پر اجر جمیل عطا فرمائے۔ اور مسلک اہل سنت و جماعت کے لٹریچر کی اشاعت پر تمام توانائی صرف کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اس وقت کی اہم ضرورت ہے۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

۲۴ صفر ۱۴۱۸ھ

۳۰ جون ۱۹۹۷ء

تقریظ

استاذ العلماء فاضل جلیل عالم نبیل مصنف و مترجم کتب کثیرہ

حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری مد ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رحمۃ للعالمین اما بعد

اہلسنت و جماعت کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ رہا ہے کہ موت کے بعد انسان فنا نہیں ہو جاتا بلکہ وہ اس جہاں (عالم دنیا) سے دوسرے جہاں (عالم برزخ) کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ عالم ارواح سے منتقل ہو کر عالم دنیا میں آیا تھا۔ عالم ارواح میں فقط روح تھی عالم دنیا میں اسے جسم بھی دیا گیا عالم برزخ میں روح اور جسم دونوں کے ساتھ منتقل ہوتا ہے۔ برزخ میں معاملہ اس کے عقائد و اعمال کے مطابق ہو گا۔ اگر وہ سچا مومن ہوا تو اسے وہاں راحت و سکون میسر آئے گا۔ رب تعالیٰ کے ملائکہ کامیابی پر اسے کہیں گے۔

نم کنومۃ العروس ○

ترجمہ:۔ تم پہلی رات کی دلہن کی طرح سو جاؤ۔

یعنی اب تو آرام میں ہے۔

اگر فوت ہونے والا کافر و منافق ہوا تو اس پر عذاب الٰہی کا نزول ہو گا جس کی وجہ سے وہ نہایت ہی اضطراب و پریشانی میں ہو گا۔ حضور سرور دو عالم ﷺ کو ماننے والا ہوا تو اس کی قبر

روضۃ من ریاض الجنہ

ترجمہ:۔ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے گی۔

اور اگر وہ اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہوا تو اس کی قبر

حفرۃ من النیران ترجمہ:۔ دوزخ کا گڑھا بن جائے گی

الغرض وہاں ہر انسان کے عقائد و اعمال کے مطابق سلوک ہو گا۔ مثلاً حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان ہے

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کا کھانا حرام فرمادیا ہے۔

شہداء کے بارے میں قرآن مجید نے کئی جگہ صراحت فرمائی انہیں مردہ مت کہو۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ (البقرہ آیت)

ترجمہ:۔ اللہ کی راہ میں قتل کیے جانے والوں کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا مردہ گمان تک نہ کرو۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○

ترجمہ:۔ اللہ کی راہ میں قتل کئے جانے والوں کو مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کے یہاں ہر قسم کا رزق پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دے دی کہ تم ان کی زندگی پر ایمان لے آؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے اگر عقل کہے ہم نے تو اپنے ہاتھوں دفن کیا ہے اس کا جسم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ ہم نے اسے نہلایا کفن دیا مگر اس نے حرکت تک نہ کی تو اب اسے ہم زندہ کیسے مان لیں تو قرآن نے اتنا کہہ کہ بات ختم کر دی تم اس قدر صاحب شعور نہیں کہ اس حقیقت کو پالو اب ان مباحث میں الجھنے کے بجائے یہ ایمان رکھو وہ زندہ ہیں۔ بعض عقل کے غلاموں نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا انسان موت ہونے کے بعد فنا ہو جاتا ہے اس کی حقیقت ایک جماد جیسی ہو جاتی ہے حتی کہ انھوں نے سرور عالم ﷺ کی حیات طیبہ کا انکار کر دیا۔ ابن حزم نے لکھا کہ کرامیہ نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً حضور علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ بنالیا کہ آپ ﷺ چونکہ حقیقی حیات کے ساتھ زندہ نہیں اس لئے اب آپ رسول نہیں ہاں رسول تھے۔

ترجمہ:۔ ایک نیا بدعتی فرقہ پیدا ہوا ہے جو کہتا ہے محمد بن عبداللہ اب رسول نہیں رہے ہاں پہلے وہ رسول تھے۔ (کتاب الملل ص ۲-۸۸)

کتب عقائد میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک لکھتے ہوئے کرامیہ کے بارے میں لکھا گیا۔

ترجمہ:۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا موقف یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اب بھی حقیقی طور پر رسول ہیں اور کرامیہ کہتے ہیں اب وہ حقیقی معنوں میں رسول نہیں رہے۔

ایسے لوگوں کا رد بلیغ مستند علماء کرام نے کیا جب کرامیہ نے اس مسئلہ کو اٹھایا تو حضرت امام ابوالحسن

اشعری (۳۲۴ء) امام ابو منصور ماتریدی (۳۳۳ء) امام طحاوی (۳۲۱ء) امام احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸) امام ابو القاسم الکریم القشیری (۴۶۵ء) رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خوب رد کیا۔ امام بیہقی علیہ الرحمہ نے "حیاۃ الانبیاء" کے نام سے کتاب تحریر فرمائی جس کی شرح بنام "آپ زندہ ہیں واللہ" علامہ محمد عباس رضوی مدظلہ العالی نے کردی ہے۔ دسویں صدی میں جب پھر یہ مسئلہ اٹھایا تو حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اس موضوع پر مستقل کام کیا۔ خصوصاً دو کتابیں نہایت اہم ہیں۔ ۱۔ شرح الصدور۔ ۲۔ حیاۃ الانبیاء

ہمارے دور میں چونکہ کچھ لوگ پھر اس گمراہی کی طرف جا رہے ہیں لہٰذا اس موضوع پر کام کی اشد ضرورت تھی۔ بحمد اللہ! اردو خواں حضرات کے لئے حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی "شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور" کا ترجمہ اس موضوع پر کافی مواد فراہم کردے گا۔ یہ کتاب عالم اسلام کے عظیم محقق اور حافظ الحدیث کی کتاب ہے۔ اس پر علامہ مفتی محمد شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قیمتی حواشی اور سلیس ترجمہ سونے پر سہاگہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ سبزواری پبلشرز کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے بڑی محنت سے حضرت مولانا حافظ عبدالکریم قادری خطیب جامع مسجد حیدری محمد شاہ دولہا بخاری علیہ الرحمہ کھارادر کراچی کی رہنمائی میں اسکی طباعت کا اہتمام کیا۔ جزاک اللہ خیرا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے مطالعہ اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

اسلام کا ادنیٰ خادم

محمد خان قادری

جامع رحمانیہ شادمان ٹاؤن۔ لاہور

بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب

۳۰ اکتوبر ۱۹۹۷ء

تقریظ

استاذ العلماء سرمایہ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا مفتی عبد الرزاق
بھترالوی حطاروی قبلہ شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (سورۃ ۳ آیۃ ۱۸۵)

ترجمہ ! ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے (کنزالایمان)

ہر نفس پر موت آنی ہے اور قیامت کا آنا بھی یقینی ہے قیامت کے دن حساب و کتاب ہوگا' قیامت کا دن جزا اور سزا کا دن ہے' کچھ لوگوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا' کچھ لوگ جہنم کا ایندھن بنیں گے' جو آگ سے بچ گئے اور جنت میں داخل کئے گئے وہی کامیاب ہوں گے' دنیا حقیر ہے کیونکہ دنیاوی زندگی ناپائیدار اور فانی ہے۔

نفس کے مختلف معانی ہیں ! دل' روح' ذات' خون' سانس اور جان والا بدن۔

اس آیت میں آخری معنی مراد ہے۔

خیال رہے کہ نفس کا اطلاق اگرچہ اللہ تعالیٰ پر بھی ہے لیکن وہ موت سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر جان والے بدن پر موت آتی ہے' خواہ وہ بدن خاکی ہو جیسے انسانوں کا' یا ناری ہو جیسے جنوں کا' یا نوری ہو جیسے فرشتوں کا یعنی تمام مخلوق پر موت آنی ہے۔

موت وحیات کے مختلف معانی

(۱) انسان کی روح کا تعلق بدن سے قائم رہنا حیات، اور یہ تعلق ٹوٹ جانا موت ہے۔

(۲) زمین میں نباتات اگانے کی تاثیر کا پایا جانا حیات، اور نہ پایا جانا موت ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے وَمَآ اَنزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

(۳) ایمان کو حیات کہا گیا ہے اور کفر کو موت اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ" (اور برابر نہیں زندے اور مردے بے شک اللہ سناتا ہے جسے چاہے اور تم نہیں سنانے والے انہیں جو (کافر ہیں ان کی طرح ہیں) جو قبروں میں پڑے ہیں۔

(۴) حیات کا مطلب ہے توجہ کرنا اور موت کا معنیٰ توجہ ہٹانا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی مجھ پر سلام پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ میری توجہ اس کی طرف مبذول کردیتا ہے یہاں تک کے میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (مسند احمد ،ابوداؤد)

(۵) حیات کے معنی بیداری اور موت کا معنیٰ نیند اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى" اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے (یعنی تمہیں سلاتا ہے) اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ پھر تمہیں دن میں اٹھاتا ہے کے ٹھہرائی ہوئی میعاد پوری ہو۔

(۶) حیات سے مراد دلوں کا زندہ ہونا اور موت سے مراد دلوں کی مردگی۔

(۷) حیات سے مراد عزت کی زندگی اور موت سے مراد ذلت کی زندگی جو مردہ ہونے کی طرح ہے۔

(۸) حیات سے مراد شہادت ہے جو دنیا کی زندگی سے اعلیٰ زندگی عطاء کرتی ہے اور موت سے مراد دنیاوی زندگی ہے جو بنسبت شہادت کی زندگی کے کمتر اور گھٹیا ہوتی ہے۔

موت کی یاد کافائدہ

موت کی یاد باعث تسلی ہے' روح المعانی میں ہے کے موت کا ذکر کرکے رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی تاکہ آپ کفار کے جبرو تشدد سے پریشان نہ ہوں' موت کی یاد سے غم' پریشانیاں' دنیاوی تفکرات زائل ہوجاتے ہیں۔ جب انسان کو یہ معلوم ہوجائے کے موت ایک دن ضرور آنی ہے تو اس کو کوئی غم و پریشانی نہیں رہتی کیونکہ موت کے ڈر سے ہی انسان کو یہ یقین ہوجائے کہ موت کے بعد اس جہاں سے ایک اور جہاں میں جانا ہے اور وہاں اچھے اور برے انسانوں میں تمیز ہوجائے گی' نیک لوگوں کو ان کے اچھے اعمال کی جزاء ملے گی اور برے لوگوں کو ان کے برے اعمال کی سزا ملے گی تو انسان یقیناً نیکیوں کو حاصل کرنے کی اور برائیوں سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ موت و حیات کی تخلیق کا مقصد رب تعالیٰ نے ان الفاظ مبارکہ سے بیان کیا۔

اَلَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا

جس نے موت اور زندگی پیدا کی تاکہ وہ تمہیں آزمائے کے تم میں سے عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔

انسان اگر آیت کے صرف اسی حصہ میں غور کرے "لیبلوکم ایکم احسن عملا" تو اس کی ہدایت کے لئے کافی ہے اس کے دل میں یہ احساس پختہ ہوجاتا ہے کے یہ دنیا اس کے لئے امتحان گاہ ہے یہ زندگی عارضی' ناپائیدار ہے اس کے لئے امتحان کی مدت ہے اور امتحان بھی وہ لے رہا ہے جو خالق کائنات ہے ہر چیز پر غالب ہر ظاہر اور باطن کو جاننے والا ہے اگر یہ یقین حاصل ہوجائے تو پھر انسان کی کیا مجال ہے کے وہ اپنے دامن کو گناہوں سے آلودہ کرلے۔

موت ایک جہان سے دوسرے جہان کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے۔ موت مرمٹ جانے اور فنا ہوجانے کا نام نہیں۔

جب انسان کو یہ سمجھ آجائے کے موت کے بعد برزخ میں زندگی حاصل ہوتی ہے۔ منکر و نکیر سوال کرتے ہیں' قبر میں عذاب یا راحت حاصل ہوتی ہے تو انسان یقیناً انسان بن کر رہے گا' خونخوار درندہ نہیں بنے گا۔ لیکن جب یہ عقیدہ ہو کہ مرکر خاک ہوجانا ہے اس کے بعد کوئی حساب نہیں کوئی عذاب نہیں تو وہ انسان کبھی انسان نہیں بن سکے گا۔ وہ قتل و غارت' فتنہ و فساد' جنگ و جدال ہی ہر وقت برپا کرتا رہے گا۔

آج ملک فتنہ و فساد میں ان لوگوں کی وجہ سے ہی مبتلاء ہے جو قبر کے عذاب اور برزخی زندگی کے قائل نہیں۔

موت، قبر، حشر کا ذکر علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل طریقہ سے اپنی کتاب "شرح الصدور" میں ذکر فرمایا ہے۔ اصل کتاب عربی میں ہے عام لوگ عربی سے واقف نہیں اس لئے کتاب کا ترجمہ اردو میں جسٹس پروفیسر ڈاکٹر مفتی شجاعت علی قادری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

جسے مولانا حافظ عبدالکریم قادری رضوی صاحب سبزواری پبلشرز کی طرف سے طبع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ علماء، طلباء اور عوام اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

عبدالرازاق بھترالوی حطاروی
۱۹ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ
16/5/98

تقریظ

پیر طریقت مجاہد اہلسنّت حضرت علامہ مولانا سیّد شاہ تراب الحق قادری رضوی
مدظلہ العالی نائب مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی

موت ایک ایسی منزل ہے جس سے کسی بشر کو مفر نہیں جو بھی جاندار ہے اسے ایک دن موت کا مزا چھکنا ہے کوئی شخص بڑا ہو یا چھوٹا اسے ضرور موت کی منزل سے گذرنا ہے حتی کہ انبیاء کرام علیھم الصلوۃ والسلام کو بھی یہ مرحلہ پیش آیا' انبیاء کرام علیھم الصلوۃ والسلام انسانیت کی اتنی بلندی پر فائز ہیں کہ ان کی ارواح ان کے اجسام سے تو نکالی جاتی ہیں مگر اس قانون موت کے بعد دوبارہ ان کے اجسام میں لوٹا دی جاتی ہیں دنیا میں جس صورت سے وہ متصف تھے بعد وصال اللہ تعالیٰ کی عطا سے حیات کی اس سے بھی کئی بلند منزل پر فائز کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث مقدسہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ملاحظہ فرمایا یہاں تک کہ بیت المقدس میں تمام انبیاء کرام علیھم الصلوۃ کی امامت فرمائی خود نبی کریم ﷺ کا بعد وصال اپنی قبر انور میں اپنی امت کو یاد فرمانا حدیث سے ثابت ہے۔ ان تمام شواہد کو سامنے رکھتے ہوئے اہلسنّت و جماعت بعد وصال انبیاء کرام علیھم الصلوۃ والسلام کی حیات کے قائل ہیں عام آدمی کی موت بڑی مختلف ہے اسے موت سے پہلے کئی مرحلوں سے گذرنا ہوتا ہے امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس امت پر احسان عظیم فرمایا کہ موت سے متعلقہ تمام شواہد اور امور کا احاطہ کرتے ہوئے اس کتاب کو تصنیف فرمایا کتاب کے عنوانات ہی کو ملاحظہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عظیم مصنف تھے ہر قاری کو اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

مثال کے طور پر ! موت کا بیان' موت کی تمنا کرنا' موت کی تمنا کی مخالفت' اللہ کی اطاعت میں لمبی عمر' موت کی تیاری' موت کا پیغام' موت کی کیفیت' موت کی علامات' خاتمہ بالخیر' قبر کی زندگی' قبر کی ہولناکیاں' عذاب قبر' قبروں میں مردوں کے حالات' روحوں کی قیام گاہ' زیارت قبور' میت کو

راحت پہنچانے کے اسباب' زندوں کے اعمال سے میت کو نفع' زندوں اور مردوں کی ارواح کی ملاقات' میت پر نوحہ کی ممانعت' اسلام میں اپنے مردوں کو برا کہنے کی ممانعت' اس جیسے کئی عنوانات قائم کرکے ہر عنوان کو مستند احادیث و روایات نقل کرکے اپنی کتاب میں بڑا وزن پیدا کیا۔ موت کے عنوان پر کوئی آدمی اگر تحقیق کرے تو اس کتاب سے استفادہ کے بغیر چارہ کار نہیں۔ اس بے راہ روی کے دور میں ہر شخص حلال و حرام میں امتیاز' آخرت کی فکر' موت سے غفلت' اللہ تعالیٰ کے دربار میں جواب دہی سے کنارہ' خاتمہ بالخیر' موت کی اذیت' موت کے وقت ایمان کی سلامتی فرائض و واجبات کی ادائے گی' حقوق اللہ اور حقوق العباد کا پاس' ان سارے اسباق کو ایسا لگتا ہے کہ انسان بھول گیا' اس کتاب کے پڑھنے سے سارے غفلت کے پردے یکسر اٹھ جاتے ہیں اور آدمی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں مستعد ہوجاتا ہے ہر شخص کے لئے فی زمانہ اس کتاب کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ مصنف علیہ الرحمہ کی قبر کو اللہ تعالیٰ روشن فرمائے اپنی زندگی میں بے شمار گرانقدر کتابوں کو چھوڑا ان کتابوں میں ایک "شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور" بھی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے مترجم مفتی اہلسنت حضرت علامہ مولانا سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے وقت کی ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس عظیم کتاب کا ترجمہ فرمایا۔ (ادارہ سبزواری پبلشرز) اس کتاب کو شائع کرنے کا شرف حاصل کررہا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اس کتاب کی اشاعت میں جن جن حضرات نے مساعی جمیلہ کیں ان سب کی خدمات کو اللہ تعالیٰ شرف قبولیت بخشے اور ہم سب کو عمل خیر اور ہمہ وقت موت کو یاد رکھ کر اپنی آخرت سنوارنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ نبی الکریم علیہ وعلی الہ افضل الصلوۃ والتسلیم

فقیر سید شاہ تراب الحق قادری

١٦ محرم الحرام ١٤١٩ء

تقدیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے تبحر علمی اور قرآن عظیم و حدیث رسول کریم ﷺ پر عمیق نظر کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ علامہ موصوف نے اپنی اس مختصر مگر جامع اور عظیم کتاب یعنی (شرح الصدور) میں ایک ہزار سے زائد احادیث مبارکہ کا ذکر کیا اور ایک سو سے زائد کتابوں کے حوالے پیش کئے۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

احقر کا خیال تھا کہ علامہ موصوف نے اس کتاب میں جو ایک ہزار سے زائد حدیث مقدسہ کا ذکر کیا ہے جس میں احادیث مرفوعہ بھی ہیں اور احادیث موقوفہ و مقطوعہ بھی ہیں اس کی تخریج کے ساتھ ساتھ کتب حدیث کی اہمیت و حیثیت اور اسکے مصنفین و مؤلفین کی خدمات نیز ان کے حالات زندگی پر بھی روشنی ڈالی جائے لیکن میرے لئے دو باتیں آڑے آئیں ایک تو قلت وقت اور دوسرے اچانک طبیعت کی خرابی۔ اہل علم پر یہ چیز مخفی نہیں کہ اتنی کثیر احادیث مبارکہ کی تخریج کے کام کے ساتھ مصنفین و مؤلفین کے حالات و کوائف کوئی آسان کام نہیں۔ جس کے لئے وقت بھی چاہئے نیز محنت بھی اور فی الوقت احقر کے پاس یہ دونوں چیزیں مفقود ہیں لیکن دوسری جانب ہمارے عزیز محترم برادر دینی و ایمانی حضرت مولانا عبدالکریم صاحب قادری زید مجدہٗ خطیب و امام مسجد حیدری کا پرزور اصرار کہ کتاب جلد از جلد ہمارے سپرد کی جائے لہٰذا احقر نے مختصر کام کے بعد کتاب مولانا کی خدمت میں پیش کردی۔ فللہ الحمد○

مارکیٹ میں اس کتاب کے متعدد ترجمے موجود ہیں جو اپنوں کے بھی ہیں اور غیروں کے بھی لیکن کسی کو مکمل ترجمہ نہیں کہا جاسکتا بلکہ بعض حضرات نے تو اپنے غلط عقائد و نظریات کو بھی داخل کرنے کی ناکام کوشش کی۔ سرے دست کسی ترجمے پر اعتماد کیا جاسکتا ہے تو وہ برادر محترم علامہ ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی صاحب قادری رحمتہ اللہ علیہ کے ترجمے پر کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ موصوف ایک مشہور و معروف عالم دین کے علاوہ ترجمہ کرنے کا تجربہ اور سلیقہ بھی رکھتے تھے مفتی صاحب مرحوم نے مکمل اسناد کے ساتھ کتاب کا ترجمہ فرمایا مترجم مرحوم عربی اور اردو زبان پر پورا عبور رکھتے تھے افسوس کہ زندگی نے وفا نہ کی موصوف نے صرف باون (52) سال کی عمر میں دار فانی سے دار جاودانی کی طرف کوچ فرمایا آپ علامہ مفتی سید مسعود علی صاحب

قادری علیہ الرحمتہ کے فرزند ارجمند اور رازی زماں غزالی دوراں محدث کبیر علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی علیہ الرحمتہ کے شاگرد رشید تھے اگر موصوف کچھ عرصے اور زندہ رہتے تو اپنے علم و فضل اور خداداد صلاحیتوں سے ایک عالم اور بالخصوص پاکستان کو مستفیض اور منور کرتے مگر کسے معلوم تھا کہ مفتی سید مسعود علی قادری علیہ الرحمہ کے گھر پیدا ہونے والا یہ بچہ اپنی کم عمری میں ایسے ایسے مناصب جلیلہ پر بغیر طلب کے فائز ہوگا جس کے لئے لوگ آرزو کریں گے کسی نے خوب کہا ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ

مفتی سید شجاعت علی صاحب قادری جنوری سن ۱۹۴۱ء بدایوں یوپی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے مدرسہ عربیہ حافظیہ سعدیہ دادوں ضلع علی گڑھ میں حاصل کی نیز ناظرہ قرآن کریم محترم حافظ غلام ربانی صاحب سے پڑھا حافظ صاحب امام النحو علامہ غلام جیلانی صاحب میرٹھی مصنف کتب کثیرہ اور علامہ حافظ قاری شاہ احمد نورانی صاحب کے استاد محترم کے بھائی تھے اس کے بعد مفتی صاحب مرحوم اپنے والدین کے ساتھ دس سال کی عمر سن ۱۹۵۱ء میں پاکستان ملتان میں تشریف لے آئے اور یہاں مدرسہ انوار العلوم میں تعلیم کا آغاز نہایت ہی شوق و ذوق اور محنت و لگن سے کیا اور اسی درسگاہ سے درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ مشہور و معروف اساتذہ کرام میں والد ماجد مفتی سید مسعود علی صاحب رئیس المناظرین حضرت علامہ مفتی عبدالحفیظ صاحب حقانی (والد ماجد علامہ محمد حسن صاحب حقانی) اور جنید وقت رازی زماں محدث اعظم علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ تقریباً" اٹھارہ سال کی عمر میں انوار العلوم سے سند فراغ حاصل کرنے کے بعد کراچی کو رونق بخشی اور اہل سنت کے مختلف مدارس میں درس و تدریس اور افتاء کا کام بڑی دقت نظری اور جانفشانی سے سرانجام دیا اس کے بعد اپنے چند مخلص دوستوں کے ساتھ مل کر ۱۹۷۵ء میں دارالعلوم نعیمیہ کا آغاز فرمایا دارالعلوم نعیمیہ دستگیر بلاک نمبر ۱۵ کا سنگ بنیاد قبلہ کاظمی صاحب علیہ الرحمتہ اور دیگر علماء و مشائخ اہلسنت نے رکھا نیز مفتی صاحب مرحوم وفاقی شرعی عدالت کے جج، اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن، اور دارالعلوم نعیمیہ کے سب سے پہلے شیخ الحدیث اور مفتی قرار پائے لیکن ان تمام مناسب جلیلہ کے باوجود مزاج میں تواضع و انکساری ہمیشہ رہی۔ مفتی صاحب متعدد کتابوں کے مصنف اور مترجم بھی تھے۔

وصال

مفتی شجاعت علی صاحب قادری ۲۴ جنوری ۱۹۹۳ء میں وزارت بہبود آبادی کی طرف سے ایک وفد کے ساتھ انڈونیشیا کے علمی و تحقیقی دورے پر تشریف لے گئے ابھی یہ دورہ جاری تھا کہ ۴ شعبان المکرم ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۸ جنوری ۱۹۹۳ء میں دوران سفر آپکا وصال ہوگیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ○ چند روز کے بعد جکارتہ سے پاکستان مرحوم کا جسد فانی لایا گیا اس وقت مرحوم کا دارالعلوم نعیمیہ کے ایک گوشے میں مزار واقع ہے

اشکو الی اللہ لا الی الناس

ان الارض تبقی والاخلاء تذہب

اس ترجمہ کی چند خصوصیات

۱۔ جس جگہ مسلک اہل سنت کی تائید و توثیق کی ضرورت پیش آئی وہاں مختصر حاشیہ دے دیا ہے۔

۲۔ جہاں کسی جملے کی توضیح و تشریح کی ضرورت محسوس کی وہاں اس کی توضیح و تشریح کردی گئی ہے

۳۔ قرآن کریم کی آیت مبارکہ کے سلسلہ میں سورہ کا نام اور آیت کا نمبر دے دیا گیا تاکہ اگر کوئی قاری اس کتاب کے مطالعہ کے دوران مذکورہ آیت طیبہ کا ترجمہ دیکھنا چاہئے تو باآسانی دیکھ سکے۔

۴۔ سب سے اہم کام جو اس کتاب (شرح الصدور) پر نظر ثانی کے دوران سرانجام دیا ہے وہ یہ کہ علامہ جلال الدین سیوطی نے جو ایک ہزار سے زائد (۱۰۹۹) احادیث مبارکہ سے استدلال کے علاوہ ایک سو سے زائد کتابوں سے صرف استفادہ ہی نہیں کیا بلکہ علامہ موصوف نے ان کتابوں کے نام بھی دیئے ہیں میں نے ان کتابوں کی فہرست بھی مرتب کرلی ہے جو اس کتاب کے آخر میں منسلک کردی جائے گی اس کے باوجود انسان ضعیف البنیان خطاء و نسیان کا پیکر ہے اگر احقر سے اس سلسلے میں کوئی کوتاہی رہ گئی ہو تو اہل علم حضرات سے معذرت کے ساتھ اپنی کوتاہی کی نشاندہی پر ممنون و شکر گزار ہوں گا امید ہے ارباب و علم و فضل گنہگار کی کوتاہیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے مفید مشورہ سے نوازیں گے۔

والعذر عند الکرام مقبول

محمد جمیل احمد نعیمی
استاد الحدیث و ناظم تعلیمات
دارالعلوم نعیمیہ، کراچی

علامہ جلال الدین سیوطی

ایک عظیم مفسر، محدث، مورخ اور ادیب

از قلم ادیب شہیر حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی علیہ الرحمہ

ستارہ امتیاز (متوفی ۱۴۱۷ھ)

عصر قدیم کے وہ مورخین جنھوں نے اپنی تصانیف میں اپنے سوانح یا اپنے حالات تحریر کئے ہیں ان میں امام عبد الغافر الفارسی مصنف تاریخ نیشاپور، یاقوت الحموی مصنف معجم الادیان، لسان الدین بن الخطیب مصنف تاریخ غرناطہ، حافظ تقی الدین الفارسی مصنف تاریخ مکہ، حافظ ابو الفضل ابن حجر مصنف قضاہ مصر اور ابو شامہ مصنف الردختین خاص طور پر قابل ذکر ہیں، انہیں حضرات کی تقلید میں علامہ جلال الدین (عبد الرحمان) سیوطی نے اپنی کتاب، حسن المحاضرہ فی الاخبار مصر و القاہرہ میں اپنے حالات اس طرح لکھے ہیں کہ میرے جد اعلیٰ کا نام ہمام الدین ہے۔ جو مشائخ طریقت میں سے تھے۔ ان کے مفصل حالات میں نے "طبقات الصوفیہ" میں لکھے ہیں۔ میرے بزرگ اہل وجاہت و اہل ریاست تھے۔ ان میں بعض حاکم شہر اور بعض حاکم کے مشیر تھے، ان میں ایک بزرگ سیوط میں ایک مدرسہ کے بانی تھے اور انھوں نے اس مدرسہ کے لئے اوقاف بھی مقرر کئے تھے لیکن سوائے میرے والد کے کسی نے ایسی علم کی خدمت نہیں کی جو اس کا حق تھا۔ میں نے اپنے والد کا مفصل ذکر "فقہائے شافعیہ" کی قسم میں کیا ہے۔ ہم لوگ جو خضری سے نسبت رکھتے ہیں مجھے نہیں معلوم یہ نسبت کیسی ہے مگر اتنا جانتا ہوں کہ خضر بغداد کے ایک محلہ کا نام تھا۔

نسب:۔

"میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ ان کے جد اعلیٰ عجمی تھے۔ اہل مشرق سے تھے۔" آپ کا نسب اس طرح ہے عبد الرحمان (ملقب بہ جلال الدین) بن الکمال ابی بکر بن محمد بن سابق الدین بن الفخر عثمان بن ناظر الدین محمد بن سیف الدین خضر بن نجم الدین بن ابی الصلاح ایوب بن ناصر الدین محمد بن الشیخ ہمام الدین

الہمام الخضری السیوطی۔ علامہ جلال الدین عبدالرحمان کی پیدائش غرہ ماہ رجب ۸۴۹ھ میں دریائے نیل کے کنارے قدیم قصبہ سیوط میں ہوئی اسی نسبت سے آپ کو سیوطی کہا جاتا ہے' آپ کے مورث اعلیٰ کی نسبت الخضری السیوطی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے مورث اعلیٰ خضر کی سکونت ترک کر کے مصر آگئے تھے اور قصبہ سیوط میں سکونت پذیر ہو گئے تھے' علامہ فرماتے ہیں کہ ولادت کے بعد مجھے شیخ محمد مجذوب کی خدمت میں لے گئے جو کبار اولیاء اللہ سے تھے' انھوں نے میرے واسطے برکت کی دعا کی' میری نشو نما یتیمی کی حالت میں ہوئی۔

علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بذکرا میرالمسلمین قائم بامراللہ بیان کیا ہے کہ میرے والد خلیفہ المستکفی باللہ کے انتقال کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہے اور صرف چالیس دن کے بعد ان کا انتقال محرم ۸۵۵ھ میں بعد قائم بامراللہ ہوگیا۔ امیرالمسلمین قبرستان تک جنازے کے ساتھ ساتھ گئے اور جنازہ کو کئی بار کندھا دیا۔

تحصیل علم:۔

ابھی آپ کی عمر صرف آٹھ سال کی تھی کہ شیخ کمال الدین ابن الہمام حنفی کی خدمت میں رہ کر قرآن شریف حفظ کیا' اس کے بعد شیخ شمس سیرامی اور شمس فرومانی حنفی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور ان دونوں حضرات سے بہت سی کتابیں پڑھیں' ان حضرات سے استفادہ واکتساب علوم کے بعد شیخ نے علوم درسیہ کی تکمیل چند اور ارباب فضل و کمال سے کی اور بقول علامہ سیوطی کے شیخ شہاب الدین الشار مسامی شیخ الاسلام عالم الدین بلقینی علامہ شرف الدین النادی اور علامہ محی الدین کافیجی ان کے اساتذہ میں خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں۔ علامہ سیوطی کا یہ اشتغال علمی ۸۶۴ھ سے شروع ہوتا ہے۔ فقہ اور نحو کی کتابیں ایک جماعت شیوخ سے پڑھیں۔ علم فرائض شیخ شہاب الدین الشار مسامی سے پڑھا ۸۶۶ھ کے آغاز میں ان کو عربی تدریس کی اجازت مل گئی اور اسی سال سے انھوں نے علمی خدمات پر قلم اٹھایا' سب سے پہلے شرح استعاذ' اور شرح بسم اللہ تصنیف کی ان دونوں کتابوں پر ان کے استاد خاص شیخ عالم الدین بلقینی نے تقریظ لکھی' ۸۷۱ھ میں انھوں نے افتاء کا کام شروع کیا اور ۸۷۲ھ سے دورہ حدیث شریف کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوگیا۔

تبحر علمی:۔

حسن المحاضرہ میں علامہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مجھے سات علوم یعنی تفسیر' حدیث' فقہ' نحو' معانی بیان اور بدیع میں تبحر عطا فرمایا ہے' آپ نے کہا ہے کہ حج کے موقع پر میں نے آب زم زم پیا اور اس وقت یہ دعا مانگی کہ علم فقہ میں مجھے سراج الدین بلقینی اور حدیث میں حافظ ابن حجر عسقلانی کا رتبہ مل جائے چنانچہ آپ کی تصانیف اور ان کا علمی تبحر اس کا شاہد ہے کہ آپ کی یہ دعا بارگاہ الٰہی میں قبول ہو گئی۔

قوت حافظہ:۔

آپؒ کی قوت حافظہ نہایت شدید تھی چنانچہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ "مجھے دو لاکھ احادیث یاد ہیں اور اگر اس سے زیادہ احادیث مجھے اور ملتیں تو میں ان کو بھی یاد کر لیتا۔ جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو آپ نے درس و تدریس' افتاء و قضاء وغیرہ کی مصروفیات کو ترک کر دیا اور گوشہ نشین ہو کر ہمہ تن تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہو گئے۔ آپ کی یہ دینی خدمت جس میں آپ کے شب و روز گزر رہے تھے بارگاہ نبوی ﷺ میں حسن قبول سے شرف یاب ہوئی اور سرور کائنات ﷺ نے عالم رویا میں آپ کو "یا شیخ السنہ" سے مخاطب فرمایا۔ شیخ شاذلی سے منقول ہے کہ آپ سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ سرور ذیشان ﷺ کے دیدار بہجت آثار سے کتنی بار مشرف ہوئے تو آپ نے فرمایا ستر بار سے زیادہ (اللہ اللہ کیسی خوش نصیبی ہے)

وصال:۔

آپ نے ۶۳ سال کی عمر پائی اور ایک معمولی سے مرض یعنی ہاتھ کے ورم میں مبتلا ہو کر ۹۱۱ھ میں بعہد المستمسک باللہ آپ نے انتقال فرمایا۔ اور آپ نے اس امر کی خود بارگاہ الٰہی میں دعا کی تھی' تاریخ الخلفاء کے خاتمہ پر آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے میں دعا کرتا ہوں کہ وہ نویں صدی ہجری کا فتنہ نہ دکھائے اور اس سے پہلے اپنے حبیب لبیب ہمارے سردار محمد رسول اللہ ﷺ کے طفیل اپنے جوار رحمت میں بلا لے (آمین یا رب العالمین)

علامہ سیوطی کی سیرت اور کردار:۔

آپ کے تذکرہ نگار اس بات پر متفق ہیں کہ آپ پاک وطن اور نیک سیرت تھے اور زاہدانہ طبیعت پائی تھی لیکن واقعات اور سوانح اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ آپ کی طبیعت میں عجز وانکسار کا مادہ کم تھا' چنانچہ آپ کے مشہور ہمعصر ارشاد الساری اور مواہب لدنیہ کے فاضل مصنف یعنی علامہ قسطلانی سے ایک ادبی مناقشہ ہوا اور اس مناقشہ نے اس قدر طول پکڑا کہ معاملہ قاضی کے یہاں پہنچا' علامہ قسطلانی اظہار معذرت کے لئے علامہ سیوطی کی خدمت میں گئے لیکن انہوں نے معاف نہیں کیا' اس واقعہ کو برصغیر ہندوپاک کے ایک عظیم عالم و محدث حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تصنیف بستان المحدثین میں تفصیل سے ذکر کیا ہے' چنانچہ شاہ صاحب رقم طراز ہیں کہ 'شیخ جلال الدین کو علامہ قسطلانی (ولادت ۸۵۱ھ) سے بڑی شکایت تھی اور شکایت کرتے تھے کہ انہوں نے مواہب لدنیہ میں میری کتابوں سے اکثر مقامات پر مدد لی ہے اور اس کا اقرار واعتراف نہیں کیا ہے۔ یہ بات ایک قسم کی خیانت ہے جو نقل میں معیوب ہے اور ایک طرح کی حق پوشی ہے۔ جب اس شکایت کا چرچا ہوا اور یہ شکایت شیخ الاسلام زین الدین ذکریا انصاری کے حضور بطور محاکمہ (مقدمہ) پیش ہوئی تو شیخ جلال الدین سیوطی نے قسطلانی کو بہت سے مواقع پر مورد الزام قرار دیا ان میں سے ایک یہ کہ مواہب میں وہ کتنے مواقع ہیں جو بیہقی سے نقل کئے گئے ہیں اور قسطلانی بتائیں کہ بیہقی کی مولفات اور تصنیفات میں سے ان کے پاس کس قدر تصانیف موجود ہیں اور یہ بتائیں کہ ان میں سے کن تصنیفات سے انہوں نے نقل کی ہے جب قسطلانی ان مواضع کی نشاندہی نہ کرسکے تو اس وقت سیوطی نے ان سے کہا کہ آپ نے میری کتابوں سے نقل کیا ہے اور میں نے بیہقی سے پس آپ کے لئے ضروری تھا کہ آپ اس طرح اس امر کا اعتراف کرتے کہ نقل السیوطی عن البیہقی کذا تاکہ اس طرح مجھ سے استفادہ کا حق بھی ادا ہو جاتا اور صحت نقل کی ذمہ داری سے بھی بری ہو جاتے' اس طرح قسطلانی ملزم ہو کر مجلس شیخ الاسلام سے اٹھے اور ان کو ہمیشہ اس بات کا خیال رہا کہ علامہ سیوطی کے دل سے اس کدورت کو دھو دیا جائے مگر وہ ناکام رہے' ایک روز وہ یہ تہیہ کرکے شہر مصر (قاہرہ سے) نکلے' اور روضہ (مقام سیوطی) تک پیدل گئے جو مصر سے دور دراز فاصلہ پر واقع ہے' قسطلانی علیہ الرحمہ نے علامہ سیوطی کے دروازے پر دستک دی شیخ نے اندر سے دریافت کیا کہ کون شخص ہے؟ قسطلانی علیہ الرحمہ نے عرض کیا کہ میں احمد ہوں' برہنہ پا اور برہنہ سر آپ کے در پر معافی کے لئے کھڑا ہوں تاکہ آپ کے دل

سے کدورت دور ہو جائے اور آپ راضی ہو جائیں' یہ سن کر شیخ جلال الدین سیوطی نے اندر ہی سے کہا کہ میں نے دل سے کدورت کا ازالہ کر دیا' لیکن نہ انہوں نے دروازہ کھولا اور نہ علامہ قسطلانی سے ملاقات کی (بستان المحدثین از شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ دہلوی) اس واقع کو پیش کرنے سے مدعا یہ تھا کہ علامہ سیوطی کے اس بیان سے تطبیق ہو جائے جو انہوں نے کہا کہ "اللہ نے مجھ کو سات علوم میں تبحر کیا ہے' یعنی ا) تفسیر'۲) حدیث'۳) فقہ'۴) معانی'٦) بیان اور ۷) بدیع' ان علوم میں مجھ کو عرب اور بلغائے عرب کے طریقہ پر تبحر حاصل ہوا اور اہل فلسفہ اور اہل عجم کے طریق پر نہیں ہے' یہ اعتقاد رکھتا ہوں کہ سوائے فقہ کے مجھ کو جس طرح باقی علوم میں رسائی حاصل ہوئی' میرے شیوخ میں کسی کو حاصل نہ ہوئی اور ان میں سے کوئی بھی میری طرح مطلع نہیں ہوا' دوسرے لوگوں کا تو ذکر ہی کیا ہے میں فقہ میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ فقہ میں میرا شیخ مجھ سے زیادہ وسیع النظر اور طویل الباع تھا۔

آپ نے اندازہ فرمایا کہ جو اپنے استاد کے سامنے سر فخر خم نہ کرے اور خود کو اپنے شیوخ سے برتر سمجھے وہ بیچارے قسطلانی کو کب خطرے میں لا سکتا تھا' اس قسم کے دعویٰ انہوں نے اپنی کتاب الاتقان فی علوم القرآن میں کئے ہیں اور وہاں تو انہوں نے اور بھی کھل کر علامہ کافیجی اپنے محترم شیخ کی کمزوریاں بیان کی ہیں' اس سلسلے میں تفصیل سے میں الاتقان کے ضمن میں ذکر کروں گا۔

علامہ سیوطی کا تبحر علمی:۔

اس میں شک نہیں کہ علامہ سیوطی ایک عالم تبحر' ایک ژرف نگاہ مفسر اور ایک بے نظیر محدث تھے' آپ کا شمار نویں صدی ہجری کے سر آمد علماء میں کیا جاتا ہے' آپ کی فکر نے جس موضوع پر قلم اٹھایا ہے' خوب خوب لکھا ہے' یہ تسلیم ہے کہ وہ نویں صدی کے علماء و فضلاء میں ایک بلند مقام کے حامل تھے' وہ خود الاتقان کے دیباچہ میں اپنے پایۂ نگاہ کا اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ:۔

> "مذکورہ سات علوم کے سوا' معرفت' اصول فقہ' علم جدل' تصریف' انشاء' ترسل' اور فرائض علم قرآت اور طب کو میں نے کسی استاد سے نہیں پڑھا' ہاں علم الحساب مجھ پر زیادہ دشوار شے ہے' اب بحمد اللہ میرے پاس اجتہاد کے آلات پورے ہو گئے ہیں' میں اس بات کو بطور ذکر نعمت الٰہی کہتا ہوں' فخر کی رو سے نہیں' اگر میں چاہتا کہ میں ہر ایک مسئلے پر ایک مستقل کتاب لکھوں اور اس مسئلہ کے انواع' ادلہ عقلیہ' نقلیہ' اس کے

مدارک' اس کے نقوص اور ان کے جوابات اور اس مسئلہ میں اختلاف مذاہب کے درمیان موازنہ کروں تو بفضل الٰہی اس امر پر مجھ کو قدرت ہوتی۔"

کیا علامہ سیوطی کے اس تفاخر اور تعلی ہی کا یہ نتیجہ تو نہیں کہ ان کے بعد کے علمائے مبصرین اور فضلاء نے ان کی تغلیط کی جگہ جگہ نشاندہی کی ہے اور ان کی کمزوریوں کو گنایا ہے۔ تفسیر جلالین جو ان کی متداول تصنیف ہے اس پر بھی رطب ویابس کا لیبل چسپاں کیا جاتا ہے' ان کی جمع الجوامع پر علمائے اصول حدیث نے کڑی نکتہ چینی کی ہے اور کہا ہے کہ اس مجموعہ میں ضعیف اور موضوع احادیث تک موجود ہیں۔ چنانچہ حاجی خلیفہ کشف الظنون میں علامہ سیوطی کی جمع الجوامع پر ان الفاظ میں تنقید کرتے ہیں۔

"حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی نے مذکورہ چھ کتابوں اور دس مسانید وغیرہ کو اپنی "جمع الجوامع" میں جمع کردیا جو متون احادیث کی تعداد کے لحاظ سے "جامع الاصول" سے کہیں بڑھ گئی مگر انھوں نے اس کی طرح جمع احادیث میں صحت و سقم کا لحاظ نہیں رکھا' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی اس تالیف میں ضعیف بلکہ موضوع احادیث تک موجود ہیں۔"

الثقافۃ الاسلامیہ علامہ راغب طباخ' مترجمہ افتخار احمد صاحب بلخی حصہ اول ۳۵۴

علامہ سیوطی کی تصانیف پر ایک نظر:۔

عصر حاضر کے اعتبار سے دیکھا جائے تو علامہ سیوطی کی ایک ہی خصوصیت اپنی جگہ بہت عظیم ہے کہ انھوں نے مختلف موضوعات پر چار سو پچاس کتابیں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ تین سو کتابوں کے مصنف و مولف ہونے کا تو خود انھوں نے اقرار کیا ہے اور اپنی خود نوشت سوانح میں وضاحت کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے' ارباب علم و فضل کا کہنا ہے کہ اس کے بعد ایک سو تصانیف کا اس پر اور اضافہ ہوا اس طرح ان کی کل تصانیف چار سو پچاس ہوتی ہیں' عصر حاضر کے اعتبار سے یہ ایک محیر العقول کارنامہ ہے لیکن علامہ سیوطی کے پیشرو مفسرین و محدثین اور مورخین کے علمی کارناموں کا جائزہ لیجئے تو ایک ہی موضوع پر لکھی جانے والی کتاب دس بیس ہی نہیں بلکہ ساٹھ جلدوں تک اس کی ضخامت پہنچ جاتی ہے۔ خدانخواستہ اس سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ میں علامہ سیوطی کے دینی اور ادبی خدمات کے اعتراف میں بخل سے کام لے رہا ہوں بلکہ آپ کو صرف یہ بتانا تھا کہ مورخین ہی کے گروہ کو لے لیجئے خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ابن عساکر کی تاریخ دمشق بیس جلدوں پر ختم ہوئی ہے' حلب کی تاریخ جس

کے مصنف عمر بن احمد بن العدیم الحلبی ہیں چالیس جلدوں پر محیط ہے۔ اسی طرح ابن اثیر۔ طبری متقدمین میں ہیں اور ان کی تاریخیں بڑی مبسوط اور ضخیم ہیں۔ آپ اس سلسلے میں بھی بنی امیہ اور بنی عباس کے ادبی کاناموں کے ذکر میں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہاں کچھ تفصیل سے کہنا بے محل سی بات ہو جائے گی۔

علامہ سیوطی کی بہت سی تصانیف آج نایاب ہیں' آج ہی نہیں بلکہ مدتوں سے ان کا کہیں سراغ نہیں ملتا' غنیمت ہے کہ حسن المحاضرہ کی بدولت ان کتابوں کے نام باقی رہ گئے ہیں' اب میں ان تمام موضوعات کو ایک ایک کرکے آپ کے سامنے پیش کروں گا جس پر علامہ سیوطی نے قلم اٹھایا ہے اور اپنے ترجمہ یعنی خود نوشت سوانح حیات میں ان کی صراحت کی ہے' میں علامہ کی تصانیف کے موضوعات کو سب سے پہلے قرآن حکیم سے شروع کرتا ہوں اگرچہ اس موضوع پر علامہ سیوطی نے سب سے پہلے قلم نہیں اٹھایا لیکن تقدیس کے اعتبار سے یہی موضوع سب سے اولیت چاہتا ہے۔ علوم قرآنی پر علامہ سیوطی کی مشہور زمانہ مبسوط اور ضخیم کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" ہے میں سمجھتا ہوں کہ علامہ کے تبحر علمی اور ان کے فضل و کمال کی شہادت میں ایک یہی کتاب بہت کافی ہے جو دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور اپنے موضوع پر ایک جامع اور مکمل کتاب ہے' اس کتاب کی وجہ تالیف علامہ سیوطی الاتقان فی علوم القرآن میں اس طرح بیان کی ہے۔

> "مجھے طالب علمی کے زمانے ہی سے اس بات پر بڑی حیرت اور سخت تعجب تھا کہ علمائے متقدمین نے علوم حدیث پر تو بہت سی کتابیں تصنیف و تالیف کی ہیں لیکن علوم القرآن پر کوئی کتاب نہیں لکھی (ا) اتفاقاً" ایک دن میں نے اپنے استاد اور شیخ ابو عبداللہ محی الدین الکافیجی کو یہ فرماتے سنا کہ انہوں نے علوم التفسیر کے متعلق ایک بے مثل کتاب ترتیب دی ہے کہ ایسی کتاب کبھی نہیں لکھی گئی۔ مجھے شوق پیدا ہوا اور میں نے اسے لیکر نقل کرلیا یہ ایک مختصر سا رسالہ تھا کہ اس میں صرف دو باب تھے یعنی باب اول تفسیر و تاویل قرآن سورتوں اور آیات کے معانی میں اور باب دوم تفسیر بالرائے کی شرائط کے ذکر میں پھر ان دو ابواب کے بعد خاتمہ تھا جس میں عالم اور متعلم کے آداب ذکر کئے گئے تھے۔ اس رسالہ سے میری تشنگی شوق کو کچھ بھی تسکین نہ ہوئی اور اپنی منزل مقصود تک رسائی کا کوئی راستہ نہ مل سکا۔ اس کے بعد ہمارے شیخ اور مشائخ اسلام کے سرگروہ' دین کے علمبردار عالم الدین بلقینی قاضی القضاۃ نے اپنے بھائی قاضی

القضاہ جلال الدین کی تصنیف کی ہوئی ایک کتاب کا مجھے پتہ دیا جس کا نام "مواقع العلوم من مواقع النجوم" تھا اس کو میں نے دیکھا یہ اس موضوع پر ایک عمدہ اور قابل قدر تصنیف تھی انھوں نے مذکورہ بالا انواع میں سے ہر ایک نوع کا کچھ مختصر سا بیان بھی کیا تھا مگر ان کا بیان اس قدر ناکافی تھا کہ اس پر ضروری اضافہ کرنے کی حاجت اور مزید تشریح کی ضرورت تھی۔ اس ضرورت کو دیکھتے ہوئے میں نے اس موضوع پر ایک کتاب موسوم بہ "التبحیر فی علوم التفسیر" لکھی۔ اس کے بعد علامہ آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔ "اس علم کی ایجاد میں میرا نمبر دو ہے لیکن اس علم کے بکھرے ہوئے آبدار جواہر کو یکجا فراہم کرنے اور تفسیر حدیث کے دو فنون کی تقسیم مکمل کرنے میں مجھے اولیت کا رتبہ ملے گا۔"

اس کے بعد علامہ سیوطی اپنی دوسری تصنیف جو اسی موضوع پر ہے یعنی "البرہان فی علوم القرآن" کی وجہ تصنیف بتاتے ہیں اور امام بدر الدین زرکشی کی کتاب پر تبصرہ کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:۔

"میں نے علامہ زرکشی کی کتاب کا مطالعہ کیا تو مجھے کمال مسرت ہوئی اور شکر الٰہی بجالایا کہ ہنوز میرے لئے بہت بڑا کام کرنے کا موقع باقی ہے' یہاں تک کہ میں نے یہ عظیم الشان اور لاثانی کتاب تیار کر لی جو فوائد اور خوبی کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ کہی جاسکتی ہے۔ میں نے پراگندہ مسائل کی فراہمی سے اس کی دلچسپی میں چار چاند لگادیئے اور اس کا نام "الاتقان فی علوم القرآن" رکھا"

علامہ سیوطی نے اپنی کتاب کی خود اس قدر تعریف کر دی ہے کہ اب مزید اس کی تعریف کیا کی جائے اس میں شک نہیں کہ اس موضوع پر یہ ایک بے مثال اور لاجواب کتاب ہے لیکن آپ نے یہ بھی ملاحظہ فرمایا کہ انھوں نے اپنے استاد کی کتاب کا ذکر کس حقارت سے کیا ہے اور علامہ بلقینی کی کتاب سے استفادہ کا بالکل اعتراف نہیں کیا۔ اسی وجہ سے صاحب کشف الظنون کو یہ مجبوراً لکھنا پڑا کہ:۔

"الاتقان فی علوم القرآن" شیخ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ ھ کی تالیف ہے اور ان کے کارناموں میں زیادہ نمایاں اور سب سے زیادہ مفید کتاب ہے اس میں اپنے شیخ کافیجی کا ذکر کیا ہے اور اس کو بہت کمتر سمجھا ہے "ذکر فیہ تصنیف شیخہ الکافیجی واستصغرہ"

الاتقان پر اتنا لکھنا کافی ہے۔ آپ یہاں میرے اس قول کی تائید کر سکیں گے کہ علامہ تفاخر پسندی کے سامنے اپنے شیخ کو بھی خاطر میں نہیں لاتے۔ بیچارے قسطلانی تو کس شمار میں ہیں۔

علامی سیوطی اور تفسیر قرآن پر ان کی تالیفات:۔

علامہ سیوطی کی یہ بڑی مبسوط اور جامع تفسیر ہے۔ الاتقان ان کی اسی تفسیر کا مقدمہ ہے یعنی مجمع البحرین اور مطلع البدرین (الجامع التحریر الروایہ و تقریر الدرایہ) اس کا ذکر الثقافۃ الاسلامیہ مرتبہ علامہ راغب طباخ میں موجود نہیں۔ علامہ راغب طباخ نے بڑی کاوش اور جستجو سے ایسی تمام تفاسیر کا پتا لگایا ہے جو بصورت مخطوطہ موجود ہیں بلکہ علامہ سیوطی کی ایک دوسری تصنیف الدر المنثور کا ذکر کیا ہے حالانکہ علامہ سیوطی نے الاتقان کے مقدمہ میں یہ صراحت کی ہے کہ یہ میری اس تفسیر کا مقدمہ ہے جس کا نام مجمع البحرین و مطلع البدرین ہے اغلب یہ ہے کہ یہ تفسیر طبع نہیں ہوئی یا اس کا تکملہ نہیں ہو سکا ورنہ ان کے شاگرد رشید حافظ زین الدین عمرالشجاع الحلبی اس کا ضرور ذکر کرتے' انھوں نے اپنے استاد کی تفسیر سے متعلق بتیس تصانیف کا ذکر کیا ہے اگر یہ کتاب مخطوطہ کی شکل میں بھی ہوتی تو زین الدین عمر یا ان کے کارناموں کا علمی دنیا سے تعارف کرانے والے ملاعلی قاری (المتوفی ۱۰۱۴ھ) ضرور اس کا ذکر کرتے' ملاعلی قاری (جو علامہ سیوطی کے شاگرد خاص ہیں) علامہ سیوطی کے سلسلہ میں ایک زبردست سند ہیں کہ وہ ان سے بہت ہی قریب العہد ہیں۔ یہی صورت حافظ زین الدین عمرالشجاع کی ہے۔ ملاعلی قاری نے جو علامہ سیوطی کو اپنا شیخ مشائخ کہتے ہیں۔

ان کی تفسیر الدر المنثور کی طرف ایک لطیف اشارہ اس طرح کیا ہے۔

شیخ مشائخنا السیوطی هوالذی احیا علم التفسیر الماثورفی الدر المنثور

ہمارے استاذ الاساتذہ سیوطی وہ عالم ہیں جنہوں نے تفسیر' ثور کو کتاب دار المنثور کے ذریعے زندہ کیا۔

حافظ زین الدین عمرالشجاع الحلبی نے جن تفسیری تالیفات کا ذکر کیا ہے ان میں سے علامہ راغب طباغ مندرجہ ذیل کتاب کی نشاندہی کرتے ہیں۔

۱۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور (بارہ جلدوں میں سے اس کی پانچ جلدیں طبع ہو چکی ہیں)

۲۔ الاتقان فی علوم القران' ایک بہت ضخیم جلد میں (یہ مصر میں چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ عام طور یہ دو جلدوں میں برصغیر پاک و ہند میں طبع ہوئی ہے)

۳۔ ترجمان القرآن ایک مستند تفسیر (پانچ جلدوں میں)
۴۔ الناسخ والمنسوخ
۵۔ الاکلیل فی استنباط التنزیل
۶۔ لباب المنقول فی اسباب النزول
۷۔ مفحات القرآن فی مہمات القرآن
(یہ ایسے مباحث ہیں جن پر علامہ سیوطی الاتقان میں بھی "نوع" کے عنوان سے بحث کرتے ہیں)
۸۔ اسرار التنزیل (ایک جلد) یہ تفسیر سورہ برأت تک ہے'
۹۔ تفسیر جلالین (نصف اول)

آپ کی یہ تفسیر بہت متداول اور مشہور ہے' برسوں سے مدارس عربیہ میں داخل نصاب ہے۔ یہ تفسیر جلالین کے نام سے بایں اعتبار موسوم و مشہور ہے کہ یہ جلال الدین محلی اور جلال الدین سیوطی کی مشترکہ کوشش کا نتیجہ ہے۔ علامہ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں یہ صراحت کی ہے کہ نصف اول میری کاوش کا نتیجہ ہے اور کمال یہ ہے کہ جلال الدین محلی کی نصف آخر اور اس نصف اول میں اسلوب بیان یا انشاء اور ایجاز و اختصار کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے یہ تفسیر ایک مختصر تفسیر ہے معمولی استعداد کے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں لیکن اپنے اختصار کے باعث دوسری تفاسیر متداولہ کی طرح تفسیر معقول و منقول نہیں ہے۔ صرف تفسیر بالمعانی ہے۔ روایت اور درایت کے خواستگار اس سے اپنی تشنگی دور نہیں کرسکتے۔ تفسیر کا یہ ایجاز و اختصار عرصہ تک مقبول رہا اور اس اسلوب پر متعدد تصانیف لکھی گئیں چنانچہ ان میں ملا حسین واعظ کاشفی کی تفسیر حسینی بھی ہے جو معمولی ضخامت کی دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

علامہ سیوطی اور علم حدیث:۔

جس طرح علامہ سیوطی مفسرین کرام کی صف میں ممتاز ہیں اور اپنے عہد کے ایک محقق اور بلند پایہ مفسر شمار کئے جاتے ہیں اسی طرح نویں صدی ہجری کے مشہور محدثین میں بھی آپ کو ایک بلند مقام حاصل ہے۔ مدون حدیث کے اعتبار سے ان کی مشہور تالیف جامع الجوامع ہے' اس میں علامہ نے صحیح بخاری' مسلم' موطا' سنن ابن ماجہ' ترمذی' اور نسائی کو مع دس مسانید کے جمع کیا ہے' علامہ نے جن کتب احادیث و مسانید کو جمع کیا ہے اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کس قدر ضخیم کتاب ہوگی۔ علامہ سیوطی سے پہلے اس

نوع کی ایک تالیف منصہ شہود پر آچکی تھی۔ اور "جامع الاصول" کے نام سے موسوم تھی لیکن متون احادیث کے اعتبار سے یہ جامع الاصول سے کہیں زیادہ ضخیم ہے لیکن اس میں صحت و سقم کا لحاظ چونکہ نہیں رکھا گیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس تالیف میں ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع احادیث تک موجود ہیں۔

الازھاء المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:۔

یہ ایسی سو احادیث کا مجموع ہے جن میں سے ہر ایک حدیث شریف کو دس اصحاب رسول کریم ﷺ نے تواتر کے ساتھ روایت کیا ہے اس خصوصیت کے باعث یہ ایک عجیب و غریب تالیف و تدوین ہے۔

تدوین حدیث کے لحاظ سے علامہ سیوطی کی ان دو تالیفات ہی کا پتہ چلا اور حسن المحاضرہ میں خود علامہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۔ شروح صحاح ستہ:۔

صحاح ستہ (یعنی حدیث شریف کے چھ معتبر ترین مجموعے) تیسری صدی ہجری کی تالیف میں شمار کی جاتی ہیں یعنی سوائے امام احمد بن شعیب نسائی کے باقی پانچ آئمہ نے تیسری صدی ہجری میں انتقال کیا اور ان سب حضرات کی پیدائش بھی اسی صدی ہجری کی ہے۔ صرف امام احمد بن شعیب نسائی کا انتقال ۳۰۲ میں ہوا۔ بہرحال یہ سب حضرات تیسری صدی ہجری ہی کے آئمہ احادیث کہلاتے ہیں اور اسی لئے یہ چھ مجموعہ احادیث اپنی صحت کے لحاظ سے صحاح ستہ کہلاتے ہیں بعد کی صدیوں میں بھی احادیث کی تدوین کا کام جاری رہا (جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے) لیکن اسی کے ساتھ ساتھ مذکورہ کتب کی قبولیت اور مولفین کے علمی اور ادبی مقام نے دوسرے ارباب قلم مجتہدین، محدثین علماء اور فضلا کو اس طرف متوجہ کیا کہ انھوں نے بڑے ذوق و شوق سے صحاح ستہ میں سے ہر ایک صحیح کی شرح لکھی یا اس پر تعلیقات تحریر کیں۔

علامہ سیوطی کی نظر سے بھی ایسی کتابیں گزر چکی تھی اور ان کے پیشرو ارباب فضل و کمال اس موضوع پر قلم اٹھا چکے تھے چنانچہ علامہ سیوطی جیسے محدث و محقق اور تیز قلم صاحب تصنیف بزرگ نے بھی اس موضوع کو اپنایا اور انھوں نے سوائے صحیح مسلم کے باقی تمام کتب کی شرحیں لکھیں چنانچہ:

۱۔ التوشیخ علی الجامع الصحیح (بخاری کی شرح ہے)،

۲۔ القول الحسن فی الذب علی السنن، (سنن نسائی کی شرح ہے)

۳۔ القوت المغتذی علی جامع الترمذی (ترمذی کی شرح ہے)
۴۔ زہر الربی علی المجتبی (سنن ابن ماجہ کی شرح ہے)'
۵۔ کشف الغطاء فی شرح الموطا (یعنی موطا امام مالک علیہ الرحمہ کی شرح ہے)

طبقات المفسرین و محدثین:۔

ہمارے اسلاف کرام کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ ان کی کاوشوں اور تراوش ہائے قلم کے طفیل ہزاروں ایسے علماء اور فضلا مفسرین' محدثین اور مورخین کے اسمائے گرامی تاریخ میں محفوظ ہو گئے جو ہمارے لئے آج بھی سرمایہ عزت و افتخار ہیں' اگر ان بزرگوں نے اس موضوع پر قلم نہ اٹھایا ہوتا تو خدا جانے کتنے نام تاریخ سے اتر جاتے اور ہم اپنے باکمال باصلاحیت صاحبان زہد و تقویٰ پاکباز و پاک باطن اسلاف کی آگاہی کے شرف سے محروم رہتے۔ طبقات کیا ہے؟ ایک موضوع یا ایک فن پر ان ارباب دانش و فکر کا تذکرہ جنھوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور اپنی فکر کے نتیجے یادگار چھوڑے۔

طبقات المفسرین:۔

علامہ سیوطی خود ایک زبردست مفسر' محدث اور صاحب فضل و کمال بزرگ تھے ان کے تبحر کا ہر دور اور ہر صدی میں اعتراف کیا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ انھوں نے تفسیری کوششوں کے ساتھ ساتھ اپنے دور اور دور ہائے ماقبل کے ایسے مفسرین کے حالات اور ان کی تفسیروں کے ناموں کو محفوظ کر دیا جن کی تصنیفات تک کسی نہ کسی اعتبار سے ان کی رسائی ہو سکی اور ان پر تبصرہ بھی کیا ہے چنانچہ طبقات المفسرین ان کی اس موضوع پر ایک اوسط درجہ کی تصنیف ہے۔ علامہ راغب طباخ کہتے ہیں "طبقات المفسرین" یورپ میں طبع ہو چکی ہے' یہ بہت مختصر ہے تشنگی باقی رہتی ہے۔
طبقات پر ان کی ایک اور تصنیف ہے جس کا نام فواھد الابکار ہے۔ یہ قدما مفسرین کے حالات پر مشتمل ہے۔

طبقات المحدثین:۔

جس طرح طبقات المفسرین' مفسرین کرام کا تذکرہ ہے اسی طرح طبقات المحدثین' محدثین عظام کی

سوانح حیات کا تذکرہ ہے۔ علامہ سیوطی نے طبقات المحدثین پر بھی کام کیا ہے چنانچہ تذکرہ الحفاظ محدثین کرام کا ایک اوسط درجہ کا تذکرہ ہے۔

تقریب و تدریب:۔

تقریب امام نووی علیہ الرحمہ کی تصنیف ہے جس کا موضوع ہے کتابت حدیث کی رخصت یا ممانعت' علامہ سیوطی نے اس تقریب کی ایک مبسوط شرح لکھی اور تدریب کے نام سے موسوم کیا ہے یہ طبع ہو چکی ہے اور دستیاب ہے۔

شرح الفیہ:۔

اس کتاب پر جو ان کی دوسری یا تیسری تصنیف ہے ان کے استاد شیخ امام علامہ تقی الدین الشبلی حنفی نے تقریظ لکھی ہے۔

تذکرہ اور تاریخ:۔

علامہ سیوطی نے جس مجتہدانہ اور فاضلانہ انداز میں 'علوم قرآن' تفسیر و حدیث پر قلم اٹھایا ہے اسی طرح تاریخ کے موضوع پر بھی انھوں نے اپنے مخصوص اسلوب اور انداز میں بہت کچھ لکھا ہے' چھٹی' ساتویں اور آٹھویں ہجری میں تذکروں کو "طبقات" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس دور کے تمام تذکرے' خواہ ان کا تعلق ادبی دنیا سے ہو یا مذہبیات کی کسی نوع اور صنف سے کسی مخصوص علم و فن سے اس صنف کے ارباب کے حالات جب مرتب کئے جاتے تو ان کو طبقات ہی کہا جاتا تھا چنانچہ طبقات المفسرین و محدثین کی طرح طبقات الخلفاء' طبقات الفقہا طبقات النحاہ' طبقات الصوفیہ' طبقات الاطباء وغیرہ بہت سے ناموں سے یہ طبقات عہد بہ عہد تالیف و تصنیف ہوتے رہے چنانچہ علامہ سیوطی نے بھی طبقات نگاری کی طرف توجہ کی چنانچہ طبقات الخلفاء یا تاریخ الخلفاء کے دیباچہ میں انھوں نے اس امر کی صراحت کی ہے کہ۔

> میں نے احوال الانبیاء (علیہم السلام) میں ایک کتاب مرتب کی' اس کے بعد احوال اصحاب رسول اللہ ﷺ میں شیخ الاسلام ابن حجر قسطلانی کی تصنیف اصابہ (اصابہ فی

المعرفت الصحابہ رضی اللہ عنہم) کی تلخیص کی۔ اس کے بعد طبقات المفسرین پر قلم اٹھایا اس کے بعد طبقات الحفاظ (یعنی طبقات المحدثین) مرتب کی جو طبقات الذہبی کی تخلیص ہے' ایک مبسوط اور جامع کتاب طبقات النحاہ صاحبان علم نحو ولغت پر تالیف کی اور یہ ایسی کتاب ہے کہ اس سے قبل ایسی کتاب کسی نے تالیف نہیں کی' پھر علمائے علم اصول کے طبقات میں ایک کتاب لکھی' طبقات الاولیاء مرتب کی اسی طرح اہل فرائض کے طبقات پر "طبقات الفرضیین" لکھی۔ علمائے علم البیان پر "طبقات البیانین" لکھی انشاء پردازوں کے طبقات پر "طبقات الکتاب" مرتب کی۔ "طبقات اہل وعظ" تالیف کی۔ قرا کے طبقات پر میں نے طبقات ذہبی ہی کو کافی سمجھا' اور اس کے بعد لوگوں کا ذوق و شوق دیکھ کر کتاب "طبقات الخلفاء" مرتب کی۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ طبقات پر کتنی کتابیں علامہ نے متنوع الموضوع مرتب و تالیف کیں۔ تاریخ الخلفاء یا "طبقات الخلفاء" کے دیباچہ میں چونکہ دوسرے موضوعات کا ذکر مناسب نہیں تھا اس لیے انھوں نے اپنی بہت سی کتابوں کا ذکر نہیں کیا۔ اپنی تمام تصانیف کا جیسا کہ میں قبل عرض کرچکا ہوں انھوں نے "حسن المحاضرہ" میں ذکر کیا ہے' ان میں سے بہت سی کتابیں جس طرح طبقات کے سلسلہ میں تالیفات نایاب ہیں اسی طرح اس فہرست کی کتب بھی مطبوعہ موجود نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ ان کے مخطوطات کتب خانوں میں موجود ہوں۔ آخر میں علامہ کی ایک بے مثال اور موضوع کے اعتبار سے ایک مہتم بالشان اور منفرد تصنیف کا اور ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ ہے آپ کی یگانہ روزگار تصنیف خصائص کبریٰ' اس بے مثال و بے نظیر کتاب کا موضوع ہے' معجزات سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم' یہ کتاب یعنی خصائص کبریٰ دو ضخیم جلدوں میں ہے اور فخر آدم و آدمیان پناہ امتاں دستگیر بیکساں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور قدسی سے ۱۰ھ تک آپ کے بے شمار اور لاتعداد معجزات کو سرور ذیشان صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے مبارک و مقدس روز و شب اور ماہ و سال کے ساتھ بقید سنین پیش کیا ہے جس کا مطالعہ روح کی بالیدگی اور ایمان کی پختگی کا ذریعہ ہے اور زبان پر بے ساختہ یہ شعر آجاتا ہے۔

ز فرق تابہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

خصائص کبریٰ اس کو تاہ نگاہی کے لئے سرمہ بصیرت ہے جو مقام رسالت تک روشناسی کے حصول سے محروم ہے اور ان ذہنوں کے لئے رشد وہدایت کا سرمایہ ہے جو باعث کونین' حاصل کونین اور روح کونین ﷺ کے مقام اقدس وارفع کو سمجھنے کی صلاحیتوں سے محروم ہیں اور جن کے قلوب سے وہ استعداد سلب ہو گئی ہے جو درود پاک کی مقدس فضاؤں میں دھڑکتے دلوں کا ساتھ دے سکے۔ علامہ سیوطی نے پوری کتاب میں ہر معجزہ پر متعدد احادیث سے مع رواہ سند کے استدلال کیا ہے گویا انہوں نے تمام احادیث معجزات کو جمع کر دیا ہے جو ان کا ایک لافانی کارنامہ ہے' میں نے کافی تجسس و تلاش اور متعدد کتابوں کے مطالعہ کے بعد علامہ فضل اجل' مفسر اعظم' محدث متبحر' حضرت عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی کے تصانیف کی یہ فہرست موضوع وار آپ کی خدمت میں پیش کی ہے اور اپنی بساط کے مطابق ہر کتاب کے بارے میں چند الفاظ تحریر کردیئے ہیں' جانتا ہوں کہ یہ فہرست کس قدر نامکمل اور ناتمام ہے جب کہ علامہ فہام کی تصانیف کی تعداد چار سو پچاس کے قریب ہے کاش علامہ کی یہ تمام تصانیف دستیاب ہوتیں تو ان کے پائگاہ علم کا اندازہ ہوتا۔ مختصراً میں یہ عرض کروں گا کہ میرے قلم میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ میں ایک نامور اور بلند پایہ مجتہد' مفسر' محدث' فقیہ' ادیب' مورخ' لغوی اور شاعر کی ادیبانہ صلاحیتوں' عالمانہ شان اور مجتہدانہ نظر پر کچھ لکھ سکوں۔ بہرحال یہ جو کچھ لکھا ہے وہ اس نیت سے لکھا ہے کہ اردو میں علامہ کی سوانح حیات اور تصانیف پر کچھ تو مواد پیش کردیا جائے تاکہ ہمارے نوجوان اپنے گراں مایہ اور گراں قدر اسلاف میں سے ایک جلیل القدر ہستی کے علمی کارناموں سے کچھ روشناس ہو سکیں!

یہاں مجھے اس امر کا اعتراف کرنے میں کچھ باک نہیں ہے کہ میں علامہ سیوطی کی سوانح اور سیرت پر کچھ نہ لکھ سکا۔ ان کی پیدائش' تعلیم و تربیت' اساتذہ اور علمی مشغولیت پر تو کچھ نہ کچھ لکھا گیا ہے اور وہ آپ کے سامنے ہے لیکن زندگی کے بہت سے گوشے ایسے ہیں جن سے نقاب نہیں اٹھایا جاسکا مثلاً ان کا ذریعہ معاش' متاہل زندگی' اولاد اور خاندان کے دوسرے بزرگ۔ علامہ کے مسلک کے بارے میں یہ وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ شافعی تھے۔ ان کے اساتذہ کرام میں حنفی حضرات بھی ہیں اور شافعی بھی! بہرحال میں نے ان کی سوانح حیات کے لئے کچھ مواد فراہم کردیا ہے اب خدا کرے کہ کوئی صاحب قلم اٹھیں اور اس ناتمام کام کو پورا کرکے جوان نسل کی طرف سے مشکور بنیں۔

شمس بریلوی
ائیرپورٹ۔ کراچی

خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ

کی زندگی پر ایک نظر

زیر نظر کتاب کے مصنف دنیائے اسلام کے مایہ ناز مفسر و محدث ابو الفضل عبدالرحمٰن ابن کمال ابو بکر جلال الدین حضرت سیوطی شافعی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ آپ مادر علم قاہرہ میں ۸۴۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ماں باپ کا سایہ بچپن میں ہی اٹھ گیا تاہم آپ شاہراہ علم پر تیزی سے گامزن رہے اور آٹھ سال سے کم عمر میں قرآن کریم حفظ کرلیا۔ پھر عمدہ۔ منہاج۔ الفقہ والاصول' اور الفیہ ابن مالک حفظ کرلیں۔ ۸۷۱ ہجری میں مسند افتاء پر متمکن ہوئے اور پھر میدان تصنیف میں جواد قلم کو دوڑایا تو ہر غایت کو عبور کرگئے۔ آپ کی جملہ تصانیف پانچ سو سے زائد ہیں۔ آپ کو آٹھ علوم میں تبحر اور کمال حاصل تھا وہ علوم یہ ہیں (۱) تفسیر' (۲) حدیث' (۳) فقہ' (۴) نحو' (۵) معانی' (٦) بدیع' (۷) بیان' (۸) لغت۔

آپ نے شام' حجاز' یمن' ہند' مغرب اور تکرور کی سیاحی کی۔ اس طرح آپ کتابی اور نیز مشاہداتی دونوں قسموں کے علوم پر حاوی تھے۔ شہاب الدین قسطلانی علیہ الرحمہ آپ کے ہمعصر تھے' آپ کی کتابوں سے نقل کرتے لیکن حوالہ نہ دیتے۔ چنانچہ آپ کی پوری ایک تصنیف اپنی طرف منسوب کرلی۔ چنانچہ تنگ آکر آپ نے ایک مقالہ لکھا جس کا نام "الفارق بین المصنف والسارق" (چور اور مصنف کو ممتاز کرنے والا مقالہ)

تفسیر جلالین شریف سورۃ بقرے سورۃ اسراء تک آپ ہی کی ہے۔ اور ہر عربی دارالعلوم میں پڑھائی جاتی ہے۔ تاریخ الخلفاء آپ ہی کی کتاب ہے اور درس نظامی میں داخل ہے۔ دیگر تصنیفات کی فہرست بیان کرنے کا یہ موقع نہیں۔ یہ شہباز علم ۹۱۱ھ میں دنیائے فانی سے دارباقی کو کوچ کرگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۝ زیر نظر کتاب آپ کی ایک بے نظیر تصنیف ہے۔ یہ عبرت و نصیحت کا مرقع ہے۔ ہر خاص و عام کے لئے مفید ہے۔ خصوصاً" واعظین کے لئے بیش بہا تحفہ ہے۔ وعظ و نصیحت اور فضائل اعمال کے لئے بے حد مفید ہے۔ ترجمہ میں پوری کوشش کی گئی ہے کہ سند کو بھی ذکر کیا جائے اور اصل میں قطع وبرید سے کلی طور پر پرہیز کیا گیا ہے اور یہ

بجا طور پر اس ترجمہ کی خصوصیت ہے۔ زبان آسان اور مطالب پورے آگئے ہیں۔ وللہ الحمد۔

آخر میں قارئین سے استدعا ہے کہ وہ میری غلطیوں کو درگزر فرمائیں اور میرے حق میں ترقی علم و عمل کی دعا فرمائیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین ○

ابن مسعود مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ
سابقہ مفتی دارالعلوم امجدیہ۔ عالمگیر روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ

تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے جس کو چاہا غفلت کی اونگھ سے بیدار فرمایا اور جس کی ملاقات پسند فرمائی اسے مقام علیین کی طرف بلایا' اور اس کے گناہوں کے بوجھ ختم کئے۔ میں نہایت ہی خلوص سے گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ وہ بہترین دین کے ساتھ بھیجے گئے اور خدا کی مخصوص دوستی سے سرفراز کئے گئے ہیں۔ ان پر' ان کی اولاد پر اور ان کے سیادت ماب' جلیل القدر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر درودو سلام ہو۔ یہ وہ شافی کتاب ہے علم برزخ کے بیان میں جس کا نفوس کو شدت سے انتظار تھا۔ میں اس میں مندرجہ ذیل چیزیں ذکر کروں گا۔ موت نیز اس کی فضیلت' ملک الموت کا حال' ان کے مددگاروں کا حال' وقت نزع کا حال' روح کے بدن سے جدا ہو کر بارگاہ ایزدی میں پہنچنے اور دیگر ارواح کے ساتھ ٹھہرجانے کا حال' قبر کا حال' اس کی تنگی' اس کا عذاب' اور اس میں نفع دینے والی اشیاء' یہ سب چیزیں مرض الموت و نفخ صور تک تفصیل سے بیان کی جائیں گی۔ حوالے کے طور پر' مرفوع احادیث' موقوف آثار اور مقطوع آثار پیش کروں گا جو کتب حدیث سے لئے گئے ہیں۔ اس میں ائمہ حدیث کے کلام پر اعتماد کیا گیا ہے' نیز تذکرہ قرطبی میں جو کچھ اس سلسلہ میں ہے اس میں پوری تنقیح کے ساتھ فوائد کا اضافہ کرتے ہوئے اس کتاب میں نقل کرتا ہوں۔ میں نے اس کا نام رکھا ہے "شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور" (مردوں اور قبروں کے حالات کے تشریح سے سینوں کا کھولنا) اور اگر اللہ نے عمر میں برکت دی تو ارادہ ہے کہ اسی کے ساتھ ایک کتاب اور شامل کروں جس میں علامات قیامت کا ذکر ہو۔ اور ایک کتاب اور جس میں بعث' قیامت اور جنت و دوزخ کا مکمل بیان ہو۔ خدا اپنے فضل و کرم سے میری یہ امید برلائے۔

ابو نعیم(۱) نے مجاہد علیہ الرحمہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں "وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ" نقل کیا کہ اس سے مراد موت اور مرکر جی اٹھنے کے درمیان کی چیزیں ہیں

موت کی ابتدا

(۱) ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مصنف میں اور امام احمد علیہ الرحمہ نے زہد میں کہا کہ ہم سے بیان کیا حماد بن سلمہ علیہ الرحمہ نے اور انھوں نے حبیب بن شہید سے اور انھوں نے حسن سے انھوں نے کہا کہ' جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت کو پیدا کیا تو فرشتوں نے کہا' زمین میں ان کی گنجائش نہیں' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں موت پیدا کرنے والا ہوں' تو انھوں نے کہا تب تو ان کی زندگی مکدر اور گدلی ہوجائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میں امید کو پیدا کرنے والا ہوں۔

(۲) ابو نعیم نے حلیہ میں مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کیا کہ' اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو فرمایا کہ' ویرانہ ہونے کے لئے بناؤ اور مرنے کے لئے جنو۔

مال یا جسم میں کسی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا اور دعا کرنا جائز نہیں

(اس باب میں ۱۰ روایات ہیں)

(۱) شیخین علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مصیبت آنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے' اور اگر تمنا ہی کرنی ہے تو یہ کہہ لے "اے اللہ عزوجل جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے' تو زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت میں بہتری ہو تو موت دے۔"

(۲) مسلم علیہ الرحمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے اور اس کو آنے سے پہلے نہ بلائے۔ کیوں کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کے اعمال بھی ختم ہوجاتے ہیں اور مومن کے لئے زیادتی عمر میں بھلائی ہے۔

(۳) بخاری علیہ الرحمہ اور نسائی علیہ الرحمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے کیوں کہ اگر نیک ہے تو امید ہے کہ اس کی نیکیاں زائد ہوں گی اور اگر بد ہے تو شاید بھلائی کی طرف لوٹ آئے۔ صحاح(۲) میں ہے اعتبنی فلان یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی شخص تکلیف دینے کے بجائے خوش کرنے لگے استعتب اور اعتب ایک ہی معنی میں ہیں

(۴) احمد، بزار، ابو یعلی۔ حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کی تمنا مت کرو کیوں کہ نزع کی ہولناکی سخت ہے۔ انسان کی عمر کا زائد ہونا نیک بختی ہے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ رجوع لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (لغوی تشریح حذف)

(۵) شیخین علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ (۳) سے روایت کی۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت کی تمنا سے منع نہ فرماتے تو ہم تمنا کرتے۔

(۶) بخاری علیہ الرحمہ نے قیس ابن ابی حازم سے روایت کی کہ، ہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے۔ آپ کو سات جگہ آگ(۴) سے داغا گیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو موت کی دعا کرنے سے نہ روکتے تو میں موت کی دعا کرتا۔

(۷) مروزی، قاسم سے روایت کرتے ہیں (جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے غلام تھے) کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے موت کی تمنا کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے تھے۔ آپ نے فرمایا موت کی تمنا نہ کرو کیوں کہ اگر اہل جنت سے ہو تو زندگی بہتر ہے اور اگر اہل جہنم سے ہو تو کیوں جلدی جانا چاہتے ہو۔

(۸) خطیب نے اپنی تاریخ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے کیوں کہ اس کو پتہ نہیں کہ ان سے اگلے جہان میں اپنے لئے کیا کیا ہے؟

(۹) احمد، ابو یعلی، طبرانی۔ حاکم نے ام الفضل (حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں) سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیمار تھے تو انھوں نے

موت کی تمنا کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا' اے چچا موت کی تمنا نہ کرو۔ کیوں کہ اگر آپ نیکو کار ہیں تو دیر سے مرنا اور نیکیوں کا زائد ہونا بہتر ہے اور بدکار ہیں تو دیر سے مرنا اور برائیوں سے توبہ کرلینا اچھا ہے تو موت کی ہرگز تمنا نہ کرو۔

(۱۰) احمد علیہ الرحمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کوئی بھی موت کے آنے سے پہلے اس کی تمنا نہ کرے اور اس کو جب بلائے جب اپنے عمل(۵) پر بھروسہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زندگی لمبی ہونے کا بیان

(اس باب میں 8 روایات ہیں)

(۱) احمد و ترمذی (اور اس کو حاکم نے صحیح کہا) نے ابو بکرہ سے روایت کی کہ' ایک شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ سب سے بہتر کون ہے؟ فرمایا کہ جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھا۔ پھر دریافت کیا' سب سے برا کون ہے؟ فرمایا جس کی عمر لمبی ہو اور عمل برا۔

(۲) حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم میں بہتر وہ ہے جس کی عمر لمبی اور عمل اچھا ہو۔ اور احمد علیہ الرحمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت کی۔

(۳) طبرانی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' نبی ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں تمہارے سب سے بہتر آدمی کی خبر نہ دوں؟ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے عرض کی کہ کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں اسلام کی حالت میں جس کی عمر زائد ہو اور اچھے کام کرے۔

(۴) طبرانی نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمان کی عمر جب بھی زائد ہوگی' اس کے لئے بہتر ہی ہو گا۔

(۵) احمد اور ابن زنجویہ نے اپنی "ترغیب" میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قضاعہ قبیلہ کے دو شخص حضور علیہ السلام پر ایمان لائے' ان میں ایک تو شہید ہوگیا اور دوسرا ایک سال بعد تک زندہ رہا پھر مرگیا۔ طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ بعد میں مرنے والا شہید

سے بھی پہلے جنت میں داخل ہوگیا۔ صبح کو میں نے یہ واقعہ (حضور علیہ السلام) سے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' کیا اس نے اس کے بعد ایک رمضان کے روزے نہ رکھے تھے' اور چھ لاکھ رکعت نماز اور اتنی اتنی (کنایۃً فرمایا) سنتیں نہ پڑھی تھیں؟

(۶) احمد اور بزار نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص سے زائد کوئی اچھا نہیں جو اسلام میں بوڑھا ہو' کیوں کہ تسبیح و تکبیر و تہلیل(۶) زائد ہوجاتی ہے۔

(۷) ابو نعیم نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' مسلمان کی ہر دن کی زندگی غنیمت ہے کیونکہ وہ اس میں فرائض' دیگر نمازیں اور جو کچھ بھی ذکر و فکر میسر ہوتا ہے' کرتا ہے۔

(۸) ابن ابی الدنیا نے ابراہیم بن ابی عبدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ جب مومن مرے گا تو دنیا میں آنے کی تمنا کرے گا تاکہ خدا کی تکبیر' تہلیل اور تسبیح کرسکے۔

دین میں فتنہ کے ڈر سے موت کی آرزو اور دعا کا جواز

(اس باب میں 26 روایات ہیں)

۱) مالک نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ قبر کے پاس سے گزرنے والا یہ نہ کہے گا "اے کاش اس کی جگہ میں ہوتا۔"

۲) مالک اور بزار نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم (علیہ السلام) نے فرمایا "اے اللہ عزوجل(۷) میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے چھوڑنے اور مسکینوں سے محبت کرنے کی دعا کرتا ہوں اور تو جب لوگوں کو آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھے آزمائش میں ڈالے بغیر اپنے پاس بلالینا" (یعنی وفات دے دینا۔)

۳) مالک نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا کہ "اے اللہ عزوجل میری قوت کم ہوئی اور عمر بڑی ہوئی' میری رعایا منتشر ہوئی' تو مجھے وفات دے تاکہ میں ضائع کرنے والا اور کوتاہی کرنے والا نہ بنوں۔" ابھی ایک ماہ بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ شہید ہوئے۔

(۴) ابن عبدالبر نے "تمہید" میں، مروزی نے "جنائز" میں، احمد نے "مسند" میں، اور طبرانی نے "کبیر" میں علیم کندی سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ میں ابو عبس غفاری کے ساتھ ایک چھت پر تھا۔ انھوں نے دیکھا کہ لوگ طاعون سے بھاگ رہے ہیں، تو آپ نے کہا اے طاعون مجھے پکڑلے، یہ کلمہ تین مرتبہ کہا۔ میں نے ان سے کہا، تم یہ کیوں کہتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، موت کی تمنا نہ کرو کیوں کہ موت کے وقت عمل منقطع ہوجاتا ہے، اور آدمی کو لوٹ کر نہیں آنا اس لئے وہ تباہ ہوجائے گا۔ ابو عبس نے کہا کہ تم نے نہیں سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے چھ چیزوں سے پہلے مرجاؤ۔ بے وقوفوں کی حکومت سے، شرط کی زیادتی سے، حکمت کی باتوں کے بیچنے سے، خون کی ناقدری سے، قطع رحمی سے اور ان لوگوں سے جو قرآن کو گاتے بجاتے ہیں۔ ایک آدمی کو آگے کرتے ہیں جو ان کو قرآن گاکر سنائے، خواہ وہ سب سے کم سمجھ رکھتا ہو۔

۵) حاکم نے حسن سے روایت کی، انھوں نے کہاں کہ حکم بن عمرو نے کہا کہ، اے طاعون مجھے پکڑلے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ یہ کیوں کہتے ہیں؟ حالانکہ حضور علیہ السلام نے موت کی تمنا سے منع فرمایا ہے۔ حکم نے کہا، جو تم نے سنا میں نے بھی سنا ہے۔ لیکن میں چھ چیزوں سے قبل مرنا چاہتا ہوں۔ حکمت کی باتوں کے بیچنے سے پہلے، شرط کی زیادتی سے پہلے، بچوں کی حکومت سے پہلے، خون بہانے سے پہلے، قطع رحمی سے پہلے اور قرآن کو گانا بجانا بنانے والوں سے پہلے اور ابن سعد کی ایک روایت میں، چھ چیزوں میں گناہ کا کیا جانا بھی شامل ہے۔ اسی قسم کی حدیث طبرانی نے عمرو بن عبسہ سے روایت کی۔

۶) ابو نعیم نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب دجال نکلے گا تو مومن کے نزدیک مرنے سے بہتر کوئی چیز نہ ہوگی۔

۷) ابن ابی الدنیا نے سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ، لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ اس کے علماء کے نزدیک موت سرخ سونے سے بہتر ہوگی۔(۸)

۸) ابن ابی الدنیا نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، قریب ہے کہ مومن انسان کے نزدیک موت اس ٹھنڈے پانی سے زائد پسندیدہ ہو جس پر شہد بہایا جائے اور وہ انسان اسے پیئے۔

۹) ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کے پاس سے جنازہ گزرے گا تو وہ کہیں گے کاش! ہم اس کی جگہ ہوتے۔

۱۰) ابن سعد نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو میں ان کی عیادت کو آیا اور کہا اے اللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو شفاء دے۔ تو انھوں نے فرمایا کہ اب اس دعا کو نہ دہرانا' اور یہ کہا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ موت سرخ سونے سے بہتر ہوگی اور اے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اگر تم زندہ رہے تو قریب ہے کہ ایسا زمانہ آئے گا کہ جب آدمی قبر سے گزرے تو یہ کہے گا کہ کاش! میں اس کی جگہ ہوتا۔

۱۱) مروزی نے "جنائز" میں مرہ ہمدانی سے روایت کی کہ' اللہ کے ایک بندے نے اپنی اور اپنے گھر والوں کے لئے موت کی دعا کی تو اس سے پوچھا گیا کہ تم نے اپنے گھر والوں کے لئے موت کی تمنا کی ٹھیک ہے اپنے لئے کیوں کی؟ تو اس نے جواب دیا کہ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم اپنی اس حالت پر باقی رہو گے تو میں تمنا کرتا کہ میں بیس(۹) سال مزید تم میں زندہ رہوں۔

۱۲) مروزی نے ابو عثمان سے روایت کی کہ انھوں نے کہا' ایک دن ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے سائبان میں بیٹھے تھے اور آپ کے نکاح میں فلاں اور فلاں دو عورتیں حسن و جمال اور منصب جلیل والی تھیں اور دونوں سے آپ کے حسین بچے تھے۔ اتنے میں ایک چڑیا آپ کے اوپر سے چہچہانے لگی۔ پھر آپ کو تے آئی' اس کو آپ نے کریدتے ہوئے فرمایا کہ عبداللہ(۱۰) اور اس کے اہل و عیال کا مرنا اس چڑیا کے مرنے سے بہتر ہے۔

۱۳) مروزی نے قیس سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بچے کھیل رہے تھے آپ نے فرمایا کہ ان کا مرنا گبریلے (ایک چھوٹا جانور) کے مرنے سے آسان ہے۔

۱۴) حسن سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا' تمہارے اس شہر میں ایک عابد تھا' وہ مسجد سے نکلا۔ جب اس نے اپنا پیر رکاب میں رکھا تو اس کے پاس ملک الموت آگیا تو اس عابد نے کہا کہ "خوش آمدید(۱۱) میں آپ کا بہت ہی مشتاق تھا۔" ملک الموت نے یہ سن کر روح قبض کرلی۔

۱۵) ابن سعد نے طبقات میں اور مروزی نے خالد بن معدان سے روایت کی کہ' خشکی و تری میں کسی جانور کا میرے بدلے مرنا مجھے پسند نہیں۔ اگر موت کوئی جھنڈا ہوتی جس کی طرف لوگ دوڑ

کر جاسکتے تو میں سب سے پہلے پہنچتا۔ البتہ جو شخص مجھ سے زیادہ طاقت ور ہوتا وہ مجھ سے آگے نکل جاتا۔

۱۶) ابو نعیم نے انھیں سے روایت کی کہ اگر موت کسی جگہ رکھی ہوتی تو میں سب سے پہلے دوڑ کر اس کے پاس پہنچ جاتا۔

۱۷) ابو نعیم نے عبدربہ بن صالح سے روایت کی کہ وہ مکحول کے پاس ان کے مرض وفات میں آئے تو ان کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انھیں عافیت عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا۔ ہرگز نہیں' کیوں کہ اس ذات سے مل جانا جس کی معافی کی امید ہے اس سے بہتر ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ زندہ رہا جائے جن کی شرارتوں سے شیاطین الانس' اور شیاطین مع اپنے لشکر کے بھاگ جائیں۔

۱۸) ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ابو مسہر سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک آدمی کو سعید بن عبدالعزیز متنوخی سے ایک شخص کو کہتے سنا کہ' اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی لمبی کرے' تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا' نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ مجھے جلدی اپنی رحمت کی جگہ بلائے۔

۱۹) ابو نعیم نے ابو عبیدہ بن مہاجر سے روایت کی کہ اگر کہا جائے کہ جو اس لکڑی کو ہاتھ لگائے گا مرجائے گا' تو میں سب سے پہلے ہاتھ لگاؤں گا۔

۲۰) ابو نعیم نے ابو عبداللہ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ دنیا آزمائش کی دعوت دیتی ہے اور شیطان خطاکاری کی' ان دونوں کے ساتھ رہنے سے بہتر ہے کہ خدا سے ملاقات(۱۲) ہوجائے۔

(۲۱) ابن ابی الدنیا نے عمرو بن میمون سے روایت کی کہ وہ موت کی تمنا نہ کرتے تھے انھوں نے کہا کہ میں ہر دن اتنی اتنی نماز پڑھتا تھا۔ حتی کہ یزید بن مسلم نے ان کی طرف ایک پیغام بھیجا جس میں انھیں سختی سے خطاب کیا تھا۔ جس سے آپ کو تکلیف ہوئی تو اس کے بعد آپ یہ دعا کرتے تھے کہ "اے اللہ عزوجل مجھے نیکوں سے ملادے اور بروں سے بچادے۔"

۲۲) ابن ابی الدنیا نے ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے روایت کی' انھوں نے کہا کہ ابو الدرداء کی یہ عادت تھی کہ جب کسی اچھے آدمی کی وفات ہوتی' تو آپ فرماتے کہ اے کاش میں تیری جگہ ہوتا تو اس پر ان کی ماں نے کچھ اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا۔ تم نہیں جانتی' کہ آدمی صبح حالت ایمان

پر کرتا ہے اور شام کو منافق ہو جاتا ہے اور اس کا ایمان لاشعوری کے عالم میں اس سے سلب کر لیا جاتا ہے' اس لئے میں اس میت پر رشک کرتا ہوں اور اسے اس زندگی پر ترجیح دیتا ہوں جس میں نماز روزہ ہو۔(۱۳)

۲۳)ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن ابی الدنیا نے جحیفہ سے روایت کی انھوں نے کہا کہ کوئی جان بھی میرے بجائے مرجائے تو مجھے خوشی نہ ہوگی' خواہ وہ مکھی ہی کیوں نہ ہو۔

۲۴) ابن ابی الدنیا' خطیب اور ابن عساکر نے ابی بکرہ سے روایت کی کہ کسی جاندار کی روح کا پرواز کرجانا مجھے پسند نہیں سوائے اپنی روح کے پرواز کرنے کے' تو لوگوں نے گھبرا کر دریافت کیا کہ یہ کیوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ایسے زمانے کو نہ دیکھوں جس میں بھلائی کا حکم نہ دے سکوں اور برائی سے منع نہ کرسکوں۔ کیوں کہ ایسے زمانے میں کوئی خیر و خوبی نہ ہوگی۔

۲۵) ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں اور ابن سعد اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ انھوں نے پوچھا' کہاں جاتے ہو؟ اس نے جواب دیا' بازار کو تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے لوٹنے سے پہلے میرے لئے موت خرید کر لاسکو تو لا دینا۔

(۲۶) ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے "کبیر" میں روایت کی اور ابن عساکر نے عروہ بن ادیم کی سند سے اور انھوں نے عرباض بن ساریہ سے' یہ (عرباض) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں ایک بوڑھے صحابی رضی اللہ عنہ تھے اور موت کی تمنا رکھتے تھے اور یہ دعا کرتے تھے "اے اللہ عزوجل میری عمر زائد ہوگئی' اور ہڈی کمزور پڑگئی' تو مجھے موت دے۔" عرباض کہتے ہیں کہ ایک دن میں دمشق کی مسجد میں نماز کے بعد اپنی اسی دعا میں مشغول تھا کہ ایک حسین و جمیل سبز پوش نوجوان آیا اور کہا کہ یہ کیا دعا کرتے ہو؟ میں نے کہا اور کیا دعا کروں' تو اس نے جواب دیا کہ یوں کہو "اے اللہ عزوجل عمل اچھے کر' اور عمر زائد کر۔" میں نے دریافت کیا۔ خدا تم پر رحم کرے تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا میں رفائیل ہوں مومنوں کے غم غلط کرتا ہے۔ پھر جو میں نے غور سے دیکھا تو کوئی نہ تھا۔

موت کی فضیلت کا بیان

(اس باب میں 46 روایات ہیں)

علماء فرماتے ہیں کہ موت عدم محض اور فناء صرف کا نام نہیں۔ موت تو بدن سے روح کے تعلق کے ختم ہو جانے کا نام ہے اور ایک حجاب ہے جو روح اور بدن کے درمیان قائم ہو جاتا ہے' اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے۔

۱) ابو الشیخ نے اپنی تفسیر میں اور ابو نعیم نے بلال بن سعد سے روایت کی کہ انھوں نے اپنے وعظ میں کہا "اے زندگی اور ہیشگی کے چاہنے والو! تم فنا کے لئے نہیں پیدا کئے گئے۔ تم ابد اور ہیشگی کے لئے پیدا ہوئے ہو' ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہونے کے لئے پیدا ہوئے ہو۔

۲) طبرانی نے کبیر میں' حاکم نے مستدرک میں عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت کی' تم ہیشگی کے لئے پیدا ہوئے ہو' ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہو۔

۳) حاکم نے مستدرک میں اور طبرانی نے کبیر میں اور ابن مبارک نے زہد میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن طہر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت مومن کا تحفہ ہے۔ اسی قسم کی حدیث دیلمی نے مسند فردوس میں نقل کی۔

۴) دیلمی نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ موت مومن کا پھول ہے۔

۵) دیلمی و بیہقی(۱۴) نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت غنیمت ہے'گناہ مصیبت ہے' محتاجی راحت ہے' مالداری عذاب ہے' عقل خدائی ہدیہ ہے' جہالت گمراہی ہے' ظلم ندامت ہے' اطاعت آنکھوں کی ٹھنڈک ہے' خدا کی خشیت سے رونا نجات ہے اور ہنسنا ہلاکت ہے اور گناہ سے توبہ کرنے والا اس کی طرح ہے جو بے گناہ ہو۔

۶) احمد اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں صحیح سند سے محمود بن بسیہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو چیزوں کو انسان برا سمجھتا ہے۔ موت کو برا سمجھتا ہے حالانکہ موت اس کے لئے فتنہ سے بہتر ہے۔ مال کی کمی کو برا سمجھتا ہے حالانکہ مال کی کمی سے قیامت میں حساب کی کمی

ہو گی۔

۷) بیہقی نے شعب الایمان میں زرعہ بن عبداللہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ انسان اپنے لئے زندگی کو بہتر سمجھتا ہے حالانکہ موت اس کے لئے بہتر ہے۔ اور مال کی کمی کو برا سمجھتا ہے حالانکہ یہ حساب کی کمی کا باعث ہے۔

۸) شیخین علیہ الرحمہ (۱۵) نے ابو قتادہ علیہ الرحمہ سے روایت کی نبی ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ "مستریح" یا "مستراح" ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ' یارسول اللہ ﷺ مستریح یا مستراح سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن انسان دنیا کی تکالیف سے اللہ کی رحمت کی طرف منتقل ہوتا ہے اور راحت پاتا ہے (تو وہ مستریح ہے) اور فاجر سے شہر' بندے' درخت اور جانور نجات حاصل کرتے ہیں (تو وہ مستراح ہوا)

۹) ابن ابی شیبہ نے یزید بن بطار ماد سے روایت کی۔ ایک جنازہ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ پر گزرا تو آپ نے فرمایا کہ یا تو اس نے راحت پائی یا بندوں نے اس سے راحت پائی۔

۱۰) ابن مبارک اور طبرانی نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ "دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور قحط ہے"

۱۱) ابن مبارک نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا' دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔ مومن کی روح جب نکلتی ہے تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو قید خانے میں تھا اور پھر نکال دیا گیا۔ تو اب وہ زمین میں خوب سیرو تفریح کرتا ہے۔

۱۲) ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔ جب مومن مرجاتا ہے تو اس کی راہ فراخ کردی جاتی ہے وہ جنت میں جہاں چاہتا ہے گھومتا ہے۔

۱۳) ابو نعیم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ' اے ابوذر دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور قبر امن کی جگہ ہے اور جنت اس کا ٹھکانا ہے۔ اے ابوذر دنیا کافر کی جنت ہے اور قبر اس کا عذاب ہے اور جہنم اس کا ٹھکانا ہے۔

۱۴) نسائی' طبرانی اور ابن ابی الدنیا نے عبادہ بن صامت سے روایت کی کہ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی جان روئے زمین پر مرتی ہے اس کے لئے اس کے رب کے پاس بھلائی ہے اور وہ واپس آنا نہیں چاہتی' خواہ اس کو تمام دنیا و مافیہا دے دی جائے سوائے شہید کے' کیوں کہ وہ بار بار آنے کی تمنا کرتا ہے تاکہ ثواب عظیم پائے۔

۱۵) ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور مروزی نے جنائز میں اور طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ دنیا میں اب کچھ صاف نہیں رہا ہر جگہ گیلاپن ہے۔ تو موت ہر مسلمان کا تحفہ ہے۔

۱۶) مروزی' ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ دو بری چیزیں بہتر ہیں' محتاجی اور موت

۱۷) ابن ابی شیبہ اور مروزی نے طاؤس علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ مومن آدمی کے دین کو کوئی چیز نہیں بچا سکتی جو حفاظت کرے سوائے موت کے گڑھے کے۔

۱۸) ابن مبارک نے زہد میں اور ابن ابی شیبہ نے اور مروزی نے ربیع بن خیثم سے روایت کی کہ مومن کے لئے کوئی بھلائی چھپی ہوئی نہیں جس کا وہ انتظار کرے اور وہ موت سے بہتر ہو۔

۱۹) ابن ابی الدنیا نے مالک بن مغول سے روایت کی کہ سب سے پہلی چیز خوشی کی جو مومن کو حاصل ہوگی' وہ موت ہے کیوں کہ اس میں وہ اللہ تعالیٰ کا ثواب اور اس کا کرم دیکھتا ہے۔

۲۰) احمد نے زہد میں' اوز ابن ابی الدنیا نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے بہتر کوئی نعمت نہیں۔

۲۱) سعد بن منصور اور ابن جریر نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہر مومن کے لئے موت بہتر ہے اور ہر کافر کے لئے موت بد تر ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکو کاروں کے لئے بہتر ہے' اور ہر گز گمان نہ کریں کافر کہ ہم جو ان کو ڈھیل دیتے ہیں وہ ان کے لئے بہتر ہے۔

۲۲) ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں اور حاکم نے مستدرک میں' طبرانی اور مروزی نے جنائز میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی' ہر نیک بندہ کے لئے موت بہتر ہے۔ اگر نیک ہے تو اللہ تعالیٰ کے پاس نیکوں کے لئے بہت اچھا اجر ہے اور بد ہے تو ان کے لئے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کافر یہ نہ سمجھیں کہ ہماری ڈھیل ان کے حق میں بہتر ہے۔ ہم ڈھیل (١٦) اس لئے دیتے ہیں کہ ان کے گناہ زائد ہو جائیں۔

٢٣) ابن مالک اور احمد نے زہد میں حبان بن ابی حیلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا تم موت کے لئے جنتے ہو' ویران کرنے کے لئے آباد کرتے ہو' فانی چیز پر حریص ہو اور باقی رہنے والی چیز کو نہیں مانتے۔ سنو تین بری چیزیں ہیں جو اچھی ہیں (١٧) موت' فقر اور مرض۔ احمد علیہ الرحمہ نے زہد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت کی۔

٢٤) ابن ابی الدنیا نے جعفر احمد سے روایت کی کہ جس کے لئے موت میں اچھائی نہیں اس کے لئے حیات میں بھی اچھائی نہیں۔

٢٥) ابن سعد نے طبقات میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی انھوں نے کہا کہ میں فقر کو رب کی بارگاہ میں تواضع کرنے کے لئے اچھا سمجھتا ہوں اور موت کو اپنے رب کی ملاقات کے لئے اچھا سمجھتا ہوں اور مرض کو اپنی خطاؤں کے مٹ جانے کی وجہ سے پسند کرتا ہوں۔

(٢٦) ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے اور احمد نے زہد میں ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ اپنے پسندیدہ شخص کے لئے کیا پسند کرتے ہیں؟ کہا کہ موت۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اگر نہ مرے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس کا مال اور اس کی اولاد کم ہو جائے۔

(٢٧) ابن ابی شیبہ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں اپنے دوست کے لئے پسند کرتا ہوں کہ اسے موت جلد آئے اور اس کا مال کم ہو۔

٢٨) احمد نے زہد میں اور ابن ابی الدنیا نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میرے احباب کی طرف سے جو ہدایا موصول ہوتے ہیں ان میں سلام سب سے بہتر ہے' اور سب سے اچھی خبر اس کی موت ہے۔

٢٩) ابن ابی الدنیا نے محمد بن عبدالعزیز تیمی سے روایت کی کہ عبدالاعلیٰ تیمی سے کہا گیا کہ تم اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے کیا پسند کرتے ہو؟ کہا موت۔

٣٠) طبرانی نے ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ جو

لوگ مجھے رسول جانتے ہیں ان کے دل میں موت کی محبت ڈال دے۔

۳۱) احمد نے روایت کی کہ ملک الموت علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے کہ ان کی روح نکالیں تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا کبھی تم نے ایک دوست کو دوسرے دوست کی روح نکالتے دیکھا ہے؟ تو ملک الموت خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جاؤ ابراہیم علیہ السلام سے کہہ دو کہ کیا کبھی تم نے ایک دوست کو دوسرے دوست کی ملاقات کو برا جانتے ہوئے پایا؟" تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ میری روح ابھی قبض کرلو۔

۳۲) اصبہانی نے ترغیب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اگر تم میری وصیت یاد رکھو تو وہ یہ ہے کہ موت سے زائد پسندیدہ چیز تمہارے نزدیک کوئی نہ ہو۔

۳۳) ابن سعد نے حسن سے روایت کی کہ جب حذیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ بہت انتظار کے بعد محبوب آیا' جو شرمندہ ہو وہ کامیاب نہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے فتنہ سے پہلے بلالیا۔ سہل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ موت کی تمنا تین اشخاص ہی کرسکتے ہیں ۱) جن کو موت کے بعد کے حالات کا پتہ نہ ہو۔ ۲) خدا کی مقررہ تقدیر سے راہ فرار اختیار کرنے والا۔ ۳) اور اللہ کی ملاقات کا مشتاق۔ حبان بن اسود نے کہا کہ موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملانے کا ذریعہ ہے۔ ابو عثمان نے کہا کہ شوق کی علامت یہ ہے کہ راحت کے باوجود موت سے محبت کرنا۔ بعض حضرات نے کہا کہ مشتاق موت کی مٹھاس شہد(۱۸) سے زائد پاتا ہے۔

۳۴) ابن عسا کرنے ذوالنون مصری علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ شوق کا سب سے بلند درجہ یہ ہے کہ جب اس پر بندہ پہنچتا ہے تو وہ موت کے دیر میں آنے کو برا سمجھتا ہے کیوں کہ وہ لقاء محبوب کا ہمہ وقت متمنی رہتا ہے اور اس کے دیدار کا ہر وقت منتظر۔

۳۵) ابن ابی الدنیا نے عتبہ خولانی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عبداللہ ابن عبدالملک طاعون سے بھاگ کر کہیں چلاگیا تو انھوں نے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون میں ایسے زمانے تک زندہ رہا جس میں ایسی بات سنوں۔ میں تم کو تمہارے گزرے ہوئے بھائیوں کے حالات سناتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ کہ خدا کی ملاقات ان کو شہد سے زائد شیریں معلوم ہوتی تھی۔ دوسری بات یہ کہ

وہ دشمن سے کبھی نہ ڈرتے تھے خواہ کم ہو یا زائد۔ تیسری بات یہ کہ وہ دنیا کے فقر و فاقہ سے نہ ڈرتے تھے ان کو خدا پر پورا پورا بھروسہ تھا کہ وہ ان کو ضرور رزق دے گا۔ چوتھی بات یہ کہ جب طاعون آتا تھا تو بھاگتے نہ تھے خدا جو فیصلہ فرماتا تھا' ان کو قبول ہوتا۔

۳۶) ابو نعیم نے حلیہ میں ابن عبدربہ سے روایت کی کہ انھوں نے مکحول سے کہا کہ کیا تم جنت کو پسند کرتے ہو؟ انھوں نے کہاں کہ جنت کو کون پسند نہ کرے گا۔ تو انھوں نے کہا کہ موت سے محبت کرو کیوں کہ جنت کو مرے بغیر نہیں دیکھ سکتے۔

۳۷) عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن ابی زکریا کہتے تھے کہ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ اللہ نے مجھے اختیار دے دیا ہے کہ چاہے میں سو سال زندہ رہوں یا آج ہی مرجاؤں' تو آج ہی مرجانے کو اختیار کرلیتا' تاکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کرسکوں۔

۳۸) ابو نعیم اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں احمد بن ابی الحواری سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ نباجی کو کہتے ہوئے سنا کہ اگر مجھے دنیا کی حلال لذتوں سے مستفیض ہونے اور اپنی روح کے نکل جانے کا اختیار دیا جائے' تو روح کے نکل جانے کو پسند کروں گا اور کہا تم کو یہ بات(۱۹) پسند نہیں کہ تم اس سے ملاقات کرو کہ جس کی اطاعت کرتے ہو۔

۳۹) ابو نعیم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موت ہر مسلمان کے لئے کفارہ ہے۔ قرطبی نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان مرتے وقت جو تکالیف پاتا ہے' وہ اس کے گناہوں کی معافی کا سبب بن جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے اگر کانٹا یا اس سے کم چیز بھی لگ جائے تو وہ بھی اس کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ تو جب کانٹے کا یہ حال ہے تو پھر سکرات موت کا کیا حال ہوگا جس میں تلوار کی تین سو چوٹوں سے زائد تکلیف ہوتی ہے۔

۴۰) ابن مبارک نے زہد میں اور ابن ابی الدنیا نے مسروق سے روایت کی کہ مجھے اس چیز کے علاوہ کسی چیز پر رشک نہ آیا کہ مومن اپنی قبر میں عذاب سے محفوظ ہو اور دنیا کی تکالیف سے رہائی پالے۔ ابن ابی شیبہ نے بھی اسی مضمون کی حدیث بیان کی۔

۴۱) ابن مبارک، ہشیم بن مالک سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ ہم ایفع بن عبدہ کے پاس باتیں کر رہے تھے اور وہیں ابو عطیہ فد بوح بھی تھے تو نعمتوں کا ذکر چلا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ سب سے زائد نعمتوں میں کون شخص ہے، بعض نے کہا کہ فلاں اور بعض نے کہا کہ فلاں۔ ایفع نے کہا کہ اے ابو عطیہ آپ کیا کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا وہ جسم جو قبر میں ہو اور عذاب سے محفوظ ہو گیا ہو۔

۴۲) ابن مبارک نے محارب بن وثار سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے خیثمہ نے کہا کہ کیا تمہیں موت خوش کرتی ہے؟ کہا کہ نہیں۔ تو انھوں نے فرمایا کہ موت ناقص شخص ہی کو ناپسند ہوتی ہے۔

۴۳) ابن مبارک نے عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ ایک شخص نے ابو الاعور سلمی کی مجلس میں کہا کہ بخدا اللہ نے موت سے زائد پسندیدہ چیز میرے لئے پیدا نہیں کی تو ابو الاعور نے کہا کہ اگر میں تمہاری طرح(۲۰) ہوجاؤں تو میرے نزدیک یہ سرخ اونٹوں سے زائد بہتر ہے۔

۴۴) ابن ابی الدنیا نے صفوان بن سلیم سے روایت کی کہ موت دنیا کی تکالیف سے راحت دیتی ہے اگرچہ خود اس میں تکالیف ہیں۔

۴۵) ابن ابی الدنیا نے محمد بن زیاد سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ مجھ سے بعض حکماء نے کہا کہ عقل مند انسان پر موت، غافل عالم کی لغزش سے آسان ہے۔

۴۶) ابن ابی الدنیا نے سفیان سے روایت کی کہ موت عابد کے لئے راحت ہے۔

موت کا ذکر اور اس کی تیاری

(اس باب میں 32 روایات ہیں)

۱) ترمذی علیہ الرحمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لذتوں کو توڑنے والی چیز کو بہ کثرت یاد کرو یعنی موت کو۔ ابو نعیم نے بھی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایسی حدیث روایت کی۔

۲) بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لذتوں کو توڑنے

والی چیز یعنی موت کو بہ کثرت یاد کرو کیوں کہ جو تنگ دست ہے اسے یاد کرتا ہے اس پر فراخی ہوتی ہے اور جو خوش عیش اور فراخ دست ہوتا ہے' اس پر تنگی(۲۱) ہوتی ہے۔

۳) ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے عقل مند مومن کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو موت کو سب سے زیادہ یاد رکھے اور موت کے بعد کے لئے سب سے اچھی تیاری کرے' یہ ہیں عقلمند۔

۴) ترمذی نے شداد بن اوس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو خود بدلہ(۲۲) دے اور بعد الموت کے لئے کام کرے اور عاجز وہ ہے جو نفس کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ سے قسم قسم کی آرزوئیں کرے(۲۳)

۵) ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ موت کو بکثرت یاد کرو' وہ گناہوں کو زائل کرتی' اور دنیا میں زہد پیدا کرتی ہے اور تم اس کو مال داری کے عالم میں یاد کرو گے تو یہ اس کو ختم کردے گی۔ اور محتاجی کے عالم میں یاد کرو گے تو تم کو تمہاری زندگی سے راضی کردے گی۔

۶) ابن ابی الدنیا نے عطاء خراسانی سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی مجلس سے گزرے جس میں خوب ہنسی مذاق ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی مجلس میں لذتوں کو توڑنے والی چیز کی ملاوٹ بھی کرو۔ عرض کی گئی' وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کی یاد(۲۴)

۷) ابن ابی الدنیا نے سفیان سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو وصیت فرمائی کہ موت کو بہ کثرت یاد کرو تو دوسری چیزوں کو بھول جاؤ گے۔

۸) ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں زید سلمی سے روایت کی کہ نبی کریم علیہ السلام اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جب غفلت میں پاتے تھے تو بلند آواز سے پکار کر کہتے تھے کہ اے لوگو تمہارے پاس موت آگئی' یا نیک بختی کا پیغام بن کر اور یا بد بختی کا۔

۹) بیہقی نے ابن عطاء سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں میں غفلت دیکھتے تو دراوزہ پکڑ کر تین مرتبہ فرماتے یااھل الاسلام اتتکم المیہ الخ یعنی اہل اسلام موت آگئی' اس کو جو کچھ اپنے ساتھ لانا تھا لے آئی' خوشی اور راحت لائی اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے لئے اور ان

لوگوں کے لئے جو جنت میں رہیں گے' ان کے لئے برکت کی خوش خبری لے آئی۔ سنو! ہر کوشش کرنے والے کی انتہا ہے اور ہر کوشش کرنے والے کی انتہا موت ہے' کوئی آگے جاتا ہے اور کوئی پیچھے۔

۱۰) طبرانی نے عمار سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' نصیحت کرنے کو موت کافی ہے۔

۱۱) حضور اکرم ﷺ سے عرض کی گئی کہ کیا شہداء کے ساتھ کسی اور کا حشر بھی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں اس کا جو شب و روز میں موت کو بیس مرتبہ یاد کرے گا۔ نیز حضرت سدی علیہ الرحمہ اس آیت کریمہ (۲۵) خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً کی تفسیر میں مروی ہے کہ کون ہے تم میں سے موت کو زائد یاد کرتا ہے اور کون اس کے لئے زائد تیاری کرتا ہے اور کون زائد ڈرتا ہے۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں بھی اس حدیث کو روایت کیا۔

۱۲) ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور امام احمد نے زہد میں ابن سابط سے روایت کی کہ ایک شخص کی حضور علیہ السلام کے سامنے بہت تعریف کی گئی' آپ نے دریافت کیا کہ وہ موت کو بھی یاد کرتا ہے یا نہیں؟ عرض کی گئی "جی نہیں" آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر وہ ایسا نہیں جیسا کہ تم کہتے ہو۔

۱۳) بعض بزرگان دین کا کہنا ہے کہ جس نے موت کو بہ کثرت یاد کیا اسے تین انعامات ملیں گے ۱۔ توبہ کی جلد توفیق ہوگی۔ ۲۔ دل میں قناعت نصیب ہوگی۔ ۳۔ عبادت میں خوشی ہوگی۔ اور جس نے موت کو بھلادیا' اس پر تین مصیبتیں نازل ہوں گی ۱۔ توبہ میں ٹال مٹول۔ ۲۔ بے صبری۔ ۳۔ عبادت میں سستی۔ تیمی نے کہا دو چیزوں نے میرے سامنے دنیا کی لذتوں کو بے حقیقت بنادیا۔ موت کی یاد اور بارگاہ ایزدی میں کھڑا ہونا۔ (۲۶) ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔ بعض حضرات نے اللہ تعالیٰ کے قول (۲۷) "وَلاَ تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا" کی تفسیر کفن سے کی ہے۔ اور اس سے پہلے کی آیت میں فرمایا کہ (۲۸) "وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتَاكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ" دنیا کی چیزوں کو ایسی راہوں پر خرچ کرو کہ اس کے بدلے دار الآخرۃ میں جنت بھی ملتی ہے۔ اور یاد رکھو کہ تم ہر چیز چھوڑ کر چلے جاؤ گے سوائے اپنے حصہ کے'

اور وہ ہے کفن۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

نصیبک مما تجمع الدھر کلہ
ردآ ان تلوی فیھا و حنوط

ترجمہ:۔ جو کچھ تو نے تمام زمانے میں جمع کرلیا' اس میں تیرا حصہ صرف وہ دو چادریں ہیں' جن میں تو لپیٹا جائے اور خوشبو۔

۱۴) ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موت کو پسند نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس مال ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا' پہلے اس کو مار ڈالو کیونکہ مومن کا دل اس کے مال کے ساتھ ہے اگر وہ اس کو پہلے مار دے تو اس کا دل اس کے پیچھے ہوجائے گا ورنہ وہ اسی کے ہمراہ رہے گا۔

۱۵) سعید بن منصور نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی' آپ نے فرمایا۔ فصیح و بلیغ نصیحت کے بعد جلد ہی غافل ہوجاتے ہیں۔ موت نصیحت کرنے کو کافی ہے' زمانہ جدائی ڈالنے کو کافی ہے آج ہم گھروں میں ہیں اور کل قبروں میں ہوں گے۔

۱۶) ابن ابی الدنیا نے رجاء بن حیوہ سے روایت کی کہ' جو بندہ بہ کثرت موت کا ذکر کرے گا' وہ خوشی اور حسد چھوڑ دے گا۔ ابن ابی شیبہ اور احمد نے بھی اسی جیسی روایت کی۔

۱۷)طبرانی' طارق محاربی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کے لئے موت کے آنے سے پہلے تیار ہوجاؤ۔

۱۸) ابن ابی شیبہ' عون بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ جو شخص موت کو صحیح طور پر جانتا ہے تو وہ آئندہ کل کو اپنی زندگی میں شمار نہیں کرتا کیوں کہ بہت سے وہ لوگ جو دن کے ابتدائی حصہ میں زندہ ہوتے ہیں اسے پورا کر نہیں پاتے اور بہت سے کل کے امیدوار اپنی امید کو نہیں پہنچتے۔ اور اگر تو موت اور اس کی رفتاری کو دیکھ لیتا تو تیری امید اور غرور مٹ جاتا۔

۱۹) ابن ابی شیبہ نے ابو حازم سے روایت کی' انھوں نے فرمایا کہ جس کام کی وجہ سے تم موت

کو برا سمجھنے لگو' اسے چھوڑ دو۔ پھر مرنے کے بعد یہ تمہاری تکلیف کا باعث نہ ہو گا۔

۲۰) ابو نعیم نے عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ موت جس شخص کے دل کے قریب ہو گئی تو وہ اپنے مال کو زیادہ سمجھنے لگتا ہے۔

۲۱) ابو نعیم نے رجاء بن نوح سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے اپنے گھر والوں کو لکھا کہ اگر تم شب و روز موت کا شعور رکھو تو ہر فانی چیز تمہیں بری معلوم ہو گی اور ہر باقی چیز سے محبت ہو جائے گی۔

۲۲) ابو نعیم نے مجمع تیمی سے روایت کی کہ موت کی یاد مال داری اور بے نیازی کا باعث ہے۔

۲۳) انہی نے سمیط سے روایت کی کہ جس نے موت کو اپنا نصب العین بنالیا تو اس کو دنیا کی تنگی کی فکر ہو گی اور نہ فراخی کی۔

۲۴)انہی نے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس نے موت کو پہچان لیا اس پر دنیا کے مصائب و آلام آسان ہو گئے۔

۲۵) ابن ابی الدنیا نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس نے موت کو بہ کثرت یاد کیا' اس کی نگاہ میں دنیا ہیچ ہو جائے گی۔

۲۶) انہی نے قتادہ علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ' جو موت کی یاد رکھے اس کے لئے خوش خبری ہے۔

۲۷)انہی نے مالک بن دینار علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ' موت کی یاد عمل(۲۹) کی زندگی کو کافی ہے۔

۲۸) انہی نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی' کہ ایک عورت نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی کہ میرا دل سخت ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ موت کی یاد بہ کثرت کرو۔

۲۹) انہی نے ابو حازم علیہ الرحمہ سے روایت کی' اے انسان موت کے بعد تجھے پتہ چلے گا۔

۳۰) ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ دنیا عمل کی جگہ ہے' موت کے بعد ہم کو اور تمہیں(۳۰) پتہ چلے گا۔

۳۱) دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' دنیا میں بہتر زہد موت کی

یاد ہے۔ اور بہتر عبادت تفکر ہے۔ جس کو موت کی یاد خوف زدہ کرتی ہو اس کی قبر جنت کا باغ بن جائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لوگ سو رہے ہیں جب مرجائیں گے تو جاگ اٹھیں گے۔ حافظ ابو الفضل عراقی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا

وانما الناس نیام من یمت

منهم ازال الموت عنه وسنه

ترجمہ یعنی لوگ سوئے ہوئے ہیں' جو ان میں سے مرجائے گا موت اس کی نیند کو ختم کردے گی۔

۳۲) ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی مرتا ہے پشیمان ہوتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پشیمانی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ نیکو کار ہے تو اس امر پر شرمندہ ہوگا کہ زیادہ اچھائیاں کیوں نہ کرلیں۔ اور اگر بدکار ہوگا تو اس بات پر شرمندہ ہوگا کہ برائیاں کیوں نہ چھوڑ دیں۔

ان چیزوں کا بیان جو موت کی یاد میں مدد دیتی ہیں

(اس باب میں 6 روایات ہیں)

۱) مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبور کی زیارت کرو کیوں کہ یہ موت کو یاد دلاتی ہیں۔

۲) ابن ماجہ و حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے (۳۱) روکا تھا' اب زیارت کرو کیوں کہ یہ دنیا میں زہد اور آخرت کی یاد پیدا کرتی ہیں۔

۳) حاکم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں زیارت قبور سے میں نے روکا تھا' اب ان کی زیارت کرو کیوں کہ یہ عبرت حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔

۴) ان ہی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے تمہیں زیارت قبور سے روکا تھا اب ان کی زیارت کرو کیوں کہ یہ دل کو نرم کرتی ہیں اور آنکھوں میں آنسو لاتی ہیں اور بے ہودہ باتیں مت کہو۔

۵) ان ہی نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے روکا تھا' اب ان کی زیارت کرو کہ یہ بھلائی میں زیادتی کا موجب ہے۔

۶) ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا' مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قبروں کی زیارت کرو تاکہ آخرت کی یاد آئے اور مردہ کو نہلاؤ کہ فانی جسم(۳۲) کا چھونا بہت بڑی نصیحت ہے اور جنازہ کی نماز پڑھو' تاکہ یہ تمہیں غمگین کرے کیوں کہ غمگین انسان اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوتا ہے اور نیکی کا کام کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے حسن ظن رکھنے اور اس سے ڈرتے رہنے کا بیان

(اس باب میں 13 روایات ہیں)

۱) شیخین علیہ الرحمہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی' انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے تین روز قبل فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ خدا سے مرتے دم تک اچھا گمان رکھنا۔

۲) ابن ابی الدنیا نے حسن الظن میں روایت کی کہ بعض قوموں کو اللہ تعالیٰ نے اسی لئے ہلاک کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمان تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ٥ یعنی یہ تمہاری ہلاکت تمہارے اس گمان کے باعث ہے جو تم نے اپنے رب سے کیا' تو تم نقصان اٹھانے والے ہو گئے۔ (سورۃ حم السجدہ آیت نمبر ۲۳)

۳) احمد' ترمذی اور ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک نوجوان شخص کے پاس نزع کے وقت تشریف لائے اور اس سے دریافت کیا کہ 'کیا حال ہے؟ اس نے بتایا کہ' اللہ تعالیٰ سے ثواب کا امیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں جس شخص کے دل میں جمع ہوں گی' اللہ تعالیٰ اس کی امید برلائے گا اور اسے ڈر سے محفوظ فرمادے گا۔

۴) حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حسن علیہ الرحمہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا رب کہتا ہے کہ میں اپنے بندے پر دو ڈر جمع نہیں کروں گا اور نہ دو

امن' تو جو مجھ سے دنیا میں ڈرے گا میں آخرت میں اسے بے خوف کروں گا اور جو دنیا میں مجھ سے بے خوف رہے گا اس کو قیامت میں خوف زدہ کروں گا۔ یہی حدیث ابو نعیم نے شداد بن اوس سے روایت کی۔

۵) ابن مبارک نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب تم کسی شخص کو نزع میں دیکھو تو(۳۳) اسے بتاؤ کہ وہ اپنے رب سے اچھا گمان رکھتے ہوئے ملے۔ اور جب کسی زندہ کو دیکھو تو اسے عذاب الٰہی سے ڈراؤ۔

۶) ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھے کہ یہی جنت کی قیمت ہے۔

۷) ابن ابی الدنیا نے ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ بزرگان دین جب کسی شخص کے پاس نزع کے وقت جاتے تو اس کے اچھے کام یاد دلاتے تاکہ وہ اپنے رب سے اچھا گمان رکھے۔

۸) ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں قسم خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے جو اچھا گمان رکھے گا' خدا رحمٰن اسے پورا فرمائے گا۔

۹) احمد نے واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب(۳۴) ہوں' تو وہ جیسا گمان چاہے میرے ساتھ رکھے۔ ایسی ہی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔

۱۰) ابن مبارک' احمد اور طبرانی نے کبیر میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب سے پہلے مومنین سے کیا کہے گا اور مومن اس کو کیا جواب دیں گے۔ ہم نے عرض کی کہ ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' کیا تم نے میری ملاقات کو پسند کیا تو وہ جواب دیں گے: ہاں۔ وہ پوچھے گا کیوں؟ وہ عرض کریں گے کہ ہم نے تیرے عفو و مغفرت کی امید پر تمنا کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تو میری مغفرت تمہارے لئے واجب ہو گئی۔

۱۱) ابن مبارک عقبہ بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا' بندہ کی خصلتوں میں

اللہ تعالیٰ کو سب سے زائد یہ خصلت پسند ہے کہ وہ اس سے ملاقات کو پسند کرے۔

۱۲) ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں اور ابن عساکر ابو غالب سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ میں شام میں قیس کے ایک بہترین شخص کے پاس گیا۔ اس شخص کا ایک سرکش بھتیجا تھا یہ ہرچند اس کو نصیحت کرتا تھا مگر وہ ہدایت پر نہ آتا تھا۔ اتفاق سے وہ بیمار ہوگیا اس نے اپنے چچا کو بلوایا۔ لیکن اس نے انکار کردیا۔ مگر میں اس کو مجبور کر کے لے آیا۔ اس نے آتے ہی بھتیجے کو گالیاں دینی شروع کردی اور کہنے لگا کہ اے دشمن خدا! کیا تو نے ایسا نہیں کیا' اور ویسا نہیں کیا۔ تو اس نوجوان نے پوچھا کہ اے چچا! یہ تو بتایئے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو میری ماں کے سپرد کردیتا تو وہ کیا کرتی؟ تو چچا نے جواب دیا کہ' وہ تجھ کو جنت میں داخل کرتی تو نوجوان نے جواب دیا کہ "بہ خدا' خدا مجھ پر میری ماں سے زائد رحم کرنے والا ہے" الغرض وہ جوان مرگیا اور اس کے چچا نے اس کو دفن کردیا۔ جب اس پر اینٹیں رکھی جارہی تھیں تو ایک اینٹ گرپڑی تو اس کا چچا کود کر ایک طرف کو ہٹ گیا۔ میں نے دریافت کیا کہ' اے بھائی کیا معاملہ ہے اس نے جواب دیا کہ اس کی قبر تو نور سے بھرگئی اور حد نگاہ تک اس میں وسعت کردی گئی۔

۱۳) ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں حمید سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ' میرا ایک بھانجا نافرمان تھا وہ بیمار ہوگیا تو اس کی ماں نے مجھے بلوا بھیجا' جب میں پہنچا تو دیکھا کہ اس کی ماں سرہانے کھڑی رورہی ہے۔ تو اس لڑکے نے مجھ سے دریافت کیا کہ' اے ماموں! یہ کیوں رورہی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ' یہ تمہاری برائیوں کی وجہ سے رورہی ہے۔ لڑکے نے کہا کہ کیا میری ماں مجھ پر رحم نہ کرتی تھی؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں؟ تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر میری ماں سے زائد رحم کرنے والا ہے۔ جب وہ مرگیا تو میں نے اور کچھ دوسرے لوگوں نے اس کو قبر میں اتارا۔ جب ہم نے اس پر اینٹیں رکھیں تو میں نے جھانک کر قبر میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حد نگاہ تک وسیع کردی گئی۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ کیا تم نے بھی یہی دیکھا جو میں دیکھ رہا ہوں؟ انھوں نے کہا کہ ہاں۔ تو میں سمجھ گیا کہ یہ اسی کلمہ کی وجہ سے ہے جو اس نے مرتے وقت کہا تھا۔

موت کے ڈر کا بیان

(اس باب میں 3 روایات ہیں)

۱) قرطبی نے کہا کہ بعض روایات میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے ملک الموت سے دریافت کیا کہ آپ کے پاس کوئی قاصد نہیں جس کو آپ اپنے آنے سے پہلے روانہ کردیں تاکہ لوگ ڈر جائیں۔ تو ملک الموت نے کہا کہ بہ خدا میرے لئے بہت سے قاصد ہیں، مثلاً علتیں، مرض، بڑھاپا، کانوں اور آنکھوں کا متغیر ہوجانا۔ جب لوگ ان چیزوں سے بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے تو میں ندا کرتا ہوں کہ اے شخص کیا یکے بعد دیگر میرے قاصد تمہارے پاس نہیں آتے رہے، اب میں خود آتا ہوں کہ میرے بعد کوئی قاصد نہ آئے گا۔

۲) ابو نعیم نے "حلیہ" میں مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ جب انسان پر کوئی بیماری آتی ہے تو ملک الموت کا قاصد اس کے پاس ہوتا ہے۔ جب اس کا مرض آخر کو پہنچتا ہے تو ملک الموت تشریف لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے انسان! تیرے پاس میرے قاصد یکے بعد دیگرے آتے رہے لیکن تو نے پرواہ نہ کی۔ اب تیرے پاس ایسا رسول آیا ہے جو تیرا نشان بھی اس دنیا سے مٹادے گا۔

۳) بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی عمر ساٹھ سال کی ہوگئی، خدا اس کے لئے کوئی عذر (۳۵) نہ چھوڑے گا۔

خاتمہ بالخیر کی علامت

(اس باب میں 2 روایات ہیں)

۱) ترمذی و حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے موت سے پہلے عمل خیر کی توفیق دیتا ہے۔ اسی قسم کی حدیث حاکم سے بھی مروی ہے۔

۲) ابن ابی الدنیا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ

بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے مرنے سے ایک سال پہلے ایک فرشتہ مقرر فرمادیتا ہے جو اس کو راہ راست پر لگاتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ خیر پر مرجاتا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص اچھی حالت پر مرا ہے جب ایسا شخص مرنے لگتا ہے تو اس کی جان نکلنے میں جلدی کرتی ہے تو اس وقت وہ خدا سے ملاقات کو پسند کرتا ہے' اور خدا اس کی ملاقات کو۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو مرنے سے ایک سال قبل اس پر ایک شیطان مسلط کردیتا ہے جو اسے گمراہ کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے بدترین وقت میں مرجاتا ہے۔ اس کے پاس جب موت آتی ہے تو اس کی جان اٹکنے لگتی ہے۔ یہ خدا سے ملنے کو پسند نہیں کرتی اور خدا اس سے ملنے کو۔

فائدہ:۔ علماء نے فرمایا برے خاتمہ کے چار اسباب ہیں (۱) نماز میں سستی (۲) شراب خوری (۳) والدین کی نافرمانی (۴) مسلمانوں کو تکلیف دینا۔

موت کے قریب ہونے اور اس کی سختی کا بیان

(اس باب میں 42 روایات ہیں)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "آگئے موت کی سکرات حق کے ساتھ" اور فرمایا کہ "کاش تم ظالموں کو موت کی شدت میں دیکھ لیتے" وغیرہ آیات۔

۱) بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام کے سامنے پانی کا ایک برتن تھا جس میں آپ ﷺ ہاتھ ڈال کر اپنے چہرے پر لگاتے تھے اور فرماتے تھے لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات○ یعنی اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی معبود نہیں' بے شک موت کی بھی سختیاں ہوتی ہیں۔

۲) ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ پر وفات کی تکلیف دیکھنے کے بعد میں کسی کے آسانی سے مرجانے پر رشک نہیں کروں گی بخاری نے بھی ایسی ہی روایت کی۔

۳) عبداللہ بن احمد نے "زوائد الزہد" میں ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ وفات کی بے چینی میں فرماتے تھے کہ ابن آدم اگر اس وقت کے لئے نیک کام کرتا تو اس کے لائق تھا۔

۴) لقمان حنفی اور یوسف بن یعقوب حنفی سے مروی ہے کہ جب بشیر یعقوب علیہ السلام کے پاس

آئے تو ان سے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں تاکہ اللہ موت کی تکالیف(۳۶) آپ پر آسان کردے۔

(۵) طبرانی نے "کبیر" میں' اور ابو نعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' مومن کی جان اس طرح نکلتی ہے جیسے کوئی چیز چھلکتی ہے اور کافر کی جان بہہ کر نکلتی ہے۔ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو موت کے وقت شدت کے ذریعہ اس کا کفارہ ہوجاتا ہے اور کافر جب کوئی نیکی کا کام کرتا ہے تو موت کے وقت آسانی کر کے اس بدلہ دے دیا جاتا ہے۔

۶) دینوری نے "مجالسہ" میں وہیب بن حدد سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں کسی بندے پر رحم فرمانا چاہتا ہوں تو اس کی ہر برائی کا بدلہ دنیا ہی میں دیتا ہوں' کبھی بیماری سے' کبھی گھروالوں میں مصیبت ڈال کر' کبھی تنگی معاش سے' پھر بھی اگر کچھ بچتا ہے تو مرتے وقت اس پر سختی کرتا ہوں۔ حتیٰ کہ جب وہ مجھ سے ملاقات کرتا ہے تو گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے جیسا کہ اس دن تھا جس دن کہ اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ اور مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ میں جس بندے کو عذاب دینے کا ارادہ رکھتا ہوں اس کو اس کی ہر نیکی کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیتا ہوں' کبھی جسم کی صحت سے' کبھی فراخی رزق سے' کبھی اہل و عیال کی خوش حالی سے' پھر بھی اگر کچھ رہ جاتا ہے تو مرتے وقت اس پر آسانی کردی جاتی ہے حتیٰ کہ جب مجھ سے ملتا ہے تو اس کی نیکیوں میں سے کچھ بھی نہیں رہتا کہ وہ نار جہنم سے بچ سکے۔ ابن ابی الدنیا نے زید بن اسلم سے بھی ایسی ہی روایت کی۔

۷) ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی' انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو ہر چیز میں ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ موت کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے اس میں بھی۔

۸) ترمذی' ابن ماجہ' حاکم اور بیہقی نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن پیشانی کے پسینہ سے مرتا ہے۔

۹) حکیم ترمذی نے "نوادر الاصول" میں اور حاکم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ مرنے والے میں تین علامتیں دیکھو' اگر اس کی

پیشانی پر پسینہ آئے' آنکھوں میں آنسو آئیں اور نتھنے پھیل جائیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور اگر وہ اس طرح آواز نکالے جس طرح نوجوان اونٹ جس کا گلا گھونٹا گیا ہو' رنگ پھیکا پڑ جائے اور جھاگ ڈالنے لگے تو یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب نازل ہونے کی علامت ہے۔

۱۰) سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور مروزی نے جنائز میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مومن کی خطاؤں میں سے اگر کوئی خطا باقی رہ جاتی ہے تو مرتے وقت پیشانی کے پسینہ سے اس کا کفارہ کردیا جاتا ہے۔ بیہقی نے بھی یہی روایت علقمہ بن قیس سے کی۔

۱۱) مروزی نے ابراہیم نخعی سے روایت کی۔ انھوں نے کہا علقمہ نے اسود کو وصیت کی مرتے وقت' تم میرے پاس رہنا' مجھے کلمے کی تلقین کرنا اور جب پیشانی پر پسینہ دیکھو تو مجھے بشارت دینا۔

۱۲) ابن ابی شیبہ اور مروزی نے سفیان سے روایت کی کہ بزرگان دین میت کی پیشانی کے پسینہ کو فال نیک سمجھتے تھے۔ علماء نے فرمایا کہ پیشانی پر پسینہ کا آنا اس بات کی علامت ہے کہ یہ اپنے کیے ہوئے کاموں پر شرمندہ ہے اور کافر میں حیاء کا نام نہیں ہوتا' تو اس پر یہ علامت ظاہر نہیں ہوتی۔

۱۳) ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں' احمد نے زہد میں اور ابی الدنیا نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی' انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' بنی اسرائیل کے واقعات بیان کیا کرو' کیوں کہ ان میں عجب عجب باتیں ہوئی ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت قبرستان میں گئی اور انھوں نے مشورہ کیا کہ دو رکعت پڑھ کر خدا سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ کسی مردہ کو زندہ کردے جو ہم کو حالات بتائے۔ چنانچہ وہ یہ کام کررہی تھے کہ اچانک ایک سیاہ شخص نمودار ہوا۔ اس کی پیشانی پر سجدوں کے نشانات تھے۔ اس نے کہا کہ اے لوگو! تم نے مجھ کو کیوں پریشان کیا' مجھ کو مرے ہوئے سو سال ہوئے ہیں لیکن موت کی گرمی اب تک محسوس کررہا ہوں' تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ مجھ کو پہلی حالت پر لوٹادے۔ اسی قسم کی حدیث احمد علیہ الرحمہ نے عمر بن حبیب سے روایت کی۔

۱۴) ابو نعیم نے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مردہ جب تک قبر میں رہتا ہے موت کی تکلیف اسے محسوس ہوتی ہے' مومن پر زائد اور کافر پر کم۔

۱۵) ابن ابی الدنیا نے اوزاعی سے روایت کی کہ مومن موت کی تکلیف قبر سے اٹھنے تک پائے گا۔

۱۶) ابن ابی الدنیا نے بسند قوی حسن علیہ الرحمہ سے روایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے موت کی تکلیف کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ تلوار کی تین چوٹوں کے برابر ہے۔ اسی قسم کی حدیث ضحاک بن حمزہ سے بھی مروی ہے۔

۱۷) خطیب نے "تاریخ" میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' ملک الموت کی تکلیف تلوار کی ایک ہزار چوٹوں سے زائد ہے۔

۱۸) ابن ابی الدنیا نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' آپ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ایک ہزار چوٹیں تلوار کی میرے نزدیک بستر پر مرنے سے بہتر ہیں۔

۱۹) ابو الشیخ نے کتاب العظمۃ میں حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ' موت کیسی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ' جھربیری کے درخت کی مانند کہ جس کی شاخیں ہر ہر رگ سے اگ گئی ہوں اور پھر ان کو کوئی کھینچے' یہ ہے موت کی آسان تر تکلیف۔ اسی قسم کی احادیث ابن ابی الدنیا' احمد وغیرہم سے مروی ہیں۔

۲۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مرنے والے انسان کو فرشتے باندھ دیتے ہیں ورنہ وہ جنگلات میں بھاگتا پھرتا۔

۲۱) ابو الشیخ نے کتاب العظمہ میں فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ' ان سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیا وجہ ہے کہ میت کی روح نکالی جاتی ہے اور وہ خاموش رہتا ہے۔ لیکن اگر کسی انسان کے پیر میں چیونٹی کاٹ لیتی ہے تو تڑپ جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ فرشتے اسے باندھ دیتے ہیں۔

۲۲) ابن ابی الدنیا نے شہر بن حوشب سے روایت کی کہ' رسول اللہ ﷺ سے شدائد موت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ' موت کی آسان تر تکلیف کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص(۳۷) کانٹے دار شاخ کو اون میں ڈالے اور پھر اسے کھینچے تو اس شاخ کے ساتھ اون بھی

نکل آئے گا۔

۲۳) مروزی نے "جنائز" میں میسرہ سے روایت کی کہ' اگر موت کی تکالیف کا ایک قطرہ تمام آسمان اور زمین پر رہنے والوں پر ٹپکا دیا جائے تو سب مرجائیں۔ لیکن قیامت میں ایک گھڑی کی تکلیف اس تکلیف سے ستر گنا زائد ہوگی۔

۲۴) ابن ابی الدنیا سے مروی ہے کہ جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے بیٹے نے ان سے کہا کہ' اے ابا جان! آپ کہا کرتے تھے کہ کوئی عقل مند انسان مجھے نزع کے عالم میں مل جائے تو میں اس سے موت کے حالات دریافت کروں' تو آپ سے زائد عقل مند کون ہوگا براہ مہربانی اب آپ ہی مجھے موت کے حالات بتادیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ بخدا اے بیٹے! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے دونوں پہلو ایک تخت پر ہیں اور میں سوئی کے نکوے کے برابر سوراخ سے سانس لے رہا ہوں اور ایک کانٹوں دار شاخ میرے قدم کی طرف سے سر کی جانب کھینچی جارہی ہے۔ یہ ہی حدیث ابن سعد نے عوانہ ابن الحکم سے روایت کی۔

۲۵) ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا اور ابو نعیم نے حلیہ میں ابن ابی ملیکہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے موت کا حال بتاؤ۔ آپ نے کہا کہ اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! وہ کانٹے دار درخت کی مانند ہے۔ جو مسلمان کے اندر ہو اور اس کی رگ وپے میں سرایت کرچکا ہو' اب ایک مضبوط بازوؤں والا انسان اس کو کھینچ رہا ہو۔

۲۶) ابن ابی الدنیا نے شداد بن اوس سے روایت کی کہ موت دنیا وآخرت کی ہولناکیوں میں سب سے زائد ہولناک ہے' یہ آروں کے چیرنے سے' قینچیوں کے کاٹنے سے' ہانڈیوں کے ابالنے سے زائد ہے۔ اگر مردہ زندہ ہوکر شدائد موت لوگوں کو بتادیتا تو ان کا عیش اور نیند سب کچھ ختم ہوجاتا۔ ابن ابی الدنیا نے ایسی ہی روایت وہب بن منبہ سے بھی کی ہے۔

۲۷) ابو نعیم نے حلیہ میں واثلہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے مردوں کو کلمہ توحید کی تلقین کرواور جنت کی بشارت دو کیوں کہ اس وقت بڑے بڑے حلیم مرد اور عورتیں حیران ہوتے ہیں۔ اس وقت شیطان انسان سے بہت ہی زیادہ قریب ہوتا ہے۔ بخدا ملک الموت کو دیکھنا تلوار کی ایک ہزار چوٹوں سے کہیں زائد ہے۔ بخدا جب انسان مرتا ہے تو اس کی ہر رگ

انفرادی طور پر تکلیف برداشت کرتی ہے۔ اس قسم کی ایک حدیث ابن ابی الدنیا سے بروایت ابو حسین مروی ہے۔

۲۸) ابن ابی الدنیا، طعمہ بن غیلان جعفی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو پٹھوں، رگوں اور پوروں کی بھی روح نکالتا ہے۔ اے اللہ عزوجل مجھ پر اس کو آسان فرمادے۔

۲۹) ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں عبید بن عمیر سے روایت کی کہ نبی کریم علیہ السلام ایک مریض کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ موت کی وجہ سے اس کی ہر رگ درد مند تھی لیکن اس کے رب کی جانب سے اس کو یہ خوش خبری دی گئی کہ اس عذاب کے بعد کوئی عذاب نہیں، پس اسے سکون مل گیا۔

آپ ﷺ ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو اس سے دریافت کیا کہ کیا حال ہے؟ کہا کہ میں اپنے کو ایک رغبت(۳۸) کرنے والا اور ڈرنے والا محسوس کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص میں یہ دو چیزیں پائی گئیں تو وہ جس چیز کی امید کرے گا خدا اسے وہ دلائے گا اور جس چیز سے وہ ڈرے گا خدا اس کو اس سے بے خوف بنادے گا۔

۳۰) احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آخری تکلیف جو بندے کو پہنچتی ہے موت ہے اسی مضمون کی روایت ابو نعیم، مروزی، بیہقی وغیرہم نے بھی روایت کی ہیں۔

۳۱) سعید بن منصور نے زید بن اسلم سے روایت کی کہ ایک شخص نے کعب احبار رضی اللہ عنہ دریافت کیا کہ وہ کونسا مرض ہے جو لا علاج ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ موت ہے۔ زید بن اسلم کہتے ہیں کہ موت ایک مرض ہے جس کی دوا رضوان الٰہی ہے۔(۳۹)

۳۲) قشیری نے "رسالہ" میں، ابوالفضل طوسی نے "عیون الاخبار" میں اور دیلمی نے اپنی سند سے، انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انسان پر جب سکرات کا عالم طاری ہوتا ہے اور میت کی بے چینی ہو تو اس کے اعضاء ایک دوسرے کو سلام کہتے ہیں کہ "السلام علیک تفارقنی وافارقک الی یوم القیمہ" یعنی تم پر سلامتی ہو، تم مجھ سے جدا ہورہے ہو اور میں تم سے قیامت تک کے لئے جدا ہورہا ہوں۔

۳۳) ابن ابی الدنیا نے حسن علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ' مرتے وقت انسان کو سب سے زائدہ تکلیف اس وقت ہوتی ہے جب روح حلق تک پہنچتی ہے تو اس وقت وہ بے چین ہوتا ہے اور اس کی ناک اٹھ جاتی ہے' شہید اس سے مستثنیٰ ہے۔

۳۴) طبرانی نے ابو قتادہ علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہید موت کی تکلیف صرف اتنی پاتا ہے جتنی کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔

۳۵) ابن ابی الدنیا نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی کہ' سب سے آخر میں ملک الموت کا انتقال ہوگا۔ اس سے کہا جائے گا' مرجایئے۔ تو اس وقت وہ ایسی چیخ ماریں گے کہ جس کو اگر زمین و آسمان والے سن پائیں تو گھبراہٹ سے ان کا دم نکل جائے۔

۳۶) ابن ابی الدنیا نے زیاد نمیری سے روایت کی کہ ملک الموت پر موت کی سختی مخلوق کی موت کی مجموعی سختی سے زائد ہوگی۔

۳۷) فائدہ:۔ قرطبی نے کہا کہ موت کی سختی کے دو فوائد ہیں' ایک تو فضائل و کمالات کی تکمیل و درجات کی بلندی' یہ کوئی عذاب اور نقص نہیں بلکہ حدیث شریف میں آتا ہے سب سے زائد آزمائش انبیاء علیہ السلام کی ہوئی پھر ان کے بعد جو بزرگ ہوئے اور پھر ان کے بعد جو ہوئے' الی آخرہ۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ موت کی تکلیف کا اندازہ لگایا جاسکے اگرچہ یہ باطنی چیز ہے کیوں کہ بعض مرتبہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک شخص موت کے شدائد میں مبتلا ہے لیکن دیکھنے والا یہ دیکھ رہا ہے کہ وہ حرکت بھی نہیں کرتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ شاید روح آسانی سے جدا ہو رہی ہے حالانکہ وہ اس کے اندر والے معاملے کا تصور تک قائم نہیں کرسکتا لیکن جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ خدا کے مخلص بندے اولیاء علیہ الرحمہ و انبیاء علیہ السلام دنیا سے رخصت ہوئے تو ان پر سخت ترین تکالیف آئیں تو امت کے گنہگاروں کے لئے یہ چیز باعث تسلی ہوگئی۔ شہید پر یہ تکلیف نازل نہ ہوں گی۔

۳۸) سکرات میں آسانی کا نسخہ:۔ علماء کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ مسواک کا استعمال وقت نزع آسانی پیدا کرتا ہے۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث سے استدلال کیا گیا کہ وقت وفات آپ ﷺ نے مسواک کی تھی۔

۳۹) فائدہ:۔ احمد علیہ الرحمہ نے "زہد" میں میمون بن مہران سے روایت کی' انھوں نے فرمایا کہ جب کوئی شخص موت کے قریب کوئی عمل نیک کرتا ہے اور موت کے وقت اس کی یاد آتی ہے تو روح کا نکلنا آسان ہوجاتا ہے۔

۴۰) فائدہ:۔ ابن ابی حاتم نے قتادہ علیہ الرحمہ سے اس آیت کی تفسیر نقل کی کہ "خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ (سورہ الملک آیت نمبر۲) میں حیاہ سے مراد جبریل علیہ السلام کا گھوڑا اور موت سے مراد چتکبرا مینڈھا ہے۔ مقاتل علیہ الرحمہ اور کلبی علیہ الرحمہ نے کہا کہ' موت کو ایک ایسے مینڈھے کی صورت میں پیدا کیا' جب وہ کسی چیز پر گزرتی ہے تو وہ مرجاتی ہے۔ اور زندگی کو گھوڑے کی شکل میں پیدا کیا۔ جب وہ کسی چیز پر گزرتا ہے تو وہ چیز زندہ ہوجاتی ہے۔

۴۱) ابو الشیخ اور ابن حبان نے "کتاب العظمہ" میں وہب بن منبہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں پیدا کیا' اس کے چار بازو ہیں ایک عرش کے نیچے' ایک تحت الثریٰ میں' ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ ہوجا تو وہ ہوگیا۔ پھر فرمایا کہ ظاہر ہوجاؤ تو وہ عزرائیل علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہوگیا۔ صحیحین میں ہے کہ قیامت کے دن موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لاکر جنت و دوزخ کے درمیان کھڑا کردیا جائے گا پھر پوچھا جائے گا' کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ تو وہ کہیں گے کہ ہاں۔ کیوں کہ ہر ایک اسے دیکھ چکا ہوگا۔ پس اسے ذبح کردیا جائے گا۔

۴۲) فائدہ:۔ بیہقی نے "شعب الایمان" میں عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرگ مفاجات (موت کا اچانک واقع ہوجانا) کے بارے میں دریافت کیا کہ آیا یہ بری ہے؟ تو آپ نے فرمایا کیوں کر بری ہے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کے لئے تو رحمت ہے لیکن فاجر کے لئے افسوس ناک گرفت ہے۔

انسان مرض موت میں کیا کہتا ہے، اس کے پاس کیا پڑھنا چاہئے اور جب مرجائے تو کیا کہا جائے؟ ان سب چیزوں کا بیان

(اس باب میں 23 روایات ہیں)

۱) احمد، ابن ابی الدنیا اور دیلمی نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس مرنے والے کے سرہانے سورہ یس پڑھی جاتی ہے، اس پر موت آسان ہوجاتی ہے۔ ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، نسائی اور حاکم سے بھی اس قسم کی روایات مروی ہیں۔

۲) ابن ابی شیبہ اور مروزی نے جابر بن زید سے روایت کی کہ مرنے والے کے پاس سورہ رعد کا پڑھا جانا مستحب ہے کیونکہ اس سے مردہ پر آسانی ہوتی ہے اور حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں جب کوئی مرتا تھا تو یہ کہا جاتا تھا(۴۰) اللھم اغفر لفلان بن فلان و برد علیہ مضجعہ و وسع علیہ قبرہ واعطہ الراحہ بعد الموت والحقہ بنبیہ وتول کفنہ وصعد روحہ فی ارواح الصالحین واجمع بیننا وبینہ فی دار تبقی فیھا الصحہ ویذھب عنا فیھا النصب و اللغوب○ اور حضور علیہ السلام پر درود پڑھا جاتا ہے اور بار بار اس دعا کی تکرار ہوتی تھی، حتی کہ وہ مرجاتا تھا۔

۳) ابن ابی شیبہ اور مروزی نے شعبی علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ، انصار میت کے پاس سورہ بقرہ پڑھتے تھے۔

۴) ابو نعیم نے قتادہ علیہ الرحمہ سے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجًا○ (سورہ الطلاق آیت نمبر۲) کی تفسیر یہ بیان کی کہ، جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے شبہات سے نجات دیتا ہے اور موت کے وقت بے چینی سے اور قیامت کے دن قیامت کی ہولناکیوں سے۔

۵) مسلم نے ابو سعید سے روایت کی کہ، نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے مردوں(۴۱) کو لاالہ الا اللہ کی تلقین کرو۔ احمد، ابو داؤد۔ اور حاکم نے بھی ایسی ہی روایت کی۔

۶) بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اپنے بچوں کو سب سے پہلے کلمہ

طیبہ سناؤ اور اپنے مردوں کو بھی۔ کیوں کہ جس شخص کا اول و آخر کلام لا الہ الا اللہ اور پھر وہ ہزار سال بھی زندہ رہے تو اس سے کسی گناہ کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا۔

۷) ابو القاسم قشیری نے اپنی امالی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب مرنے والے پر سختی ہو جائے تو اس کو زبردستی (۴۲) کلمہ نہ پڑھاؤ بلکہ اس کو تلقین کرو' کیوں کہ اس کلمہ پر کسی منافق کا خاتمہ نہیں ہوتا۔

۸) طبرانی اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں اور "دلائل النبوہ" میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' ایک شخص حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یہاں ایک لڑکا ہے جس کی موت کا وقت قریب ہے لیکن وہ کلمہ پڑھنے کی قوت نہیں رکھتا۔ تو آپ نے فرمایا' کیا وہ زندگی میں یہ کلمہ نہ پڑھتا تھا؟ اس نے کہا' ہاں زندگی میں پڑھتا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کے ہمراہ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے سے فرمایا کہ لاالہ الا اللہ کہو اس نے کہا کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کیوں۔ کہنے لگا کہ میں اپنی والدہ کی نافرمانی کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا وہ زندہ ہے؟ اس نے کہا' جی ہاں۔ چنانچہ وہ عورت بارگاہ رسالت میں پیش کی گئی۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ اس نے کہا' جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ایک بڑی آگ جلائی جائے اور تم سے کہا جائے کہ ہم اس لڑکے کو آگ میں ڈالتے ہیں ورنہ تم معاف کردو تو کیا تم معاف کردو گی؟ وہ کہنے لگی' جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ تو ہمیں اور خدا کو گواہ بنا کر کہہ دے کہ میں اس سے راضی ہو گئی۔ چنانچہ اس نے کہہ دیا کہ میں راضی ہو گئی۔ پھر آپ نے لڑکے سے فرمایا کہ اب کلمہ پڑھو چنانچہ وہ کلمہ پڑھنے لگا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا الحمد للہ الذی انقذہ بی من النار یعنی اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے میرے صدقہ میں اس کو جہنم کے عذاب سے نجات دلائی۔

۹) ابن عساکر نے عبدالرحمٰن محاربی سے روایت کی کہ ایک شخص کی وفات کا وقت قریب آگیا تو اس سے کلمہ طیبہ پڑھنے کے لئے کہا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں اس کے پڑھنے پر قادر نہیں ہوں کیوں (۴۳) کہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھتا تھا جو مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کے برا بھلا کہنے کی تلقین کرتے تھے۔ (۴۴)

۱۰) ابو لیلی اور حاکم نے بسند صحیح طلحہ اور عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے میں ایک ایسے تین کلموں کو جانتا ہوں کہ جب مرنے والا وہ پڑھ لے تو اس کی روح نہایت ہی آرام سے جدا ہوجاتی ہے اور قیامت کے دن اس کے لئے نور ہوجاتا ہے۔

۱۱) ابن ابی الدنیا نے "کتاب المحتضرین" میں اور طبرانی و بیہقی نے "شعب الایمان" میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ملک الموت علیہ السلام ایک مرنے والے شخص کے پاس آئے تو اس کے اعضاء چیر کر دیکھے لیکن کوئی عمل خیر نہ پایا' پھراس کا دل چیرا کوئی عمل خیر نہ پایا' پھراس کے جبڑوں کو چیرا تو دیکھا کہ اس کی نوک زبان تالو سے لگی ہوئی ہے اور وہ لا الہ الا اللہ کہہ رہا ہے۔ تو اس کلمہ کی وجہ سے اس کی مغفرت کردی گئی۔

۱۲) ابو نعیم نے فرقد سنجی سے روایت کی کہ جب کسی کے مرنے کا وقت قریب ہوتا ہے تو بائیں طرف کا فرشتہ کہتا ہے کہ عذاب میں تخفیف کر! تو دائیں طرف کا فرشتہ کہتا ہے کہ' تخفیف نہیں کروں گا کہ شاید(۴۵) اس تکلیف کی وجہ سے یہ کلمہ طیبہ پڑھ لے اور بخشا جائے۔

۱۳) طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس نے مرتے وقت یہ کلمات پڑھے تو اسے آگ کبھی نہ کھائے گی۔(۴۶) لا الہ الا اللہ واللہ واکبر ولا حول ولا قوہ الا باللہ العلی العظیم○

۱۴) حاکم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اسم اعظم بتاؤں' وہ اسم اعظم یونس علیہ السلام کی دعا ہے۔ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین○(۴۷) جس شخص نے اپنے مرض میں یہ دعا چالیس مرتبہ پڑھ لی اور پھراسی مرض میں اس کا انتقال ہوگیا تو اسے شہید کا ثواب ملے گا اور اگر تندرست ہوگیا تو گناہوں سے پاک ہوگا۔

۱۵) ابن ابی الدنیا "کتاب المرض والکفارات" میں اور ابن منیع نے اپنی "مسند" میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! کیا میں تمہیں ایسی حق بات نہ بتاؤں کہ جس کو مریض مرض کی ابتدا میں پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے نجات دے گا۔ میں نے عرض کی ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ بتادیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ

کلمات یہ ہیں۔

لا الہ الا اللہ یحی ویمیت وھو حی لا یموت و سبحان اللہ رب العباد والبلاد والحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ علی کل حال واللہ اکبر کبیرا کبریاء وجلالہ وقدرتہ بکل مکان اللھم ان کنت مرضتنی لتقبض روحی فی مرضی ھذا فاجعل روحی فی ارواح من سبقت لھم منک الحسنی واعذنی من النار کما اعذت اولئک الذین سبقت لھم منک الحسنیO(۴۸)

تو اگر تم اپنے اسی مرض میں مرجاؤ تو تمہارے لئے رضوان خداوندی (رب کریم عزوجل کی خوشنودی) اور جنت ہے اور اگر تم گنہگار ہو تو تمہارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

۱۶) ابن عساکر نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انھوں نے فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے وفات کے وقت ان کلمات کو کہہ لیا وہ جنت میں داخل ہوگا تین مرتبہ لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم تین مرتبہ الحمد للہ رب العلمین تین مرتبہ تبارک الذی بیدہ الملک یحی ویمیت وھو علی کل شئی قدیرO(۴۹)

۱۷) سعید بن منصور نے اپنی سنن میں، اور بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کیلئے میرے نزدیک مکمل بھلائی ہے کہ میں اس کی روح قبض کرتا ہوں اور وہ میری تعریف کرتا ہے۔ اسی قسم کی روایت بیہقی نے کی۔

۱۸) سعید بن منصور نے اپنی سنن میں، مروزی، مسلم، ابن ابی شیبہ نے ام الحسن سے روایت کی کہ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھی کہ اتنے میں ایک شخص نے آکر اطلاع دی کہ فلاں آدمی مررہا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ جب اس کے مرنے کا وقت قریب ہو تو کہنا سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَO(۵۰)

۱۹) طبرانی نے "اوسط" میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ، حضور علیہ السلام ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے مرض الموت میں تشریف لائے تو جب ان کی آنکھیں پھٹنے لگیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بند فرمادیا تو گھر والے چیخنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خاموش کردیا اور فرمایا کہ جب روح نکلتی ہے تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے، جب کوئی شخص مرتا ہے تو ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور گھر والے جو کچھ کہتے ہیں وہ اس پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے اللہ! ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت یافتہ

لوگوں کے درجہ میں پہنچا اور ان کے پسماندگان میں ان کا جانشین مقرر فرما۔ ہماری اور ان کی قیامت کے دن مغفرت فرما۔

۲۰) حاکم نے شداد بن اوس سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مرنے لگے تو اس کی آنکھ بند کردو کہ جب روح نکلتی ہے تو نگاہ اس کا تعاقب کرتی ہے' اور فرشتے وہاں موجود(۵۱) ہوتے ہیں تو جو اہل خانہ کہتے ہیں وہ اس پر آمین کرتے ہیں۔

۲۱) بیہقی نے شعب الایمان اور ابو نعیم نے حلیہ میں مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دیکھو بغیر وضو ہرگز نہ سونا کیوں کہ روح کو جس(۵۲) حالت میں قبض کیا جاتا ہے اسی حالت میں رکھا جاتا ہے۔

۲۲) طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی روح ملک الموت نے عالم دنیا میں بہ حالت وضو قبض کی تو وہ قیامت میں مرتبہ شہادت کا پائے گا۔

۲۳) مروزی نے بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت کی کہ جب تم کسی مردہ کی آنکھیں بند کرو تو کہو کہ بسم اللہ وعلی ملة رسول الله ﷺ (اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ کی ملت پر)

ملک الموت اور ان کے مددگاروں کا بیان

(اس باب میں 32 روایات ہیں)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "آپ فرمادیجئے کہ تم کو موت کا فرشتہ موت دیتا ہے جو تم پر مقرر ہے۔" نیز فرمایا کہ "یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی وفات کا وقت قریب آجاتا ہے تو ہمارے فرشتے اس کو موت دیتے ہیں اور کوتاہی نہیں کرتے۔

۱) ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے توفته رسلنا کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں' رسل سے مراد ملک الموت کے مددگار فرشتے ہیں۔ ابو الشیخ نے بھی اسی قسم کی روایت کی۔

۲) ابو الشیخ نے "کتاب العظمہ" میں وہب بن منبہ علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ جو فرشتے انسانوں کو موت دینے آتے ہیں وہی انسان کی موت کے اوقات لکھ دیتے ہیں اب جب کسی نفس کی موت کا وقت ہوتا ہے وہ اس کی روح ملک الموت کے حوالے کردیتے ہیں۔

۳) ابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو عرش اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک کو بھیجا کہ زمین سے کچھ مٹی لے آؤ۔ جب فرشتہ مٹی لینے کو آیا زمین نے فرشتہ سے کہا' میں تجھے اس ذات کی قسم دیتی ہوں جس نے تجھے میرے پاس بھیجا کہ میری مٹی تو نہ لیجا تاکہ کل اسے آگ میں جلنا پڑے۔ جب وہ خدا کی بارگاہ میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ مٹی کیوں نہ لائے؟ فرشتہ نے زمین کا جواب سنادیا کہ اے مولا! جب اس نے تیری عظمت کا واسطہ دلایا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے دوسرے فرشتے کو بھیجا۔ اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا' حتیٰ کہ ملک الموت علیہ السلام کو بھیجا۔ زمین نے ان کو بھی یہی جواب دیا۔ تو آپ نے فرمایا اے زمین! جس ذات نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے وہ تجھ سے زائد اطاعت و فرماں برداری کے لائق ہے میں اس کے حکم کے سامنے تیری بات کیسے مان سکتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے زمین کے مختلف حصوں سے تھوڑی تھوڑی مٹی لی اور بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوئے تو خدا نے اس کو جنت کے پانی سے گوندھا تو وہ کیچڑ ہوگئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے آدم (علیہ السلام) کو پیدا کردیا۔ ابن اسحاق و ابن عساکر وغیرہما نے بھی یہی روایت قدرے تغیر و تبدل سے بیان کی۔

۴) ابن ابی حاتم' ابن ابی شیبہ اور ابو الشیخ نے "عظمت" میں اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں روایت کی کہ دنیا کا نظام چار فرشتوں کے سپرد (۵۳) ہے۔ جبریل علیہ السلام کے سپرد لشکروں اور ہواؤں کا کام ہے۔ میکائیل علیہ السلام کے سپرد بارش اور نباتات کا کام ہے۔ عزرائیل علیہ السلام روح کے قبض کرنے کے کام پر مامور ہیں اور اسرافیل علیہ السلام ان سب کو امرالٰہی پہنچاتے ہیں۔

۵) ابو الشیخ ابن حبان نے "کتاب العظمۃ" میں ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ملک الموت کے بارے میں ان سے دریافت کیا گیا کہ آیا وہ تنہا روحیں قبض کرتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا کہ

ملک الموت کے مددگار ہیں اور تبع ہیں اور وہ ان کے قائد ہیں اور ملک الموت کا ایک قدم مشرق سے مغرب تک ہے اور مومنین کی روحیں سدرہ کے پاس ہوتی ہیں۔

٦) ابن ابی الدنیا نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا(٥٤) کی یہ تفسیر روایت کی، کہ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو ملک الموت کے ساتھ میت کے پاس روح قبض کے وقت حاضر ہوتے ہیں، ان میں سے کوئی روح کو لے کر چڑھتا ہے اور کوئی آمین کہتا ہے، کوئی نماز جنازہ ہونے تک میت کے لئے استغفار کرتا رہتا ہے۔

٧) ابن الدنیا نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے "وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ"(٥٥) کی یہ تفسیر روایت کی کہ ملک الموت علیہ السلام کے مددگار فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ اس شخص کی روح کو قدم سے لے کر ناک تک کون چڑھائے گا۔

٨) طبرانی نے کبیر میں ابو نعیم اور ابن سیدہ نے الصحابیہ میں خزرج علیہ الرحمہ سے روایت کی انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک میت کے پاس دیکھا کہ آپ ﷺ ملک الموت علیہ السلام سے خطاب فرمارہے تھے کہ "اے ملک الموت! میرے ساتھی کے ساتھ نرمی کرو کیوں کہ وہ مومن ہے" تو ملک الموت علیہ السلام نے جواب دیا کہ "آپ کی آنکھیں(٥٦) ٹھنڈی ہوں، اور دل خوش ہو، میں تو ہر مومن پر نرمی کرتا ہوں، اے محمد ﷺ کہ میں جب آدمی کی روح قبض کرتا ہوں تو چیخنے والے چیختے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ بخدا ہم نے اس پر ظلم نہیں کیا، نہ اس کو وقت سے پہلے موت دی، اور ہم نے اس کو موت دے کر کوئی گناہ نہیں کیا تو اگر تم اللہ تعالیٰ کے کئے پر راضی ہو تو مستحق اجر ہوگے ورنہ لائق عذاب، اور ہم کو تو بار بار آنا ہی ہے اس لئے ڈرتے رہو، خیمے والے ہوں یا کچے مکانوں والے، نیک ہوں یا بد، پہاڑی علاقوں میں رہنے والے ہوں یا ہموار زمینوں پر بسنے والے، میں ہر رات اور ہر دن ان میں سے ایک ایک چہرے کو غور سے دیکھتا ہوں، اس لئے میں ہر چھوٹے بڑے کو ان سے زائد پہچانتا ہوں، بخدا اگر میں مچھر کی روح بھی قبض کرنا چاہوں تو بے اذن الٰہی قبض نہیں کرسکتا۔ جعفر بن محمد کہتے ہیں کہ ملک الموت علیہ السلام پنجگانہ نمازوں کے اوقات میں چہروں کو دیکھتے ہیں۔ تو اگر دیکھتے ہیں کہ کسی نیک اور نمازی انسان کی موت قریب آگئی ہے تو شیطان کو اس سے دور فرماتے ہیں اور اس کو کلمہ طیبہ کی

تعلیم دیتے ہیں۔

۹) ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ کی روایت میں ہے کہ ملک الموت علیہ السلام دن میں تین مرتبہ لوگوں کے چہرے دیکھتے ہیں جس کی عمر پوری ہوجاتی اور اس کا رزق دنیا سے ختم ہوجاتا ہے' اس کی روح قبض فرماتے ہیں گھروالے رونے لگتے ہیں' ملک الموت علیہ السلام دروازے کے پٹ پکڑ کر کھڑے ہو کر فرماتے ہیں' کہ میں نے تمہارا کوئی قصور نہیں کیا' میں تو اللہ کی طرف سے مامور ہوں' نہ میں نے اس کا رزق کھایا اور نہ ہی اس کی روح قبض کی' اور مجھے تو تمہارے پاس بار بار آنا ہے حتی کہ تم میں سے کوئی باقی نہ بچے۔ حسن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ لوگ اگر اس فرشتہ کو دیکھ پائیں اور اس کے کلام کو سن لیں تو میت کو بھول کر خود اپنے آپ پر ہی رونے لگ جائیں۔

۱۰) زبیر بن بکار و ابن عساکر و مروزی نے میمون علیہ الرحمہ کے والد سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں مطلب بن عبداللہ بن حنطب کی موت کے وقت نزع میں ان کے پاس ہی تھا تو ایک شخص نے ان کی تکلیف دیکھ کر کہا کہ اے ملک الموت ان پر نرمی کیجئے تو مرنے والا جس پر بے ہوشی کا عالم طاری تھا کہنے لگا کہ میں تو ہر مومن پر نرمی کرنے والا ہوں۔

۱۱) ابن ابی الدنیا نے عبید بن عمیر علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام ایک روز اپنے گھر میں تشریف فرما تھے کہ اچانک گھر میں ایک خوبصورت شخص داخل ہوا آپ نے پوچھا' اے اللہ کے بندے! تجھے اس گھر میں کس نے داخل کیا؟ اس نے کہا کہ گھر والے نے(۵۷)۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک صاحب خانہ کو اس کا اختیار ہے۔ یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں ملک الموت ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے تمہاری چند نشانیاں بتائی گئی ہیں مگر تم میں ان میں سے ایک بھی نہیں۔ تو ملک الموت نے پیٹھ پھیرلی۔ اب جو آپ نے دیکھا تو ان کے جسم پر آنکھیں ہی آنکھیں نظر آنے لگیں اور جسم کا ہر بال نوک دار تیر کی طرح کھڑا تھا' ابراہیم علیہ السلام نے فورا تعوذ(۵۸) پڑھا اور ان سے کہا کہ آپ اپنی پہلی ہی شکل پر تشریف لے آیئے۔ ملک الموت نے فرمایا کہ' اے ابراہیم علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو وفات دیتا ہے جو اس کی ملاقات کو بہتر جانتا ہے تو ملک الموت کو اسی شکل میں بھیجا جاتا ہے جس میں میں حاضر ہوا اور دوسری روایت میں ہے کہ جب اس نے پیٹھ موڑی تو اس کی وہ شکل آئی جس سے وہ

برے لوگوں کی روح کو قبض کرتا ہے۔

۱۲) ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی روایت میں یوں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا کہ اے ملک الموت آپ مجھے وہ صورت دکھایئے جس مین آپ کفار کی روحوں کو قبض کرتے ہیں۔ تو ملک الموت نے کہا کہ یہ آپ کی طاقت سے باہر ہے۔ لیکن آپ کے اصرار پر انھوں نے وہ صورت دکھانی شروع کی اور فرمایا کہ آپ اپنا منہ موڑ لیجئے۔ اب جو دیکھا تو ایک سیاہ شخص ہے سر میں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اس کے جسم سے بال کے بجائے منہ میں آگ لئے ہوئے آرہ نکل رہے ہیں۔ اس کے کانوں سے بھی آگ نکل رہی ہے۔ یہ حال دیکھ کر آپ پر غشی طاری ہوئی۔ اب جو دیکھا تو آپ اپنی شکل میں موجود تھے۔ آپ نے ملک الموت سے کہا کہ اگر کافر کو محض تمہاری شکل ہی دیکھنے کی تکلیف برداشت کرنی پڑے تو یہ بہت بڑی تکلیف ہے۔ اب ذرا یہ بتایئے کہ مومن کی روح کس قالب (شکل) میں ہو کر آپ نکالتے ہیں؟ فرشتہ نے کہا کہ ذرا منہ پھیریئے۔ آپ علیہ السلام نے منہ پھیر کر جو دیکھا تو آپ کے سامنے ایک حسین نوجوان تھا جس کا جسم مہک رہا تھا' جس کے کپڑے سفید تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مومن کو صرف آپ علیہ السلام کے دیدار کی دولت دی جائے تو کافی ہے۔

۱۳) احمد علیہ الرحمہ نے "زہد" میں۔ ابو الشیخ علیہ الرحمہ نے "عظمہ میں" اور ابو نعیم علیہ الرحمہ نے مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ' زمین ملک الموت علیہ السلام کے لئے طشت کی طرح کردی گئی ہے کہ جہاں سے چاہیں جس کو چاہیں اٹھالیں ان کے کچھ مددگار ہیں جو روحیں قبض کرکے ان کے حوالے کرتے ہیں۔

۱۴) ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ نے اشعث بن سلیم سے روایت کی کہ ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وباء کے زمانے میں کوئی مشرق میں ہو اور کوئی مغرب میں تو آپ کیا کرتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ میں روحوں کو اللہ تعالٰی کے حکم سے بلاتا ہوں' تو وہ میری ان دو انگلیوں کے درمیان آجاتی ہیں اور زمین کو طشت کی مانند کردیا گیا ہے جہاں سے چاہتا ہوں اٹھاتا ہوں۔

۱۵) دینوری علیہ الرحمہ نے "مجالسہ" میں روایت کی کہ' ملک الموت علیہ السلام سے کہا گیا کہ

آپ روحوں کو کس طرح قبض کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں ان کو پکارتا ہوں وہ لبیک کہتی ہوئی حاضر ہو جاتی ہیں۔

۱۶) ابن ابی الدنیا' ابو الشیخ اور ابو نعیم نے شہر بن حوشب سے روایت کی کہ ملک الموت علیہ السلام بیٹھے ہوئے ہیں اور دنیا ان کے دونوں گھٹنوں کے سامنے ہے اور لوح محفوظ جس میں عمریں ہیں ان کے سامنے ہے اور ان کی خدمت میں کچھ فرشتے ہمہ تن کھڑے ہیں۔ جوں ہی کسی کی موت کا وقت آتا ہے وہ فرشتے کو اس کی روح قبض کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

۱۷) ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' ان سے سوال کیا گیا کہ دو شخص آن واحد میں مرتے ہیں کہ ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں' تو پھر ملک الموت کیسے روحیں قبض کرتا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ملک الموت کی قدرت اہل مشرق و مغرب میں ایسی ہے' جیسے کسی شخص کے پاس دسترخوان ہو' اب وہ جو چاہے اس میں سے اٹھالے۔

۱۸) جویبر نے اپنی تفسیر میں اپنی سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ملک الموت ہی تمام اہل زمین کو موت دیتے ہیں اور ان کو تمام اہل زمین پر اس طرح مسلط کیا گیا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی ہتھیلی والی چیز پر جب وہ کسی پاک نفس کو قبض کرتے ہیں تو اس کی روح ملائکہ رحمت کے سپرد کرتے ہیں۔ اور جب کوئی خبیث روح قبض کرتے ہیں تو وہ ملائکہ عذاب کے حوالے کردیتے ہیں۔ ابن ابی الدنیا اور ابو حاتم وغیرہما نے یہی روایت قدرے تغیر سے بیان کی۔

۱۹) ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' ملک الموت علیہ السلام سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں آئے تو سلیمان علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا کہ اے ملک الموت علیہ السلام! تم ایک گھر میں رہنے والے تمام انسانوں کو مار ڈالتے ہو اور اس کے پڑوس والوں پر آنچ تک نہیں آتی؟ حضرت ملک الموت علیہ السلام نے جواب دیا کہ مجھے تو کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ کسے مارنا ہے' میں تو عرش الٰہی کے نیچے ہوتا ہوں تو مجھے مرنے والوں کے ناموں کی فہرست دی جاتی ہے اس میں جس کا نام ہوتا ہے' اسے موت دیتا ہوں اور جس کا نہیں اسے نہیں۔

۲۰) ابن ابی شیبہ نے اسی سند سے روایت کی کہ' ملک الموت علیہ السلام' سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں آئے اور ان کے ساتھیوں میں سے ایک کو بڑے غور کر دیکھنے لگے۔ جب آپ چلے گئے

تو اس شخص نے سلیمان علیہ السلام سے دریافت کیا' کہ یہ شخص کون تھے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ملک الموت علیہ السلام تھے اس نے عرض کی سرکار ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری روح نکالنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے عرض کی کہ' حضرت ہواؤں کو حکم دیں کہ وہ مجھے سرزمین ہند میں پہنچادیں۔ آپ نے حکم دیا اور ہوائیں اس شخص کو سرزمین ہند میں چھوڑ آئیں۔ پھر ملک الموت تشریف لائے تو جناب سلیمان علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا کہ تم میرے ایک ساتھی کو گھور کر کیوں دیکھتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ حضرت میں اس پر تعجب کررہا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ' میں اس کی روح ہند(۵۹) میں قبض کروں اور یہ آپ کے پاس بیٹھا ہے کیسے ہند پہنچے گا؟

۲۱) ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' ایک فرشتے نے اجازت چاہی کہ وہ ادریس علیہ السلام کے پاس جائے۔ چنانچہ وہ ان کی خدمت میں آیا اور سلام کیا۔ ادریس علیہ السلام نے اس سے دریافت کیا کہ کیا آپ کا ملک الموت سے بھی کچھ تعلق ہے؟ اس نے کہا جی ہاں' وہ میرے بھائی ہیں۔ ادریس علیہ السلام نے پوچھا' کیا مجھے ان سے کچھ فائدہ پہنچوا سکتے ہیں؟ فرشتے نے کہا کہ اگر آپ چاہیں کہ موت آگے پیچھے ہوجائے تو یہ ناممکن ہے۔ البتہ میں ان سے یہ کہوں گا کہ موت کے وقت وہ آپ پر نرمی کریں۔ چنانچہ فرشتہ نے ادریس علیہ السلام کو اپنے بازوؤں پر بٹھایا اور آسمان پر پہنچا یہاں ملک الموت علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ فرشتے نے کہا کہ مجھے آپ سے ایک کام ہے' ملک الموت نے فرمایا مجھے آپ کی غرض معلوم ہے آپ ادریس علیہ السلام کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں ان کا نام تو زندوں سے مٹ چکا ہے اب ان کی زندگی کا آدھا لمحہ باقی رہا ہے۔ چنانچہ جناب ادریس علیہ السلام فرشتے کے بازوؤں ہی میں انتقال فرماگئے۔

۲۲) مروزی' ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ نے جابر بن زید سے روایت کی کہ ملک الموت پہلے لوگوں کو بلا کسی درد و مرض کے وفات دیتے تھے تو لوگ ان کو لعنتیں بھیجتے اور گالیاں دیتے۔ چنانچہ آپ نے بارگاہ خداوندی میں شکوہ کیا' تو اللہ تعالیٰ نے امراض کو پیدا کردیا اب لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں بیماری کے باعث مرگیا۔ ملک الموت کا نام کوئی نہیں لیتا۔ ابو نعیم نے اعمش علیہ الرحمہ سے ایسی ہی روایت کی۔

۲۳) احمد' بزار اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے ملک الموت لوگوں کے پاس کھلم کھلا آتے تھے۔ لیکن جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انھوں نے ایک تھپڑ مار کر ان کی ایک آنکھ پھوڑ ڈالی۔ تو وہ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ' اے اللہ! تیرے بندے موسیٰ علیہ السلام نے میری آنکھ پھوڑ دی اگر وہ آپ کے مکرم بندے نہ ہوتے تو میں ان پر سختی کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جاؤ میرے بندے سے کہو کہ وہ اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھ دیں' ان کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے ہر بال کے بدلے ایک سال عمر میں توسیع کردی جائے گی۔ ملک الموت نے یہ پیغام آپ کو دے دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ کہا کہ موت! کہا کہ اگر موت ہی ہے تو پھر ابھی روح قبض کرلو۔ چنانچہ حضرت ملک الموت علیہ السلام نے ان کو سونگھا اور ان کی موت واقع ہوگئی اور ادھر حضرت عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ دوبارہ واپس کردی گئی۔ بس اسی دن سے حضرت ملک الموت علیہ السلام چھپ کر آنے لگے۔

۲۴) ابو حذیفہ اسحاق نے "کتاب الشدائد" میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرشتوں نے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ تیرے بندے ابراہیم علیہ السلام کو موت سے بہت ڈر لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ' ان سے کہہ دوں کہ جب دوستوں کو ملے ہوئے زائد عرصہ ہوجاتا ہے تو ایک دوسرے کی ملاقات کا مشتاق ہوجاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے بارگاہ قدوس میں عرض کی کہ اے مولیٰ تعالیٰ میں تیری ملاقات کا مشتاق ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پھول ان کے لئے بھیجا آپ علیہ السلام نے وہ سونگھا اور سونگھتے ہی روح قبض ہوگئی۔

۲۵) ابو الشیخ نے روایت کی کہ ملک الموت علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام سے عرض کی' اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کی روح کو میں بہت آسانی سے قبض کروں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ رب کے پاس جاؤ اور میرے بارے میں گفتگو کرو(۶۰)۔ ملک الموت خدا کی بارگاہ میں آئے اور گفتگو کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "میرے خلیل علیہ السلام سے کہو کہ تمہارا رب کہتا ہے کہ خلیل تو خلیل کی ملاقات کو پسند کرتا ہے" ملک الموت علیہ السلام نے خدا کا پیغام ابراہیم علیہ السلام کو دیا تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا روح قبض کرلو ملک الموت نے کہا۔ اے ابراہیم

علیہ السلام کیا آپ نے کبھی شراب پی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ ملک الموت علیہ السلام نے تھوڑا سا شراب سنگھادیا اور آپ(۶۱) کی روح فوراً قبض ہو گئی۔

۲۶) احمد علیہ الرحمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام بہت ہی باغیرت تھے جب گھر سے نکلتے تو دروازوں میں تالے ڈال دیتے تاکہ کوئی گھر میں نہ جائے۔ ایک دن جب واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ گھر میں ایک شخص کھڑا ہے آپ نے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ کہا میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا' کوئی حجاب میرے لئے حجاب نہیں۔ داؤد علیہ السلام نے کہا۔ بخدا تم ملک الموت معلوم ہوتے ہو' میں تم کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ آپ نے کمبل اوڑھا اور آپ علیہ السلام کی روح قبض ہو گئی۔

۲۷) طبرانی نے حسین سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے روز جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور مزاج پرسی کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں بے چین اور مغموم ہوں اتنے میں ملک الموت نے حاضری کی اجازت چاہی۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ ملک الموت حاضری کی اجازت چاہتے ہیں آپ ﷺ سے پہلے کسی سے اجازت نہ چاہی اور آپ ﷺ کے بعد بھی کسی سے اجازت نہیں چاہیں گے۔ آپ ﷺ نے اجازت مرحمت کی۔ وہ حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور عرض کی "اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ ﷺ کی اطاعت کروں تو اگر آپ ﷺ فرمائیں تو آپ ﷺ کی روح قبض کرلوں اور اگر نہ چاہیں تو قبض نہ کروں"؟ آپ نے فرمایا کہ اے ملک الموت کیا آپ واقعی اس پر مامور ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں' جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ خدا تعالیٰ آپ ﷺ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اے ملک الموت علیہ السلام! تم حکم الہی بجا لاؤ۔ چنانچہ انھوں نے روح قبض کرلی۔

۲۸) احمد نے زہد میں اور سعید بن منصور نے عطاء بن یسار سے روایت کی کہ ملک الموت علیہ السلام ہر گھر والے کو ہر دن پانچ مرتبہ غور سے دیکھتے ہیں کہ آیا انھیں کسی روح کے قبض کئے جانے کا حکم دیا گیا ہے یا نہیں؟

ابن ابی حاتم' ابو الشیخ' ابن ابی شیبہ وغیرہم نے تعداد کے اختلاف سے اس کو روایت کیا۔

۲۹) ابو الفضل طوسی نے "عیون الاخیار" میں اور ابن نجار نے "تاریخ بغداد" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ' ملک الموت بندوں کے چہروں کو روزانہ ستر مرتبہ دیکھتا ہے۔ جب کوئی بندہ ہنستا ہے تو ملک الموت کہتے ہیں کہ تعجب کی بات ہے میں اس کی روح قبض کرنے کو آیا ہوں اور یہ ہنس رہا ہے۔

۳۰) ابو الشیخ اور عقیلی اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کی روحیں تسبیح میں ہیں۔ جب ان کی تسبیح ختم ہوجاتی ہے ' ان کی موت آجاتی ہے(۶۲) ان کی موت ملک الموت کے قبضے میں نہیں۔ خطیب نے اپنی سند سے معمر کلابی سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر آیا اور ان سے دریافت کیا کہ آیا مچھروں کی روح بھی ملک الموت قبض کرتے ہیں تو انھوں نے دریافت کیا کہ کیا ان میں جان ہے۔ میں نے کہا جی ہاں' تو آپ نے فرمایا کہ بس پھر ان کی جان بھی ملک الموت ہی قبض کرتے ہیں کیوں کہ قرآن میں ہے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا (سورہ الزمر آیت نمبر۴۲) جویبر نے اپنی تفسیر میں ضحاک سے روایت کی کہ ملک الموت علیہ السلام انسانوں کی روحیں قبض کرتے ہیں' اور ایک فرشتہ جنات کی اور ایک شیاطین کی اور ایک پرندوں' چوپایوں' درندوں اور مچھلیوں' کیڑے مکوڑوں کی اور فرشتے خود صعقہ اولی میں مرجائیں گے اور ملک الموت علیہ السلام ان کی ارواح قبض کرنے کے بعد مرجائیں گے اور جو خدا کی راہ میں سمندر کا سفر کرتے ہیں اور شہید ہوجاتے ہیں۔ خدا خود ان کی ارواح قبض کرتا ہے کیوں کہ وہ بہت ہی اعلیٰ ہیں کہ سمندر کی گہرائیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس میں سوار ہوئے اور جہاد کیا۔ ابن ماجہ نے بھی اس کو روایت کیا۔

۳۱) ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں روایت کی کہ پہلی امتوں میں ایک شخص تھا جس نے چالیس سال تک خشکی میں خدا کی عبادت کی' پھر اس نے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے شوق ہے کہ میں تیری عبادت سمندر میں کرو۔ چنانچہ وہ ساحل سمندر پر آیا اور لوگوں سے کہا کہ مجھے بھی کشتی میں بٹھاؤ۔ انھوں نے بٹھالیا۔ کشتی چلتے چلتے ایک درخت کے پاس پہنچ گئی یہ درخت پانی میں ایک کنارے پر تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے اس درخت پر بٹھادو۔ لوگ اسے بٹھا کر آگے چل دیئے۔ اب ایک فرشتہ

آسمان پر چڑھا اور حسب معمول کچھ بات کرنا چاہی' لیکن بات نہ کرسکا وہ سمجھ گیا کہ مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہے چنانچہ وہ اس درخت والے کے پاس آیا کہ تم میری شفاعت کردو۔ اس نے دعا کی اور خداوند کریم سے درخواست کی' اللہ! میری روح قبض کرنے کے لئے اس فرشتے کو مقرر فرمانا' جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو وہی فرشتہ آیا اور اس نے کہا جس طرح تم نے میری سفارش کی تھی اسی طرح میں نے تمہاری سفارش کی ہے' اب تم جہاں سے چاہو تمہاری روح قبض کروں۔ چنانچہ اس نے ایک سجدہ کیا اس کی آنکھ سے آنسو ٹپکا اور اسی کے ساتھ اس کی روح قبض ہوگئی۔

فائدہ:۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ابوزرعہ سے روایت کی کہ مجھ سے نجیب بن ابی عبید نے کہا کہ میں نے ملک الموت کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اپنے باپ سے کہو کہ وہ مجھ پر درود پڑھیں تاکہ میں ان پر نرمی کروں۔ میں نے یہ بات اپنے باپ سے کہی انھوں نے کہا اے میرے بیٹے میں ملک الموت سے تمہاری ماں سے بھی زیادہ مانوس ہوں۔

۳۲) ابن عساکر نے زید بن اسلم سے روایت کی' انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ' میرے باپ نے کہا کہ مجھے ایک حدیث یاد آئی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنی وصیت اپنے سرہانے رکھے بغیر تین راتیں گزار دے۔ تو میں نے قلم دوات منگائی تاکہ وصیت لکھوں۔ مگر میں ان سب چیزوں کے اپنے سرہانے رکھ کر سوگیا۔ میں نے خواب میں دیکھا' ایک شخص سفید لباس والے جن کے جسم سے خوشبو مہک رہی تھی تشریف لائے۔ میں نے کہا کہ جناب کو میرے گھر میں آنے کی کس نے اجازت دی؟ کہنے لگے کہ گھر والے نے۔ میں نے کہا' کون ہو؟ کہا ملک الموت میں یہ سن کر ان سے پہلو تہی کرنے لگا۔ انھوں نے کہا کہ مجھ سے اعراض نہ کرو' میں تمہاری روح قبض کرنے کو نہیں آیا۔ میں نے کہا کہ میرے لئے جہنم کی آگ سے نجات کا پروانہ لکھ دو۔ انھوں نے کہا کہ قلم دوات لاؤ۔ میں نے انھیں قلم دوات اور کاغذ اٹھا کر دے دیا جو سرہانے رکھ کر سوگیا تھا' تو انھوں نے لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم○ استغفر اللہ' استغفر اللہ○ اور اسی سے کاغذ کے دونوں حصے بھردیئے اور کاغذ مجھے دے دیا اور کہا کہ یہ ہے تمہارا نجات نامہ۔ میں گھبرا کر اٹھا اور چراغ منگا کر وہ کاغذ اٹھا

کر دیکھا' جو سرہانے رکھا تھا اس پر یہی تحریر موجود تھی۔

فصل:۔ بعض آیات میں وفات دینے کی نسبت ملک الموت کی جانب ہے جیسے قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ اور بعض میں ہے تتوفه رسلنا اور بعض میں تتوفهم الملئکه ان سب آیات سے پتہ چلتا ہے کہ وفات فرشتے دیتے ہیں۔ اور بعض میں ہے الله یتوفی الانفس' اس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا خود وفات دیتا ہے۔ بظاہر ان آیات میں ٹکراؤ معلوم ہوتا ہے لیکن قرطبی نے کہا کہ ان میں کچھ ٹکراؤ نہیں کیوں کہ ملک الموت روح قبض کرنے والے ہیں جب کہ دیگر فرشتے مددگار ہیں اور خدا فاعل حقیقی ہے۔

کلبی کہتے ہیں کہ ملک الموت جسم سے روح نکالتے ہیں اور پھر فرشتوں کے حوالے کرتے ہیں' نیکوں کی ملائکہ رحمت کو اور بدوں کی ملائکہ عذاب کو۔ رہا یہ معاملہ کہ ملک الموت نیکوں کے پاس کس شکل میں آتے ہیں اور بدوں کے پاس کس شکل میں' اس کا سبب کیا ہے؟ تو اس کا سبب ظاہر ہے کہ فرشتہ مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے۔

ہر سال عمروں کا منقطع ہونا

(اس باب میں 8 روایات ہیں)

۱) دیلمی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان تک عمریں منقطع کی جاتی ہیں' حتی کہ آدمی نکاح کرتا ہے اور اس کے ہاں اولاد ہوتی ہے حالانکہ عنداللہ (۶۳) اس کا نام مردوں کی فہرست میں آچکا ہوتا ہے۔

۲) ابو یعلی نے اپنی سند سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ' نبی صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان روزے رکھتے۔ میں نے ان سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سال مرنے والے ہر آدمی کا نام اس ماہ لکھا جاتا ہے' تو میں پسند کرتا ہوں کہ جب خدا تعالٰی سے ملوں تو روزہ دار ہوں۔

۳) ابن ابی الدنیا نے عطاء بن یسار سے روایت کی کہ' جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو ملک الموت کو ایک صحیفہ دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس میں جتنے آدمی ہیں' ان کی روحیں قبض کرو' کیوں کہ انسان درخت لگاتا ہے' نکاح کرتا ہے' گھر بناتا ہے اور اس کے ہاں اولاد ہوتی

ہے حالانکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جاچکا ہے۔

۴) ابن جریر نے عمر (جو عفرہ کے غلام تھے) سے روایت کی کہ لیلتہ القدر میں مرنے والوں کے نام لکھ دیئے جاتے ہیں۔ انسان درخت لگانے اور نکاح کرنے میں مصروف رہتا ہے حالانکہ اس کا نام مردوں میں ہے۔

۵) ابن جریر نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ شعبان کی پندرھویں سے لے کر دوسرے شعبان تک کے تمام امور طے ہوچکے ہوتے ہیں۔ زندوں اور مردوں کی فہرست اور حاجیوں کی فہرست پھر اس میں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی۔

۶) دینوری نے "مجالسہ" میں روایت کی کہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصف شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ فرشتے کو وحی کرتا ہے کہ جس نفس کو اس سال قبض کرنا ہے کرلے۔

۷) ابن ابی الدنیا اور حاکم نے "مستدرک" میں' عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' بندے کی موت کا علم سب سے پہلے حافظ (۶۴) کو ہوتا ہے کیوں کہ وہ بندے کا عمل لے کر چڑھتا ہے اور رزق لے کر اترتا ہے۔ تو جب بندے کا رزق بند ہوجاتا ہے تو وہ جان لیتا ہے کہ اب یہ مرنے والا ہے۔

۸) ابو الشیخ نے اپنی تفسیر میں محمد بن حماد سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ایک درخت ہے اس میں ہر مخلوق کا ایک پتہ ہے تو جس بندے کا پتہ ٹوٹ کر گرتا ہے اس کی روح نکل جاتی ہے۔ یہی معنی ہیں اللہ کے اس قول کے وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا یعنی جو پتہ ٹوٹ کر گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۵۹)

میت کے پاس ملائکہ کا آنا' اس کو بشارت کا ملنا ڈر کا سنایا جانا اور جو کچھ مرتے وقت دیکھتا ہے اس کا بیان

(اس باب میں 110 روایات ہیں)

۱) احمد' ابن ابی شیبہ' ابو داؤد' حاکم' ابن جریر' ابن ابی حاتم اور بیہقی وغیرہم نے بہ سند صحیح

براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک جنازے میں شریک ہوئے۔ ابھی قبر نہ کھودی گئی تھی کہ ہم پہنچ گئے۔ ہم سب حضور اکرم ﷺ کے گرد ایسے بیٹھ گئے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں(۶۵)۔ آپ ﷺ کے دست اقدس میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ ﷺ زمین کرید رہے تھے' پھر آپ نے سر اقدس اٹھاتے ہوئے دو یا تین مرتبہ ارشاد فرمایا استعیذوا باللہ من عذاب القبور یعنی اللہ کی پناہ مانگو عذاب قبر سے پھر آپ نے فرمایا کہ جو مومن بندہ دنیا سے رخصت ہونے والا ہوتا ہے اور آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس پر سپید چہرے والے فرشتے نازل ہوتے ہیں' ان کے چہرے آفتاب کی مانند روشن ہوتے ہیں' ان کے پاس جنتی کفن اور خوشبوئیں ہوتی ہیں' وہ حد نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آکر مرنے والوں کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ "اے مطمئن نفس! اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور مغفرت کی طرف نکل" تو اس کا نفس اس طرح بہہ کر نکل جاتا ہے جیسے مشکیزہ سے قطرہ۔ جونہی وہ ملک الموت اس کے نفس کو اپنے قبضے میں لیتے ہیں فرشتے فوراً ان کے قبضہ سے لے لیتے ہیں اور اس کو ان جنتی کفنوں اور خوشبوؤں میں رکھ لیتے ہیں۔ پھر اس سے روئے زمین کی بہترین مشک کی سی خوشبو مہکتی ہے۔ پھر اس کو لے کر ملاء اعلیٰ کی جانب روانہ ہوتے ہیں۔ ملاء اعلیٰ کے رہنے والے دریافت کرتے ہیں کہ یہ خوشبو کیسی ہے؟ فرشتے اس کا وہ نام بتاتے ہیں جو دنیا میں اس کا بہترین نام تھا۔ یہاں تک کہ وہ اس کو آسمان دنیا پر لے کر پہنچتے ہیں اور آسمان کھلواتے ہیں تو ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کے پیچھے قریب قریب والے آسمان تک جاتے ہیں حتیٰ کہ ساتویں آسمان پر پہنچتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کی کتاب علیین میں لکھو' اور اسے زمین کی طرف واپس لے جاؤ' کیوں کہ میں نے اس کو مٹی سے پیدا کیا' مٹی میں لوٹاؤں گا اور اسی مٹی سے دوبارہ اٹھاؤں گا' پھر مردہ کی روح اس کے جسم میں واپس آتی ہے اور دو فرشتے آکر اس کو بٹھاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ "تیرا رب کون ہے؟" وہ کہتا ہے "اللہ تعالیٰ" پھر پوچھتے ہیں "تیرا دین کیا ہے؟" وہ کہتا ہے "اسلام" تو وہ پوچھتے ہیں کہ یہ شخص جو تم میں بھیجے گئے کون ہیں؟ وہ کہتا ہے "وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں" پھر وہ دریافت کرتے ہیں کہ "تمہارا علم کیا ہے؟" وہ کہتا ہے کہ "میں نے اللہ کی کتاب کو پڑھا اور اس پر ایمان لایا اور

اس کی تصدیق کی" تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا' اس کے لئے جنت کا فرش بچھاؤ اور جنت ہی کا لباس پہناؤ اور جنت کا دروازہ کھولو۔ تو جنت کی ہوا اور خوشبو آئے گی اور اس کے لئے حد نگاہ تک قبر میں وسعت کردی جائے گی۔ پھر اس کے پاس ایک حسین چہرے' اچھے کپڑے اور خوشبو والا شخص آئے گا اور آکر کہے گا کہ تجھے خوشخبری ہو' یہ تیرے وعدے پورے کئے جانے کا دن ہے۔ مردہ دریافت کرے گا کہ' تو کون ہے کہ تیرے چہرے سے خیرو بھلائی نمودار ہے؟ وہ جواب دے گا کہ' میں تمہارا اچھا عمل ہوں' تو مردہ کہے گا کہ' خدایا قیامت برپا کردے تاکہ میں(٦٦) اپنے گھر والوں کی طرف جاسکوں۔ اور جب کافر مرنے کے قریب ہوتا ہے تو آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے کمبل لے کر اترتے ہیں اور حد نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت اس کے سرہانے بیٹھ کر کہتے ہیں "اے خبیث جان! اللہ کے غضب اور ناراضگی کی طرف نکل کر آ۔ پس وہ روح جسم میں پھیل جاتی ہے اور وہ فرشتہ اس روح کو جسم سے اس طرح کھینچ لیتا ہے جیسے سیخ کو تراون سے-------- جب وہ روح نکالتا ہے تو فرشتے فوراً ہی اس سے لے لیتے ہیں اور اس کو کمبل میں لپیٹتے ہیں' پس اس میں بدترین مردار کی بدبو نکلتی ہے۔ پھر فرشتے اسے لے کر ملاء اعلیٰ میں پہنچتے ہیں تو وہاں کے بسنے والے دریافت کرتے ہیں کہ "یہ خبیث روح کون ہے؟" وہ فرشتے اس کا وہ بدترین نام لیتے ہیں جس سے وہ دنیا میں یاد کیا جاتا تھا۔ پھر اس کو وہ آسمان دنیا پر لے کر پہنچتے اور اسے کھلوانا چاہتے ہیں' لیکن کھولا نہیں جاتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ(٦٧) لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ اس کی کتاب کو نچلی زمین کے سجین میں لکھو۔ چنانچہ اس کی روح کو سجین میں پھینک دیا جاتا ہے' پھر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی کہ(٦٨)۔ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْتَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ۝ پھر اس کی روح اس کے جسم میں واپس کردی جاتی ہے۔ پھر دو فرشتے اس کو بٹھا کر دریافت کرتے ہیں کہ: "من ربک" کہ تمہارا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے "ھاہ ھاہ لا ادری" افسوس میں نہیں جانتا۔ فرشتے پوچھتے ہیں کہ "مادینک" تمہارا دین کیا ہے۔ تو کہے گا کہ ہائے افسوس میں نہیں جانتا۔ پھر فرشتے دریافت کریں گے کہ "اس شخص کے بارے میں کیا

خیال ہے جو تمھاری طرف بھیجا گیا؟" وہ جواب دے گا کہ' ہائے افسوس میں یہ بھی نہیں جانتا۔ پس آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے کہ "میرے اس بندے نے جھوٹ بولا۔ اس کے لئے جہنم کا بچھونا بچھاؤ' جہنم کا لباس پہناؤ اور جہنم کا دروازہ اس کی جانب کھول دو" پس اس کی لپٹیں وہاں تک آئیں گی۔ پھر اس کی قبر اس درجہ تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں پس کر چور ہو جاتی ہیں۔ پھر اس کے پاس ایک بدشکل بدبودار شخص آئے گا جس کا لباس بہت نامعقول ہو گا' اس سے کہے گا' تجھ کو معلوم ہونا چاہئے کہ تجھے وہ عذاب ملے گا جس کا دنیا میں تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ کہے گا' تم کون ہو؟ کیوں کہ تمہارا چہرہ برائی کو ظاہر کرتا ہے۔ تو وہ شخص کہے گا کہ "رب لاتقم الساعة" اے رب قیامت برپا نہ کر۔

ابو یعلی نے اپنی مسند میں اور ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کی' انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ملک الموت! میرے ولی کے پاس جاؤ اور اسے لے آؤ کیوں کہ میں نے اسے رنج و راحت دونوں ہی سے آزمایا ہے اور اسے اپنی رضا کے مطابق پایا تو میں چاہتا ہوں کہ اسے دنیا کے غموں سے نجات دلاؤں تو ملک الموت پانچ سو ملائکہ کی جماعت کے ہمراہ چلتے ہیں ان کے ساتھ جنت کی خوشبو والے کفن ہوتے ہیں اور ان کے پاس پھولوں کی شاخیں ہوتی ہیں جن میں سے مختلف خوشبوئیں مہکتی ہیں اور یہ بیسیوں رنگوں کی ہوتی ہیں۔ ان کے پاس مشک میں بسا ہوا سفید ریشم ہوتا ہے تو ملک الموت فرشتوں کے ہمراہ بیٹھ جاتے ہیں۔ ہر فرشتہ اپنا ہاتھ اس کے ایک ایک عضو پر رکھ لیتا ہے اور مشک میں بسے ہوئے اس ریشم کو اس کی ٹھوڑی کے نیچے بچھا دیا جاتا ہے اور ایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے۔ اب اس کا دل جنت کی جانب رغبت کرتا ہے کبھی ازواج مطہرہ کی جانب' کبھی لباس کی طرف اور کبھی پھلوں کی طرف' جیسے گھر والے روتے ہوئے بچہ کا دل بہلاتے ہیں' اسی طرح اس کا دل بہلایا جاتا ہے اور اس کی جنتی ازواج اس وقت خوش ہو رہی ہوتی ہے۔ اس کی روح کودتی ہے۔ فرشتہ کہتا ہے کہ اے پاک نفس! اچھے درختوں' دراز سایوں اور بہتے ہوئے پانیوں کی طرف چل۔ ملک الموت اس پر ماں سے بھی زائد شفقت کرتا ہے' وہ جانتا ہے کہ یہ روح اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہے تو وہ اس روح پر نرمی کر کے خدا کی رضا چاہتا ہے۔ پس

اس کی روح اس طرح نکالی جاتی ہے جس طرح آٹے سے بال' آپ نے فرمایا ادھراس کی روح نکلتی ہے اور ادھر تمام فرشتے کہتے ہیں (٦٩) سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ○ یہی ماحصل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کہ' وہ لوگ جن کو فرشتے موت دیتے ہیں پاکی کی حالت میں۔

دوسرے مقام پر فرمایا کہ' اگر مومن ہے تب تو راحت اور خوشبوئیں اور نعمت سے پر جنتیں ہوتی ہیں۔ جب ملک الموت اس کی روح نکالتے ہیں تو روح جسم کو مبارک باد دیتی ہے اور کہتی ہے کہ اے جسم! تو مجھے اللہ کی طاعت کی طرف جلدی لے جاتا تھا اور معصیت سے پرہیز کراتا تھا' تو آج تجھ کو مبارک ہو کہ خود بھی تو نے نجات پائی اور مجھ کو بھی نجات دلائی۔ جسم بھی روح سے یہی کہتا ہے اور زمین کے وہ حصے جن پر یہ نیک بندہ عبادت کرتا تھا' اس پر روتے ہیں۔اور ہروہ آسمانی دروازہ جس سے اس کا عمل خیر چڑھتا اور رزق نازل ہوتا تھا چالیس روز تک روتا ہے۔ جب اس کی روح نکل جاتی ہے تو پانچ سو فرشتے اس کے پاس کھڑے ہوجاتے ہیں۔ جب انسان اس کو کسی پہلو پر لٹانا چاہتے ہیں تو فرشتے پہلے لٹادیتے ہیں اور انسانوں کے کفن سے پہلے ہی کفن پہنادیتے ہیں۔ اور ان کی خوشبو سے پہلے خوشبو لگادیتے ہیں اور اس کے گھر کے دروازے سے قبر کے دروازے تک فرشتوں کی دو رویہ قطاریں کھڑی ہوجاتی ہیں اور اس کے لئے استغفار کرتی ہیں۔ اس وقت شیطان اس قدر زور سے چیختا ہے کہ مردے کے جسم کی بعض ہڈیاں اس سے ٹوٹ جاتی ہیں۔ شیطان اپنے لشکر سے کہتا ہے کہ تمہارے لئے خرابی ہو' اس بندے نے کیسے نجات پالی؟ وہ کہتے ہیں کہ یہ تو گناہوں سے بچا ہوا تھا۔ جب ملک الموت اس کی روح آسمان پر پہنچاتے ہیں تو جبریل علیہ السلام استقبال کرتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ہر فرشتہ اس شخص کو بشارت دیتا ہے جب ملک الموت روح کو لے کر عرش کے پاس پہنچتے ہیں تو وہ خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کی روح کو لے کر سرسبز و شاداب درختوں' اور بہتے ہوئے پانی میں رکھ دو۔

جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے تو نماز اس کی دائیں طرف آتی ہے اور روزے بائیں طرف اور قرآن و ذکر و اذکار اس کے سر کے پاس۔ اور اس کا نمازوں کی طرف چلنا' قدموں کی طرف

آتا ہے اور صبر قبر کے ایک گوشہ میں آتا ہے۔ پھر اللہ عذاب بھیجتا ہے تو نماز کہتی ہے کہ' پیچھے ہٹ کہ یہ تمام زندگی تکالیف برداشت کرتا رہا' اب آرام سے لیٹا ہے۔ اب عذاب بائیں طرف سے آتا ہے تو روزے یہی جواب دیتے ہیں۔ سر کی جانب سے آتا تو یہی جواب ملتا ہے۔ پس عذاب کسی جانب سے بھی اس کے پاس نہیں پہنچتا' جس راہ سے جانا چاہتا ہے اسی طرف سے اللہ تعالیٰ کے دوست کو محفوظ پاتا ہے' پس عذاب محفوظ پاکر واپس ہوتا ہے۔ اس وقت صبر تمام اعمال سے کہتا ہے کہ میں اس لئے نہ بولا کہ اگر تم سب عاجز ہوجاتے تو میں بولتا۔ لیکن میں اب پل صراط اور میزان پر کام آؤں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو بھیجے گا جن کی نگاہیں اچک لینے والی بجلی کی مانند ہوں گی اور آواز کڑک دار بجلی کی طرح' دانت سینگوں کے مانند' سانسیں شعلوں کی مانند' اپنے بالوں کو روندتے ہوئے چلتے ہوں گے' ان دونوں کے کاندھوں کے درمیان عظیم فاصلہ ہوگا۔ مومنین کے علاوہ ان کے دل کسی کے لئے مہربانی اور رحم کرنے والے نہ ہوں گے۔ ان کا نام ہے منکر اور نکیر۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ہتھوڑا ہوگا۔ اگر جن وانس جمع ہوجائیں تو اس کو نہ اٹھاپائیں۔ پھر مردے سے کہیں گے بیٹھ جاؤ! وہ بیٹھ جائے گا اور اس کے کفن کے کپڑے اس کے بدن سے گر کر نیچے آجائیں گے پھر وہ پوچھیں گے کہ "تمہارا رب کون ہے' دین کیا ہے' رسول کون ہے؟" یہ کہے گا کہ "میرا رب اللہ تعالیٰ! اور دین' اسلام اور رسول' محمد ﷺ ہیں اور وہ خاتم النبین ہیں" وہ دونوں کہیں گے کہ تو نے سچ کہا۔ پھر اس کو قبر میں رکھ کر قبر کو ہر جانب سے فراخ کردیا جائے گا۔ پھر اس سے کہیں گے کہ ذرا اوپر تو دیکھ۔ اب جو دیکھے گا تو دروازہ جنت کی طرف کھلا ہوگا۔ پھر وہ کہیں گے کہ اے اللہ کے ولی جنت میں تیرا یہ مقام ہے کیونکہ تو طاعت خداوندی میں رہا۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ بخدا اس وقت اس کو ایسی فرحت ہوگی کہ اسے کبھی بھولے گا۔ اب اس سے کہا جائے گا کہ ذرا نیچے دیکھو' تو جہنم کی طرف ایک دروازہ کھلے گا' وہ دونوں فرشتے کہیں گے کہ اے ولی اللہ! تو نے اس سے نجات پالی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بخدا اس وقت اس کو ایسی خوشی ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی' اس کے لئے ستتر ۷۷ دروازے جنت کے کھولے جائیں گے جن سے جنت کی ٹھنڈکیں اور خوشبوئیں آئیں گی یہاں تک کہ اسے حشر کے دن قبر

۱۱۶

سے اٹھایا جائے گا۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ملک الموت اب تم میرے دشمن کے پاس جاؤ اور اسے لے کر آؤ۔ میں نے اس کے رزق میں کشادگی کی اور نعمتوں سے سرفراز کیا لیکن وہ میرے شکر سے ہمیشہ انکار کرتا رہا ہے پس آج اسے لاؤ تاکہ میں اس سے انتقام لوں۔ پس ملک الموت اس کے پاس بدترین شکل میں پہنچتے ہیں' ان کی بارہ آنکھیں ہوتی ہیں اور جہنمی کانٹوں کی سلاخیں ہوتی ہیں' ان کے ہمراہ پانچ سو فرشتے ہوتے ہیں ہر ایک کے پاس تانبا' جہنمی چنگاریاں اور بھڑکتے ہوئے کوڑے ہوتے ہیں۔ تو ملک الموت یہ خاردار سلاخیں اس طرح مارتے ہیں کہ ہر کانٹا جڑ تک اس شخص کے رگ وپے میں داخل ہو جاتا ہے پھر ان سلاخوں کو سختی سے موڑتے ہیں تو اس کی روح اس کے قدموں کے ناخنوں سے نکلتی ہے اور اس وقت اللہ کے دشمن پر بے ہوشی کا عالم طاری ہوتا ہے اور اس کے فرشتے اس کی پیٹھ اور چہرے پر کوڑے مارتے ہیں اور مارتے مارتے اس کے حلق تک آتے ہیں۔ پھر وہ تانبا اور چنگاریاں اس کی ٹھوڑی کے نیچے بچھادی جاتی ہے۔ پھر ملک الموت فرماتے ہیں کہ اے ملعون جان! بادسموم 'گرم پانی اور گرم سائے کی طرف آ۔ جب ملک الموت روح نکال لیتے ہیں تو روح جسم سے کہتی ہے کہ' اے جسم! اللہ تجھ کو میری جانب سے بدترین سزا دے کیوں کہ تو مجھے معصیت کی طرف تیزی سے لے جاتا تھا اور نیکی سے پیچھے رکھتا تھا۔ تو خود بھی ہلاک ہوا اور مجھے بھی ہلاکت میں ڈالا۔ جسم بھی روح سے یہی کہتا ہے۔ زمین کے وہ حصے جن پر وہ نگاہ کرتا تھا' اس کو لعنت کرتے ہین ابلیس کے لشکر ابلیس کے پاس جاکر اسے خوش خبری دیتے ہیں کہ انھوں نے ایک آدم زاد کو جہنم رسید کرادیا۔ جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی قبر کو تنگ کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف نکل جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے پاس سیاہ سانپ بھیجتا ہے جو اسے ڈسنا شروع کردیتے ہیں۔ پھر خدا کی طرف سے دو فرشتے آکر اس سے دریافت کرتے ہیں ا تیرا رب کون ہے' تیرا دین کیا ہے' تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ تو نے جاننا چاہا ہی کب تھا؟ پھر وہ اس کو ایسے گرز مارتے ہیں کہ قبر میں چنگاریاں اڑتی ہیں' پھر کہتے ہیں کہ ذرا اوپر کو دیکھو! جب وہاں پر دیکھتا ہے تو جنت کا دروازہ نظر آتا ہے' فرشتے کہتے ہیں کہ اگر تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا تو تیرا مقام یہاں ہوتا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بخدا اس وقت اس

کے دل میں ایسی حسرت پیدا ہوتی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ پھر اس کو جہنم کا دروازہ کھول کر دکھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اے اللہ کے دشمن نافرمانیوں کی وجہ سے اب تیرا مقام یہ ہے اور ستتر دروازے جہنم کے کھول دیئے جاتے ہیں جن میں سے گرمی اور بادسموم آتی ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

۲) سعید بن منصور نے اپنی سنن میں علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت کی کہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا (۷۰) سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کافروں کی روح کو نکالتے ہیں۔ اور وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کافروں کی روحوں کو کولھوں اور ناخنوں کے درمیان سے کھینچتے ہیں۔ اور وَالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا سے مراد وہ فرشتے ہیں جو مسلمانوں کی ارواح کو لے کر آسمان و زمین کے درمیان تیرتے ہیں اور فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا سے مراد وہ فرشتے ہیں جو مسلمانوں کی روحوں کو لے کر ایک دوسرے سے سبقت کرنا چاہتے ہیں۔

۳) ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد کفار کی روحوں کو آگ میں غرق کرنے والے فرشتے ہیں۔

۴) جویبر نے اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول والنازعات غرقا کے بارے میں روایت کی کہ اس سے مراد کفار کی ارواح ہیں۔ جب وہ ملک الموت کو دیکھتی ہیں تو ملک الموت ان کو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی اطلاع دیتے ہیں اور ان کی روحوں کو گوشت اور پٹھوں سے نکالتے ہیں اور والسبحت سبحا سے مراد مومنین کی ارواح ہیں۔ جب وہ ملک الموت کو دیکھتی ہیں تو ملک الموت کہتے ہیں کہ اے پاک روح رحمت و ریحان کی طرف آ اور اس خدا کی بارگاہ میں چل جو راضی ہے۔ روحیں یہ سن کر خوشی سے تیرنے لگتی ہیں اور جنت کی طرف شوق کا اظہار کرتی ہیں۔ اور والسابقت سبقا سے مراد یہ ہے کہ' وہ خدا تعالیٰ کی کرامتوں کی طرف چلتی ہیں۔

۵) ابن ابی حاتم نے ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ والنازعات غرقا والناشطت نشطا یہ دونوں آیتیں کفار کے بارے میں نازل ہوئیں۔ نزع کے وقت فرشتے اس کو سختی سے کھینچتے ہیں۔ والسابحت سبحا فالسابقت سبقا یہ مومنین کے بارے میں نازل

ہوئیں۔

۶) ابن ابی حاتم نے سدی علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ والنازعات غرقا سے مراد یہ ہے کہ انسان کا نفس مرتے وقت سینے میں ڈوب جاتا ہے والناشطت نشطا یعنی ملائک روح کو انگلیوں اور قدموں سے سونتتے ہیں والسابحت سبحا یعنی جب نفس موت کے وقت سینے میں تیرتا ہے۔ عبدالرحیم آرمنی نے کتاب الاخلاص میں اپنی سند سے روایت کی کہ ضحاک علیہ الرحمہ نے کہا کہ جب مومن انسان مرتا ہے تو اس کی روح مقربین کے ساتھ آسمان پر لے جائی جاتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ مقربون کون ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ جن کا مرتبہ دوسرے آسمان سے قریب ہے۔ پھر یکے بعد دیگر تمام آسمانوں پر سے گزارتے ہوئے سدرہ المنتھی تک پہنچتے ہیں اور یہیں امرالٰہی کی ہر چیز پہنچ کر رک جاتی ہے فرشتے کہتے ہیں کہ یہ تیرا فلاں بندہ ہے حالانکہ اللہ کو معلوم ہے پھر اسے عذاب سے آزادی کی مہر لگا ہوا پروانہ دیا جاتا ہے' یہی مقصد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ كَلَّآ اِنَّ كِتَابَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ وَمَآ اَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّوْنَ كِتَابٌ مَّرْقُوْمٌ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ○ یعنی ہرگز نہیں! بے شک نیکوں کی کتاب علیون میں ہے اور تم کیا جانو کہ علیون کیا ہے یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے جس پر مقربون گواہ ہیں۔(سورہ المطففین آیت نمبر۱۸ تا۲۱)

۷) مسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سدرہ المنتھی پر پہنچے جہاں روحیں پہنچتی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یہ "سدرہ" ہے یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر امتی کی روح پہنچتی ہے۔ ابن ابی حاتم اور جریر وغیرہما نے بھی اسے روایت کیا۔

۸)ابو القاسم بن مندہ نے کتاب الاحوال و الایمان بالسول میں روایت کی کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن دنیا سے رخصت ہونے لگتا ہے تو خدا کے فرشتے جن کے چہرے سورج کی مانند چمکتے ہیں نازل ہوتے ہیں' ان کے ہمراہ جنتی خوشبوئیں اور کفن ہوتے ہیں' وہ ایسی جگہ بیٹھتے ہیں جہاں سے مردہ ان کو دیکھتا ہے جب اس کی روح پرواز کرتی ہے تو ہر فرشہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

۹) مسلم علیہ الرحمہ و بیہقی علیہ الرحمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب مومن کی روح

پرواز کرتی ہے' تو دو فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں اور اسے آسمان کی جانب لے جاتے ہیں۔ اہل آسمان کہتے ہیں کہ پاک روح ہے جو زمین کی طرف سے آتی ہے۔ پھر وہ اس کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں' پھر اسے بارگاہ ایزدی میں پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جاؤ اسے قیامت تک واپس لے جاؤ۔ اور جب کوئی کافر مرتا ہے تو اس میں سے بدبو نکلتی ہے اور ملائکہ اس پر لعنت کرتے ہیں۔ اہل آسمان کہتے ہیں کہ خبیث روح اہل زمین کی طرف سے آتی ہے۔ پھر اس کو بھی قیامت تک کے لئے واپس کر دیا جاتا ہے۔

۱۰) احمد' نسائی' ابن حبان' حاکم اور بیہقی نے روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' جب مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشم لے کر آتے ہیں اور روح سے کہتے ہیں "اے روح! اللہ تعالیٰ کی رحمت و مہربانی کی جانب اور رضاء رب کی طرف آ" تو وہ ایسے نکلتی ہے جیسے کہ بہترین خوشبو مہکتی ہو' حتی کہ فرشتے اسے لیکر ایک دوسرے کو سونگھاتے ہیں۔ پھر اس کو آسمانوں کی جانب لے جاتے ہیں۔ جس آسمان پر پہنچتی ہے اس آسمان والے کہتے ہیں کہ کیا ہی پاک روح اہل زمین کی طرف سے آتی ہے پھر اس کو دوسری ارواح مومنین کی طرف لے جاتے ہیں تو اس کو اس سے زائد خوشی ہوتی ہے' جیسے کسی کا کوئی غائب شدہ رشتہ دار واپس آجائے' جب اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں ابن فلاں کا کیا حال ہے؟ تو وہ روح کہتی ہے' اسے چھوڑو' وہ دنیا کے غم میں ہے عنقریب ہی راحت حاصل کرلے گا۔ اور بعض کے بارے میں وہ روح کہتی ہے کہ فلاں ابن فلاں کیا ابھی تمہارے پاس نہ پہنچا؟ وہ روحیں جواب دیتی ہیں کہ اس کا ذکر چھوڑو وہ تو جہنم کو سدھارا۔ اور جب کافر کی روح نکلتی ہے تو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے روح! اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرف نکل' تو خدا سے ناراض اور خدا تجھ سے ناراض' تو یہ بدبودار مردے کی طرح نکلتی ہے فرشتے اسے زمین کے دروازے پر لے جاتے ہیں تو جس دروازے پر پہنچتے ہیں یہی ندا آتی ہے کتنی بدبو دار ہے یہ روح! حتی کہ اسے کفار کی روحوں میں لاکر ملادیتے ہیں۔

۱۱) ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی نیک ہوتا ہے تو فرشتے اس کے پاس آکر کہتے ہیں کہ اے پاک جسم میں رہنے والی پاک روح تو

اپنے رب کی رحمت اور مہربانی کی طرف آ اور اس رب کی جانب آ جو تجھ سے راضی ہے جب وہ نکلتی ہے تو آسمان کی جانب لے جاتے ہیں' جب دروازہ کھولتے ہیں تو پوچھا جاتا ہے کہ یہ کون ہے؟ تو یہ کہتے ہیں کہ فلاں ابن فلاں۔ اندر سے خوش آمدید کہا جاتا ہے اور اندر آنے کی گزارش کی جاتی ہے۔ اسی طرح وہ ساتویں آسمان پر پہنچتی ہے۔ اور جب آدمی بدکار ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے خبیث جسم میں رہنے والی خبیث روح نکل! اور حمیم و غساق کی بشارت میں اس رب کی طرف آ' جو ناراض ہے۔ جب وہ نکل آتی ہے تو اسے آسمان پر لے جایا جاتا ہے جب دروازہ کھلوایا جاتا ہے تو پوچھا جاتا ہے "کون ہے"؟ ادھر سے جواب دیا جاتا ہے کہ فلاں ابن فلاں۔ تو اندر سے جواب آتا ہے کہ خوش آمدید نہ ہو' اے خبیث روح! تیرے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے۔ پھر اس کو وہاں سے واپس کیا جاتا ہے اور وہ قبر ہی کی طرف لوٹ آتی ہے۔

۱۲) بزار اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتے ریشم اور خوشبودار ٹہنیاں لے کر آتے ہیں اور اس کی روح کو اس طرح نکالتے ہیں جیسے آٹے سے بال اور اس سے کہتے ہیں کہ "اے مطمئن نفس! اللہ کی رحمت اور کرامت کی طرف نکل کر آ" جب اس کی روح نکلتی ہے تو اسے مشک اور خوشبو پر رکھا جاتا ہے اور ریشم میں لپیٹ کر علیین میں لے جاتے ہیں۔ اور جب کافر کی روح نکلنے کو ہوتی ہے تو فرشتے کمبل میں چنگاریاں رکھ کر لاتے ہیں اور سختی سے اس روح کو نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "اے خبیث نفس! تو خدا سے ناخوش اور خدا تجھ سے ناخوش ہے تو ذلت اور عذاب الٰہی کی طرف چل!" جب اس کی روح نکلتی ہے تو اس کو چنگاریوں پر رکھ کر بھونا جاتا ہے اور پھر اسے سجین میں لے جاتے ہیں۔

۱۳) ہناد اور ابن السدی نے کتاب الزہد میں اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں اور طبرانی نے کبیر میں ایسی سند سے ذکر کیا کہ جس کے راوی سب ثقہ ہیں۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب انسان راہ خدا میں شہید ہوتا ہے تو سب سے پہلے قطرہ جو زمین پر گرتا ہے اس کے سبب اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرماتا ہے۔ پھر آسمان سے ایک چادر آتی ہے جس میں اس کے نفس کو لیا جاتا ہے اور ایک جسم میں اس کی روح کو رکھا جاتا ہے۔ پھر فرشتوں کی ہمراہی میں اسے جنت

کی جانب لے جایا جاتا ہے گویا کہ ہمیشہ یہ ان ہی فرشتوں کے ہمراہ(۷۱) رہتا تھا۔ پھراس کو بارگاہ ایزدی میں حاضرکیا جاتا ہے تو یہ ملائکہ سے پہلے سجدہ ریز ہوتا ہے اور بعد میں فرشتے سجدہ کرتے ہیں۔ پھراس کی مغفرت کردی جاتی ہے اور اس کو پاک کردیا جاتا ہے۔ پھر حکم ہوتا ہے کہ اسے شہداء کے پاس لے جاؤ شہداء کو سبزہ زاروں' اور ریشم کی قبوں میں پائیں گے' یہ بیل اور مچھلی کو کھائیں گے لیکن خاص انداز سے کہ مچھلی جنت کی نہروں میں پھررہی ہوگی کہ شام کو بیل موقع پاکر اس کو ہلاک کردے گا تو اہل جنت اس کے گوشت کو کھائیں گے اور اس میں جنت کی خوشبوئیں پائیں گے اور شام کے وقت بیل جنت کی چراگاہوں میں چر رہا ہوگا کہ مچھلی اس پر اپنی دم مارے گی اور اسے ہلاک کردے گی۔ اہل جنت اسے کھائیں گے' تو جنت کے ہر میوے کی خوشبو اس میں پائیں گے اور وہ اپنے مقامات کا مشاہدہ کرکے قیامت(۷۲) کے جلدی قائم کئے جانے کی دعا کریں گے۔ جب اللہ تعالیٰ مومن کو وفات دینے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی طرف دو فرشتے جنت کے کپڑے لئے آتے ہیں اور ان کے پاس جنت کے پھولوں میں سے پھول ہوتے ہیں۔ یہ فرشتے کہتے ہیں کہ "اے پاک روح! رب کی رحمت اور مہربانی کی طرف آ' اور اس رب کی طرف جو تجھ سے راضی اور خوش ہے' تیرے کئے ہوئے اعمال اچھے ہیں" تو وہ بہترین مہکتی ہوئی خوشبو کے مانند نکلتی ہے۔ ادھر آسمان کے کناروں پر فرشتے کہتے ہیں "سبحان اللہ! آج زمین سے پاک روح آئی ہے" وہ جس دروازے پر گزرتا ہے کھول دیا جاتا ہے' جس فرشتے کے پاس سے اس کا گزر ہوتا ہے وہ اس کے لئے دعائے مغفرت اور شفاعت کرتا ہے۔ اب بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوتا ہے اور اس کے سجدہ ریز ہونے سے پہلے فرشتے سربہ سجود ہوکر عرض کرتے ہیں کہ یاالٰہی یہ تیرا بندہ' ہم نے اس کو وفات دی اور تو ہم سے بہتر جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کو سجدے کا حکم دو۔ پس وہ سجدہ ریز ہوتا ہے۔ پھرمیکائیل علیہ السلام کو بلاکر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اس جان کو بھی مومنین کی جانوں کے ہمراہ شامل کردو تاکہ اس کے بارے میں قیامت کے روز میں تم سے سوال کروں۔ پھراس کی قبرمیں وسعت کی جاتی ہے' (۷۳) ستر لمبائی اور ستر چوڑائی' اس میں پھول بکھیر دیئے جاتے ہیں اور ریشم بچھادیئے جاتے ہیں' اور اگر اس نے کچھ قرآن پڑھا ہوتا ہے تو وہی اس کے لئے قبرمیں نور بن جاتا ہے ورنہ (۷۴) اس کو سورج کی مانند ایک نور دیا جاتا ہے۔

پھرایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی جنت والی قیام گاہ صبح و شام دیکھتا رہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی کافر کو موت دینا چاہتا ہے تو اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور اس کی طرف ایک بدترین بدبودار چادر کا ٹکڑا بھیجا جاتا ہے جو بہت سخت کھردرا ہوتا ہے۔ تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے خبیث نفس! جہنم اور عذاب الیم کی طرف آ' اور اس رب کے حضور چل جو تجھ پر ناراض ہے کیوں کہ تیرے افعال بہت ہی برے ہیں۔ تو وہ نہایت ہی بدبودار مردے کی طرح نکلتی ہے۔ ہر آسمان کے کناروں پر فرشتے کہتے ہیں' کس قدر خبیث روح آسمانوں کی طرف زمین سے آرہی ہے تو اس کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ پھراس کے جسم کو قبر میں ڈال کر قبر کو تنگ کردیا جاتا ہے اور بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح سانپ قبر میں بھردیئے جاتے ہیں جو اس کے گوشت کو ہڈیوں پر سے (۷۵) چھڑا کر کھاتے رہتے ہیں۔ پھر گرز اٹھائے ہوئے ایسے فرشتے آتے ہیں جو دیکھتے نہیں' کہ اس کی بدحالی کو دیکھ کر رحم کریں اور سنتے نہیں کہ اس کی دردناک آوازیں سن کر رحم کھائیں۔ اور وہ ان گرزوں سے اس کو مارتے ہیں۔ پھر جہنم کا ایک دروازہ قبر تک کھل جاتا ہے تاکہ وہ اپنے جہنم کے قیام کی جگہ کو صبح و شام دیکھ سکے۔ جہنم کے عذاب کی سختی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے وہ سوال کرے گا کہ مجھے اسی قبر کے عذاب میں رہنے دینا تاکہ اس عذاب شدید کو میں نہ چکھوں۔

۱۴) ابن ابی شیبہ نے مصنف میں' بیہقی اور لالکائی نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مومن کی جان جو مشک سے زائد معطر ہے' جب نکلتی ہے تو وفات دینے والے فرشتے اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں' انہیں آسمان سے دوسرے فرشتوں کی ایک جماعت ملتی ہے اور دریافت کرتی ہے' یہ کون ہے؟ تو فرشتے اس جان کی تعریف کرتے ہیں اور اس کی خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ یہ فرشتے آداب بجالاتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھل جاتا ہے اور اس شخص کا چہرہ چمک اٹھتا ہے۔اب اس کو خدا کا دیدار ہوتا ہے اور جب کافر کی روح نکلتی ہے تو اس میں بدترین مردے کی سی بدبو آتی ہے۔ اس کو بھی وفات دینے والے فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں۔ راستے میں ملائکہ کی ایک جماعت سے ملاقات ہوتی ہے۔ وہ دریافت کرتے ہیں' یہ کون ہے؟ یہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ' یہ فلاں بن فلاں بدکار شخص ہے اور اس کی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ فرشتے

کہتے ہیں کہ اسے واپس زمین پر ہی لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ظلم نہیں کیا۔ پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی(۷۶)۔ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ
اس حدیث کو ابو داؤد طیالسی نے کم و بیش ان ہی الفاظ سے بیان کیا۔

۱۵) ابن مبارک نے "زہد" میں روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کعب احبار سے پوچھا کہ "اِنَّ الابرار لفی علیین" (۷۷) کے معنی کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب مومن کی روح قبض ہوتی ہے تو فرشتے ان کو لے کر آسمان کی جانب جاتے ہیں اور دوسرے فرشتوں کی ٹولیاں آکر اس کو جنت کی بشارت سناتی ہیں حتی کہ اس کو عرش الٰہی تک لے جاتے ہیں۔ پھر فرشتے عرش کے نیچے سے ایک کتاب لاتے ہیں' اس پر کچھ لکھ کر اور مہر لگا کر وہیں رکھ دیا جاتا ہے تاکہ حساب کے دن اس کی نجات اس کتاب کے ذریعہ ہو۔ تو یہی کتاب ہے جس کا ذکر مذکورہ آیت میں ہے' اور کَلَّآ اِنَّ کِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ○(۷۸) کے معنی یہ ہیں کہ فاجروں(۷۹) کی روح کو آسمان کی طرف لے جایا جائے گا تو آسمان قبول کرنے سے انکار کردے گا تو اس کو ساتوں زمینوں کے نیچے سجین میں لے جایا جائے گا اور یہ شیطان کا گڑھا ہے۔ اس میں سے ایک کتاب نکالی جائے گی اور اس پر کچھ لکھ کر اور مہر لگا کر اس کی ہلاکت کی دستاویز کو حساب کے دن کے لئے ابلیس کے گڑھے میں رکھ دیا جائے گا۔

۱۶) عبداللہ بن احمد نے "زوائد الزہد" میں عبدالعزیز بن رفیع سے روایت کی کہ جب مومن کی روح کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ پاک ہے وہ خدا کہ جس نے اس بندے کو شیطان سے نجات دلائی۔

۱۷) ابن ابی الدنیا اور ابن ابی حاتم نے بہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ ' اللہ تعالیٰ کے اس قول "وقیل من راق" کی تفسیر یہ بتائی کہ 'یا تو رحمت کے فرشتے مردے کی روح کو لے کر چڑھتے ہیں یا عذاب کے فرشتے۔

۱۸) ضحاک سے اللہ تعالیٰ کے اس قول(۸۰) "وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ" کی تفسیر یوں منقول ہے کہ لوگ تو مردے کے جسم کو تیار کرتے ہیں اور فرشتے اس کی روح کو۔ اس طرح انسانوں کی پنڈلیاں فرشتوں کی پنڈلیوں کے ساتھ ملتی ہیں۔

۱۹) ابو نعیم نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ ایک شخص مسلسل گناہ کرتا تھا۔ اس نے اٹھانوے (۹۸) آدمی قتل کردیئے اور سب ناحق' تو وہ ایک گرجا میں پہنچا کہ آیا اس کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟ راہب نے جواب دیا نہیں۔ اس نے راہب کو بھی مار ڈالا۔ پھر دوسرے راہب کے پاس آیا' اس سے بھی یہی سوال کیا اور اس نے بھی یہی جواب دیا' تو اس کو بھی قتل کرڈالا۔ پھر ایک اور راہب کے پاس آیا اور اس سے بھی یہی سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ بہ خدا اگر میں یہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول نہیں کرتا تو میں جھوٹا بنوں گا۔ یہاں ایک عبادت گاہ جس میں خدا کے عبادت گزار بندے رہتے ہیں تو ان کے پاس چلا جا اور ان کے ساتھ رہ کر خدا کی عبادت کر۔ تو یہ شخص توبہ کر کے اس عبادت گاہ کو روانہ ہوا۔ ابھی راستہ ہی میں تھا کہ اس کو موت آگئی وہ مرگیا تو اللہ تعالیٰ نے عذاب و رحمت کے فرشتوں کو بھیجا۔ یہ دونوں جماعتیں آپس میں اختلاف کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو منصف بناکر بھیجا کہ "یہ دیکھو کہ اگر یہ گناہ گاروں کی بستی کے قریب ہے تو گناہ گاروں میں شامل کردو اور عذاب کے فرشتوں کے حوالے کرو۔ اور اگر نیک بندوں کی بستی کے قریب ہے تو ملائکہ رحمت کے حوالے کرو" اب جو ناپا تو نیکوں کی بستی کے قریب تھا اور صرف ایک پورے کی مقدار میں' تو اس کی مغفرت ہوگئی۔ اس حدیث کی اصل صحیحین میں ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے برے لوگوں کی بستی کو حکم دیا کہ تو دور ہوجا اور نیک لوگوں کی بستی کو حکم دیا کہ قریب ہوجا(۸۱)۔ (یہ حدیث ابو عمرو' مقدام بن معدی کرب اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے)

۲۰) سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور ابن ابی الدنیا نے حسن علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ' جب مومن کی وفات کا وقت قریب ہوتا ہے تو پانچ سو (۵۰۰) فرشتے آکر اس کی روح کو قبض کرتے ہیں اور اس کو آسمان دنیا کی طرف لے جاتے ہیں۔ راستے میں گزرے ہوئے مومنین کی روحوں سے ملاقات ہوتی ہے روحیں فرشتوں سے دریافت کرتی ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یہ بہت بڑی بے چینی سے نجات پاکر آیا ہے۔ پھر وہ روحیں دوسری باتیں اس سے پوچھتی ہیں' حتی کہ بھائی اور دوستوں کے بارے میں پوچھتی ہیں' وہ جواب دیتی ہے کہ یہ لوگ اسی طرح ہیں جس طرح کہ تم

نے دیکھا تھا (وغیرہ) یہاں تک کہ وہ ایسے شخص کے بارے میں دریافت کرتی ہیں جو اس آنے والی روح سے پہلے مرچکا ہے۔ یہ روح کہتی ہیں کہ کیا وہ تمہارے پاس نہ پہنچا؟ وہ پوچھتی ہیں کیا واقعی وہ مرگیا؟ وہ جواب دیتی ہیں' بخدا وہ مرگیا۔ تو وہ کہتی ہیں کہ ہمارا خیال ہے کہ وہ ہاویہ (جہنم کا نام) میں چلا گیا اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

۲۱) ابن ابی الدنیا نے ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ سے روایت کی' انھوں نے کہا کہ ہمیں حدیث پہنچی کہ جب مومن کی روح پرواز کرنے والی ہوتی ہے تو اس کے پاس ریشم اور جنت کی خوشبوئیں لائی جاتی ہیں جب روح نکل آتی ہے تو اسے ریشم میں لپیٹا جاتا ہے اور اس پر وہ خوشبوئیں چھڑک دی جاتی ہیں۔ پھر اس کو فرشتے علیین میں لے جاتے ہیں۔

۲۲) ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' مومن کی روح قبض ہونے سے پہلے اسے بشارت سنادی جاتی ہے جب اس کی روح قبض ہوتی ہے تو وہ پکارتا ہے' اور انسان و جن کے علاوہ اس کی آواز کو گھر میں رہنے والا ہر چھوٹا بڑا جانور سنتا ہے۔ آواز یہ ہوتی ہے کہ مجھے جلدی **ارحم الراحمین** کی بارگاہ میں لے جاؤ۔ جب اسے اس کے تختِ پر رکھا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ' جانے میں دیر کیوں کرتے ہو؟ جب اسے قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اسے بٹھایا جاتا ہے اور اسے جنت اور تمام وہ چیزیں جن کا اس سے وعدہ کیا گیا تھا' دکھائی جاتی ہیں اور اس کی قبر پھولوں اور خوشبوؤں سے پر کردی جاتی ہے۔ وہ خدا سے عرض کرتا ہے "اے خداوندا! مجھے جلد بھیج دے" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابھی وقت نہیں ہوا تیرے بہت سے بھائی بہن ابھی تیرے پاس نہیں۔ ہاں تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی تو سوجا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بخدا دنیا میں کوئی شخص اتنی میٹھی نیند نہ سویا ہوگا۔ جتنی میٹھی نیند اس کو میسر ہوتی ہے حتی کہ قیامت کے دن خوش خبری سننے کے لئے بیدار ہوگا۔

۲۳) ابن مردویہ علیہ الرحمہ اور ابن مندہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ' کوئی شخص جنت یا جہنم میں اپنا مقام دیکھے بغیر دنیا سے رخصت نہیں ہوتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' جب وہ مرنے کے قریب ہوتا ہے تو فرشتوں کی دو صفیں کھڑی ہوجاتی ہیں' ان کے چہرے آفتاب کی طرح چمکتے ہیں تو مردہ ان کو دیکھتا ہے اور کوئی نہیں۔ اگرچہ تم یہی

سمجھتے ہو کہ مردہ تمہاری طرف دیکھ رہا ہے۔ ہر فرشتے کے پاس جنتی کفن اور خوشبوئیں ہوتی ہیں اب اگر مرنے والا مومن ہے تو فرشتے اس کو جنت کی بشارت دے کر کہتے ہیں کہ اے مطمئن نفس! اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی جنت کی طرف نکل کر آ۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے وہ انعامات رکھے ہیں جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ فرشتے نہایت ہی نرمی اور مہربانی سے اس کو یہ خوش خبریاں سناتے ہیں اور پھر یکے بعد دیگرے ہر ناخن اور ہر جوڑ سے اس کی روح نکال لیتے ہیں اور یہ اس پر آسان ہوتا ہے اگر چہ تم اسے سخت سمجھتے ہو' یہاں تک کہ روح ٹھوڑی تک پہنچ جاتی ہے۔ اب وہ جسم سے نکلنے کو اس سے زائد برا جانتی ہے جتنا کہ بچہ رحم مادر سے نکلنے کو۔ تو فرشتے آپس میں جھگڑتے ہیں کہ کون اس کی روح کو اٹھانے کا شرف حاصل کرے' بالآخر ملک الموت اس کو لے لیتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ○ (سورہ السجدہ آیت نمبر۱۱) یعنی آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ تم کو وہ ملک الموت وفات دیتے ہیں جن کو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔ ملک الموت اس کو سفید کپڑوں میں لے کر اپنی گود میں ایسا دباتے ہیں کہ ماں بھی اپنے بچہ کو اتنی محبت سے نہیں دباتی۔ پھر اس سے مشک سے بہتر خوشبو نکلتی ہے جسے فرشتے سونگھتے ہیں اور کہتے ہیں اے پاک روح! اے پاک خوشبو! خوش آمدید" اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو بشارت دیتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھلتے ہیں جس دروازے پر پہنچتا ہے اس کے فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں' حتیٰ کہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوتا ہے تو وہ ارشاد فرماتا ہے۔ اے پاک نفس اور اے پاک جسم! جس سے تو نکل کر آئی ہے' خوش آمدید۔ اور جب خدا تعالیٰ کسی کو مرحبا کہتا ہے تو کائنات کی ہر چیز اسے مرحبا کہتی ہے اور اس کی تمام تنگی دور ہوتی ہے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اس پاک نفس کو جنت میں لے جاکر اس کی قیام گاہ دکھاؤ اور اس کی تمام وہ نعمتیں دکھاؤ جو میں نے اس کے لے تیار کی ہیں اور پھر اسے زمین کی طرف لے جاؤ کیوں کہ میں فیصلہ کرچکا ہوں کہ میں ان کو زمین سے پیدا کروں گا' زمین میں داخل کروں گا اور پھر زمین ہی میں لوٹاؤں گا۔ پس اب وہ زمین کی طرف جانے کو جسم سے نکلنے سے بھی زائد برا سمجھے گی اور پوچھے گی کہ کیا اب تم مجھ کو پھر اسی جسم کی طرف لے چلے ہو جس سے رہائی حاصل کر کے میں آئی تھی؟ فرشتے کہیں

گے کہ ہم کو اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ فرشتے اس روح کو اتنی دیر میں واپس لے آئیں گے جتنی دیر میں لوگ جسم کے غسل و کفن سے فارغ ہوں گے۔ پھر اس روح کو اس کے جسم اور کفن میں داخل کر دیں گے۔

۲۴) ابن ابی حاتم نے سدی علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ کافر کی روح جب نکلتی ہے تو فرشتے اسے لے کر زمین سے پٹخ دیتے ہیں حتی کہ وہ آسمان کی طرف اٹھتی ہے۔ جب وہ آسمان کی طرف اٹھتی ہے تو آسمان کے فرشتے اسے مارتے ہیں تو وہ زمین کے سب سے نچلے طبقے میں پہنچ جاتی ہے۔

۲۵) ابن ابی شیبہ نے ربعی بن حراش سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ جب میں گھر میں پہنچا' تو مجھے اطلاع ملی کہ میرا بھائی مرگیا۔ میں دوڑ کر آیا تو دیکھا کہ اسے کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا ہے تو میں اس کے سرہانے کھڑا ہو کر استغفار اور (۸۲) استرجاع میں مصروف تھا کہ اس نے اچانک کپڑا اٹھا کر کہا کہ السلام علیکم تو ہم نے کہا وعلیکم السلام۔ سبحان اللہ تو اس نے بھی کہا کہ سبحان اللہ میں تم سے جدا ہو کر خدا کی بارگاہ میں پہنچا۔ یہاں میں نے اپنے رب سے ملاقات کی جو مجھ سے راضی تھا۔ اس نے مجھ کو حریر' سندس اور استبرق کے لباس پہنائے اور میں نے معاملہ اس سے آسان پایا جتنا کہ تم سمجھتے تھے۔ اب دیر نہ کرو کہ میں نے خدا تعالیٰ سے اجازت چاہی تھی کہ تم کو بشارت دینے آؤں' جلدی کرو اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے چلو کیوں کہ انھوں نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میری واپسی تک میرا انتظار فرمائیں گے۔ پھر یہ کہہ کر وہ حسب معمول مرگیا۔

۲۶) ابو نعیم نے ربعی سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ ہم چار بھائی تھے اور میرا بھائی ربیع (۸۳) ہم سے زائد پابند صوم و صلوۃ تھا۔ اس کا انتقال ہوگیا۔ ہم لوگ اس کے ارد گرد تھے کہ اچانک اس نے کپڑا اٹھا کر کہا السلام علیکم ہم نے کہا کہ وعلیکم السلام کیا موت کے بعد (۸۴) بھی' اس نے کہا جی ہاں۔ اس نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد اپنے راضی اور خوش اللہ سے ملاقات کی تو اس نے مجھ کو اپنی رحمت عطا کی اور استبرق کا لباس زیب تن کرایا۔ سنو! ابو القاسم (محمد ﷺ) نماز کے لئے میرے منتظر ہیں جلدی کرو۔ پھر وہ یہ کہہ کر حسب معمول خاموش ہوگئے۔ یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچ گئی تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد بھی کلام کرے گا۔ ابو نعیم کہتے ہیں کہ یہ حدیث مشہور ہے۔ بیہقی نے اس حدیث کو "دلائل النبوہ" میں ذکر کیا اور کہا کہ یہ صحیح ہے اور اس کی صحت میں کچھ شک نہیں۔

۲۷) جویبر نے اپنی تفسیر میں ابان بن ابی عیاش سے روایت کی کہ مورق عجلی کی وفات کے وقت ہم موجود تھے۔ جب ان کو کفن پہنادیا گیا تو ہم نے دیکھا کہ ان کے سر سے ایک نور نکلا جو چھت کو چیر کر نکل گیا۔ پھر ہم نے دیکھا کہ ایسا ہی ایک نور پیروں کی طرف سے نکلا پھر ایک درمیان سے نکلا تو ہم تھوڑی دیر ٹھہر گئے۔ پھر انہوں نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھا کر کہا "کہ کیا تم نے کچھ دیکھا؟" ہم نے کہا ہاں۔ اور جو دیکھا تھا بتادیا۔ انھوں نے کہا کہ یہ سورہ سجدہ ہے جو میں ہر رات پڑھتا تھا اور جو نور تم نے میرے سر سے نکلتا ہوا دیکھا یہ اس کی ابتدا کی چودہ آیتیں ہیں' اور جو تم نے قدموں کی طرف دیکھا یہ اس سورت کی آخری چودہ آیات کا نور تھا۔ اور جو تم نے درمیان دیکھا' یہ خود سورہ سجدہ تھی۔ یہ اوپر شفاعت کرنے کے لئے گئی اور سورہ تبارک میری شفاعت و حفاظت کو بچ رہی۔ یہ کہہ کر پھر خاموش ہو گئے۔

۲۸) ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں حضرت عجلی علیہ الرحمہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک بے ہوش شخص کی عیادت کو گئے تو ہم نے دیکھا کہ ایک نور اس کے سر سے نکلا اور چھت پھاڑ کر اوپر چلا گیا۔ پھر اس کی ناف سے اسی طرح نور نکل گیا۔ پھر وہ شخص ہوش میں آگیا تو ہم نے اس سے دریافت کیا کہ جو معاملہ تمہارے ساتھ ہوا ہے اس کا تم کو پتہ ہے؟ اس نے کہا' ہاں! جو نور میرے سر سے نکلا تھا وہ الم تنزیل کی چودہ آیات کا تھا اور جو میری ناف سے نکلا وہ آیت سجدہ کا تھا اور جو پیروں سے نکلا تھا وہ سورہ سجدہ کے آخر کا تھا۔ یہ سب میری شفاعت کو گئیں اور سورہ تبارک میری حفاظت کو رہ گئی۔ میں اسے ہر شب پڑھتا تھا۔

۲۹) ابن ابی الدنیا نے اور ابن سعد نے ثابت بنانی علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ وہ اور ایک شخص اور مطرف بن عبداللہ بن شخیر کی عیادت کو گئے تو ان کو بے ہوشی کے عالم میں پایا۔ تو ان سے تین نور چمکے۔ ایک سر سے اور دوسرا پیر سے تیسرا درمیان سے۔ جب ان کو ہوش آیا تو ہم نے اس کا سبب ان سے دریافت کیا۔ انھوں نے بتایا کہ میرے سر سے الم سجدہ کی ابتدائی

آیات کا نور چمکا اور درمیانی آیات کا درمیان سے اور آخری آیات کا قدموں سے اور یہ سب میری شفاعت کو گئیں۔ سورہ تبارک حفاظت کو رہ گئی ہے' یہ کہہ کر ان کا انتقال ہو گیا۔

۳۰) ابو الحسن بن سری نے "کتاب الاولیاء" میں روایت کی کہ ابن منکدر اپنے ساتھ ایک نور دیکھتے تھے۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو ان سے دریافت کیا گیا کہ وہ نور کیا ہوا؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ نور یہ ہے(۸۵)

۳۱)ابن ابی الدنیا نے حارث غنوی سے روایت کی کہ ربیع بن حراش نے قسم کھالی کہ ہنسنے میں ان کے دانت اس وقت تک نہ نظر آنے پائیں گے جب تک کہ ان کو آخرت میں اپنا ٹھکانا معلوم نہ ہو جائے۔ تو وہ مرنے کے بعد ہنسے۔ ان کے بھائی ربعی نے ان کے بعد قسم کھائی کہ وہ نہ ہنسیں گے حتی کہ ان کو پتہ نہ چل جائے کہ وہ جنت میں جائیں گے یا جہنم میں' تو راوی کہتے ہیں کہ ان کو غسل دینے والے نے مجھ کو بتایا کہ جب تک ہم ان کو غسل دیتے رہے وہ ہنستے رہے۔

۳۲) مغیرہ بن خلف سے مروی ہے کہ روبہ بیٹی بے جان کی مرگئی' لوگوں نے اسے غسل دیا اور کفن پہنادیا۔ پھر انھوں نے دیکھا کہ وہ حرکت کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ خوش ہو جاؤ' جیسا تم سمجھتے تھے میں نے معاملہ اس سے آسان پایا اور میں نے معلوم کیا کہ جنت میں قطع رحمی کرنے والا اور شراب کا عادی اور مشرک داخل نہ ہو گا۔

۳۳) خلف بن حوشب سے مروی ہے کہ مدائن میں ایک شخص انتقال کر گیا اور اس کو کفن پہنادیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس میں حرکت ہوئی اور اس نے کہا کہ کچھ لوگ رنگی ہوئی ڈاڑھیوں والے ہیں۔ اس مسجد میں ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لعنت کرتے ہیں اور ان سے تبراء کرتے ہیں۔ اور جو میری روح قبض کرنے آئے ہیں' وہ ان(۸۶) سے بیزاری کرتے ہیں اور ان پر لعنت کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر پھر وہ مرگئے۔ یہی روایت دوسرے الفاظ سے بھی بیان ہوئی ہے۔

۳۴) ابن عساکر نے ابو معشر سے روایت کی کہ مدینہ میں ایک شخص کا انتقال ہو گا' جب اسے تختے پر نہلانے کے لئے رکھا گیا تو سیدھا بیٹھ گیا اور ہاتھ سے آنکھ کی جانب اشارہ کر کے تین مرتبہ کہا کہ میری آنکھ دیکھ رہی ہے۔ عبدالملک بن مروان اور حجاج بن یوسف کی طرف کہ ان کی آنتیں آگ میں کھینچی جارہی ہیں۔ یہ کہہ کر اپنی پہلی حالت پر آگیا۔

۳۵) ابن عساکر اور ابن ابی الدنیا نے زید بن اسلم سے روایت کی کہ مسور بن مخرمہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ پھر ہوش آیا تو کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رفیق اعلیٰ میں ہیں' اور عبدالملک بن مردان اور حجاج بن یوسف اپنی آنتوں کو جہنم میں گھسیٹ رہے ہیں۔

یہ واقعہ عبدالملک اور حجاج کی ولایت سے کافی عرصہ پہلے کا ہے۔ کیوں کہ حضرت مسور نے مکہ میں ۶۴ھ میں وفات پائی اور حجاج کی ولایت تو ۷۰ھ کے بعد ہے

۳۶) ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے روایت کی کہ' ہم اپنے ایک مریض کے گرد بیٹھے تھے کہ اچانک وہ ٹھنڈا ہوگیا اور مرگیا۔ ہم نے اس کو کپڑوں میں لپیٹ دیا اور کفن دفن کا سامان منگانے کے لئے آدمی بھیج دیا۔ جب ہم اسے غسل دینے گئے تو اس میں حرکت پیدا ہوئی ہم نے کہا کہ سبحان اللہ' ہم تو یہی سمجھے تھے کہ تم مرچکے۔ اس نے کہا کہ ہاں میں مرچکا اور مجھے قبر میں پہنچایا گیا۔ ایک خوبصورت اور خوشبودار انسان نے مجھے قبر میں رکھ کر کاغذوں سے ڈھک دیا۔ اتنے میں ایک بدبودار سیاہ عورت آئی اور اس نے اس بزرگ انسان کے سامنے میرے گناہ گنانے شروع کردیئے کہ بخدا اس نے ایسا کیا ویسا کیا۔ مجھے بہت شرم آئی۔ میں نے اس نیک آدمی سے کہا کہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے اور اس کو تنہا چھوڑ دیں۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اس نے کہا کہ چلو میں تمہارے سے مقدمہ لڑوں گی۔ وہ ایک فراخ مکان میں لے گئے جس میں ایک طرف تو چاندی کا آبشار تھا اور دوسرے کونے میں مسجد تھی ایک صاحب کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ انھوں نے سورہ نحل پڑھی۔ اس میں انھیں کچھ تشابہ ہوا میں نے لقمہ دیا۔ تو وہ فوراً میری طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے کہ کیا آپ کو یہ سورت یاد ہے میں نے کہا' ہاں۔ تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو نعمتوں والی سورت ہے اور اپنے قریب ہی سے ایک گتا اٹھایا اور صحیفہ نکال کر اسے دیکھنے لگے۔ اتنے میں کالی عورت بھاگ کر آئی اور کہنے لگی کہ اس نے ایسا کیا اور ویسا کیا اور اچھے چہرے والے آدمی نے میری نیکیاں شمار کرانا شروع کردیں۔ تو اس نماز پڑھنے والے آدمی نے کہا کہ' ہے تو یہ ظالم لیکن اللہ نے اس کو معاف کردیا اس کی موت کا وقت ابھی نہیں' اس کی موت کا وقت دوشنبہ کے دن ہے یہ کہہ کر اس شخص نے کہا کہ اگر میں پیر کے روز ہی

مروں تو سمجھ لینا کہ یہ بات سچی ہے ورنہ سمجھنا کہ یہ سب کچھ ہذیان تھا۔ جب پیر کا دن ہوا تو وہ شخص بالکل ٹھیک ٹھاک تھا لیکن جونہی دن ختم کے قریب ہوا وہ اچانک مرگیا۔

۳۷) ابن ابی الدنیا نے عطاء خراسانی سے روایت کی کہ بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے چالیس (۴۰) سال قضا کی۔ اس کو ایک مرض لاحق ہوا تو اس نے لوگوں سے کہا کہ میں اپنے اس مرض میں مرجاؤں گا' جب میں مرجاؤں تو تم چار پانچ روز مجھے اپنے ہی پاس رکھنا۔ اگر تم مجھ میں کوئی خاص بات دیکھو تو تم میں سے کوئی ایک مجھ کو پکارنا۔ پس جب وہ مرگیا تو لوگوں نے اس کو ایک تابوت میں رکھ لیا۔ جب تین روز گزرے تو اس میں ایک ہوا آئی تو ایک شخص نے اس کا نام پکار کر کہا کہ یہ ہوا کیسی ہے؟ تو اس کو بولنے کی اجازت ملی اور اس نے کہا اے لوگو! میں نے تم میں چالیس سال تک عہدہ قضا کو نبھایا تو مجھے دو شخصوں کے علاوہ کسی نے شک میں نہ ڈالا' ان میں سے ایک سے مجھے محبت تھی میں اس کی بات (۸۷) اس کان سے زائد سنتا تھا جو اس کے قریب تھا' یہ ہوا اس سے آرہی ہے۔ یہ کہہ کر مرگیا۔

۳۸) ابن عساکر نے قرہ بن خالد سے روایت کی کہ ہمارے گھرانے میں ایک عورت مرگئی لیکن ہم اس کو دفن نہ کرتے تھے کیوں کہ اس میں ایک رگ تھی جو حرکت کرتی تھی پھر وہ بولنے لگی کہ جعفر بن زبیر نے کیا کیا حالانکہ جعفر کا انتقال ایسے زمانہ میں ہوا جس کا اس عورت کو پتہ بھی نہ تھا۔ میں نے کہا ان کا تو انتقال ہوگیا۔ اس نے کہا کہ بخدا میں نے ان کو دیکھا کہ وہ ساتویں آسمان پر ہیں۔ اور فرشتے ان کو خوش خبری دے رہے ہیں اور میں ان کو ان کے کفن میں پہچان رہی ہوں اور فرشتے کہہ رہے کہ اچھا عمل کرنے والا آیا' اچھا عمل کرنے والا آیا۔

۳۹) ابن ابی الدنیا نے صالح بن یحی سے روایت کی' انھوں نے کہا کہ مجھ کو میرے ایک پڑوسی نے اطلاع دی کہ ایک شخص کی روح پرواز کرگئی' پھر اس پر اس کے اعمال پیش کئے گئے تو اس نے جن گناہوں سے توبہ اور استغفار کرلیا تھا وہ مٹ گئے اور جن سے استغفار نہ کیا تھا وہ اسی طرح موجود تھے۔ حتی کہ (۸۸) انار کا ایک دانہ جس کو میں نے اٹھا کر کھالیا' اس کے بدلے میں بھی ایک نیکی لکھی گئی۔ اور ایک دن میں نماز بلند آواز سے پڑھ رہا تھا کہ میرا پڑوسی سن کر نماز پڑھنے لگا' اس کے بدلے میں بھی ایک نیکی لکھی اور ایک مرتبہ میں کچھ لوگوں کے پاس تھا کہ ایک

شخص آیا۔ میں نے ایک درہم(۸۹) محض ان لوگوں کی خاطرداری میں دیا تو وہ بھی موجود تھا' لیکن اس سے مجھے نفع ہوا نہ نقصان۔

۴۰) ابن عساکر نے ابن ماجشون سے روایت کی' انھوں نے کہا کہ میرے باپ ماجشون کا انتقال ہوگیا تو ہم نے ان کو تخت پر نہلانے کے لئے رکھا۔ اب جو غسل دینے والا داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ ان کی ایک رگ حرکت کررہی ہے۔ یہ رگ ان کے قدم کے نچلے حصے کی تھی' تو ہم نے ان کو دفن نہ کیا۔ تین دن کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کہا کہ ستو لاؤ۔ ہم نے پیش کئے انھوں نے پی لئے۔ ہم نے کہا کہ جو تمہارے ساتھ ہوا ہے اس کی خبر ہم کو دو۔ انھوں نے کہا کہ' میری روح کو ایک فرشتہ لے کر آسمان دنیا پر آیا اور اس نے دروازہ کھلوایا۔ دروازہ کھلا' اسی طرح ساتوں آسمانوں پر گئے۔ جب آسمان پر پہنچے تو فرشتے سے دریافت کیا گیا کہ تمہارے ہمراہ کون ہے؟ فرشتے نے کہا کہ ماجشون۔ انھوں نے کہا کہ ابھی تو ان کا وقت نہیں ہوا ہے' ابھی ان کی عمر اتنی باقی ہے۔ پھر میں نیچے آیا تو حضور علیہ السلام اور ان کے دائیں بائیں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو پایا۔ اور عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کو ان کے سامنے پایا۔ میں نے اپنے ساتھ والے فرشتے سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ تم ان کو نہیں پہچانتے؟ میں نے کہا کہ میں پختہ علم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ یہ عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ حضور علیہ السلام کے بہت قریب ہیں۔ اس نے جواب دیا کیوں نہ ہوں کیوں کہ انھوں نے ظلم و جور کے زمانے میں بھی حق و انصاف پر عمل کیا اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے حق کے زمانے میں حق پر عمل کیا۔

۴۱) ابن ابی الدنیا اور حاکم نے "مستدرک" میں اور بیہقی نے "دلائل النبوہ" میں اور ابن عساکر نے اپنی سند سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر مرض کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہوئی۔ حتیٰ کہ لوگ سمجھے کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ چنانچہ سب اٹھ گئے اور ان کو ایک کپڑے میں لپیٹ دیا۔ پھر اچانک وہ ہوش میں آگئے اور فرمانے لگے کہ میرے پاس دو سخت خو فرشتے آئے اور کہا کہ ہمارے ساتھ چلو تاکہ خدا کے سامنے فیصلہ کرائیں۔ وہ مجھے لے کر چلے' راستے میں دو مہربان فرشتے ملے انھوں نے دریافت کیا کہ کدھر جارہے ہو؟ انھوں نے جواب دیا

بارگاہ ایزدی میں فیصلے کو جاتے ہیں۔ ان مہربان فرشتوں نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو کیوں کہ پہلے ہی اس کی قسمت میں سعادت لکھی جاچکی ہے۔ یہ بطن مادر سے ہی نیک بخت پیدا ہوئے ہیں۔ اس کے بعد آپ ایک ماہ زندہ رہ کر وفات پاگئے' رحمۃ اللہ۔

۴۲) ابو بکر شافعی نے غیلانیات میں سلام بن سلام سے روایت کی' انھوں نے کہا میں فضل بن عطیہ کے ہمراہ مکہ تک گیا جب ہم فیداء کے مقام پر پہنچے تو نصف شب کو مجھے جگادیا میں نے کہا کہ کیا چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ میں آپ کو وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ تو ٹھیک ٹھاک ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ فرشتے کہہ رہے ہیں کہ ہم کو تمہاری روح قبض کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے فرشتوں سے کہا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ مجھ کو حج پورا کرنے کی اجازت دے دیتے؟ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے حج کو قبول کرلیا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم اپنی انگشت شہادت اور بیچ والی انگلی کھولو جب اس نے انگلیاں کھولیں تو ان میں سے دو کپڑے نکلے' ان کی سبزی زمین و آسمان کے درمیان پھیل گئی۔ پھر ان دونوں نے کہا کہ یہ تمہارا جنتی کفن ہے پھر اس فرشتے نے لپیٹ کر اپنی دونوں انگلیوں کے درمیان رکھ لیا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم ابھی گھر لوٹنے بھی نہ پائے تھے کہ ان کا انتقال ہوگیا۔

۴۳) سعید بن منصور نے اپنی "سنن" میں اپنی سند سے روایت کی کہ سلمان کو کہیں سے مشک مل گئی۔ وہ انھوں نے اپنی بیوی کے پاس رکھوادی۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے بیوی سے دریافت کیا کہ وہ میری امانت کہاں ہے؟ انھوں نے کہا کہ وہ یہ ہے۔ آپ نے کہا کہ اس کو بھگو کر میرے بچھونے کے اردگرد چھڑک دینا کیوں کہ میرے پاس وہ شخصیتیں ہیں جو نہ پانی پئیں اور نہ کھانا کھائیں' ہاں خوشبو کو محسوس کرتی ہیں۔

۴۴) ابن ابی الدنیا نے ابو بکرہ سے روایت کی' انھوں نے کہا کہ جب کسی کے مرنے کا وقت آتا ہے تو ملک الموت سے کہا جاتا ہے کہ اس کے سر کو سونگھو! وہ سونگھ کر بتاتے ہیں کہ میں اس کے سر میں قرآن کی خوشبو پاتا ہوں۔ پھر کہا جاتا ہے کہ اس کے قلب کو سونگھو! وہ سونگھ کر بتاتے ہیں کہ اس کے قلب میں روزوں کی بو ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ اس کے پیروں کو سونگھو! وہ سونگھ کر بتاتے ہیں کہ اس کے قدموں میں قیام کی بو ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے نفس کی حفاظت

کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو محفوظ کر دیا۔

۴۵) ابو نعیم نے سفیان سے روایت کی اور انھوں نے داؤد بن ہند سے روایت کی انھوں نے بیان کیا کہ مجھ کو طاعون لاحق ہو گیا اور اس کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہو گئی' جب ہوش آیا تو دو فرشتے میرے پاس آئے ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم کیا محسوس کرتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ تسبیح و تکبیر اور مسجد کی طرف قدم بڑھنا' اور کچھ قرآن کا پڑھنا۔

۴۶) ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں روایت کی کہ داؤد بن ہند سخت مریض ہو گئے۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک شخص بڑے سر' چوڑے چکلے کاندھوں والا' جیسے کہ زطی ہوتے ہیں آرہا ہے۔ میں نے اسے دیکھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون○ پڑھا اور اس سے کہا کہ 'کیا تم مجھے مارنا چاہتے ہو' کیا میں کافر ہوں؟ کیوں کہ میں نے سنا ہے کہ کافر کی روح ایک کالے رنگ کا فرشتہ نکالے گا۔ ابھی میں اسی اثناء میں تھا کہ اچانک گھر کی چھت پھٹی' میں نے آسمان کی طرف دیکھا کہ ایک سپید پوش شخص میری طرف اتر رہا ہے اور اس کے بعد دوسرا۔ ان دونوں نے سیاہ کو چیخ کر پکارا تو وہ دور بھاگ گیا اور دور سے دیکھنے لگا اور وہ اس کو ڈانٹتے رہے۔ اب ان میں سے ایک سر کے پاس اور دوسرا قدموں کے پاس بیٹھ گیا۔ سر والے نے پیر والے سے کہا کہ چھو کر دیکھو۔ تو اس نے میری انگلیاں چھو کر دیکھیں اور کہا کہ ان کے ذریعہ یہ شخص بہ کثرت نمازوں کو جاتا تھا۔ پھر پیر والے نے سر والے سے کہا کہ تم چھوؤ' اس نے سر کے جبڑے کے پاس کا حصہ چھو کر کہا' یہ خدا کے ذکر سے تر ہیں۔

۴۷) لالکائی نے "سنت" میں روایت کی کہ ابو قلابہ جرمی کا ایک بھتیجا تھا' اور وہ گناہ کا عادی تھا۔ جب موت کا وقت آیا تو اس کے پاس دو پرندے سفید رنگ کے گدھ سے مشابہ آئے اور گھر کے روشندان میں بیٹھ گئے۔ ایک پرندے نے دوسرے سے کہا کہ اتر کر دیکھو تو اس نے اپنی چونچ مردے کے پیٹ میں داخل کر دی' حالانکہ ابو قلابہ دیکھ رہے تھے پھر اس نے کہا کہ اللہ اکبر! اے میرے ساتھی نیچے اترو کیوں کہ میں نے اس کے پیٹ میں تکبیر پائی جو اس نے انطاکیہ کی دیوار پر کہی تھی۔ پرند نے یہ سن کر سفید کپڑا نکالا اور اس کی روح کو اس میں لپیٹ لیا۔ پھر دونوں پرندوں نے کہا کہ ' اے ابو قلابہ! اپنے بھتیجے کو دفن کردو' کیوں کہ یہ جنتی ہے۔ ابو قلابہ لوگوں

میں بہت ہی معزز تھے۔ انھوں نے لوگوں سے تمام واقعہ بیان کیا۔ راوی نے کہا کہ پھر اس شخص کے جنازے میں اس قدر زائد مجمع تھا کہ میں نے کسی کے جنازے میں اتنا نہ دیکھا۔

۴۸) حکیم ترمذی نے اسی روایت کی قدرے مختلف طور پر ترجمانی کی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ پرندہ اترا اور اس نے مردے کے سر، پیٹ اور قدموں کو سونگھا اور اپنے ساتھی سے جاکر کہا کہ میں نے اس کا سر سونگھا لیکن قرآن کی خوشبو نہ پائی، پیٹ سونگھا اس میں روزوں کی خوشبو نہ پائی، قدم سونگھے ان میں رات کو نماز پڑھنے کی خوشبو نہ پائی۔ پھر اس کا ساتھی آیا اور اس نے بھی اسی طرح سونگھا اور کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ شخص امت محمدیہ ﷺ سے ہے اور ان خصلتوں میں سے ایک بھی اس میں نہیں۔ پھر اس نے مردے کی زبان نکال کر اس کو نچوڑا، سنا تو وہ کہہ رہا تھا کہ اللہ اکبر یہ تکبیر وہ تھی جو نہایت خلوص سے اس نے انطاکیہ پر کہی تھی۔ اس سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ چنانچہ اس کی روح قبض کرلی گئی۔ پھر وہ چلا گیا اور دیکھا کہ یہ سپید فرشتہ سیاہ فرشتوں سے کہہ رہا ہے کہ "تم لوٹ جاؤ کہ تمہارے لئے اس پر کوئی سبیل نہیں پھر حکیم ترمذی نے جنازے میں کثرت ہجوم کا واقعہ لکھا۔

۴۹) لالکائی نے "مسند" میں میمون مرادی سے روایت کی کہ، ہمارے گھر ایک بدکار شخص مرگیا۔ لوگوں نے اس کو راستہ میں ڈال دیا اور اس سے بچنے لگے۔ میں اس کے بارے میں سوچنے لگا۔ اتنے میں مجھے نیند آگئی۔ میرے پاس دو سفید پرند آئے، ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس کو دیکھو کیا اس میں کچھ بھلائی ہے۔ تو وہ اس کی کھوپڑی سے داخل ہوکر پاخانہ کی جگہ سے نکلا اور کہا کہ میں نے تو اس میں کچھ بھلائی نہ پائی، پرند نے کہا کہ جلدی نہ کرو۔ اب دوسرا اس کے سر سے گھس کر قدموں سے نکلا اور کہا کہ اللہ اکبر ایک کلمہ اس کی تلی سے چپکا ہوا ہے۔ اتنے میں مردہ بول اٹھا کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ میں نے لوگوں کو بلاکر کہا کہ دیکھو۔

۵۰) ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے شہر بن حوشب سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ میرا ایک نابالغ بھتیجا تھا، اس کے ساتھ میں جہاد میں گیا وہ مرگیا۔ میں ایک عبادت گاہ میں داخل ہو کر نماز پڑھنے لگا اتنے میں وہ عبادت گاہ پھٹی اور دو سپید فرشتے نازل ہوئے ان کے ساتھ ہی دو سیاہ فرشتے نازل ہوئے۔ سپید دائیں طرف اور سیاہ بائیں طرف بیٹھ گئے۔ سپید فرشتوں نے کہا کہ اسے ہم

لے جائیں گے اور سیاہ فرشتوں نے کہا کہ ہم لے جائیں گے۔ ایک سپید فرشتے نے اپنی انگلی اس کے مقعد میں کی نیز تکبیر کہہ کر بتایا کہ ہم اس کے زائد مستحق ہیں کیوں کہ انطاکیہ کی جنگ میں فتح کے دن ایک نعرہ تکبیر لگایا تھا تو شہر بن حوشب نکلے اور لوگوں کو نماز جنازہ کے لئے اطلاع دی۔ لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

۵۱) طبرانی نے کبیر میں میمونہ بنت سعد سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر کوئی ناپاک ہوجائے تو بلا غسل سو سکتا ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ بلا غسل سوئے کیوں کہ وہ شاید اسی حالت میں مرجائے اور جبریل علیہ السلام اس کے پاس نہ آئیں۔

۵۲) ابن ابی الدنیا نے "کتاب المحتضرین" میں روایت کی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے مردوں کے پاس بیٹھ کر ان کو یاد خدا دلاؤ، کیوں کہ وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔

۵۳) سعید بن منصور نے اپنی سنن میں، اور مروزی نے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ، اپنے مرنے والوں کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرو اور جو تمہاری تلقین پر عمل کریں۔ ان کی باتیں غور (۹۰) سے سنو کیوں کہ ان کو سچی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۵۴) ابن ماجہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ مرنے والا انسانوں کو کب سے پہچاننا ختم کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ، جب دیکھ لیتا ہے قرطبی کہتے ہیں کہ یعنی ملک الموت اور دوسرے فرشتوں کو۔

۵۵) ابن ابی الدنیا اور ابو نعیم نے حلیہ میں لیث ابن ابی اقبہ سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے مرض الموت میں سر کو اٹھایا اور تیز نگاہ سے دیکھا تو لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا میں ایسی مخلوق کا مشاہدہ کر رہا ہوں جو نہ انسان ہیں نہ جن۔ اس کے بعد ان کا انتقال ہوگیا۔

۵۶) ابن ابی الدنیا نے "کتاب المحتضرین" میں فضالہ بن دینار سے روایت کی کہ محمد بن واسع کی وفات کے وقت میں آپ کے پاس موجود تھا تو وہ کہہ رہے تھے "اے میرے رب کے فرشتو!

خوش آمدید' ولا حول ولا قوہ الا باللہ میں نے ایسی خوشبو' محسوس کی کہ زندگی بھر کبھی ایسی خوشبو محسوس نہ کی۔ پھر انتقال کر گئے۔

۵۷) حافظ ابو محمد خلال نے "کتاب کرامات الاولیاء" میں حسن بن صالح سے اور ابن مندہ نے "کتاب الاحوال والایمان بالسوال" میں' اور ابو الحسین بن عریف نے اپنے "فوائد" میں حسن بن صالح ساجی سے روایت کی' انھوں نے کہا کہ مجھ سے میرے بھائی علی بن صالح نے کہا اپنی وفات کی رات کو' اے بھائی مجھے پانی پلایئے۔ میں نماز میں مصروف تھا۔ نماز پڑھ کر میں نے پانی دیا اور کہا لو پیو! تو انھوں نے کہا۔ میں نے ابھی پیا ہے۔ میں نے کہا کمرے میں تو کوئی نہیں تمہیں کس نے پانی پلایا؟ انھوں نے کہا کہ ابھی جبریل علیہ السلام آئے تھے انھوں نے پلایا ہے اور کہا ہے کہ تم' تمہارا بھائی اور تمہاری ماں ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے' یعنی نبی' صدیق' شہدا' اور صالحین۔ یہ کہہ کر مر گئے۔

۵۸) ابن عساکر نے عبدالرحمن بن غنم اشعری سے روایت کی کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو عمواس کے سال ایک نیزہ لگ گیا تو کہا کہ' محبوب! بڑے انتظار کے بعد آیا جو شرمندہ ہو' کامیاب نہ ہو۔ میں نے پوچھا "اے معاذ رضی اللہ عنہ! کیا کچھ دیکھتے ہو؟" انھوں نے کہا کہ ہاں میرے رب نے مجھ کو صبر جمیل پر جزاء عطا کی۔ میرے بیٹے کی روح میرے پاس آئی اور مجھے بشارت دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم' ملائکہ مقربین اور شہداء وصالحین کی سو صفوں میں کھڑے ہوئے میرے لئے دعائے رحمت کر رہے ہیں اور فرشتے مجھے جنت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ یہ کہہ کر بے ہوش ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ ہاتھ بڑھا کر گویا کسی سے مصافحہ کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں' خوش آمدید میں تمہارے پاس آرہا ہوں۔ یہ کہہ کر ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ ان کے گرد اس طرح مجمع ہے جیسے چتکبرے گھوڑے کے گرد ہوتا ہے جن پر سفید پوش سوار ہوں۔ وہ پکار کر کہہ رہے ہیں' اے سعد! جو نیزوں اور تیروں کی بوچھاڑ میں ہے۔ تمام تعریف اس خدا تعالیٰ کی ہے جس نے ہم کو جنت عطا فرمائی جہاں چاہیں اس میں قیام کریں' تو عمل کرنے والوں کا انجام بہت ہی عمدہ ہے۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔

۵۹) ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے "شعب الایمان" اور ابو نعیم نے مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت

کی۔ جب بھی کوئی شخص مرتا ہے تو اس کے ساتھی اس پر پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر وہ اہل ذکر سے ہے تو ذکر والے اور اگر کھیل کود والے ہوتے ہیں تو وہ پیش کئے جاتے ہیں۔

۶۰) ابن ابی شیبہ نے اپنی سند سے یزید بن عمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' جب بھی کوئی مرتا ہے تو اس کے اہل مجلس اس پر پیش کئے جاتے ہیں اگر کھیل کود والے ہیں تو وہ اور اگر اہل ذکر ہیں تو وہ۔

۶۱) بیہقی نے "شعب الایمان" میں ربیع بن برہ علیہ الرحمہ سے روایت کی (یہ بصرہ کے عابد تھے) کہ مرتے(۹۱) وقت ایک شخص سے کہا گیا کہ لا الہ الا اللہ کہو۔ تو اس نے کہا کہ مجھے بھی شراب پلاؤ اور خود بھی پیو۔ اور اہواز میں ایک شخص کو کلمہ پڑھنے کی تلقین کی گئی تو کہنے لگا دہ' یازدہ' ازدہ۔ اور بصرہ میں ایک شخص کو کلمہ کی تلقین کی گئی' تو وہ یہ شعر پڑھنے لگا۔

(۹۲)یارب قائلہ یوما وقد تعبت
کیف الطریق الی حمام منجاب

ابو بکر کہتے ہیں کہ اس شخص سے ایک عورت نے حمام کا راستہ پوچھا تو اس نے اسے اپنے گھر کا پتہ دے دیا' تو موت کے وقت بھی یہی کلمہ کہنے لگا۔

۶۲) ابن ابی الدنیا نے ابو جعفر بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' اب بھی کوئی مرتا ہے تو مرتے وقت اس کے اچھے اور برے اعمال کی صورت مثالیہ اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے تو وہ اپنی حسنات کو آنکھیں پھاڑ کر دیکھتا ہے اور سیئات کو دیکھ کر سر جھکا لیتا ہے۔

۶۳) حسن علیہ الرحمہ نے اللہ تعالیٰ کے قول يُنَبَّؤُا الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ(سورہ القیامتہ آیت ۱۳) کی تفسیر یہ بیان کی کہ موت کے وقت اس کی حفاظت کرنے والے فرشتے اترتے ہیں اور اچھائی و برائی کو پیش کرتے ہیں۔ جب مردہ اچھائی کو دیکھتا ہے تو اس کا چہرہ کھل جاتا ہے اور جب برائی کو دیکھتا ہے تو چہرہ ماند پڑتا ہے اور ترش روئی اختیار کرتا ہے۔

۶۴) حنظلہ بن اسود سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ میرے غلام کے مرنے کا وقت آیا تو کبھی وہ اپنا سر ڈھکتا تھا اور کبھی کھولتا تھا۔ تو میں نے مجاہد علیہ الرحمہ سے یہ بات بیان کی۔ انھوں نے فرمایا کہ جب مومن کی جان نکلتی ہے تو اس کے اچھے اور برے اعمال اس(۹۳) پر پیش کئے جاتے

ہیں۔

۶۵) بزار اور طبرانی نے کبیر میں روایت کی' حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ حضور علیہ السلام ایک قریب المرگ انصاری رضی اللہ عنہ کی عیادت کو تشریف لائے۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا محسوس کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ اچھائی۔ اور اس نے کہا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے ہیں' ایک سیاہ اور دوسرا سفید۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ' تم سے کون قریب ہے؟ کہا کہ سیاہ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ خیر کم اور شر زائد ہے۔ انھوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنی دعا سے(۹۴) سرفراز فرمایئے۔ آپ ﷺ نے دعا مانگی کہ "اے اللہ تعالیٰ! ان کے کثیر گناہوں کو معاف فرمادے اور کم نیکی کو مکمل فرمادے۔" پھر فرمایا' اب دیکھتے ہو؟ عرض کی یارسول اللہ ﷺ اب تو بھلائی کو بڑھتے ہوئے دیکھ رہا ہوں' میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں یارسول اللہ ﷺ اور برائی ختم ہوتے دیکھ رہا ہوں' اب سیاہ فرشتہ دور ہوچکا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا کونسا عمل امید افزا ہے؟ عرض کی کہ میں پانی پلاتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کو جو تکلیف ہورہی ہے میں اسے جانتا ہوں۔ اس کی کوئی رگ ایسی نہیں جو موت کا درد محسوس نہ کرتی ہو۔

۶۶) ابن ابی الدنیا' وہیب بن ورا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم کو ہدایت پہنچی کہ جب بھی کوئی شخص مرنے لگتا ہے تو اس کی حفاظت کرنے والے دو فرشتے اس کے سامنے ہوجاتے ہیں۔ اگر اس نے ان کے ساتھ رہ کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے بہتر ساتھی! اللہ تجھے جزائے خیر دے' کیوں کہ بہت سی سچائی کی محفلوں میں تو ہمارے ساتھ شرکت کرتا رہا۔ اور بہت سے نیک کاموں کے وقت تو نے ہم کو بلایا اور بہت سی اچھی باتیں سنائیں اور اگر مرنے والے نے ان دونوں فرشتوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا تو یہ تعریفی کلمات ہی پلٹ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ' تجھے خدا جزائے خیر نہ دے کیوں کہ تو نے ہمارے ساتھ بہت سی بری مجلسوں میں شرکت کی اور بہت سے برے کام کیئے' اور بہت سی بری باتیں سنائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مردہ انھیں دو فرشتوں کو دیکھ کر اپنی آنکھیں پھاڑتا ہے اور یہ دنیا کی طرف پھر کبھی نہ لوٹے گا۔

۶۷) ابن ابی الدنیا نے سفیان سے روایت کی جب مومن کی روح قبض کرنے کا وقت آتا ہے تو

اس کے ساتھ رہنے والے دو فرشتے کہتے ہیں کہ اے گھر والو نہ روؤ! ہم کو اپنی معلومات کے مطابق اس شخص کی تعریف کرنے دو' تو وہ کہتے ہیں کہ' اے مردِ اللہ تجھ پر رحم کرے اور جزائے خیر دے کیوں کہ تو اللہ تعالیٰ کی طاعت میں جلدی کرنے والا تھا اور اس کی معصیت سے پیچھے ہٹنے والا تھا اور تو ان لوگوں میں تھا کہ ہم تیری پوشیدہ چیزوں کی حفاظت کرتے تھے تو اب ہم تمہاری روح لے کر اوپر جاتے ہیں اب تم ہم کو ملائکہ کے ہمراہ ذکر کرنے سے نہ روکو' اور جب بدکار بندے کی موت کا وقت قریب آتا ہے اور گھر والے چیختے چلاتے ہیں تو دونوں فرشتے یہ کہہ کر کھڑے ہوتے ہیں کہ چھوڑ دو ہم اپنی معلومات کے مطابق اس کی صفات بیان کرتے ہیں۔ اے برے آدمی! اللہ تعالیٰ تجھے بدلہ دے تو برا آدمی تھا' اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں دیر کرنے والا اور اس کی معصیت میں جلدی کرنے والا تھا اور ہم تیری پس پشت حفاظت نہ کرتے تھے پھر وہ دونوں اس روح کو لے کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔

٦٨) شیخان علیہ الرحمہ (٩٥) نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ سے ملاقات کرنے کو پسند فرماتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو برا جانتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو برا جانتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ ہم موت کو برا سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ مطلب نہیں' بلکہ جب مومن مرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کی بشارت اس کو دی جاتی ہے۔ تو اب کوئی چیز اس کے لئے اس کے مستقبل میں اس سے بہتر نہیں جو اس کے سامنے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ اور کافر جب مرنے لگتا ہے تو عذاب کی اور سزا کی خبر اسے دی جاتی ہے تو اس کے نزدیک آنے والی چیزیں سب سے بری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اس لئے وہ ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔

٦٩) آدم بن ابی یاس نے اپنی سند سے ابن ابی لیلی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت کیں (٩٦) فَلَوْلَآ إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ سے لے کر فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ تک۔ پھر فرمایا جب آدمی موت کے قریب ہوتا ہے تو اس سے یہی کہا جاتا ہے۔ اگر دائیں بازو والوں میں سے ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو

پسند کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند کرے گا۔ اور اگر بائیں بازو والوں سے ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو۔

۷۰) احمد علیہ الرحمہ نے اپنی سند سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی کہ وہ ایک جنازہ کے ساتھ چل رہے تھے کہ انھوں نے فرمایا کہ مجھے حدیث پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرے گا اللہ اس کی ملاقات کو پسند کرے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند کرے گا۔" تو لوگ رونے لگے آپ ﷺ نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ عرض کی کہ ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' یہ مطلب نہیں بلکہ جب موت کا وقت ہوتا ہے تو اگر مقربین سے ہے تو رحمت اور خوشبوئیں ہیں اور نعمت والی جنتیں۔ پس جب مرنے والے کو ان چیزوں کی بشارت سنائی جاتی ہے تو وہ موت کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو اچھا جانتا ہے اور اگر جھٹلانے والوں اور گمراہوں میں سے ہے تو کھولتا ہوا پانی اور جہنم میں پہنچتا ہے۔ پس جب یہ خبر اس کو ملتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو برا جانتا ہے اور خدا اس سے بھی زائد اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔

۷۱) ابن جریر اور ابن منذر نے اپنی تفسیروں میں ابن جریر سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ' جب مومن فرشتوں کو دیکھتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم تم کو دنیا میں لوٹا دیں گے تو وہ کہتا ہے' کیا غموں اور مصیبتوں کے گھر کی طرف لوٹاؤ گے' نہیں نہیں میں تو ہمیشہ خدا کی بارگاہ میں رہوں گا۔ جب کافر سے کہتے ہیں کہ ہم تم کو دنیا کی طرف لوٹا دیں گے۔ تو وہ کہتا ہے کہ' مجھ کو لوٹا دو تاکہ میں وہ اچھے کام کروں جو نہیں کئے تھے۔

۷۲) مروزی نے حسن علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ' مومن کی جان ایک پھول میں نکلتی ہے پھر یہ آیت پڑھی فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ۝ (سورہ الواقعہ آیت نمبر۸۸)

۷۳) ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ علیہ الرحمہ سے' اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں یہ روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کا قول "فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ" یہ مرتے وقت انسان کو عطا ہوتے ہیں۔

۷۴) ابن ابی الدنیا نے بکر بن عبداللہ سے روایت کی کہ' جب ملک الموت کو مومن کی روح

قبض کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تو اسے جنت کے پھول دے کر کہا جاتا ہے کہ اس کی روح ان پھولوں میں رکھ لاؤ۔ اور جب کافر کی روح قبض کئے جانے کا حکم ہوتا ہے تو ایک چادر آگ کی دی جاتی ہے کہ اس کی روح اس میں لاؤ۔

۷۵) عبداللہ بن احمد نے "زوائد الزہد" میں اور ابن ابی الدنیا نے ابو عمران سے روایت کی' ہمیں معلوم ہوا کہ مومن کی روح جب قبض کی جاتی ہے تو جنت سے پھول دار ٹہنیاں آتی ہیں اور اس کی روح ان میں رکھی جاتی ہے۔

۷۶) ابن ابی الدنیا نے مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ' مومن کی روح جنت کے ریشم میں رکھی جاتی ہے۔

۷۷) ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے روایت کی کہ جب بھی کسی مقرب بندے کی روح قبض ہوتی ہے اس کے پاس جنتی پھولوں کی ٹہنیاں لائی جاتی ہیں' وہ سونگھتا ہے اور اس کی جان پرواز کرتی ہے۔

۷۸) امام احمد علیہ الرحمہ نے "زہد" میں ربیع بن خیثم سے روایت کی کہ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ یہ مرتے وقت کے لئے ہے اور آخرت میں اس کے لئے جنت ہے وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ یہ موت کے وقت ہے اور آخرت میں جہنم ہے۔ (سورہ الواقعہ آیت نمبر ۹۲ آخر تک)

۷۹) ابو نعیم نے "دلائل النبوہ" میں اور ابن عساکر نے عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم طائی سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن ایک آواز سنی "اے ابن عفان رضی اللہ عنہ! رحمت اور پھولوں کی بشارت قبول کرو' راضی رب کی بشارت قبول ہو' رضوان و مغفرت کی بشارت قبول ہو" جب میں آواز کی طرف متوجہ ہوا تو کسی کو نہ پایا۔

۸۰) ابو القاسم بن مندہ نے "کتاب الاحوال والایمان بالسوال" میں' حسن علیہ الرحمہ سے اللہ تعالیٰ کے قول فروح وریحان کی تفسیر یہ نقل کی کہ بخدا یہ بات موت کے وقت سنائی جائیگی۔

۸۱) ابو القاسم نے سلمان سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے پہلی خوش خبری موت کے وقت روح و ریحان کی ہوتی ہے اور نعمتوں والی جنت کی۔ اور سب سے پہلی خوش

خبری مومن کو قبر میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے خوش ہو جاؤ۔ اور جنت میں یہ ہے کہ خوب آئے۔ اور جو تم کو قبر تک پہنچانے آئے خدا تعالیٰ نے ان کو بھی بخشا' اور جس نے تمہارے لئے گواہی دی اس نے سچی بات کہی' اور جس نے تمہاری مغفرت چاہی اس کی دعا قبول ہوئی۔

۸۲) ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ کے معنی بتائے کہ' کافر دنیا سے نکلنے سے پہلے گرم جہنمی پانی کا پیالہ ضرور پیے گا۔

۸۳) ان ہی نے ضحاک سے روایت کی کہ جو شرابی مرتا ہے اس کے چہرے پر جہنم کا گرم پانی ڈالا جاتا ہے۔

۸۴) احمد علیہ الرحمہ نے "زہد" میں ابو عمران جونی سے روایت کی کہ' کافر و فاجر دنیا سے پیاسے نکلیں گے اور قبروں میں پیاسے داخل ہوں گے اور قیامت کے دن پیاسے حاضر ہوں گے اور جہنم میں پیاسے ڈالے جائیں گے۔

۸۵) ابو القاسم بن مندہ نے "کتاب الاحوال" میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی جب اللہ تعالیٰ مومن کی روح قبض کرنا چاہتا ہے تو ملک الموت کو حکم دیتا ہے کہ اس بندہ کو میرا سلام کہنا۔ چنانچہ ملک الموت اس بندے کو خدا کا سلام پہنچاتے ہیں۔

۸۶) مروزی اور ابو الشیخ نے اپنی تفسیر میں اور ابن ابی الدنیا نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' ملک الموت روح قبض کرنے کو جب آتے ہیں تو مومن کو خدا تعالیٰ کا سلام کہتے ہیں۔

۸۷) ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں' ابن ابی الدنیا اور حاکم نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی (بیہقی نے اسے صحیح کہا) تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ (سورہ الاحزاب آیت نمبر ۴۴) یعنی جس دن ملک الموت سے وہ ملاقات کریں گے تو ہر وہ مومن جس کی روح قبض کی جائے گی وہ فرشتے کو سلام کرے گا۔

۸۸) ابن مبارک اور بیہقی نے "شعب" میں اور ابو الشیخ نے "کتاب العظمہ" میں اور ابو القاسم نے "کتاب الاحوال" میں محمد بن کعب قرظی سے روایت کی کہ جب مومن کی روح مائل پرواز ہوتی ہے تو ملک الموت علیہ السلام آکر کہتے ہیں السلام علیک یا ولی اللہ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے۔ پھر اس آیت سے

استدلال کیا کہ(۹۷) اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰہُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ طَیِّبِیْنَ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْکُمُ

۸۹) قاضی ابو الحسین بن عریف نے "فوائد" میں اور ابو الربیع نے اپنے "فوائد" میں' انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ملک الموت علیہ السلام ولی اللہ کے پاس آتا ہے تو اسے سلام کرتا ہے اور کہتا ہے السلام علیک یا ولی اللہ اٹھ اس گھر سے جس کو تو نے ویران کیا' اس گھر کی طرف جسے تو نے آباد کیا۔ اور جب مرنے والا ولی اللہ نہیں ہوتا تو فرشتہ کہتا ہے کہ اٹھ اپنے اس جہان سے جسے تو نے آباد کر رکھا تھا' اس جہان کی طرف جس کو تو نے ویران کر رکھا تھا۔

۹۰) ابو نعیم نے مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ مومن کو اس کے بچے کے نیک ہونے کی اطلاع دی جاتی ہے تاکہ اسے خوشی ہو۔

۹۱) ابن ابی شیبہ' ابن ابی الدنیا' ابن مندہ اور ابن جریر نے ضحاک سے روایت کی کہ(۹۸) لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ○

۹۲) ابن ابی الدنیا اور ابن ابی شیبہ نے عیسیٰ بن ابی طالب سے روایت کی' دنیا سے کسی کا بھی جانبر نکلنا حرام ہے جب تک وہ یہ نہ جان(۹۹) لے کہ اس کا ٹھکانہ کہاں ہے۔

۹۳) ابن ابی الدنیا اور ابن مندہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک دیہاتی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ○ کے معنی کیا ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فی الحیوہ الدنیا کے معنی ہیں وہ اچھے خواب جو مسلمان دیکھ کر خوش ہوتا ہے' اور فی الاخرہ سے مراد وہ بشارت ہے جو موت کے وقت انسان کو دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا اور اس کو بھی جو تجھ کو اٹھا کر تیری قبر تک لایا۔

۹۴) بیہقی نے مجاہد علیہ الرحمہ سے اللہ تعالیٰ کے قول اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا○ (سورہ السجدہ آیت نمبر۳۰) کی تفسیر بتائی' یہ موت کے وقت ہوگا۔ سفیان سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۹۵) ابن ابی حاتم اور ابن مندہ نے مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ لَاتَخَافُوْا(نہ ڈرو) اس چیز

سے جو آ رہی ہے یعنی موت اور معاملہ آخرت وَلَا تَحْزَنُوْا (غم نہ کرو) اس پر جو تم چھوڑ آئے یعنی اولاد اور قرض، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس پر خلیفہ بنادے گا۔

۹۶) ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے اسی آیت کے بارے میں روایت کی کہ اس آیت سے مرتے وقت، قبر میں اور قبر سے اٹھتے وقت مومن صالح کو بشارت دی جائے گی اور وہ جنت میں اس بشارت کی لذت محسوس کرے گا۔

۹۷) ابن مندہ نے کثیر بن ابی کثیر خادم ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، اہل جنت میں سے ہر ایک کے لئے ایک فرشتہ موکل ہے جنت کی جب اس کو خوش خبری دی جاتی ہے تو فرشتہ اپنا ہاتھ اس کے دل پر رکھتا ہے کہ خوشی کی زیادتی کے باعث اس کا دل نکل نہ جائے۔

۹۸) ابن ابی حاتم اور ابو نعیم نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی کہ یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ (سورہ الفجر آیت نمبر ۲۷) تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ تو اچھی بات ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتہ موت کے وقت یہ کہے گا۔

۹۹) ابن ابی حاتم نے حسن علیہ الرحمہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کی کہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ، اللہ جب اپنے مومن بندے کی روح قبض کرنا چاہتا ہے تو نفس اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطمئن ہوتا ہے اور اللہ بندے کی طرف سے اور حافظ سلفی نے مشیخہ بغدادیہ یہ میں کہا ابو سعید الحسن بن علی الواعظ کو میں نے کہتے ہوئے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ، میرے والد فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت کے ہاتھ پر یہ الفاظ ظاہر فرمائے گا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ نورانی خط سے لکھے ہوئے ہوں گے پھر اس سے کہا جائے گا کہ جب عارف باللہ کی وفات کا وقت قریب آئے تو یہ اپنا ہاتھ پھیلادے اور یہ لکھا ہوا اسے دکھادے۔ جب عارف کی روح اسے دیکھے گی، بے ساختہ اڑ کر اس کی طرف آئے گی، پلک جھپکنے سے بھی پہلے۔ فردوس میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (مرفوعاً) کہ اللہ تعالیٰ جب گنہگاران امت کی ارواح قبض کرنے کا حکم دیتا ہے تو فرماتا ہے کہ ان کو جنت کی بشارت دو لیکن بتادینا کہ گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد، اور جہنم کا مزہ چکھنے کے بعد (عافانا اللہ منھا)

۱۰۰) ابو نعیم (۱۰۰) نے ربیع بن راشد سے روایت کی کہ اگر مومنوں کی امیدیں خدا سے وابستہ نہ

ہوتیں تو دنیا میں ان کی راہیں پھٹ جاتیں اور دنیا میں ان کے پیٹ پھٹ جاتے۔

۱۰۱) اصبہانی علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھا تو وہ ضرور مرنے سے پہلے اپنا ٹھکانا جنت میں دیکھے گا۔

۱۰۲) ابن عساکر نے شہر بن حوشب سے روایت کی کہ 'ان سے دریافت کیا گیا کہ (۱۰۱) وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ سے مراد کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ یہودیوں کے بارے میں ہے۔ جب ملک الموت ان کی روح قبض کرنے کو آتے ہیں تو ان کے ہمراہ ایک فرشتہ آگ کا شعلہ لئے ہوتا ہے' وہ فرشتہ یہ شعلہ اس کے منہ اور دبر پر مارتا ہے اور کہتا ہے کہ بتاؤ مانتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں یا نہیں؟ وہ ایسا ہی کرتا رہتا ہے حتی کہ وہ مان لیتا ہے۔ جب وہ اقرار کرلیتا ہے تو ملک الموت اس کی روح قبض کرلیتے ہیں۔

۱۰۳) مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ 'کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب انسان مرنے لگتا ہے تو اس کی آنکھیں پھٹ جاتی ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ جی ہاں یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کی روح پرواز کرتی ہے اور اس کی نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے۔

۱۰۴) ابن سعد اور ابن ابی الدنیا نے بھی اپنی سندوں کے ساتھ ایسی ہی روایت کی۔

۱۰۵) دینوری نے "مجالسہ" میں سفیان ثوری علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ 'جب ملک الموت علیہ السلام انسان کی شہ رگ دباتا ہے تو وہ انسانوں کو پہچاننا اور بات کرنا ختم کردیتا ہے اور دنیا ومافیہا کو بھول جاتا ہے۔ اگر اس پر سکرات کا عالم نہ ہوتو وہ تکلیف کی وجہ سے اپنے قریب والوں کو تلوار لے کر مارنے لگے۔

۱۰۶) ابن ابی حاتم نے زہیر بن محمد سے روایت کی کہ ملک الموت زمین و آسمان کے درمیان ایک سیڑھی پر بیٹھے ہیں اور ان کے کچھ کارندے فرشتے ہیں' جب جان گلے میں ہوتی ہے تو وہ ملک الموت کی سیڑھی کی طرف دیکھتا ہے اور ملک الموت اپنی سیڑھی پر سے اس کو دیکھتے ہیں اور یہ مردے کا آخری وقت ہوتا ہے۔

۱۰۷) ابن ابی الدنیا نے حکم بن عدنان سے روایت کی کہ' حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا اندھا بھی ملک الموت کو دیکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

۱۰۸) ابو نعیم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' ملک الموت علیہ السلام کے پاس ایک نیزہ ہے جو مشرق سے لے کر مغرب تک لمبا ہے۔ جب کسی انسان کی مدت حیات ختم ہوتی ہے تو وہ اس نیزہ کو اس کے سر پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں' اب تم موت کے لشکروں کو دیکھو گے۔

۱۰۹) ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اپنی سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی (مرفوع) کہ ملک الموت علیہ السلام کے پاس ایک زہریلا نیزہ ہے جس کا ایک کنارہ مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے اس سے وہ رگ زندگی کاٹتے ہیں۔

۱۱۰) ابن منذر اور عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں وہب بن منبہ سے روایت کی کہ انسان کی جان اس کے ہر عضو سے نکلتی ہے جتنی کہ اس عضو کی ہوتی ہے اور جسم کی مثال قمیص کی سی ہے جس کو انسان اتار دیتا ہے' بس قمیص کو جتنا کسی چیز کا احساس ہوتا ہے جسم کو بھی اتنا ہی ہوتا ہے اصل راحت اور تکلیف محسوس کرنے والی تو روح ہے(۱۰۲)

فصل

اس فصل میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ توبہ انھیں کی قبول ہوتی ہے جو جہالت سے گناہ کر لیتے ہیں اور پھر جلد ہی توبہ کرتے ہیں

(اس باب میں 7 روایات ہیں)

۱) ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' اللہ تعالیٰ کا قول ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ (سورہ النساء آیت نمبر۱۷) اس سے مراد ملک الموت کے دیکھنے تک کا وقفہ ہے۔

۲) احمد' ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

جب تک روح حلق میں نہ آجائے اس وقت تک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔
عبدالرزاق نے ایسی ہی حدیث اپنی تفسیر میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کی۔

۳) ابن منذر نے نخعی علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ توبہ بندے کے لئے کھلی ہوئی ہے جب تک موت کی علامات ظاہر نہ ہوں۔

۴) ابن ابی حاتم نے اللہ تعالیٰ کے قول حَتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتَ (سورہ النساء آیت نمبر ۱۸) کی تفسیر میں فرمایا کہ "جب موت کو دیکھے"

۵) ابن ابی الدنیا نے ابو مجلز علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ 'جب تک بندہ ملائکہ (موت کے فرشتوں) کو نہ دیکھے' توبہ قبول ہوتی ہے۔

۶) ابن ابی الدنیا نے بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت کی کہ 'بندہ جب تک فرشتوں کو نہ دیکھے توبہ قبول ہوتی ہے اور جب فرشتوں کو دیکھ کرلے تو معرفت ختم ہوجاتی ہے۔

۷) ابن مردویہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس کو توبہ کی توفیق ہوئی اس کی توبہ بھی قبول ہوگی' کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَھُوَالَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ○ (الشوری آیت نمبر ۲۵)
اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے (واللہ اعلم)

جب مردے کی روح نکلتی ہے تو اس سے ارواح ملتی ہیں اور پوچھ گچھ کرتی ہیں

(اس باب میں 16 روایات ہیں)

۱) ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے "اوسط" میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' جب انسان کی روح قبض کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے رحم کرنے والے بندے سے اس طرح ملاقات کرتے ہیں جیسے خوش خبری لانے والے سے ملاقات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو تمہارے ساتھی نے دنیا کے رنج و غم سے نجات پائی پھر اس سے اہل دنیا کے حالات پوچھتے ہیں کہ فلاں نے کیا کیا' کیا فلاں عورت نے دوسری شادی کی یا نہ؟ پھر وہ ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کرتے ہیں جو اس شخص سے پہلے مرچکا ہے جب یہ اس کے مرنے کی اطلاع دیتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ○ وہ جہنم رسید ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ تمہارے اعمال تمہارے مرجانے والے خویش و اقارب کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اگر اچھا کام ہوتا ہے تو وہ سن کر خوش ہوتے ہیں اور اگر برا کام ہوتے ہے تو سن کر غمگین ہوتے ہیں۔ اچھا کام دیکھ کر کہتے ہیں کہ اے اللہ! یہ تیرا فضل و کرم ہے تو اپنی نعمت اس پر مکمل فرما اور اسی پر اس کو وفات دے۔ اور برا عمل دیکھ کر کہتے ہیں کہ اے خداوندا اس کو ایسے اعمال کی ہدایت دے جن سے تو راضی ہو اور جو اس کو تیرا قرب نصیب کریں۔

۲) ابن ابی الدنیا نے ابی لبیبہ سے روایت کی کہ جب بشر بن براء بن معرور کا انتقال ہوا تو ان کی ماں ان پر بہت غمگین ہوئیں اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ بنو سلمہ میں سے کوئی نہ کوئی مرتا ہی رہتا ہے، یہ فرمایئے کیا یہ ارواح ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو میں بشر کو کسی کے ذریعہ سلام بھیج دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، بخدا جس طرح پرندے درختوں کی ٹہنیوں پر ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اسی طرح مردے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ اب جب کوئی شخص بنو سلمہ سے مرنے لگتا تو بشر کی ماں اس کے پاس آتیں اور کہتیں "اے فلاں! تجھ پر سلام ہو۔" وہ کہتا "وعلیکم السلام" پھر یہ کہتیں کہ، "بشر کو سلام پہنچادینا"

۳) ابن ماجہ نے محمد بن منکدر سے روایت کی کہ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ان کے قریب گیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں میرا سلام پہنچادینا۔

۴) بخاری نے اپنی تاریخ میں خالدہ بنت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ام البنین بنت ابی قتادہ اپنے والد کی وفات کے پندرہ روز بعد عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں، وہ بیمار تھے۔ ان سے کہا کہ اے چچا! میرے باپ کو میرا سلام پہنچادینا۔

۵) ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ جنت آفتاب کے سینگوں سے لٹکی ہوئی ہے، سال میں ایک مرتبہ کھولی جاتی ہے۔ اور مومنین کی ارواح پرندوں کے پوٹوں میں ہیں وہ ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور جنت کے میووں سے ان کو رزق ملتا ہے۔

۶) احمد و حکیم ترمذی نے "نوادر الاصول" میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو مسلمانوں کی روحیں ایک دن کی مسافت سے دیکھ کر ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں، خواہ زندگی میں انھوں نے ایک دوسرے کو نہ دیکھا ہو۔

۷) بزار نے بہ سند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی (مرفوعا") کہ جب مومن کی موت آتی ہے وہ عجیب عجیب چیزیں دیکھتا ہے اور پسند کرتا ہے کہ کاش یہیں اس کی روح نکل جائے۔ اور خدا اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور جب مومن کی روح آسمان پر لے جائی جاتی ہے تو مومنین کی روحیں اس کے پاس آکر اپنے جان پہچان کے آدمیوں کے بارے میں اس سے پوچھتی ہیں' جب وہ کہتا ہے کہ میں فلاں کو دنیا میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ تو یہ بات ان کو عجیب معلوم ہوتی ہے اور جب وہ کہتا ہے کہ فلاں شخص مرچکا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ لیکن وہ ہمارے پاس نہیں آیا۔ آدم بن ابی یاس نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ' جب مومن مرتا ہے تو اس کی ملاقات دوسری روحوں سے ہوتی ہے اور وہ روحیں دنیا والوں کے بارے میں اس سے پوچھتی ہیں۔ جب وہ کہتا ہے کہ فلاں شخص تو مجھ سے بھی پہلے مرچکا ہے تو وہ کہتی ہیں کہ اس کو ہاویہ (جہنم کا نام) میں لے گئے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے اور اس میں جانے والا۔

۸) ابن ابی الدنیا نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' جب کوئی مرتا ہے تو اس کا بچہ (۱۰۳) اس کا استقبال کرتا ہے جیسے کہ غائب کا استقبال کیا جاتا ہے۔

۹) ابن ابی الدنیا نے ثابت بنانی سے روایت کی کہ' جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کے عزیز و اقارب اس کا استقبال کرتے ہیں' تو وہ آپس میں مل کر اس سے زائد خوش ہوتے ہیں جتنا کہ کسی کہ آنے سے خوش ہوتے ہیں۔ ۱۰۴

۱۰) ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں اور ابن ابی الدنیا نے عبید بن عمیر علیہ الرحمہ سے روایت کی' قبر والے میت سے اس طرح ملتے ہیں جس طرح کسی سوار سے لوگ ملاقات کرتے ہیں' جب وہ ایسے شخص کے بارے میں سوال کرتے ہیں جو اس شخص سے پہلے ہی مرچکا ہے۔ تو یہ شخص کہتا ہے کہ کیا وہ ابھی تک تمہارے پاس نہ پہنچا؟ تو وہ کہتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون اس کو کسی دوسری راہ پر لے جایا گیا ہے۔ اس کو ہاویہ میں لے گئے ہیں۔

۱۱) ابن ابی الدنیا نے صالح مری سے روایت کی کہ مجھے حدیث پہنچی کہ مرنے کے بعد روحیں آپس میں ملاقات کرتی ہیں تو مردوں کی روحیں نئی روح سے دنیا کا حال دریافت کرتی ہیں اور یہ دریافت کرتی ہیں کہ تم لطیف جسم میں تھے یا خبیث جسم میں؟

۱۲) ابن ابی الدنیا نے عبید بن عمیر سے روایت کی۔ روحیں اس طرح حالات معلوم کرتی ہیں جس طرح آنے والے سوار سے معلوم کئے جاتے ہیں کہ ' فلاں کا کیا حال ہے اور فلاں کا کیا؟ ثعلبی علیہ الرحمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسی جیسی روایت کی' اس روایت کے آخر میں ہے کہ حتی کہ وہ گھر والوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں اور گھر کی بلی تک کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ قرطبی علیہ الرحمہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے قول(۱۰۴) الا رواح جنود مجندہ فما تعارف منہا استلف وما تناکر منہا اختلف کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ سونے والوں کی روحیں مردوں کی روحوں سے ملاقات کرتی ہیں۔

۱۳) احمد علیہ الرحمہ نے "زہد" میں اور ابن ابی الدنیا نے عبید بن عمیر سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ اگر مجھ کو اپنے مردوں سے ملاقات کی امید نہ رہتی تو میں افسوس سے مرچکا ہوتا۔

۱۴) ابن عسا کر نے اپنی سند سے عبدالرحمٰن بن مہدی سے روایت کی کہ جب سفیان رضی اللہ عنہ کے مرض میں زیادتی ہوئی تو وہ سخت گھبرانے لگے تو مرحوم بن عبدالعزیز ان کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ کے بندے یہ گھبراہٹ کیسی؟ تم اپنے رب کی بارگاہ میں جارہے ہو جس کی تم نے ساٹھ سال عبادت کی' نماز پڑھی اور روزے رکھے اور حج کئے' تم سوچو! اگر تمہارا کسی شخص پر احسان ہوتا تو کیا تم اس سے ملاقات کرنے میں خوشی محسوس نہ کرتے۔ یہ سن کر ان کا غم دور ہوا۔ ابو نعیم کہتے ہیں کہ جب حسن بن علی رضی اللہ عنہ پر درد کی زیادتی ہوئی تو ان پر ایک شخص داخل ہوا اور کہا کہ "اے ابو محمد! یہ گھبراہٹ کیسی؟ یہ تو صرف اتنی سی بات ہے کہ تمہاری روح جسم سے جدا ہو رہی ہے۔ اب تم اپنے باپ علی رضی اللہ عنہ اور ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا اور دادا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دادی خدیجہ رضی اللہ عنہا اور چچا حمزہ رضی اللہ عنہ و جعفر رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ اور ماموں قاسم' طیب' طاہر اور ابراہیم اور خالہ رقیہ' ام کلثوم اور زینب سے ملنے والے ہو۔ یہ سن کر ان کی تکلیف دور ہوئی۔

۱۵) ابو نعیم نے لیث بن سعد سے روایت کی کہ ایک شخص شام والوں میں سے شہید ہوگیا۔ تو وہ ہر جمعہ کی رات کو خواب میں اپنے باپ کے پاس آتا اور ان سے گفتگو کرتا لیکن ایک جمعہ کی رات کو نہ آیا اور پھر دوسرے جمعہ آیا۔ باپ نے اس سے شکایت کی کہ کیوں نہ آئے۔ اس نے کہا وجہ یہ ہوئی کہ تمام شہداء کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کے جنازہ میں شرکت کریں یہ واقعہ

ٹھیک عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی وفات کے وقت واقع ہوا۔

۱۶) بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ دو مومن دوست تھے اور دو کافر۔ مومنوں میں سے ایک مرگیا تو اسے جنت کی بشارت دی گئی تو اسے فورا" اپنے دوست کی یاد آئی تو اس نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ ' اے اللہ! تو میرے بعد اس کو گمراہ نہ کرنا حتی کہ وہ مجھ سے ملاقات کرے اور تو اس سے اس طرح راضی ہونا جس طرح کہ تو مجھ سے راضی ہوا۔ اتنے میں دوسرا بھی مرجاتا ہے پھر وہ دونوں آپس میں ملتے ہیں' تو حکم ہوتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک دوسرے کی تعریف کرو۔ چنانچہ ہر ایک دوسرے کی تعریف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم بہت ہی اچھے بھائی ہو اور بہت ہی اچھے مصاحب۔ اور جب دو کافر دوستوں میں سے کوئی مرتا ہے اور اسے جہنم کی اطلاع دی جاتی ہے تو وہ اپنے دوست کو یاد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ' یااللہ میرا دوست مجھے تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا حکم دیتا تھا' برائی کا حکم کرتا تھا اور بھلائی سے روکتا تھا اور بتاتا تھا کہ مجھے تجھ سے کبھی ملنا نہیں تو اے خداوندا تو اس کو میرے بعد ہدایت نہ دینا حتی کہ وہ مجھ سے مل نہ جائے اور تو اس پر بھی اسی طرح ناراض ہونا کہ جس طرح تو مجھ سے ناراض ہوا۔ اتنے میں دوسرا بھی مرجاتا ہے' اور دونوں آپس میں ملاقات کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ اب ہر ایک دوسرے کا حال بیان کرڈالو تو ہر ایک کہتا ہے کہ تو برا ساتھی اور برا بھائی تھا۔

میت کا اپنے غسل دینے والے' تجہیز و تکفین کرنے والے اور اپنے بارے میں کہی جانیوالی باتوں کو سننا اور پہچاننا!

(اس باب میں 14 روایات ہیں)

۱) احمد اور طبرانی نے "اوسط" میں ابن ابی الدنیا' مروزی اور ابن مندہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت اپنے غسل دینے والے' اٹھانے والے' کفن دینے والے اور قبر میں اتارنے والے کو پہچانتی ہے۔

۲) ابو الحسین نے "کتاب الروضہ" میں بہ سند ضعیف ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مردہ اپنے غسل دینے والے کو پہچانتا ہے' اور اگر مرتے وقت اس کی روح و ایمان کی بشارت دی گئی ہے تو اپنے اٹھانے والے سے جلدی چلنے کی گذارش کرتا ہے۔ اور اگر جہنم رسید ہونے کی اسے اطلاع دی گئی ہے تو وہ روکے رہنے کی درخواست کرتا ہے۔

۳) ابن ابی الدنیا نے مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ جب مردہ مرجاتا ہے تو وہ اپنے غسل سے لے کر قبر تک جانے کے حال کو دیکھتا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے بھی ایسی ہی روایت کی۔

۴) ابو نعیم نے عمر بن دینار سے روایت کی کہ جو بھی مرتا ہے اس کی روح ایک فرشتہ کے قبضے میں رہتی ہے جو اس کے جسم کی طرف دیکھتا ہے کہ کیسے غسل دیا جارہا ہے اور کیسے اسے لے جایا جارہا ہے اور وہ فرشتہ اس شخص سے کہتا ہے کہ لوگوں کی تعریف اپنے بارے میں سن۔

۵) ابن ابی الدنیا نے بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت کی۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کی روح ایک فرشتے کے قبضے میں رہتی ہے اور وہ اپنے غسل و کفن کی حالت دیکھتا رہتا ہے اور اگر وہ بات کرسکتا تو لوگوں کو رونے سے منع کردیتا۔

۶) سفیان سے ابن ابی الدنیا نے روایت کی کہ میت ہر چیز کو پہچانتی ہے حتی کہ وہ اپنے غسل دینے والے سے کہتی ہے کہ آہستہ غسل دو۔ اور فرشتہ اس کو چارپائی پر کہتا ہے کہ لوگوں کی تعریف سن۔

۷) ابن ابی الدنیا نے حذیفہ سے روایت کی کہ انسان کی روح ملک الموت کے ہاتھ میں رہتی ہے اور وہ فرشتہ قبر تک ساتھ رہتا ہے۔ جب قبر برابر کردی جاتی ہے تو وہ اس میں داخل ہو کر مردے سے مخاطب ہوتا ہے۔ بیہقی وغیرہ نے بھی اسی قسم کی روایات بیان کیں۔

۸) شیخین علیہ الرحمہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ مقتولین بدر کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے فلاں بن فلاں جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ (۱۰۵) کیا' آیا وہ تم نے پالیا؟ کیوں کہ میں نے اپنے رب کے وعدے کو سچا پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ آپ ایسے جسموں سے کلام فرمارہے ہیں جن میں روح نہیں' آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میری بات ان سے زیادہ نہیں سنتے ہاں فرق یہ ہے کہ یہ جواب نہیں دے سکتے۔

۹) ابو الشیخ نے (مرسل) عبید بن مرزوق سے روایت کی کہ مدینہ میں ایک عورت تھی جو مسجد کی

صفائی ستھرائی کرتی تھی' وہ مرگئی اور حضور ﷺ کو پتہ نہ چلا۔ ایک روز اس کی قبر پر گزر ہوا۔ دریافت کیا کہ یہ قبر کس کی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ' ام محجن کی(۱۰۶)۔ آپ نے فرمایا کہ وہی جو مسجد کا کام کرتی تھی؟ عرض کی' جی یارسول اللہ ﷺ۔ تو آپ نے صف باندھی اور اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ پھر دریافت کیا کہ "اے عورت! کونسا عمل اچھا پایا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کیا یہ سنتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم اس سے زائد سننے والے نہیں' مروی ہے کہ اس نے جواب دیا کہ مسجد کی صفائی۔

۱۰) شیخین علیہ الرحمہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب جنازے کو لوگ اپنے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ جلدی چلو اور اگر برا ہوتا ہے تو کہتا ہے' افسوس کہاں لئے جاتے ہیں۔ انسان کے علاوہ ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے۔ اور اگر انسان اسے سن لے تو بے ہوش ہوجائے۔

۱۱) سیخین علیہ الرحمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جنازے کو جلدی لے کر چلو تاکہ اگر اچھا ہے تو اچھائی کی طرف تم اسے بڑھادو۔ اور اگر اچھا نہیں ہے تو اپنی گردنوں سے جلد اتاردو۔

۱۲) ابن ابی الدنیا نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' انھوں نے میت کے بارے میں فرمایا کہ اس کو جلد اس کے گڑھے کی طرف لے جاؤ کیونکہ وہی اس کا ٹھکانا ہے تاکہ اس میں جاکر وہ اچھائی یا برائی کو دیکھ لے۔

۱۳) ابن ابی الدنیا نے بکر مزنی سے روایت کی کہ میت جلد قبر میں پہنچنے سے خوش ہوتی ہے۔ ابو ایوب سے بھی یہی روایت ہے۔

۱۴) ابن ابی الدنیا نے "القبور" میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ' جب میت کو اس کے تخت پر رکھ کر تین قدم چلا جاتا ہے تو وہ بات کرتی ہے انسان و جن کے سوا جو چاہے اس کے کلام کو سن سکتا ہے۔ مردہ کہتا ہے کہ اے میرے بھائیو! اے میرے نعش کے اٹھانے والو! دنیا تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے جیسے مجھ کو ڈالا' اور زمانہ تم سے کھیل نہ کرے جیسے مجھ سے کیا' جو کچھ میرے پاس تھا وارثوں کے لئے چھوڑ دیا اور قرض خواہ قیامت کے دن مجھ سے جھگڑا کرے گا اور حساب کرے گا اور تم مجھ کو چھوڑ کر جارہے ہو۔

احمد علیہ الرحمہ نے "زہد" میں ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے اسی قسم کی روایت کی۔ تاریخ ابن نجار میں ابو محمد بن نجار سے (یہ مروزی کے ساتھیوں میں تھے، بلکہ خلال ان کو مروزی سے افضل کہتے تھے) مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مردہ کو غسل دیا، میں غسل دے رہا تھا کہ اچانک اس نے آنکھیں کھولیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: "اے ابو محمد! اس دن کے لئے اچھی تیاری کرلو۔" واللہ اعلم

ملائکہ کا جنازہ میں چلنے کا بیان اور وہ کیا کہتے ہیں

(اس باب میں 3 روایات ہیں)

۱) سعید بن منصور نے ابن غفلہ سے روایت کی کہ ملائکہ جنازے کے آگے یہ کہتے ہوئے جاتے ہیں کہ فلاں شخص نے آخرت کے لئے کیا کیا؟ اور لوگ کہتے ہیں کہ اس نے ہمارے واسطے کیا چھوڑا۔

۲) ابن ابی الدنیا نے "القبور" میں ابو الخلد سے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے داؤد کی دعا پڑھی وہ رب سے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! جس نے جنازہ کا ساتھ محض تیری مرضی کے لئے دیا، اس کی جزا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس دن وہ مرے گا تو فرشتہ اس کے جنازے کے ہمراہ چلیں گے اور میں اس کی مغفرت کروں گا۔ یہی روایت ابن عساکر نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کی۔

۳) بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیلمی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جب کوئی شخص مرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ آخرت کے لئے اس نے کیا کیا؟ اور انسان کہتے ہیں کہ ہمارے لئے کیا چھوڑا؟

مومن کی موت پر آسمان و زمین کا رونا

(اس باب میں 14 روایات ہیں)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ (سورہ الدخان آیت نمبر۲۹)

۱) ترمذی' ابو نعیم' ابو یعلی اور ابن ابی الدنیا اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر انسان کے دو دروازے ہیں' ایک تو وہ جس سے اس کا عمل چڑھتا ہے اور دوسرا وہ جس سے اس کا رزق اترتا ہے۔ جب مومن مرجاتا ہے تو وہ دونوں روتے ہیں۔

۲) ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' ان سے پوچھا گیا۔ کیا کسی پر آسمان و زمین روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' ہاں ہر انسان کے لئے دو دروازے ہیں' ایک تو وہ جس سے اس کا عمل جاتا ہے' دوسرا وہ جس سے اس کا رزق اترتا ہے جب وہ مرجاتا ہے تو یہ دونوں اس لئے روتے ہیں کیوں کہ یہ بند ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح وہ زمین جس پر یہ نماز پڑھتا تھا اور ذکر خدا کرتا تھا روتی ہے اور فرعون کی قوم کے لئے زمین میں اچھے نشانات نہ تھے اور نہ ہی ان کا کوئی عمل اچھا تھا جو آسمان پر جاتا۔ پس اس کے ہلاک ہونے پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین۔ یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے قول کے (۱۰۷)فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ٥ واللہ اعلم٥

۳) ابن جریر' ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے "شعب" میں شریح بن عبید حضرمی علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' جو مومن بھی مسافری کے حال میں مرتا ہے اور اس پر رونے والیاں نہیں ہوتیں تو اس پر آسمان و زمین روتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ٥ اور فرمایا یہ کافروں پر نہیں روتے۔

۴) سعید بن منصور اور ابو نعیم نے مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ جب بھی کوئی مومن مرتا ہے تو چالیس روز تک صبح کے وقت زمین اس پر روتی ہے۔

۵) ابو نعیم نے عطاء خراسانی سے روایت کی' جو مسلمان زمین کے کسی گوشے میں بھی خدا کی

بارگاہ میں سربہ سجود ہوتا ہے' وہ گوشہ اس کی موت پر روتا ہے اور قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی دے گا۔

٦) ابن ابی الدنیا' ابن ابی حاتم اور بیہقی نے "شعب" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انھوں نے فرمایا کہ جب مومن مرتا ہے تو اس کی نماز کی جگہ اس پر روتی ہے' اور اس کے عمل کے چڑھنے کی جگہ آسمان سے روتی ہے۔ پھر یہ آیت مذکورہ پڑھی

٧) ابن ابی الدنیا اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انھوں نے فرمایا کہ زمین مومن کی موت پر چالیس صبح روتی ہے۔

٨) ابن ابی الدنیا نے ابو عبیدہ (سلیمان بن عبدالملک کے مصاحب) سے روایت کی کہ' مومن جب مرتا ہے تو زمین کا گوشہ گوشہ پکار کر کہتا ہے کہ "اللہ کا بندہ مرگیا" تو زمین و آسمان دونوں اس پر روتے ہیں تو خدا پوچھتا ہے تم کیوں روتے ہو؟ تو وہ کہتے ہیں کہ "اے ہمارے رب وہ جس گوشے سے گزرتا تھا وہ تیری یاد کرتا تھا۔"

٩) محمد بن کعب سے مروی ہے کہ زمین اس شخص پر روتی ہے جو زمین پر عبادت کرتا تھا اور اس شخص سے(١٠٨) روتی ہے جو اس پر گناہ کرتا تھا۔

١٠) سعید بن منصور اور ابن ابی الدنیا نے محمد بن متین سے روایت کی کہ آسمان و زمین مومن کی موت پر روتے ہیں۔ آسمان کہتا ہے کہ اس کی نیکیاں برابر آتی رہتی تھیں اور زمین کہتی ہے کہ یہ برابر مجھ پر نیک عمل کرتا تھا۔

١١) ابن جریر نے ضحاک سے روایت کی کہ مومن بندے کی موت پر زمین کے وہ حصے روتے ہیں جن پر اس کے نشانات ہیں اور آسمان کے وہ حصے روتے ہیں جن سے عمل خیر جاتا ہے۔

١٢) عطاء سے مروی ہے کہ آسمان کے رونے سے مراد اس کے کناروں کا سرخ ہونا ہے۔

١٣) سفیان ثوری علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ آسمان کی یہ سرخی مومن پر اس کے رونے کی نشانی ہے۔

١٤) حسن علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ جب کوئی مسافر حالت سفر میں مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مسافری کی وجہ سے اس کو عذاب نہیں کرتا اور اس کے رونے والوں کے نہ ہونے کی وجہ سے

آسمان کے فرشتے اس کے لئے روتے ہیں۔(۱۰۹)

انسان کا اسی زمین میں دفن ہونا جس سے پیدا ہوا ہے

(اس باب میں 18 روایات ہیں)

۱) بزار، حاکم اور بیہقی نے "شعب" میں ابو سعید سے روایت کی کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں گزرے تو ملاحظہ فرمایا کہ چند لوگ قبر کھود رہے ہیں، تو آپ نے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ ایک شخص حبشہ سے آیا تھا یہاں مرگیا ہے۔ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کو اس کی اپنی زمین سے نکال کر اس زمین کی طرف بھیجا گیا کہ جس سے یہ پیدا ہوا تھا۔

۲) طبرانی نے کبیر میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک حبشی مدینہ میں دفن ہوا، تو حضور علیہ الصلوہ والسلام نے فرمایا کہ جس زمین سے یہ پیدا ہوا اسی میں دفن ہوا۔ اسی قسم کی حدیث طبرانی نے "اوسط" میں روایت کی۔ نیز حکیم ترمذی نے بھی اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے "نوادر الاصول" میں روایت کیا۔

۳) ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہر بچہ پر اس کی قبر کی مٹی سے تھوڑا سا حصہ چھڑکا جاتا ہے۔

۴) حکیم ترمذی نے "نوادر الاصول" میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک فرشتہ رحم پر مقرر ہے و نطفہ کو رحم سے لے کر ہاتھ پر رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اے رب! اس کو پیدا کیا جائے گا یا نہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیدا ہوگا تو یہ پوچھتا ہے کہ اس کا رزق کیا ہے اثر کیا ہے موت کا وقت کیا ہے، عمل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لوح محفوظ میں دیکھو! تو وہ لوح محفوظ میں دیکھتا ہے، تو سب چیز لوح محفوظ میں لکھی دیکھتا ہے۔ پھر وہ اس کی دفن کی جگہ کی مٹی لے کر اس میں اس کے نطفہ کو گوندھتا ہے۔ یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے قول مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ (سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۵۵) سے

۵) دینوری نے "مجالسہ" میں ہلال بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہر بچہ کی ناف میں اس کے مرنے کی جگہ کی مٹی ہوتی ہے۔

۶) ترمذی نے مطر بن عکامس سے روایت کی کہ 'رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی موت کا فیصلہ کسی زمین میں فرمالیتا ہے تو اس کی کوئی نہ کوئی ضرورت اس زمین کی طرف پیدا کردیتا ہے۔

۷) حاکم اور بیہقی نے "شعب" میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی موت جس زمین میں لکھی ہوتی ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کسی کام کے بہانے وہاں بھیجتا ہے اور اس کی روح وہاں نکلتی ہے تو قیامت کے روز زمین کہے گی کہ اے اللہ! یہ تیری امانت ہے۔

۸) حکیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ 'ایک فرشتہ رحم پر مقرر ہے۔ جب نطفہ رحم میں ٹھہرتا ہے تو فرشتہ اسے اپنے ہاتھ میں لے کر پوچھتا ہے۔ اے اللہ! یہ پیدا ہونے والا ہے یا نہیں؟ تو اگر وہ فرماتا ہے کہ پیدا ہونے والا نہیں۔ تو رحم اسے پھینک دیتا ہے' اور اگر فرماتا ہے کہ پیدا ہونے والا ہے تو فرشتہ پوچھتا ہے۔ اے اللہ! مرد ہے یا عورت' بدبخت ہے یا نیک بخت' اس کی موت کا وقت کیا ہے' اثر کیا ہے' رزق کیا ہے' کس زمین میں مرے گا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ سب کچھ لوح محفوظ سے دیکھو۔ تو نطفہ سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے' اللہ تعالیٰ پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رازق کون ہے؟ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ۔ تو اسے پیدا کردیا جاتا ہے وہ اپنے گھر والوں میں زندہ رہتا ہے اور اپنا رزق کھاتا ہے اور اپنے نشانات قدم بناتا ہے اور جب موت آتی ہے تو مرجاتا ہے اور اسی جگہ دفن ہوتا ہے (جس سے پیدا ہوا تھا)

۹) ابو نعیم اور ابن مندہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ' تم اپنے مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ مردوں کو بھی برے پڑوسی سے اسی طرح تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندہ کو۔ ابن عساکر اپنی تاریخ میں اور مالینی نے "موتلف" میں بھی اسی قسم کی روایت کی۔

۱۰) مالینی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے

کوئی مرجائے تو اس کو اچھا کفن دو اور اس کی وصیت جلد ہی پوری کرو اور قبر گہری کھودو اور برے پڑوسی سے بچاؤ۔ عرض کی گئی کہ یارسول اللہ ﷺ کیا مردے کو اچھا ساتھی نفع دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آیا اچھا ساتھی زندہ کو نفع دیتا ہے؟ عرض کی گئی' ہاں یارسول اللہ ﷺ ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بس اسی طرح آخرت میں بھی نفع دیتا ہے۔

۱۱) دیلمی اور ابن مندہ نے ابو سلمہ کی مرفوع حدیث سے روایت کی کہ' اپنے مردوں کو اچھا کفن دو اور چلاکر اپنے مردوں کو تکلیف نہ دو۔ اور وصیت کے نافذ کرنے میں دیر کر کے' اور نہ قطع(۱۱۰) رحمی کر کے اس کے قرضوں کی ادائیگی میں جلدی کرو' اور اس کو برے پڑوسیوں سے بچاؤ۔

۱۲) ابن ابی الدنیا نے قبور میں عبداللہ بن نافع مزنی سے روایت کی کہ' ایک شخص مدینہ میں مرگیا تو اسے ایک شخص نے دیکھا کہ وہ جہنمی ہے تو اسے غم ہوا۔ پھر سات یا آٹھ روز بعد وہ خواب میں نظر آیا تو ایسا معلوم ہوا کہ وہ اہل جنت سے ہے۔ ان سے معاملہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس کے ہمراہ ایک آدمی دفن کیا گیا ہے جس نے چالیس آدمیوں کے لئے شفاعت کی' ان میں سے ایک یہ بھی تھا۔

۱۳) ابن سعد نے معاویہ بن صالح سے روایت کی کہ' جب عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے وصیت کی کہ میری قبر گہری نہ کھودنا کیوں کہ زمین کا سب سے بدترین حصہ نچلا ہے۔ ابن عساکر نے عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے بھائی کے بارے میں بھی اسی قسم کی روایت کی۔

۱۴) حکیم ترمذی' ابن عدی' ابن عساکر اور ابن مندہ نے (بہ سند ضعیف) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مومن مرتا ہے تو قبریں اپنے آپ کو مزین کر لیتی ہیں اور زمین کا ہر حصہ تمنا کرتا ہے کہ میرے اندر دفن کیا جائے اور جب کافر مرتا ہے تو زمین کا ہر حصہ خدا سے پناہ مانگتا ہے کہ یہ انسان اس میں نہ دفن کیا جائے۔

۱۵) ابن نجار نے تاریخ بغداد میں محمد بن عبداللہ اسدی سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ عبدالصمد علی کے گھرانے کے ایک فرد کے جنازے میں شریک ہوا تو وہ لوگوں کو جلدی کرنے پر برانگیختہ

کررہے تھے کہ شام سے ہم کو آرام دلاؤ۔ تو ہم نے دریافت کیا کہ کیا اس بارے میں کوئی روایت ہے۔ انھوں نے کہاں کہ ہاں' میرے دادا نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دن کے فرشتے رات کے فرشتوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

۱۶) ابن عساکر نے وہب خولانی سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اس پہاڑ کی سطح پر (مقطم) چل رہے تھے۔ اور ہمارے ساتھ مقوقس تھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ "اے مقوقس! تمہارے ملک کے پہاڑ گنجے ہیں نہ ان پر درخت ہیں نہ گھاس ہے جیسے شام کے پہاڑوں پر ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں والوں کو اس نیل (دریائے نیل) کے ذریعہ غنی کردیا ہے لیکن اس پہاڑ کے نیچے ایک ایسی قوم کو دفن فرمائے گا کہ جن پر قیامت کے روز حساب نہ ہوگا۔ تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی کہ "اے اللہ! مجھے بھی ان میں کردے۔ حرملہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ' ابو نضرہ غفاری رضی اللہ عنہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی قبریں دیکھیں۔

۱۷) دیلمی نے اور طوسی نے "عیون الاخبار" میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے ساتھ چلے۔ پھر آپ نے ایک کپڑا نکال کر قبر پر بچھادیا اور فرمایا کہ اس کو ہٹاکر اندر نہ دیکھنا کیوں کہ یہ امانت ہے کیوں کہ شاید تم اس کی گردن میں سیاہ سانپ لپٹا ہوا دیکھو یا اس کے پیروں میں زنجیریں ڈالنے کا حکم دیا جائے اور تم ان کی آواز سنو۔

۱۸) طوسی اود دیلمی نے مسند فردوس میں روایت کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے (مرفوعا") کہ جنازے کے ہمراہ جانے والوں پر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو مقرر فرماتا ہے تو وہ غمگین رہتے ہیں اور جب وہ اس کو قبر کے سپرد کر کے لوٹتے ہیں تو فرشتہ ایک مٹھی مٹی ان پر پھینک کر کہتا ہے کہ جاؤ تم اپنی دنیا کی طرف' خدا تعالیٰ تم کو موت بھلادے' تو وہ لوگ اپنے مردے کو بھول جاتے ہیں اور اپنی خرید و فروخت میں مشغول ہوجاتے ہیں گویا کہ ان کا اس سے کچھ تعلق ہی نہ تھا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (ابن بطہ کی امالی) اللہ کا ایک فرشتہ قبروں پر مقرر ہے' جب لوگ اس پر مٹی برابر کر کے لوٹتے ہیں تو وہ ایک مٹھی مٹی لے کر پھینکتا ہے اور کہتا ہے کہ جاؤ اپنی دنیا کی طرف اور اپنے مردوں کو بھلادو۔ واللہ اعلم○

دفن اور تلقین کے وقت کیا کہنا چاہئے؟

(اس باب میں 14 روایات ہیں)

۱) بزار نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب جنازہ قبر پر پہنچ جائے اور لوگ بیٹھ جائیں تو تم نہ بیٹھو بلکہ اس قبر کے کنارے پر کھڑے ہوجاؤ۔ جب مردے کو قبر میں اتارا جائے تو کہو۔ بسم الله وعلی ملة رسول الله' اللهم عبدك نزل بك وانت خير منزول به خلف الدنيا خلف ظهره ماجعل ماقدم عليه خيرا فما خلف فانك قلت ماعند الله خير للابرار○(۱۱۱)

۲) طبرانی اور بیہقی نے "شعب" میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مرجائے تو اسے روکے نہ رکھو بلکہ جلدی لے جاؤ قبر کی طرف' اور اس کے سر کی جانب سورہ فاتحہ پڑھنی چاہئے اور اس کی قبر کی پائیں (یعنی پاؤں کی) جانب سورہ بقرہ کی آخرت آیات۔

۳) طبرانی نے عبدالرحمٰن بن علاء بن جلاح سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھے وصیت کی کہ' اے میرے بیٹے! جب تم مجھے قبر میں رکھو تو یہ کہنا بسم الله وعلى ملة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم پھر مجھ پر مٹی ڈالنا' پھر میرے سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا' کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سنا ہے۔

۴) ابن ابی شیبہ نے قتادہ علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو دفن کیا تو کہا "اے اللہ! زمین کو اس کے دونوں کناروں سے خشک کردے اور جنت کے دروازے اس کے لئے کھول دے اور اس کو اس کے گھر سے بہتر گھر عطا کر"

۵) سعید بن منصور نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب وہ میت کو قبر میں رکھتے تو یہ فرماتے کہ "اے اللہ! قبر کو اس کے دونوں پہلوؤں سے دور کر اور اس کی روح کو اوپر چڑھا اور اس پر رحمت نازل فرما۔

۶) ابن ماجہ اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابن مسیب علیہ الرحمہ سے روایت کی انھوں نے کہا کہ

میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی لڑکی کے جنازے میں شریک ہوا تو انھوں نے اس کو قبر میں اتارتے وقت کہا بسم اللہ وفی سبیل اللہ○(۱۱۲) اور جب مٹی برابر کی' تو کہا اللھم اجرھا من الشیطن وعذاب القبر○(۱۱۳) جب سب کام پورا ہوچکا تو ٹیلے کے ایک طرف کھڑے ہوگئے اور کہا کہ اے اللہ تعالیٰ اس کے دونوں پہلوؤں سے زمین کو دور کردے اور اس کی روح کو اوپر بلالے اور اپنی رضامندی اسے عطا کر۔ پھر فرمایا کہ یہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

۷) ابن ابی شیبہ نے مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ وہ دفن کے وقت کہتے تھے(۱۱۴) بسم اللہ وفی سبیل اللہ اللھم افسح لہ فی قبرہ ونور لہ فیہ والحقہ بنبیہ

۸) حکیم نے عمرو بن مرہ سے روایت کی کہ بزرگان دین مردہ کو قبر میں اتارتے وقت مستحب سمجھتے تھے کہ یہ کہیں(۱۱۵) اللھم اعذہ من الشیطن الرجیم○

۹) ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں خیثمہ سے روایت کی کہ بزرگان دین میت کو قبر میں اتارتے وقت بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلی ملہ رسول اللہ اللھم اجرہ من عذاب القبر ومن عذاب النار ومن شر الشیطن الرجیم○ کہنا پسند کرتے تھے۔

۱۰) طبرانی نے "کبیر" میں' اور ابن مندہ نے ابو امامہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ' جب تم میں سے کوئی مرجائے اور تم اس پر مٹی ڈال چکو تو کوئی ایک آدمی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر پکارے' اے فلاں ابن فلانیہ(۱۱۶) مردہ یہ بات سنے گا لیکن جواب نہ دے گا۔ پھر دوبارہ ایسے ہی پکارے' تو وہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا پھر ایسے ہی پکارے تو کہے کہ' خدا تجھ پر رحم کرے مجھے ہدایت کی بات بتا۔ لیکن تم اس کی آواز نہ سن سکو گے تو باہر والے کو کہنا چاہئے کہ "وہی کلمہ یاد کرو جو پڑھتے ہوئے تم دنیا سے آئے ہو" یعنی اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور یہ بات کہو کہ میں نے راضی خوشی خدا کو اپنا رب اور محمد ﷺ کو نبی' اور اسلام کو دین اور قرآن کو امام مان لیا ہے' کیوں کہ ایسا کہنے سے منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ چلو ایسے آدمی کے پاس بیٹھ کر ہم کیا کریں گے کہ جس کو اس کی حجت بتادی گئی ہے تو اللہ ہی اس سے پوچھ گچھ کرے گا۔ ایک شخص نے عرض کی کہ' یارسول اللہ

ﷺ اگر کسی کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے جناب حوا رضی اللہ عنہا[1] کی طرف منسوب کردے۔

۱۱) ابن مندہ نے ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا کہ' جب تم مجھ کو دفن کرچکو تو ایک شخص میرے سرہانے کھڑے ہو کر کہے کہ (۱۱۷)یاصدی بن عجلان اذ کرما کنت علیه فی الدنیا شهاده ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله ﷺ

۱۲)سعید بن منصور نے راشد بن سعد سے اور ضمرہ بن حبیب سے اور حکیم بن عمیر سے کہا کہ جب میت کی قبر بن چکے تو اس وقت یہ کہنا مستحب ہے یافلان قل لا اله الله یہ تین مرتبہ کہا جائے یا فلان قل ربی الله ودینی الاسلام ونبی محمد ﷺ پھر واپس آجائے

۱۳) آجری نے کہا کہ دفن کے بعد تھوڑی دیر قبر پر ٹھہرنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے' کہ میت کی طرف متوجہ ہو کر اس کے لئے دعا کی جائے کہ "اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے تو ہم سے زائد اس کو جانتا ہے اور ہم تو اس کو اچھا ہی سمجھتے تھے اور اے اللہ! تو نے اس کو سوال کے لئے بٹھایا ہے' تو اے اللہ! اس کو قول ثابت سے ثابت قدمی عطا فرما جیسے کہ تو نے دنیا میں اس کو ثابت قدمی عطا کی' اے اللہ! اس پر رحم کر اور اپنے نبی ﷺ کی ملاقات اس کو عطا کر' جو محمد ﷺ اور ہم کو اس کے بعد گمراہ نہ کر اور اس کے اجر سے محروم نہ فرما۔

ترمذی نے کہا کہ دفن کے بعد میت کی قبر پر ٹھہرنا اور ثابت قدمی کی دعا مانگنا میت کی مدد ہے' بالخصوص جماعت کی نماز کے بعد' کیوں کہ جماعت مسلمانوں کے لئے لشکر کی طرح ہے۔ جو بادشاہ کے دروازے پر شفاعت کے لئے آیا ہو' اور یہ وقت میت کے لئے ہولناکی کا ہے کیوں کہ یہ سوال کا وقت ہے۔

۱۴)ابن سعد نے ضحاک علیہ الرحمہ سے روایت کی' انھوں نے کہا کہ مجھ سے نزال بن سبرہ نے کہا کہ تم جب مجھ کو قبر میں اتارو تو کہنا کہ' اے اللہ! اس قبر میں اور اس کے داخل ہونے والے میں تو برکت عطا فرما۔

قبر ہر ایک کو دبائے گی

(اس باب میں 23 روایات ہیں)

۱) احمد اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور بیہقی نے "کتاب القبر" میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضور علیہ الصلوہ والسلام کے ساتھ ایک جنازہ میں شرکت کی' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر پہنچے تو اس کے ایک پہلو پر بیٹھ گئے اور اس کو دیکھنے لگے اور فرمانے لگے کہ اس میں مومن کو اس طرح دبایا جاتا ہے کہ اس کی پسلیاں اکھڑ جاتی ہیں اور کافر کے لئے یہ آگ سے بھرجاتی ہے۔

۲) احمد اور ابن جریر نے "تہذیب الآثار" میں اور بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر دباتی ہے اور اگر اس سے کسی کو نجات مل سکتی تھی تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے۔

۳) احمد اور حکیم ترمذی' طبرانی اور بیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے دفن کے بعد بہت دیر تک سبحان اللہ کہا اور پھر اللہ اکبر کہا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے وجہ دریافت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس صالح انسان کی قبر تنگ ہوگئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے کشادہ کردی۔

۴) سعید بن منصور' حکیم منصور' حکیم ترمذی' طبرانی اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اگر کوئی عذاب قبر سے بچ سکتا تو وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے۔ لیکن قبر نے ان کو بھی دبایا' اور پھر چھوڑ دیا۔

۵) نسائی اور بیہقی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا' یہ وہ ہیں کہ عرش الٰہی ان کے لئے حرکت میں آگیا اور جنت کے دروازے کھل گئے اور ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے۔ پھر قبر نے ان کو دبایا اور چھوڑ دیا۔ حسن کہتے ہیں کہ عرش ان کی روح کی آمد میں خوش ہوا ور حرکت کرنے لگا۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میر کثرت احادیث متعدد روایات سے تقریبا" اسی مضمون کی ہیں۔

۶) حکیم ترمذی اور بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے روایت کی کہ مجھ سے اسید بن عبداللہ نے بیان کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے خاندان میں سے کسی سے دریافت کیا گیا کہ اس سلسلہ میں (عذاب قبر) تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کونسا قول یاد ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہم کو معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیشاب کی چھینٹوں میں بچنے سے کچھ کوتاہی کرتے تھے (یعنی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ)

۷) طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو ہم ان کے جنازے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی غمگین تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر قبر پر بیٹھ کر آسمان کی جانب دیکھنے لگے' پھر قبر سے اتر آئے اور غم اور زائد ہوگیا' پھر تھوڑی دیر بعد غم ختم ہوگیا اور تبسم فرمانے لگے۔ دریافت کرنے پر فرمایا کہ میں قبر کے دبانے کو یاد کررہا تھا اور زینب رضی اللہ عنہا کی کمزوری کو' یہ بات مجھ پر دشوار گزری تو پہلے خدا کی بارگاہ میں دعا کی کہ قبر کے دبانے میں کمی کردی جائے تو دعا مقبول ہوئی لیکن پھر بھی قبر نے زینب رضی اللہ عنہا کو اتنا دبایا کہ اس کے دبانے کی آواز کو انس وجن کے علاوہ ہر چیز نے سنا۔

۸) طبرانی نے سند صحیح سے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' ایک بچہ دفن کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر قبر کے دبانے سے کوئی بچ سکتا تو یہ بچہ بچ جاتا۔ طبرانی اوسط میں بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت ہے۔

۹) نہاد بن سری نے زہد میں ابن ابی ملیکہ سے روایت کی کہ قبر کے دبانے سے کوئی نہ بچا' حتی کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی کہ جس کا ایک رومال بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

۱۰) علی بن معید نے "کتاب الطاعۃ والعصیان" میں ایک شخص سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا تو ایک بچہ کا جنازہ گزرا۔ آپ رونے لگیں میں نے کہا آپ کیوں روتی ہیں؟ فرمایا کہ اس بچے پر قبر کے دبانے سے شفقت کرتے ہوئے۔

۱۱) عمر بن ابی شیبہ نے کتاب المدینہ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر کے دبانے سے کسی نے نجات نہ پائی مگر فاطمہ بنت اسد نے تو عرض کی گئی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے قاسم نے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں اور نہ ابراہیم نے (یہ

چھوٹے تھے)

۱۲) ابن عساکر اور ابن ابی الدنیا نے عبدالمجید بن عبدالعزیز سے روایت کی کہ عبدالعزیز نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام نافع کی وفات کا وقت جب قریب ہوا تو وہ رونے لگے تو ان سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ میں سعد رضی اللہ عنہ اور قبر کے دبانے کو یاد کر کے روتا ہوں۔

۱۳) سیوطی نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھ کر کہا کہ انبیاء (علیھم السلام) پر قبر کا دبانا نہیں ہوتا۔

۱۴) ابو القاسم سعدی نے "کتاب الروح" میں کہا کہ' قبر کے دبانے سے نہ اچھے محفوظ رہیں گے اور نہ برے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ کافر پر یہ حالت ہمیشہ رہے گی اور مسلمان کو ابتداء میں قبر دبائے گی اور پھر فراخ ہو جائے گی۔ اور قبر کے دبانے سے مراد یہ ہے کہ اس کے دونوں کنارے آپس میں مل جائیں گے۔

۱۵) حکیم ترمذی فرماتے ہیں کہ قبر کا دبانا اس لئے ہوتا ہے کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو' اس سے کوئی نہ کوئی خطا ضرور ہوتی ہے' تو یہ قبر کا دبانا اس کی جزاء میں ہے۔ اس کے بعد خدا کی رحمت آجاتی ہے۔ چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ پیشاب کے بارے میں کوتاہی کرتے تھے لیکن انبیاء علیھم السلام کے لئے قبر کے دبانے کا ہم کو علم نہیں اور نہ ہی ان سے سوال کا کچھ علم ہے کیوں کہ وہ معصوم ہیں (۱۱۸)

۱۶) سبکی نے "بحرالکلام" میں فرمایا کہ اطاعت گزار مومن کے لئے عذاب قبر نہ ہو گا لیکن قبر کا دبانا ہو گا۔ چنانچہ وہ اس کی ہولناکی کو پائے گا' کیوں کہ اس نے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا۔

۱۷) ابن ابی الدنیا محمد تیمی سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا کہ' قبر کے دبانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگ اسی سے پیدا ہوئے اور اب ایک عرصہ دراز تک اس سے غائب ہونے کے بعد پھر ملے ہیں تو ان کو بالکل اس طرح دبائے گی جیسے ماں اپنے مدت کے چھوٹے ہوئے بچہ کو دباتی ہے تو جو خدا کا فرماں بردار ہوتا ہے اس کو بہ طور محبت دباتی ہے اور جو نافرمان ہوتا ہے اسے بہ طور ناراضگی دباتی ہے۔

۱۸) بیہقی' ابن مندہ' دیلمی اور ابن نجار نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' عائشہ

رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منکر نکیر کی آواز اور قبر کے دبانے کا ذکر کیا ہے، مجھے کسی چیز میں لذت نہیں آتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا منکر نکیر کی آواز مومنین کے کانوں میں ایسی ہے جیسے اثمد کا سرمہ آنکھوں میں، اور قبر کا دبانا ان کے لئے ایسا ہے جیسا ماں اپنے اس بچہ کا سردباتی ہے جس کے سر میں درد ہو۔ لیکن وہ لوگ جو اللہ کے بارے میں شک کرتے ہیں ان کے لئے ہلاکت ہو قبر ان کو ایسے کچلے گی جیسے پتھر انڈے کو۔

۱۹) بعض علمائے کرام علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ انسان کے گناہ دس چیزوں سے معاف ہوتے ہیں (۱) توبہ کرے تو توبہ قبول ہو، (۲) استغفار کرے اور مغفرت ہو جائے۔ (۳) یا نیکیاں کرے کہ بدیاں ان سے مٹ جائیں، (۴) یا دنیاوی مصائب آئیں کہ اخروی مصائب ختم ہوں، (۵) یا برزخ کا عذاب ہو اور گناہ مٹ جائیں، (۶) یا اس کے مسلمان بھائی اس کے لئے دعائے مغفرت کریں، (۷) یا اپنے اعمال کے ثواب کا بدلہ کریں جس سے اس کو نفع ہو، (۸) یا میدان قیامت میں اس پر ایسی ہولناکی ہو کہ اس کے گناہ مٹ جائیں، (۹) یا اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور (۱۰) خدا تعالیٰ کی رحمت نصیب ہو۔

۲۰) ابو نعیم نے "حلیہ" میں عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انھوں نے کہا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، جس نے اپنے مرض الموت میں قل ھو اللہ احد○ (سورہ الاخلاص) پڑھ لی وہ قبر کے دبانے سے محفوظ ہوا اور ملائکہ اسے اپنے پروں پر اٹھا کر پل صراط سے پار کرادیں گے۔

۲۱) ابن ابی الدنیا نے "کتاب القبور" میں ولید بن عمر بن وساج سے روایت کی کہ، سب سے پہلے انسان کو اپنے پیر کے پاس حرکت معلوم ہوتی ہے تو وہ دریافت کرتا ہے کہ تو کون ہے؟ جواب آتا ہے کہ میں تیرا عمل ہوں۔

۲۲) ابن ابی الدنیا نے یزید رقاشی سے روایت کی، انھوں نے کہا کہ قبر میں میت کے پاس سب سے پہلے اس کے اعمال آتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو قوت گویائی عطا فرماتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اے قبر کے گڑھے میں تنہا ٹھہرنے والے بندے آج تیرے رشتہ دار اور دوست ختم ہوئے، اب ہمارے سوا تیرا مونس و غمگسار کوئی نہیں۔

۲۳) ابن ابی الدنیا نے عطاء بن یسار سے روایت کی کہ جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو سب سے پہلے اس کا عمل آکر اس کی بائیں ران کو حرکت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تیرا عمل ہوں۔ مردہ پوچھتا ہے کہ میرے اہل و عیال کہاں ہیں؟ اور میری نعمتیں کہاں ہیں؟ تو عمل کہتا ہے کہ یہ سب تیری پیٹھ پیچھے رہ گئے اور سوائے میرے تیری قبر میں کوئی نہ آیا۔ احمد بن ابی حواری کہتے ہیں کہ ہم سے ابراہیم بن فضل نے بیان کیا۔ انھوں نے ابو الملیح سے روایت کی کہ جب انسان قبر میں داخل ہوتا ہے تو وہ تمام چیزیں اس کو ڈرانے کے لئے آجاتی ہیں جن سے وہ دنیا میں ڈرتا تھا اور اللہ سے نہ ڈرتا تھا۔

قبر کا مردے سے خطاب

(اس باب میں 13 روایات ہیں)

۱) ترمذی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی (اور اسے حسن کہا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لذتوں کے توڑنے والی چیز کا ذکر بہ کثرت کیا کرو۔ کیوں کہ قبر ہر روز کلام کرتی ہے کہ میں تنہائی اور مسافری کا گھر ہوں' میں کیڑوں اور مٹی کا گھر ہوں۔ اور جب مومن مدفون ہوجاتا ہے تو قبر مرحبا کہتی ہے اور کہتی ہے کہ تو میری پشت پر چلنے والوں میں سب سے زائد محبوب تھا اور اب تو مجھ میں سما گیا ہے تو اب تو میرا برتاؤ اپنے ساتھ دیکھ لے گا۔ پھر وہ قبر اس کے لئے حد نگاہ تک فراخ ہوجاتی ہے اور اس کے لئے جنت تک ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور جب فاجر و کافر انسان مدفون ہوتا ہے تو قبر ناراضگی کا اظہار کرتی ہے' اور کہتی ہے کہ تو میری پشت پر چلنے والوں میں میرے نزدیک سب سے برا تھا اور اب تو مجھ میں سما گیا تو اب میرا برتاؤں اپنے ساتھ دیکھ لے گا۔ تو اب وہ قبر اس پر بند ہوجاتی ہے اور اس کی پسلیاں ایک طرف سے دوسری طرف نکل جاتی ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض انگلیوں کو بعض میں ڈال کر عملی طور پر وہ منظر دکھایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ستر اژدھے مقرر فرمادیتا ہے ان میں اگر کوئی ایک بھی زمین پر ایک پھنکار ماردے تو وہ کبھی سبزہ نہ اگائے۔ ایسے اژدھے اسے کاٹتے ہیں یہاں تک کہ روز

حساب آجاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قبریا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اوریا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

۲) طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انھوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ میں شریک ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ' ایک دن ایسا آئے گا کہ جب یہ بہ زبان فصیح پکار کر کہے گی کہ اے انسان! تو نے مجھ کو کیوں کر بھلادیا ہر شخص کے لئے میں تنہائی' مسافری' وحشت اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں' سوائے اس شخص کے جس کے لئے اللہ تعالیٰ مجھے فراخ کردے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ قبر جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں ایک گڑھا۔

۳) ابن ابی الدنیا' حکیم ترمذی' ابو یعلی' ابو احمد اور حاکم نے "کنی" میں' اور طبرانی نے "کبیر" میں' اور ابو نعیم نے ابو الحجاج ثمالی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب قبر میں مردہ رکھا جائے گا تو قبر کہے گی کہ کیا تو نہیں جانتا کہ خرابی ہو تیرے لئے' میں فتنہ' تاریکی اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں۔ اے انسان! تو میرے پاس سے اکڑتا ہوا گزرتا تھا۔ اگر نیک ہوگا تو قبر میں جواب دینے والا فرشتہ جواب دے گا کہ اگر یہ مردہ نیکی کا حکم کرنے والا اور برائی سے روکنے والا ہو تو کیا ہوگا؟ قبر کہے گی کہ تب تو میں اس کے لئے سرسبز ہوجاؤں گی اور جسم اس کا منور ہوجائے گا اور اس کی روح بارگاہ ایزدی میں چلی جائے گی۔

۴) ابن مندہ نے "کتاب الارواح" میں بسند مجاہد علیہ الرحمہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب مومن کی موت کا وقت ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اچھی صورت اور خوشبو میں مہکتا ہوا آتا ہے اور اس کی روح قبض کرنے کے بعد بیٹھ جاتا ہے۔ اور اس کے پاس دو فرشتے جنت کی خوشبو اور کفن لاتے ہیں اور اس سے کچھ دور بیٹھ جاتے ہیں' پس ملک الموت اس کی روح نکالتا ہے۔ جونہی وہ روح ملک الموت کے پاس آتی ہے جلدی سے وہ دونوں فرشتے اس کو لے لیتے ہیں اور اس کو جنت کی خوشبو اور کفن میں رکھ کر جنت کی طرف لے جاتے ہیں' تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آسمان کے فرشتے اس کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور وہ اس کا اچھا نام لے کر کہتے ہیں یہ خوشبودار روح کس کی ہے تو بتایا جاتا ہے کہ یہ

فلاں بندے کی روح ہے۔ اب وہ جس آسمان پر بھی گزرتے ہیں وہاں کے مقرب فرشتے ان کے ہمراہ ہولیتے ہیں۔ جاکر اسے عرش الٰہی کے نیچے خدا تعالیٰ کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے۔ اس کے اعمال علیون سے نکالے جاتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو گواہ کر کے فرماتا ہے کہ گواہ رہو' میں نے اس عمل والے کی مغفرت فرمادی اور اس کی کتاب اعمال کو مہر لگا کر علیوں میں رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کی روح کو زمین کی طرف واپس لے جاؤ کیوں کہ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں ان کو اسی مٹی سے اٹھاؤں گا۔ پس جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین کہتی ہے کہ جب تو میری پیٹھ پر چلتا تھا تو تو میرے نزدیک پسندیدہ تھا' اب جب کہ تو میرے پیٹ میں آگیا ہے تو کیا حال ہوگا۔ اب میں تجھے بتاتی ہوں کہ میں تیرے ساتھ کیا کرنے والی ہوں۔ تو اس کے لئے اس کی قبر حد نگاہ تک فراخ کردی جاتی ہے اور اس کے پیر کے پاس ایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے تیار کیا ہے اسے دیکھ! اور ایک دروازہ سر کی جانب کھول دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اب وہ دیکھو جو اللہ نے تم سے ٹال دیا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اب ٹھنڈی آنکھوں سے سوجا۔ لیکن اس کے نزدیک سب سے پسندیدہ چیز یہ ہوتی ہے کہ قیامت جلد قائم ہوجائے۔

۵) ابن ابی الدنیا نے عبداللہ بن عبید سے روایت کی کہ جب مردے کے ساتھ آنے والے چلتے ہیں تو مردہ بیٹھ کر ان کے قدموں کی آواز سنتا ہے اور اس سے اس کی قبر سے پہلے کوئی ہم کلام نہیں ہوتا۔ قبر کہتی ہے کہ اے ابن آدم! کیا تو نے میرے حالات نہ سنے تھے کہ کیا تو میری تنگی' بدبو' ہولناکی اور کیڑوں سے نہ ڈرایا گیا تھا؟ اگر ایسا تھا تو پھر تو نے کیا تیاری کی؟

٦) ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انسان جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے کہ آیا تجھے پتہ نہ چلا تھا کہ' میں تاریکی' تنہائی اور تنگی کا گھر ہوں؟ اے ابن آدم! تو میرے ارد گرد چلنے کے باوجود کس چیز پر اتراتا تھا پس اگر مرنے والا مومن ہوتا ہے تو اس کی قبر میں وسعت کی جاتی ہے اور اس کے نفس کو آسمان پر پہنچادیا جاتا ہے۔

۷) ابن ابی الدنیا نے یزید بن شجرہ سے روایت کی کہ قبر فاجر و کافر سے کہے گی کہ' کیا تو نے میری تاریکی' میری وحشت' تنہائی' تنگی اور غم کو یاد نہ کیا۔

۸) ابن ابی الدنیا نے عبید بن عمیر سے روایت کی کہ قبر مردے سے کہتی ہے کہ اگر اپنی زندگی میں خدا کا مطیع و فرمان بردار تھا تو آج میں تجھ پر رحمت کروں گی اور اگر نافرمان تھا تو میں تیرے لئے عذاب ہوں' میں وہ گھر ہوں کہ جو مجھ میں اطاعت گزار ہو کر داخل ہوا تو وہ مجھ سے خوش ہو کر نکلے گا اور جو نافرمان و گنہگار تھا' وہ مجھ سے تباہ حال نکلے گا۔

۹) ابن ابی الدنیا نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا" روایت کی کہ قبر کی ایک زبان ہے جس سے وہ کہتی ہے کہ اے انسان تو نے مجھ کو کیسے بھلادیا' کیا تو میرے بارے میں نہ جانتا تھا کہ میں وحشت' غربت' کیڑوں اور تنگیوں کا گھر ہوں۔

۱۰) ابو بکر بن عبدالعزیز بن جعفر فقیہہ حنبلی "کتاب الشافی فی الفقہ" میں فرماتے ہیں کہ ہم سے اسماعیل بن ابراہیم شیرازی نے بیان کیا اور انھوں نے اپنی سند سے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازہ میں شرکت کی' قبرستان پہنچ کر معلوم ہوا کہ قبر ابھی تک نہیں کھدی ہے تو ہم آپ کے ساتھ قبر کے گرد بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا کہ جب مردے کو قبر میں رکھ کر اینٹیں برابر کردی جاتی ہیں تو قبر کہتی ہے کہ اے مردے کیا تجھ کو پتہ نہ تھا کہ میں غربت تنہائی اور کیڑوں کا مسکن ہوں؟ تو تو نے کیا تیار کیا ہے؟

بیہقی نے "شعب" میں' اور دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کی روایات بیان کی ہیں۔

۱۱) ابن ابی الدنیا نے "قبور" میں' اور ابن مندہ نے عمر بن ذر سے روایت کی کہ جب مومن قبر میں داخل ہوتا ہے تو وہ اس کو پکار کر کہتی ہے کہ فرمان بردار ہے یا نافرمان ہے اگر وہ نیک ہوتا ہے تو قبر کے گوشے سے ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے کہ "اے قبر! تو اس پر سرسبز و شاداب ہو جا اور اس کے لئے رحمت بن جا۔ کیوں کہ یہ اللہ کا سب سے اچھا بندہ تھا اور اب یہ کرامت و شرافت کا مستحق ہے۔"

۱۲) ابن ابی الدنیا نے "قبور" میں محمد بن صبیح سے روایت کی کہ' جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کو عذاب ہوتا ہے تو اس کے مردے پڑوسی اس کو پکار کر کہتے ہیں کہ اے دنیا سے آنے والے کیا تو نے ہم سے نصیحت حاصل نہ کی' کیا تو نے نہ دیکھا کہ ہمارے اعمال کیسے ختم ہوئے اور تجھے عمل کرنے کی گنجائش تھی' لیکن تو نے وقت ضائع کیا۔ قبر کے گوشے سے اس کو پکار

کر کہتے ہیں کہ' اے زمین پر اترا کر چلنے والے کیا تو نے مرنے والوں سے عبرت حاصل نہ کی؟ کیا تو نے نہ دیکھا کہ کس طرح تیرے رشتہ داروں کو لوگ اٹھا کر قبروں تک لے گئے۔

۱۳) بیہقی نے "شعب الایمان" میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' آپ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو دو دنوں اور دو راتوں کی خبر نہ دوں؟ ایک دن تو وہ جب "بشیر" تمہارے پاس آئے گا یا تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور یا اس کی ناراضی کا پیغام لے کر' اور دوسرا دن وہ جب کہ تم بارگاہ خداوندی میں کھڑے ہوگے اور تمہارا نامہ اعمال تمہارے ہاتھ میں دیا جائے گا یا دائیں ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں۔ ایک رات وہ جب میت اپنی قبر میں پہلی رات گزارے گی' یہ رات وہ ہوگی کہ اس سے پہلے ایسی رات کبھی نہ آئی ہوگی اور ایک رات وہ کہ جس کی صبح قیامت قائم ہوگی کہ اس کے بعد کوئی رات نہ ہوگی۔

فتنہ قبر اور فرشتوں کے سوال کا بیان

(اس باب میں 44 روایات ہیں)

اس سلسلہ میں احادیث متواترہ موجود ہیں مندرجہ ذیل اصحاب رضی اللہ عنہم کی روایت سے ان احادیث کی تائید و تقویت ہوتی ہے انس رضی اللہ عنہ ' براء رضی اللہ عنہ ' تمیم داری رضی اللہ عنہ ' بشیر بن کمال رضی اللہ عنہ ' ثوبان رضی اللہ عنہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ' عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ' عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ' حذیفہ رضی اللہ عنہ ' ضمرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ ' ابن عباس رضی اللہ عنہ ' ابن عمر رضی اللہ عنہ ' ابن مسعود رضی اللہ عنہ ' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ' عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ' عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ' معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ' ابو امامہ رضی اللہ عنہ ' ابو الدرداء رضی اللہ عنہ ' ابو رافع رضی اللہ عنہ ' ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ' ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ' ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ' اسماء رضی اللہ عنہا ' اور عائشہ رضی اللہ عنہا

۱) شیخین علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' لوگ جب مردے کو قبر میں رکھ کر چلتے ہیں تو وہ مردہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ پھر دو فرشتے آکر اس کو بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تیرا اس مقدس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو تم ہی لوگوں میں رہتا تھا جس کا

نام محمد ﷺ تھا؟ تو اگر وہ مومن ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ' میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو اپنا جہنم کا ٹھکانہ دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے جنت عطا کی ہے تو وہ دونوں کو دیکھتا ہے اور اس کی قبر ستر گز وسیع کر دی جاتی ہے اور اس میں سبزہ زار بنا دیا جاتا ہے۔ پھر منافق اور کافر سے بھی یہی سوال ہوتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں تو کچھ نہیں جانتا جو لوگ کہتے تھے' میں وہی کہتا تھا۔ یہ سن کر فرشتے اسے جواب دیتے ہیں کہ تجھے تو کچھ خبر ہی نہیں۔ پھر اسے لوہے کے' ہتھوڑوں سے ایسی مار پڑتی ہے جس کو انس و جن کے علاوہ سب ہی سنتے ہیں۔ احمد علیہ الرحمہ و ابو داؤد نے بھی ایسی ہی روایت کی ہیں۔

۲) دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً" روایت کی کہ منکر و نکیر میت کی قبر میں داخل ہو کر اس کو بٹھاتے ہیں تو اگر وہ مومن ہوتا ہے تو اس سے دریافت کرتے ہیں کہ من ربک تو وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ پھر پوچھتے ہیں من نبیک وہ کہتا ہے محمد ﷺ پھر پوچھتے ہیں کہ من امامک (تیرا امام کون ہے؟) وہ کہتا ہے قرآن پھر وہ اس کی قبر میں فراخی پیدا کرتے ہیں۔ پھر یہی سوالات کافر سے کئے جاتے ہیں لیکن وہ ہر سوال کے جواب میں لا ادری(۱۹۹) کہتا ہے تو وہ اس کو ایسی مار مارتے ہیں کہ جس سے شعلے نکل کر تمام قبو کو روشنی سے بھر دیتے ہیں اور قبر میں اس پر ایسی تنگی ہوتی ہے کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔

۳) بزار و طبرانی نے بشیر بن کمال سے روایت کی اور انھوں نے اپنے باپ کمال سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ' بنو معاویہ میں کچھ اختلافات ہوگئے تو حضور علیہ الصلوہ والسلام صلح کرانے کو تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے ایک قبر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "لا دریت(۱۲۰) تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس قبر والے سے میرے بارے میں پوچھا جارہا تھا تو اس نے کہا کہ "لا ادری"

۴) ابو نعیم نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کہ جب مومن مرجاتا ہے تو نماز اس کے سر کی طرف صدقہ دائیں طرف' اور روزہ سینہ کی طرف ہوتا ہے۔

۵) احمد و طبرانی و بیہقی نے اور ابن ابی الدنیا نے حدیث قبر میں جابر رضی اللہ عنہ سے یہ مزید روایت کی

کہ' مومن کو جب بتایا جاتا ہے کہ اللہ نے تیرے لئے بجائے جہنم کے جنت کردی ہے تو وہ خوشی سے کہتا ہے کہ مجھے اجازت دو تاکہ میں اپنے گھر والوں کو بتا کر آجاؤں۔ لیکن فرشتے اس کو یہیں ٹھہرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور کافر کو بتایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے بجائے جنت کے جہنم کردیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' جو شخص جس حالت پر دنیا سے گیا ہے اسی پر اٹھے گا۔ مومن ایمان پر اور منافق اپنے نفاق پر۔

۶) ابن ماجہ' ابن ابی الدنیا اور ابن عاصم نے "السنۃ" میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' جب مومن کو اس کی قبر میں داخل کیا جائے گا' تو اس کو سورج کی ایسی روشنی نظر آئے گی جیسی کہ غروب کے وقت ہوتی ہے۔ تو وہ مردہ آنکھیں ملتا ہوا کہے گا کہ مجھ کو چھوڑ دو تاکہ میں نماز پڑھوں۔

۷) ابن ابی الدنیا اور ابو نعیم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کو پتہ نہیں کہ اس کے لئے کونسی چیز کو پیدا کیا۔ جب اللہ تعالیٰ انسان کو پیدا فرمانے کا ارادہ فرماتا ہے تو فرمایا ہے کہ اس کا رزق لکھو' اس کے نشانات قدم لکھو' اس کی موت کا وقت لکھو' اس کی نیک بختی یا بد بختی لکھو۔ پھر ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے جو اس کو محفوظ کرلیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پر دو فرشتوں کو مقرر فرمادیتا ہے جو اس کی نیکیاں اور برائیاں لکھتے ہیں۔ اب جب کہ اس کی موت کا وقت آتا ہے تو یہ دو فرشتے اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور ملک الموت علیہ السلام تشریف لاتے ہیں جو اس کی روح قبض کرتے ہیں پھر جب اس شخص کو قبر میں داخل کردیا جاتا ہے تو اس کی روح ملک الموت علیہ السلام واپس کردیتے ہیں اور اب قبر والے فرشتے آکر اس سے سوالات کرتے ہیں اور امتحان لیتے ہیں۔ پھر جب قیامت ہوگی تو نیکیوں کا فرشتہ اترے گا اور اس کے ہمراہ برائیوں کا بھی پھر وہ اس کی گردن سے بندھی ہوئی کتاب کو کھولتے ہیں ایک کا نام سائق ہے(۱۲۱) اور دوسرے کا شہید(۱۲۲) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سامنے بہت بڑا معاملہ درپیش ہے کہ جس کی تم طاقت(۱۲۳) نہیں رکھتے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہو۔

۸) ابو نعیم نے ضمرہ بن حبیب سے روایت کی کہ قبر میں آزمانے والے تین ہیں انکر ناکور اور رومان

۹) ابن لال اور ابن جوزی نے "موضوعات" میں ضمرہ بن حبیب سے مرفوعا روایت کی کہ قبر میں آزمائش کرنے والے چار ہیں منکر' نکیر' ناکور اور ان کے سردار رومان ہیں۔ شیخ الاسلام ابن حجر علیہ الرحمہ سے دریافت کیا گیا کہ' آیا قبر میں کوئی فرشتہ میت کا امتحان لینے کے واسطے آتا ہے جس کا نام رومان ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ ہاں یہ ایک ضعیف حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۰) ابن ابی الدنیا نے "تہجد" میں اور ابن الفریس نے "فضائل القرآن" میں اور حمید بن نجویہ نے "فضائل الاعمال" میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' جب تم رات کو قرآن پڑھو تو بلند آواز سے پڑھو کیوں کہ اس سے شیاطین اور سرکش جن بھاگ جاتے ہیں اور ہوا میں رہنے والے فرشتے نیز گھر کے رہنے والے سنتے ہیں' نیز جب کوئی قرآن نماز میں پڑھتا ہے تو لوگ اس کو دیکھ کر نماز پڑھتے ہیں اور گھر والے بھی پڑھتے ہیں۔ جب یہ رات گزر جاتی ہے تو یہ رات اگلی رات کو وصیت کر دیتی ہے کہ اس عبادت گزار بندے کو اسی طرح رات کو جگا دینا اور اس کے لئے تو آسان ہو جانا۔ پھر جب موت کا وقت آتا ہے تو قرآن اس کے سر کے پاس آکر ٹھہر جاتا ہے۔ جب لوگ اسے غسل دے کر فارغ ہوتے ہیں تو قرآن اس کے سینہ اور کفن میں داخل ہو جاتا ہے اور جب قبر میں اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں تو قرآن بندے اور ان کے درمیان حائل ہو جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تو درمیان سے ہٹ جا۔ ہم اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں تو قرآن کہتا ہے کہ بخدا میں اس شخص کا پیچھا اس وقت تک نہیں چھوڑتا جب تک کہ یہ جنت میں داخل نہیں ہوتا۔ تو اگر تم کو اس کے بارے میں کچھ حکم دیا گیا ہے تو تم اسے پورا کرو۔ پھر قرآن مردے کی طرف دیکھ کر کہتا ہے کہ تو مجھ کو دیکھ کر پہچانا یا نہیں پہچانا؟ وہ کہے گا کہ نہیں۔ قرآن کہے گا کہ' میں قرآن ہوں جو تجھ کو رات بھر بیدار رکھتا تھا اور دن میں پیاسا رکھتا' نفسانی خواہشات سے منع کرتا خواہ وہ آنکھ کی ہوں یا کان کی' تو اب تو مجھے سب سے بہتر دوست اور سچا بھائی پائے گا۔ تو اب تو بشارت سن کہ تجھ سے منکر نکیر کا سوال نہ ہوگا۔ پھر منکر نکیر اس کے پاس سے اٹھ جاتے ہیں اور قرآن خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اور اس مردے کے لئے بچھنا اور چادر طلب کر کے لاتا ہے' جنت کے قندیل اور یاسمین کے پھول ایک ہزار مقرب فرشتے اٹھا کر لاتے ہیں لیکن قرآن ان سے پہلے قبر میں پہنچتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا تو میرے بعد وحشت زدہ تو نہ ہوا؟ میں

تو صرف اس لئے بارگاہ ایزدی میں پہنچا تھا کہ اس سے بستر اور چادر اور چراغ کی سفارش کروں۔ اب یہ تمام چیزیں لے کر حاضر ہوا ہوں۔ پھر فرشتے آکر اس کا بستر کرتے ہیں' چادر قدموں کے نیچے رکھتے ہیں اور یاسمین کے پھول سینے کے پاس۔ وہ شخص ان کو قیام قیامت تک سونگھتا رہے گا۔ پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس ہر روز ایک یا دو مرتبہ آتا ہے اور ان کے لئے سربلندی اور بھلائی کی دعا کرتا ہے۔ اگر اس کی اولاد میں سے کوئی قرآن حفظ کرتا ہے تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی برا ہو جاتا ہے تو وہ اس پر افسوس کرتا ہے اور روتا ہے اور یہ طرز عمل صور پھونکے جانے تک ہوگا۔ حافظ ابو موسیٰ مدنی کہتے ہیں کہ یہ خبر حسن ہے' اس کو احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اور ابو خیثمہ علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے۔

۱۱) بیہقی نے کتاب "عذاب القبر" میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' اے ابن عمر رضی اللہ عنہ بتاؤ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا کہ جب تمہارے لئے تین ہاتھ اور ایک بالشت لمبا اور ایک ہاتھ ایک بالشت چوڑا گڑھا کھودا جائے گا' پھر تمہارے پاس منکر نکیر سیاہ شکل والے اپنے بالوں کو گھسیٹتے ہوئے آئیں گے ان کی آوازیں کڑک دار بجلی کی مانند ہوں گی اور نگاہیں خیرہ کر دینے والی بجلی کی طرح وہ زمین کو اپنے دانتوں سے کھودیں گے اور تجھ کو بٹھائیں گے اور ڈرائیں گے؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اس وقت بھی اسی (۱۲۴) حالت پر ہوؤں گا؟ آپ نے فرمایا' ہاں۔ تو انہوں نے عرض کی کہ' تب تو میں بہ حکم خدا تعالیٰ ان کو کافی ہو جاؤں گا۔ (پھر اصل کتاب میں دو حدیثیں منکر نکیر کے متعلق مکرر ہیں۔)

۱۲) ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب مومن کی موت کا وقت ہوتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اور اس کو سلام کر کے جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور جب وہ مرجاتا ہے تو اس کے جنازے کے ساتھ چلتے ہیں اور لوگوں کے ہمراہ اس کی نماز جنازہ ادا کرتے ہیں اور جب اسے قبر میں داخل کردیا جاتا ہے تو اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے "اللہ تعالیٰ" پھر پوچھتے ہیں کہ رسول کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" پھر وہ پوچھتے ہیں کہ تیری گواہی کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ "اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله" اور یہی مقصد ہے اس آیت کریمہ کا(۱۲۵) "يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ" پھر حد نگاہ تک اس کی قبر میں وسعت کردی جاتی ہے۔

لیکن کافر کو کسی سوال کا جواب نہ آئے گا۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کہ (۱۳۶)وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ

۱۳) جویبر نے اپنی تفسیر میں ضحاک علیہ الرحمہ سے روایت کی اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہم ایک انصاری کے جنازہ میں شریک ہوئے' جب قبرستان پہنچے تو اس وقت تک قبر نہ کھودی گئی تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس تشریف فرما ہوگئے اور لوگ بھی بیٹھ گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ان کے سروں پر پرند بیٹھے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کی طرف دیکھنے لگے اور چھوٹی لکڑی سے کریدنے لگے پھر نظر مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا کہ (۱۳۷)اعوذ باللہ من عذاب القبر پھر فرمایا کہ جب مومن کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو اس کے پاس ملک الموت آتے ہیں اور سر کی جانب بیٹھ جاتے ہیں اور دوسرے فرشتے جنتی تحفے تحائف لے کر' نیز جنتی خوشبوئیں لے کر حاضر ہوتے ہیں اور بہشتی لباس لاتے ہیں' پھر صف بستہ حد نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت علیہ السلام بشارت کی ابتدا کرتے ہیں اور ان کے بعد تمام فرشتے بشارت سناتے ہیں تو اس کی روح اس طرح بہہ جاتی ہے جس طرح کہ قطرہ مشکیزہ سے' اب جونہی ملک الموت اس کی روح نکالتے ہیں وہ فرشتے علی الفور اس کی روح لے کر ان جنتی تحفوں کے درمیان رکھ لیتے ہیں' اس کی خوشبو اتنی مہکتی ہے کہ زمین و آسمان کی فضائیں مہک جاتی ہیں' تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ خوشبو کیسی ہے؟ تو زمین کے فرشتے کہتے ہیں کہ یہ فلاں مومن کے نفس کی خوشبو ہے جس کا آج انتقال ہوا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ فرشتے جب اس کو آسمان کے دروازوں پر لے جاتے ہیں دروازے کھلتے ہیں ہر دروازہ مشتاق ہوتا ہے کہ یہ اس سے داخل ہو' حتی کہ یہ اپنے اعمال کے دروازے سے داخل ہوتا ہے تو وہ دروازہ روتا ہے' وہ جس دروازہ سے گزرتا ہے فرشتے کہتے ہیں کہ کیا ہی خوشبودار ہے یہ نفس' جس نے اپنے رب کے فرامین کو قبول کیا۔ حتی کہ وہ سدرۃ المنتہی تک پہنچتے ہیں تو ملک الموت علیہ السلام اور وہ فرشتے جو اس کی روح قبض کرتے وقت موجود تھے' کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم نے فلاں بن فلاں کی روح قبض کی ہے (حالانکہ وہ اچھی طرح جاننے والا ہے) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کو زمین کی طرف واپس لے جاؤ کیوں کہ

میں نے ان کو اسی سے پیدا کیا اور اسی میں ملاؤں گا اور دوسری مرتبہ اسی سے اٹھاؤں گا۔ وہ مردہ لوگوں کی جوتیوں کی آواز اور ہاتھ جھاڑنے کی آواز تک سنتا ہے اور جب لوگ اس کو دفنا کر واپس چلتے ہیں تو اس کے پاس تین فرشتے آجاتے ہیں' دو رحمت کے فرشتے اور ایک عذاب کا فرشتہ۔ لیکن اس کے نیک اعمال اس کو گھیر لیتے ہیں۔ نماز پیروں کے پاس ہوتی ہے روزہ سینہ کے پاس ہوتا ہے زکوٰۃ دائیں طرف اور صدقہ بائیں طرف' نیکی اور خوش خلقی اس کے سینے میں' تو جس طرف سے بھی عذاب کا فرشتہ آتا ہے اسی طرف کا عمل اسے بھگادیتا ہے۔ تب وہ ایک اتنا بڑا ہتھوڑا لے کر کھڑا ہوتا ہے کہ اگر تمام اہل منیٰ مل کر بھی اسے اٹھانے کی کوشش کریں تو نہ اٹھاسکیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ' اے نیک بندے اگر تیرا نماز' روزہ' زکوٰۃ' صدقہ تجھے نہ گھیرلیتا تو میں یہ ہتھوڑا تجھ کو مارتا اور اس مار سے تیری قبر آگ سے بھرجاتی' اے رحمت کے فرشتو! یہ تمہارے لئے ہے اور تم اس کو لے جاسکتے ہو' پھر عذاب کا فرشتہ واپس چلا جاتا ہے اور وہ فرشتے آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ کیوں کہ وہ سخت ہولناکی سے گزر کر آرہا ہے۔ پھر پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ اسلام پھر سوال ہوتا ہے کہ تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ محمد ﷺ پھر پوچھتے کہ تیرا علم کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی یہ سوالات قدرے درشت لہجے میں ہوتے ہیں اور یہی مومن کے لئے قبر کی آزمائش ہے۔ پھر آسمان سے ندادی جاتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا فرش بچھاؤ اور جنت کے کپڑے پہناؤ' اور جنتی خوشبوئیں لگاؤ اور حد نگاہ تک اس کی قبر میں وسعت کرو' اور جنت کا ایک دروازہ قدموں کی طرف اور دوسرا سر کی طرف کھول دو۔ اور پھر فرشتے کہتے ہیں کہ اب اس طرح سوجا جس طرح کہ دلہن اپنے حجلہ عروسی میں سوتی ہے تجھے عذاب قبر کا ذائقہ تک نہ ملے گا۔ وہ کہے گا کہ اے اللہ! قیامت قائم فرمادے تاکہ میں اپنے اہل و عیال میں چلا جاؤں اور تیری عطا کردہ نعمتوں کو حاصل کرلوں۔ تو وہ قیامت ہی کے سفید چہرے میں اٹھایا جائے گا۔

۱۴) بیہقی نے "زہد" میں اور ابن عساکر نے سند منقطع سے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں

نے ایک شخص سے کہا کہ اے بھائی کیا تمہیں معلوم نہیں کہ موت تمہارے سامنے بھی کب آجائے' خواہ صبح کو یا شام کو' رات کو یا دن کو' پھر قبر اور وہ نکلنے کی جگہ ہے' اور منکر نکیر اور پھر قیامت جس میں باطل پرستوں کو جمع کیا جائے گا۔

۱۵) دیلمی نے "فردوس" میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی زبانوں کو ان کلمات کا عادی بناؤ لا الہ الا اللہ' محمد رسول اللہ' اللہ ربنا' الاسلام دیننا' محمد نبینا کیوں کہ یہ سوالات قبر میں کئے جائیں گے۔

۱۶) احمد' طبرانی اور ابن عدی نے بہ سند صحیح روایت کی اور ابن ابی الدنیا اور آجری نے شریعت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا قیامت کے دن ہماری عقلیں واپس کردی جائیں گی تو آپ نے فرمایا کہ ہاں' بالکل اسی طرح جس طرح آج کل ہیں۔

۱۷) ابو داؤد' حاکم اور بیہقی نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازے کے ہمراہ قبرستان پہنچے تو ایک مردہ دفن کیا جارہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت و ثبات کرو کیوں کہ اس سے اب سوال کیا جائے گا۔

۱۸) مسلم علیہ الرحمہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' انھوں نے وصیت کی کہ جب تم مجھ کو دفن کرو تو مجھ پر مٹی ڈال کر اتنی دیر ٹھہرنا کہ جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کردیا جاتا ہے' تاکہ مجھے انس حاصل ہو اور میں رب کے فرشتوں کو جواب دے سکوں۔

۱۹) بزار نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں قرآن شریف پڑھا جاتا ہے اس پر نور کا ایک خیمہ ہوتا ہے اس خیمے کے نور کو دیکھ کر فرشتے راہیں معلوم کرتے ہیں جیسے سمندر کی تاریکیوں میں سمندری مسافر اور چٹیل میدان کے اندھیروں میں خشکی کے مسافر ستاروں کو دیکھ کر راستہ پاتے ہیں۔ لیکن جب قرآن پڑھنے والا مرجاتا ہے تو وہ نور غائب ہوجاتا ہے اور فرشتے اس کو نہیں دیکھتے تب ہر آسمان کے فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اور جب بھی کوئی مسلمان قرآن پڑھ لیتا ہے اور پھر کسی رات میں کھڑے ہو کر نماز میں اس کی تلاوت کرتا ہے' تو وہ رات آنے والی رات کو

وصیت کردیتی ہے کہ اس کو وقت پر جگادینا اور اس کے لئے آسان ہوجانا۔ جب وہ مرجاتا ہے تو لوگ تو اس کے کفن کی تیاری میں ہوتے ہیں لیکن قرآن اچھی شکل میں اس کے سر کے پاس آکر ٹھہرجاتا ہے۔ پھر جب اسے کفن میں لپیٹ دیا جاتا ہے تو قرآن سینے کے پاس آجاتا ہے پھر جب اسے قبر میں رکھ کر اس پر مٹی برابر کردی جاتی ہے تو س کے پاس منکر نکیر آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں مگر قرآن مردے اور ان کے درمیان حائل ہوجاتا ہے' وہ دونوں کہتے ہیں کہ ایک طرف ہٹ جا۔ قرآن کہتا ہے کہ کعبہ کے رب کی قسم ایسا ہرگز نہ ہوگا کہ یہ میرا دوست اور خلیل ہے میں اسے بے مدد نہ چھوڑوں گا حتی کہ وہ جنت میں داخل ہو پھر قرآن صاحب قرآن کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں وہی قرآن ہوں جس کو تو باآواز بلند پڑھتا تھا اور کبھی آہستہ پڑھتا تھا اور مجھ سے محبت کرتا تھا تو میں اب تجھ سے محبت کرتا ہوں' اور جس سے میں محبت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ منکر نکیر کے سوال کے بعد تجھ پر نہ کوئی غم ہے اور نہ خوف منکر نکیر سوال کرنے کے بعد واپس چلے جاتے ہیں۔ اب وہ مردہ ہوتا ہے اور قرآن۔ قرآن کہتا ہے کہ میں تیرے لئے نرم و آرام دہ بستر بچھاؤں گا اور حسین و جمیل چادر دوں گا اور یہ اس لئے کہ تو رات بھر میرے لئے جاگتا اور دن بھر میرے لئے تھکتا پھر قرآن پلک جھپکنے میں آسمان کی طرف روانہ ہوتا اور خدا سے یہ تمام چیزیں مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو یہ سب کچھ عطا فرماتا ہے چنانچہ چھٹے آسمان کے ایک ہزار مقرب فرشتے نازل ہوتے ہیں اور قرآن آکر اس شخص سے دریافت کرتا ہے کہ کیا تو اس عرصہ میں وحشت زدہ تو نہ ہوا۔ پھر فرشتے کہتے ہیں کہ اٹھ جاؤ تاکہ ہم تمہارے لئے بستر کردیں اور اس کی قبر کو چار سو سال کی مسافت تک فراخ کردیا جاتا ہے۔ پھر اس کے لئے ایک ایسا گدا بچھادیا جاتا ہے جس کا استر سبز ریشم کا ہے اور اس میں مشک بھری ہوئی ہے اور سر اور پیروں کے پاس سندس اور استبرق کے تکیے رکھ دیئے جاتے ہیں اور جنت کے نور کے دو چراغ اس کے سر اور پیروں کی طرف جلائے جاتے ہیں جو قیامت تک روشن رہیں گے پھر اسے دائیں پہلو پر قبلہ رو فرشتے لٹادیتے ہیں۔ پھر جنت کی یاسمین کے پھول اس پر چڑھادیئے جاتے ہیں' اب وہ اور قرآن قیامت تک ساتھ رہیں گے۔ قرآن دن رات اس کی خبر اس کے گھر والوں کو دیتا ہے اور قرآن اس کے ساتھ اس طرح رہتا ہے جس طرح مہربان والد اپنے بچے سے' اب اگر اس

کی اولاد میں سے کوئی قرآن پڑھ لیتا ہے تو قرآن اس کو بشارت دیتا ہے اور اگر اس کی اولاد میں سے برا ہوتا ہے تو اس کے لئے اصلاح کی دعا کرتا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۲۰) ابن مبارک نے "زہد" میں اور ابن ابی شیبہ نے اور آجری نے "شریعت" میں' اور بیہقی نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے ان سے گزارش کی کہ مجھے ایک ایسا علم سکھایئے کہ جس سے آخرت میں اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذرا یہ تصور کرو کہ جب تمہارے لئے زمین چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ چوڑی جگہ ہوگی تو تیرے وہ گھر والے اور بھائی یہ کریں گے جو تیری جدائی کو ناپسند کرتے تھے وہ تجھے اس میں داخل کر کے اوپر سے اینٹیں ڈال دیں گے اور پھر بہت سی مٹی ڈال دیں گے۔ پھر تیرے پاس نیلی آنکھوں اور گھونگریالے بالوں والے دو فرشتے آئیں گے ان کا نام منکر نکیر ہے (پھر سوال و جواب کا ذکر ہے) تو اگر تو نے ٹھیک جواب دیا تو بخدا تو نجات پائے گا اور یہ محض اللہ کی طرف سے عطا کردہ ثابت قدمی سے ہو سکتا ہے اور اگر تو نے لا ادری کہا تو ناکام ہوا۔

۲۱) احمد' بزار' ابن ابی الدنیا اور ابن ابی عاصم نے اپنی سند سے اور بیہقی نے بسند صحیح ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازہ میں شریک ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امت اپنی قبروں میں آزمائش میں ڈالی جائے گی۔ جب انسان کو دفن کرنے والے اس کو دفن کر کے رخصت ہوجاتے ہیں' تو ملک الموت علیہ السلام اپنے ہاتھ میں ایک ہتھوڑا لے کر آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تم اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو اگر وہ مومن ہوگا تو کہے گا کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ فرشتہ یہ سن کر کہے گا کہ تو نے یہ سچ کہا۔ پھر اس کے سامنے ایک دروازہ جہنم کا کھولا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اگر تو ایمان نہ لاتا تو تیرا ٹھکانہ یہ تھا' لیکن اب اس کے بجائے تیرا ٹھکانہ جنت میں کردیا گیا ہے۔ وہ جنت کا دروازہ دیکھ کر اس کی طرف جائے گا تاکہ داخل ہوجائے تو اس سے کہا جائے گا کہ ابھی یہیں ٹھہرو پھر اس کی قبر میں وسعت کردی جائے گی۔ لیکن اگر وہ شخص کافر یا منافق ہوگا تو اس سے دریافت کیا جائے گا' کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ جواب دے گا کہ میں تو کچھ نہیں جانتا لوگ جو کہتے تھے وہ

میں بھی کہتا تھا۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو نے کچھ بھی نہ جانا اور تجھے ہدایت نہ ملی۔ پھر اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اگر تو ایمان لاتا تو تیرا ٹھکانہ یہ تھا لیکن اب چوں کہ تو نے کفر کیا ہے اس لئے بجائے جنت کے تیرا ٹھکانہ جہنم ہے۔ پھر ایک دروازہ جہنم کی طرف کھول دیا جائے گا اور فرشتہ ایک گرز اس زور سے اس کے مارے گا کہ انس و جن کے علاوہ ہر چیز اس کی آواز سنے گی جب سرکار دو عالم ﷺ نے یہ فرمایا تو کسی نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ جب فرشتہ وہ گرز لے کر کھڑا ہو گا تو کون ہو گا کہ جس پر ہیبت طاری نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ ایمان لائے۔ اللہ ان کو ثابت قدم رکھے گا' قول ثابت کی وجہ سے (یعنی کلمہ طیبہ کی وجہ سے)

۲۲) طبرانی اور ابو نعیم نے دلائل النبوہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک قبر پر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اُف اُف اُف" میں نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کے ہمراہ میرے علاوہ کوئی نہیں تو آپ ﷺ کس کو "اف اف" کہہ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ اس قبر والے سے کہہ رہا تھا کیوں کہ جب اس سے میرے بارے میں سوال کیا گیا تو شک کرنے لگا۔ اس کو بیہقی نے بھی روایت کیا' پھر اس کے بعد مصنف نے چند احادیث متحد المعنی منکر نکیر کے سوالات کی بیان کیں' جو یہاں مکرر ہونے کی وجہ سے حذف کی جاتی ہیں۔ کیوں کہ ابلاغ کے لئے وہی کافی ہیں۔

۲۳) طبرانی نے "اوسط" میں' اور ابن مندہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی (مرفوعا") کہ انسان پر اس کی قبر میں عذاب آتا ہے۔ جب سر کی جانب سے آتا ہے تو قرآن دور کر دیتا ہے اور ہاتھوں کی جانب سے صدقہ اور پیروں کی جانب سے اس کا مساجد کی طرف چل کر آنا اور صبر کرنا الگ کونے میں ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں اس لئے چپکا کھڑا ہوں کہ اگر کچھ کمی دیکھوں تو پوری کردوں۔

۲۴) ابن ابی الدنیا نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب میت کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے اعمال صالحہ اس کو گھیر لیتے ہیں اب اگر عذاب اس کے سر کی طرف سے آتا ہے تو قرأت قرآن اسے بچاتی ہے اور اگر پیروں کی طرف سے آتا ہے تو اس کا قیام بچاتا ہے اگر ہاتھ کی

طرف آتا ہے تو ہاتھ کہتا ہے کہ بخدا یہ ہمیں صدقہ کے لئے کھولتا تھا اور دعاء کے لئے اس لئے تجھ کو کوئی راہ نہیں۔ اگر منہ کی طرف سے آتا ہے تو اس کا ذکر کرنا اور روزہ رکھنا آگے آتا ہے۔ اسی طرح نماز اور صبر ایک طرف کھڑا رہتا ہے کہ اگر کوئی کمی رہ جائے تو پوری کردے۔ غرض کہ اس کے اعمال صالحہ اس سے عذاب کو اس طرح دفع کریں گے جس طرح کہ کوئی شخص اپنے اہل و عیال سے مصیبت دور کرتا ہے۔ اس کے بعد اس سے کہا جائے گا کہ خدا تجھ کو برکت دے سوجا کیوں کہ تیرے ساتھی بہت ہی اچھے ہیں۔

۲۵) ابن ابی الدنیا اور ابن مندہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ موت کے وقت جب انسان کی روح نکلتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ پاک روح پاک جسم کی طرف سے آئی۔ پھر جب اس کو گھر سے قبر کی طرف لے جاتے ہیں تو وہ جلدی جانے کو پسند کرتا ہے۔ جب اسے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو آنے والا آتا ہے اور اس کا سر پکڑنا چاہتا ہے لیکن اس کا سجدہ کرنا درمیان میں ہوجاتا ہے' اور پیٹ پکڑنے کے لئے آتا ہے تو روزہ حائل ہوجاتا ہے' ہاتھ پکڑنے آتا ہے تو صدقہ حائل آجاتا ہے' پیر پکڑنے آتا ہے تو اس کا نماز کی جانب چلنا اور قیام کرنا درمیان میں آجاتا ہے' پھر اس کے بعد مومن کبھی نہیں گھبرائے گا۔ پھر جب اسے اپنا مقام اور وہ چیزیں نظر آتی ہیں جو اس کے لئے تیار کی گئی ہیں تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھ کو میرے مقام پر جلد پہنچادے! تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرے کچھ بھائی اور بہنیں ہیں جو ابھی تک تیرے ساتھ شامل نہیں ہوئے۔ اس لئے تو ٹھنڈی آنکھ سوجا۔ اور جب کافر کی روح نکلتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ خبیث روح خبیث جسم سے نکل کر آئی ہے پھر جب اسے اس کے گھر سے نکالا جاتا ہے تو جس قدر بھی قبر تک پہنچنے میں تاخیر ہوتی ہے پسند کرتا ہے اور چلا کر کہتا ہے کہ مجھ کو کہاں لے چلے ہو۔ پھر جب قبر میں وہ دیکھتا ہے جو اس کے لئے تیار کیا گیا ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب! مجھے واپس کردے تاکہ میں نیک اعمال کروں۔ تو اس سے کہا جاتا ہے کہ جتنا دنیا کو آباد کرنا تھا تو آباد کرچکا۔ پھر اس کی قبر اس پر اس قدر تنگ کردی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اس کا عالم اس شخص کا سا ہوتا ہے کہ جس کو سانپ ڈس لے کہ وہ سوتے ہوئے بھی گھبراتا ہے اور زہریلے کیڑے مکوڑے اس کی طرف بڑھتے اور دوڑتے ہیں۔

۲۶) بزار اور ابن جریر نے "تہذیب الآثار" میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ مومن کی موت کا وقت جب قریب ہوتا ہے اور وہ عجیب و غریب چیزوں کو دیکھتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اس کی جان جلدی نکل جائے کیوں کہ خدا اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور مومن کی روح جب آسمان پر جاتی ہے تو دوسری ارواح اس سے سوال کرتی ہیں کہ ہماری جان پہچان کے لوگ کس حال میں ہیں۔ جب وہ کہتا ہے کہ فلاں کو میں دنیا میں چھوڑ کر آیا ہوں تو یہ بات ان کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اور جب وہ کہتا ہے کہ فلاں شخص مرگیا تو وہ حیران ہو کر کہتے ہیں کہ اس کی روح تو ہمارے پاس نہیں آئی، کیوں کہ اس کی روح کو جہنم کی طرف پہنچادیا جاتا ہے۔ (پھر صاحب کتاب نے قبر کے سوال و جواب کا تذکرہ کیا)

۲۷) ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ، انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن مردہ اپنی قبر میں نہایت ہی مطمئن اور پرسکون بیٹھ جاتا ہے۔ پھر اس سے دین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، وہ صحیح جواب دیتا ہے پھر اس سے دریافت کیا جاتا ہے کہ تجھ کو خدا کا پتہ کیسے چلا؟ کیا تو نے خدا کو دیکھا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ خدا کو کون دیکھ سکتا ہے۔ پھر اس کو جنت و جہنم دکھایا جاتا ہے اسی قسم کی احادیث مختلف سندوں کے ساتھ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہیں۔

۲۸) احمد و بیہقی نے بہ سند صحیح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت میرے دروازے پر آئی اور کہنے لگی کہ، مجھے کھانا کھلاؤ، خدا تمہیں فتنہ دجال، اور فتنہ عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ میں نے اس کو روکے رکھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے اس کو پیش کیا آپ نے دریافت کیا کہ یہ کیا کہتی ہے؟ میں نے اس کی بات دہرادی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فتنہ دجال اور عذاب قبر سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور فرمایا کہ ہر نبی علیہ السلام نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا، اور میں بھی تم کو ڈراتا ہوں اور ایسے الفاظ سے کہ کسی نبی نے ایسے الفاظ سے نہیں ڈرایا۔ وہ کانا ہے، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" لکھا ہوگا جس کو ہر مومن پڑھ سکے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی آزمائش کا بیان فرمایا۔

۲۹) بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ، انھوں

نے فرمایا کہ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ امت قبر میں آزمائی جائے گی تو میرا کیا ہوگا میں تو ایک کمزور عورت ہوں؟ تو آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی کہ "اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ثابت قول کے ذریعے دنیا اور آخرت کی زندگی میں ثبات عطا فرمائے گا"

۳۰) احمد علیہ الرحمہ نے "زہد" میں۔ ابو نعیم نے "حلیہ" میں طاؤس علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ مردے اپنی قبروں کے اندر سات دن تک آزمائش میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس لئے علمائے کرام اچھا سمجھتے تھے کہ مردے کی طرف سے سات یوم تک فقراء کو کھانا کھلایا جائے۔

۳۱) ابو نعیم نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی قبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ انا لله وانا اليه راجعون اے اللہ تعالیٰ! یہ تیرے پاس آیا ہے اسے اچھی طرح رکھیو اور قبر کو اس کے دونوں پہلوؤں سے ہٹا دینا اور اس کی روح کے لئے آسمان کے دروازے کھول دینا اور اس کو اچھی طرح قبول فرمانا اور سوال کے وقت اس کی قوت گفتار کو ثبات عطا فرمانا۔

۳۲) حکیم نے "نوادر الاصول" میں سفیان ثوری علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ جب مردے سے یہ سوال ہوتا ہے کہ "من ربک" تو شیطان ایک مخصوص شکل میں آکر اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کہہ دے میں تیرا رب ہوں۔ حکیم ترمذی نے کہا کہ شیطان کے قبر میں آنے کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے دیگر احادیث میں فرمایا کہ (۱۲۸)اللهم اجره من الشيطن ابن شاہین نے "السنہ" میں اپنی سند سے روایت کی کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو حجت سکھاؤ(۱۲۹)۔ تو اس حکم کا اتنا چرچا ہوا کہ انصار میں سے جب کسی پر موت آتی تو وہ اسے منکر نکیر کے جوابات بتاتے تھے اور جب بچہ قدرے سمجھ دار ہوتا تھا تو اس کو بھی سکھاتے تھے۔

(۳۳) سلفی نے طیوریات میں ن بن عمار سے روایت کی کہ میں نے یزید بن ہارون کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ تمہارے رب نے کیا کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے پاس دو(۲) سخت دل موٹے فرشتے آئے اور انہوں نے مجھ سے سوالات کرنا شروع کیئے۔ تو میں نے اپنی سفید ڈاڑھی پکڑ کر کہا کہ مجھ جیسے آدمی سے

تم یہ سوالات کرتے ہو۔ میں نے اسی (۸۰) سال تک لوگوں کو تمہارے جوابات سکھائے ہیں پھر وہ چلے گئے اور جاتے ہوئے کہنے لگے کہ 'تم نے جریر بن عثمان سے کچھ لکھنا سیکھا؟ میں نے کہا" ہاں" وہ کہنے لگے کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ سے(۱۳۰) عداوت رکھتا تھا تو خدا نے اس سے عداوت رکھی پھر فرشتوں نے کہا' کہ اب تم دلہن کی طرح سو جاؤ۔ تم پر آج کے بعد کوئی خوف نہیں' اس کو لالکائی نے بھی روایت کیا۔

(۳۴) ابن ابی الدنیا اور ابن جریر نے اپنی "تہذیب" میں یزید بن طریف بجلی سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میرے بھائی کا جب انتقال ہو گیا تو میں نے اپنے کان کو ان کی قبر سے لگایا تو میں نے منکر نکیر کے سوالات کی آواز سنی اور اپنے بھائی کے جوابات بھی سنے۔

(۳۵) تاریخ ابن نجار میں ابوالقاسم بن ہبتہ اللہ بن سلام مفسر سے مروی ہے کہ ہمارے ایک استاد تھے جن کے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا تو شیخ نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت کر دی۔ شیخ نے پوچھا کہ منکر نکیر کے ساتھ کیسی گزری؟ تو انہوں نے کہا کہ اے شیخ جب انہوں نے مجھ کو بٹھایا اور سوالات کئے تو اللہ نے مجھے الہام فرمایا کہ میں ان سے کہہ دوں کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے وسیلہ جلیلہ سے تم مجھ کو چھوڑ دو' تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس نے بہت ہی بزرگ شخصیتوں کا وسیلہ پیش کیا ہے اس لئے اس کو چھوڑ دو۔ چنانچہ انہوں نے مجھ کو چھوڑ دیا اور چلے گئے۔

(۳۶) لالکائی نے السنتہ میں اپنی سند سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نماز جنازہ پڑھنے پر بہت ہی حریص تھے وہ ہر ایک کی نماز پڑھتے تھے خواہ وہ اس کو جانیں یا نہ جانیں تو انہوں نے بتایا کہ ایک روز میں نے ایک شخص کی نماز جنازہ میں شرکت کی جب وہ اس کو دفن کرکے چلے گئے تو میں نے دیکھا کہ اس کی قبر میں دو شخص نازل ہوئے ان میں سے ایک تو واپس نکل آیا اور دوسرا اندر ہی رہ گیا۔ میں نے لوگوں سے کہا' کیا تم زندہ کو بھی مردہ کے ساتھ دفن کرتے ہو؟ انہوں نے کہا قبر میں کوئی زندہ تو ہے نہیں۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ شاید مجھے شبہ ہو گیا ہو پھر جب میں واپس ہوا تو میرے دل نے کہا یقیناً میں نے دو آدمیوں کو جاتے ہوئے اور ایک کو واپس نکلتے ہوئے دیکھا ہے اور میں ضرور اس راز کو معلوم کرکے رہوں گا۔ چنانچہ میں قبر پر واپس آیا اور

دس(۱۰) مرتبہ سورہ یٰسین شریف اور تبارک الذی (سورہ ملک) پڑھ کر دعا کی اور رویا کہ اے اللہ تعالیٰ ! جو میں نے دیکھا ہے اس کو میرے لئے کھول دے کیونکہ مجھے اپنی عقل اور دین کا خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔ ابھی میں یہ کہنے ہی پایا تھا کہ ایک شخص قبر سے نکلا اور پیٹھ پھیر کر جانے لگا۔ میں نے کہا کہ تجھ کو تیرے معبود کی قسم ٹھہرجا' اور مجھے ماجرا بتا۔ تین مرتبہ کہنے پر وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ ہم رحمت کے فرشتے ہیں اہل سنت پر مقرر کئے گئے ہیں کہ ان کی قبروں میں جاکر ان کو ان کی حجت کی تلقین کریں۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہوگیا۔

شیخ عبدالغفار قوصی نے "کتاب التوحید" میں روایت کی کہ میں شیخ ناصرالدین اور شیخ بہاء الدین اخمیمی کے گھر کے نزدیک تھا تو میں نے ان کی فروہ (پوستین) کو اپنے کاندھے پر اٹھالیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ابویزید کا خادم ان کی فروہ (پوستین) کو اپنے کاندھے پر رکھتا تھا اور وہ بہت نیک آدمی تھا۔ بات سے بات نکلتی ہے' چنانچہ ہوتے ہوتے منکر نکیر کا تذکرہ آگیا تو انہوں نے کہا کہ اگر مجھ سے منکر نکیر نے سوال کیا تو میں کہہ دونگا کہ میں ابویزید کا غاشیہ بردار ہوں۔ تو ہم نے دریافت کیا کہ ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ تم نے کیا جواب دیا؟ تو انہوں نے کہا کہ تم میری قبر پر بیٹھ جانا تو سن لوگے۔ چنانچہ جب ان کا وصال ہوگیا تو ہم ان کی قبر کے پاس بیٹھ گئے تو ہم نے سنا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ تم مجھ سے کیوں سوال کرتے ہو' میں ابویزید کے غاشیہ برداروں میں ہوں۔ چنانچہ وہ یہ جواب سن کر انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔

چند فوائد کا ذکر

۳۷) قرطبی کہتے ہیں کہ بعض روایات میں دو فرشتوں کے سوال کرنے کا ذکر ہے جب کہ بعض دوسری روایات میں صرف ایک ہی سوال کا ذکر ہے تو ان میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ بعض لوگوں کے پاس دو فرشتے ایک ساتھ سوال کرنے آئیں گے تاکہ اس پر زائد گھبراہٹ طاری ہو۔ اور یہ سوال تمام لوگوں کے جانے کے بعد ہوگا تاکہ ہولناکی میں اضافہ ہو' اور کسی کے پاس دفن کرنے والوں کے جانے سے قبل ہی سوال ہوگا تاکہ تخفیف ہوجائے اور کسی کے پاس ایک ہی

فرشتہ آتا ہے تاکہ اس سے زائد سوال نہ ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آنے والے دو آنے والے ہوں اور سوال ایک ہی کرے اور یہی تاویل اصح اور صواب ہے' کیونکہ اکثر احادیث میں دو ہی فرشتوں کا ذکر ہے۔

۳۸) قرطبی نے یہ بھی ذکر کیا کہ احادیث میں مختلف سوالات کا ذکر ہے۔ کسی سے تمام اعتقادی مسائل کا ذکر ہوتا ہے اور کسی سے صرف چند باتیں دریافت ہوتی ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض راویوں نے تمام سوالات مکمل ذکر کئے ہوں' جب کہ دوسروں نے چند ایک کے ذکر ہی پر اکتفاء کرلیا ہو۔ اور یہی اصح ہے کیوں کہ اس پر اکثر احادیث کا اتفاق ہے' لیکن ابو داؤد اور ابن مردویہ کی روایت میں یہ لفظ موجود ہیں کہ فلا یسئل عن الشئی غیرھا ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتقادات کے علاوہ تکلیفات کا سوال نہ ہوگا اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ وَيُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۷) الخ اس سے مراد شہادت کا سوال کیا جانا ہے۔ عکرمہ علیہ الرحمہ سے دریافت کیا گیا کہ شہادت سے مراد کیا ہے تو انھوں نے فرمایا کہ توحید و رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا مراد ہے۔

۳۹) قرطبی نے کہا کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوالات تین تین مرتبہ ہوں گے جب کہ دوسری روایات تعداد سے خاموش ہیں تو ان میں بھی تعداد ملحوظ رہے گی اور یا یہ کہ اشخاص کی نسبت سے تعداد سوال میں اختلاف ہوگا کیوں کہ طاؤس علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ مردوں کو سات روز تک آزمائش میں ڈالا جائے گا۔

۴۰) قاضی کہتے ہیں' جو لوگ کسی وجہ سے قبر میں دفن نہ کئے جاسکے' ان سے بھی سوال ہوگا اور عذاب بھی ہوگا۔ لیکن انسان و جن اس منظر کو نہیں دیکھ سکتے' جیسے کہ انسان فرشتوں اور جنوں کو نہیں دیکھتے۔

بعض علماء علیہ الرحمہ نے کہا کہ سولی زدہ کو زندہ کیا جاتا ہے لیکن ہم اس کو نہیں پہچانتے جس طرح کہ بے ہوش زندہ ہوتا ہے لیکن ہم کو پتہ نہیں چلتا اور اس پر فضا ایسی ہی تنگ ہوتی ہے جس طرح کہ مردے پر قبر۔ جس کے دل میں ایمان ہوگا وہ ان میں سے کسی چیز کا بھی انکار نہ کرے گا۔ اسی طرح جس شخص کے جسم کے ٹکڑے ہوجاتے ہیں' اس کے جسم کے ٹکڑوں میں جان ڈال دی

جاتی ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ سب کچھ اس سے زیادہ حیرت انگیز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی صلب سے ذریت کو نکالا اور ان سے دریافت کیا کہ "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں" تو سب نے کہا کہ "کیوں نہیں!"

(۴۱) ابن عبداللہ نے کہا کہ سوال مدعی ایمان سے ہی ہوگا۔ کافر سے سوال نہ ہوگا لیکن قرطبی علیہ الرحمہ اور ابن قیم نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ سوال کی احادیث عام ہیں، مگر میں کہتا ہوں کہ ان دونوں حضرات کا قول صحیح نہیں، کیوں کہ کسی حدیث میں مسلم کے ساتھ کافر کا ذکر نہیں۔ البتہ بعض احادیث میں بجائے منافق کے لفظ کافر ہے اور اس سے مراد منافق ہی ہے جیسا کہ حدیث اسماء رضی اللہ عنہا میں ہے کہ اما المنافق او المرتاب الخ اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں تو اس کی تصریح ہے۔

(۴۲) حکیم ترمذی نے کہا کہ "سوال قبر" اس امت کے ساتھ ہی خاص ہے، کیوں کہ پہلی امتیں جب رسولوں کی تکذیب کرتی تھیں تو ان پر فوراً ہی عذاب عالمگیر آجاتا تھا اور اپنے کیفر کردار تک پہنچتے تھے۔ لیکن جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان کے صدقہ میں اس امت سے عذاب عالمگیر روک لیا گیا اور ان کو تلوار دی گئی، تاکہ اس کی ہیبت سے لوگ اس دین کو قبول کریں۔(۱۳۱) اور پھر ایمان ان کے دل میں راسخ ہوجاتا تھا۔ اس وقت سے نفاق شروع ہوا کہ لوگ ایمان ظاہر کرتے اور کفر چھپاتے اور مسلمانوں کے لئے ان سے حجاب تھا۔ اب جبکہ وہ مرگئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر دو آزمائش کرنے والے مقرر کردیئے، تاکہ خبیث طیب سے جدا ہوجائے۔ اور بعض علماء نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ سوال ہر امت سے ہوگا۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ اس اختصاص پر حضور علیہ السلام کا قول دلالت کرتا ہے کہ اوحی الی انکم تفتنون فی قبورکم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول فبی تفتنون و عنی تسئلون○(۱۳۲)

(۴۳) حکیم ترمذی نے کہا کہ سوال کرنے والے فرشتوں کو فتانی القبر اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے سوال میں جھڑکیاں پائی جاتی ہیں اور انکی سیرت میں کچھ کرختگی ہے اور انھیں منکر نکیر اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی شکل و صورت انسانوں سے ملتی جلتی نہیں اور نہ ہی فرشتوں، چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں سے، بلکہ ان کی صورت ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں مومن کے لئے باعث عزت و احترام اور وجہ بصیرت بنایا ہے جب کہ یہ منافق کے لئے پردہ دری کا باعث ہوں گے۔

ابن یونس جو ہمارے اصحاب شافعیہ علیہ الرحمہ سے ہیں انھوں نے بتایا کہ مومن کے پاس آنے والے فرشتوں کا نام مبشراور بشیر ہے۔

۴۴) قرطبی نے کہا کہ دو فرشتے دور دراز مقامات پر منتشر مردوں کو کیسے پکاریں گے اس کا جواب یہ ہے کہ' ان کا جثہ اس قدر عظیم ہو گا کہ وہ ایک جمعہ میں ایک ہی وقت تمام مخلوقات کو ایک آواز دیں گے' تو ہر شخص یہی سمجھے گا کہ یہ خطاب خاص طور پر مجھ سے ہی ہے اور اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے جواب سننے سے مردوں کو منع فرمادے گا' نیز میں کہتا ہوں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کام پر متعدد فرشتے معین ہوں' جیسے حفظتہ وغیرہا چنانچہ ہمارے اصحاب میں حلیمی اسی طرف گئے ہیں۔

۹) ایک سوال یہ ہے کہ مومن کی قبر کی وسعت میں مختلف احادیث ہیں۔ جواب یہ ہے کہ کوئی تعارض نہیں کہ یہ ہر مومن کی شان کے مطابق ہو گا۔

ابوالفضل بن حجر سے چند سوالات کے جوابات!

۱۰) کیا میت کو سوالات کے وقت بٹھایا جائے گا' یا سوتے ہی میں سوالات ہو جائیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ بٹھایا جائے گا۔ پھر پوچھا گیا کہ 'کیا سوال کے وقت روح کو پہلا جیسا جسم عطا کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ لیکن بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ روح اس شخص کے جسم کے آدھے بالائی حصے میں آئے گی۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا میت کے سامنے حضور علیہ السلام تشریف لائیں گے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں کوئی حدیث نہیں' لیکن بعض ناقابل اعتماد لوگوں نے "ھذا الرجل" سے استدلال کیا ہے۔ لیکن یہ دلیل صحیح نہیں کہ اشارہ فی الذہن کے لئے ہے۔

قولہ۔ھذاالرجل (حاشیہ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں

لفظ ھذا کے ساتھ جو رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ ہے یہ یا تو اس وجہ سے ہے کہ آپ کی رسالت مشہور ہے اور آپ کا تصور ہمارے ذہنوں میں حاضر ہے یا قبر میں آپ کی ذات حاضر کی

جائے گی' بایں طور کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک مثال لائی جائے گی' تاکہ آپ کے جان افزا جمال کے مشاہدہ سے اس سوال کی مشکل حل ہوجائے اور جو مسلمان آپ کے فراق کی ظلمت میں گرفتار تھے آپ کی ملاقات کے نور سے ان کا دل روشن اور شاد ہوجائے' اس حدیث میں آپ کے عشاق پریشاں کو یہ نوید اور بشارت ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے شوق میں کوئی عاشق زار راہ خدا میں جان دے دے تو یہ عین مقصود ہے' اگر آپ کے رخ انور کے دیدار کی نعمت مل جائے تو ایک موت تو کیا ہزار موتیں بھی آجائیں تو کیا غم ہے۔ (بحوالہ اشعتہ اللمعات ص۱۱۵ ج۱)

حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

یہ اشارہ یا تو اس وجہ سے ہے کہ نبی ﷺ ذہنوں میں حاضر ہیں اور یا اس وجہ سے ہے کہ آپ کی صورت میت پر منکشف کردی جائے گی' پہلا احتمال شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کا مختار ہے۔ شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ صاحب فتوحات نے کہا ہے کہ وصف رسالت کے بغیر صرف یہ کہنا کہ تم اس شخص کو کیا کہتے تھے۔ شدید امتحان ہے۔ (بحوالہ نبراس ص۳۱۹) احقر نعیمی یہ کہتا ہے کہ "ھذا" کو اشارہ حسیہ کے لیے وضع کیا گیا ہے اور اس میں حقیقت یہ ہے کہ اس کا مشار الیہ خارج میں محسوس اور موجود ہو اور ھذا کے ساتھ اشارہ ذھنیہ کرنا مجاز ہے۔

حضرت شیخ عارف جامی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

اسماء اشارہ کو مشار الیہ کی طرف ظاہری اعضاء سے اشارہ حسیہ کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے کیونکہ جب مطلقاً-اشارہ کیا جائے تو وہ اشارہ حسیہ میں حقیقت ہے' اور ضمیر غائب سے اعتراض نہ کیا جائے کیونکہ ان کے ساتھ ان کے معانی کی طرف اشارہ ذہنیہ کیا جاتا ہے نہ کہ حسیہ اور ذالکم اللہ میں جو اشارہ حسیہ نہیں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مجاز پر محمول ہے۔ (مجاز کا قرینہ یہ ہے کہ چونکہ ہر چیز اللہ کے وجود اور اس کی ذات پر ولادت کرتی ہے تو شدت وضوح کی وجہ سے اس کو بہ منزلہ محسوس نازل کردیا گیا۔ (بحوالہ الفوائد الضیائیہ شرح جامی ص ۲۴۲)

اور جب یہ ممکن ہے کہ صاحب قبر اور نبی ﷺ کے روضہ کے درمیان جو حجابات ہیں ان کو

اٹھا دیا جائے اور وضع اصل اور حقیقت کے مطابق لفظ هذا سے نبی ﷺ کی طرف اشارہ کر کے یہ سوال کیا جائے کہ تم اس شخص کو دنیا میں کیا کہتے تھے تو پھر میت کے ذہن میں حاضر معنی اور تصور کی طرف اشارہ کر کے کسی قرینہ اور ضرورت شرعیہ کے بغیر اس کو مجاز پر محمول کرنے کی کیا ضرورت ہے!

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض صالحین اور مقربین پر کرم فرما کر نبی ﷺ ان کی قبر میں خود تشریف لے جائیں اور فرشتے نبی ﷺ کی طرف اشارہ کر کے سوال کریں۔ "تم اس شخص کے متعلق دنیا میں کیا کہتے تھے؟" اور عام مومنین کے لیے حجابات اٹھا کر نبی ﷺ کو روضہ انور میں دکھا کر سوال کیا جائے اور کفار اور منافقین کو آپ کی مثال دکھا کر سوال کیا جائے کہ "جن کی یہ مثال ہے تم ان کو دنیا میں کیا کہتے تھے؟"

آخر میں احقر نعیمی عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ علامہ ابو الفضل حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ پر رحم فرمائے کہ موصوف ایسی بات فرما گئے جو ان کی شایان شان نہ تھی بہر صورت ہر جید اور پڑھے لکھے عالم کو جو اس نے قرآن و حدیث سے استفادہ کرتے ہوئے سمجھا ہے رائے دینے کا حق حاصل ہے لیکن لفظ هذا جو کہ حقیقتاً" مشار الیہ حسی کے لیے اس مقام پر استعمال ہوا ہے اس کے سلسلے میں قارئین کرام نے محدث علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ عارف باللہ علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمتہ اور علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمتہ کی ایمان افروز عبارات سے اندازہ لگایا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل ایسا ہی علم و شعور عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

اہل محبت کے جذبات ملاحظہ فرمائیں۔ ؎

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں
گر فرشتے بھی اٹھائیں تو میں ان سے یوں کہوں
اب تو پائے ناز سے میں اے فرشتو! کیوں اٹھوں
مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے

اور مولانا محمد جمیل الرحمٰن قادری علیہ الرحمتہ خلیفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ الرحمٰن فرماتے ہیں۔

جب فرشتے قبر میں جلوہ دیکھائیں آپ کا
ہو زباں پر پیارے آقا الصلوہ والسلام
میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوہ والسلام
(قبالہ بخشش)

پھر پوچھا گیا کہ کیا بچوں سے بھی قبر میں سوال ہوگا؟ تو جواب دیا کہ ' ظاہر یہ ہے کہ سوال مکلف ہی سے ہوگا۔ ابن قیم نے کہا کہ قبر میں جسم کے اندر روح کا اعادہ ہوگا لیکن اس سے پہلی جیسی زندگی حاصل نہ ہوگی کہ جس میں کھانے پینے کی خواہشات شامل ہوں بلکہ اس سے ایک قسم کی زندگی حاصل ہوگی جس سے سوال ہوسکے گا' جس طرح سونے والے کی زندگی' جاگنے والی کی زندگی سے مختلف ہے۔ اسی طرح صاحب قبر کی زندگی' عام لوگوں کی زندگی سے مختلف ہے یہ ایک ایسی زندگی ہے جس کے ہوتے ہوئے موت کا لفظ بھی صادق آتا ہے یہ موت وزیست کے درمیان ایک درجہ ہے۔ حدیث میں یہ کہیں نہیں کہ یہ حیات باقی رہے گی' حدیث سے تو اس کی مثال کا بدن سے متعلق ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ مثال روح بدنی کے پھول پھٹ جانے اور منتشر ہونے کے بعد بھی متعلق ہے۔ ابن تیمیہ نے کہا کہ سوال کے وقت روح کا جسم میں آنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ اگرچہ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ یہ سوال بلا روح کے کئے جائیں گے اس گروہ میں ابن زاغوانی ہیں اور ابن جریر علیہ الرحمہ کے بارے میں بھی یہی سنا گیا ہے' لیکن جمہور اس قول کا انکار کرتے ہیں اور ان کے مقابلے میں بعض حضرات کہتے ہیں کہ سوال صرف روح سے ہی ہوگا' اس کے قائل ابن حزم' ابن عقیل علیہ الرحمہ ابن جوزی علیہ الرحمہ وغیرہم ہیں' لیکن یہ غلط ہے' کیونکہ اگر یہی بات ہے تو پھر سوال و جواب کے قبر میں خاص ہونے کی وجہ کیا ہے۔

۱۱) روض الریاحین (یافعی) میں شفیق بلخی علیہ الرحمہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے پانچ چیزوں کی تلاش کی تو ان کو پانچ چیزوں میں پایا (۱) گناہوں کے چھوڑنے کو نماز چاشت میں۔

(۲) قبروں کی روشنی کو تہجد میں۔ ۳) منکر نکیر کے جواب کو تلاوت قرآن میں (۴) پل صراط پر سے گزرنے کو روزہ اور صدقہ میں۔ (۵) سایہ عرش کو گوشہ نشینی میں۔

۱۲) ابو الفضل طوسی نے عیون الاخیار میں اپنی سند سے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میت ملک الموت علیہ السلام کا بے ہوشی کے عالم میں مشاہدہ کرتی ہے اور منکر نکیر کا اسی حالت میں۔

۱۳) ہمارے شیخ علم الدین بلقینی کے فتاویٰ میں ہے کہ میت قبر میں منکر نکیر کے سوالات کا جواب سریانی میں دے گی' لیکن مجھے اس کی سند نہیں ملتی۔ اور ابن حجر علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ظاہر حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ جوابات عربی میں ہوں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہر شخص سے اس کی زبان میں سوال ہو۔

۱۴) بزازی حنفی نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا کہ میت جس مقام پر ٹھہرے گی' وہیں اس سے سوال ہوگا' مثلاً جو کسی درندے کے پیٹ میں ہوگا اس سے وہیں سوال ہوگا اور جس کو کسی تابوت میں رکھا جائے گا' تو اس سے اس وقت تک سوال نہ ہوگا کہ جب تک اس کو قبر میں دفن نہ کیا جائے۔

ان لوگوں کا بیان جن سے قبر میں سوال نہیں ہوگا

(اس باب میں 13 روایات ہیں)

۱) ابو القاسم سعدی نے "کتاب الروح" میں کہا کہ' بروایات صحیحہ یہ بات ثابت ہے کہ بعض حضرات سے قبر میں سوال نہ ہوگا اور منکر نکیران کے پاس نہ آئیں گے اور یہ یا تو اس شخص کی ذاتی خصوصیات ہیں' یا موت کے وقت کی شدت کی وجہ سے یا مبارک زمانے کی وجہ سے۔

۲) نسائی نے اپنی سند سے روایت کی کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا "یہ کیا بات ہے کہ شہید کے علاوہ ہر مومن قبر میں آزمائش کے اندر ڈالا جائے گا؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تلوار کی بجلی اس کے لئے بجائے عذاب قبر کے ہوگی۔"

۳) نسائی اور طبرانی نے "اوسط" میں ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ جس نے دشمن سے صبر کے ساتھ مقابلہ کیا حتی کہ غالب ہوا' یا شہید ہوا تو اسے عذاب قبر نہ ہوگا۔

۴) مسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ ایک دن رات اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لئے جو سرحد پر مستعد رہا (تو اس کا یہ عمل) ایک ماہ کی نماز اور روزوں سے بہتر ہے۔ اور اگر وہ اس حالت میں مرگیا تو اس کا عمل (۱۳۳) جاری کردیا جائے گا اور اس کا رزق بھی' نیز منکر نکیر سے بھی اسے نجات مل جائے گی۔

۵) ترمذی نے فضالہ بن عبید سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ' ہر میت کا عمل ختم ہوجاتا ہے سوائے اس شخص کے جو راہ خدا میں جہاد کی تیاری میں ہو کیوں کہ اس کا یہ عمل قیامت تک بڑھتا ہی رہے گا اور وہ فتنہ قبر سے محفوظ ہوجائے گا ابن ماجہ کی روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ قیامت کی گھبراہٹ سے بھی محفوظ رہے گا احمد' طبرانی' بزار' ابن عساکر وغیرہم نے اسی مضمون کی روایات اپنی سند سے کیں۔

۶) ابن ماجہ و بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مرض میں مرا وہ شہید ہوا اور عذاب قبر سے بچا۔ اور صبح و شام اس کا رزق جنت سے لاکر اس پر پیش کیا جائے گا۔ قرطبی کہتے ہیں کہ اگر یہ مرض عام ہے۔ لیکن دیگر احادیث سے اس میں قید معلوم ہوتی ہے کہ جس کو استسقاء یا اسہال کی بیماری ہو' اس کو قبر میں عذاب نہ ہوگا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا شخص بہ قائمی ہوش و حواس مرتا ہے' تو اب اس سے مزید سوال نہ ہوگا' بہ خلاف دوسرے امراض میں مرنے والوں کے کہ ان کی عقل و حواس گم ہوجاتی ہے۔

۷) مروی ہے کہ جو شخص ہر رات سورہ تبارکؐ پڑھے گا۔ اس سے منکر نکیر سوال نہ کریں گے۔

۸) جویبر نے اپنی تفسیر میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس نے سورہ ملک ہر رات تلاوت کی' وہ فتنہ قبر سے محفوظ رہے گا۔ اور جو پابندی سے "اِنِّیۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّکُمۡ فَاسۡمَعُوۡنِ" (سورہ یٰسین آیت نمبر ۲۵) پڑھتا رہا۔ تو اس پر منکر نکیر کا سوال آسان ہوجائے گا۔ کعب رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۹) احمد، ترمذی، ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ، جو مسلمان جمعہ کے روز یا جمعہ کی رات میں انتقال کرے گا وہ فتنہ قبر سے محفوظ رہے گا۔

۱۰) قرطبی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ یہ احادیث گزشتہ احادیث سے متعارض نہیں بلکہ ان احادیث کی تخصیص کرتی ہیں اور یہ بتاتی ہیں کہ جو شخص دنیا میں ان مصائب کو برداشت کرچکا ہے وہ سوال سے محفوظ رہے گا۔ ان باتوں میں قیاس و عقل کو دخل نہیں بلکہ یہاں تو اطاعت و انقیاد کے علاوہ کچھ چارہ نہیں۔ کیوں کہ ظاہر ہے کہ جو شخص میدان جنگ میں گیا اور اس کے سامنے موت آئی اور تلوار کی جھنکار اس نے سنی، پھر بھی جما رہا تو یہ اس کے سچے مومن ہونے کی علامت ہے کیوں کہ اگر منافق ہوتا تو منافق ایسے مواقع پر کبھی ٹھہر نہیں سکتا بلکہ میدان چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ یہ تو مومن صادق کی شان ہے۔ اب جب کہ میدان جنگ میں اس نے اپنے پاک عقیدے کا بین ثبوت دے دیا تو سوال کا اعادہ قبر میں کیوں کر ہوگا؟ قرطبی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جب شہید سے سوال نہ ہوگا تو صدیق تو اس سے بھی مرتبہ میں اعلیٰ ہے بلکہ وہ شخص جس نے جہاد بھی نہ کیا بلکہ محض اپنے گھربار کو چھوڑ کر سرحد کی حفاظت کو آیا، وہ بھی سوال سے محفوظ رہے گا۔ تو صدیق کا تو پھر کیا کہنا۔ حکیم ترمذی نے صراحت کردی کہ "صدیقین سے سوال نہ ہوگا" ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں کہ (۱۳۴) وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ہم اس کا مطلب یہ سمجھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ ہے کہ کچھ لوگوں کا وہ مرتبہ اتنا بلند فرمادے کہ ان کو سوال قبر سے مستثنیٰ کردے، جیسے کہ صدیقین اور شہداء۔ حکیم ترمذی سے جو بات منقول ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ انعام میدان جہاد میں شہید ہونے والوں ہی کے ساتھ مخصوص ہے لیکن احادیث سے اس طرف رہنمائی ہوتی ہے کہ یہ ہر قسم کے شہید کو عام ہے۔ ابن حجر علیہ الرحمہ نے بذل الماعون فی فضل الطاعون" میں یقین سے کہا کہ، طاعون سے مرنے والا بھی سوال قبر سے مستثنیٰ ہے کیوں کہ وہ معرکہ میں شہید ہونے والے کی طرح ہے کیوں کہ جو اس مرض میں صبر کرتا ہے وہ یقین کرلیتا ہے کہ اس کو وہ مصیبت ہی پہنچ سکتی ہے جو اللہ کی طرف سے مقدر ہوتی ہے اس طرح اس کے ضمیر کی صداقت اور حقانیت ظاہر ہوجاتی ہے پھر اس سے دوبارہ سوال کی کیا حاجت۔ حکیم ترمذی نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اس سے سوال ساقط ہونے

کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنے آپ کو اللہ کے دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے لئے روک رکھا ہے اب جب کہ وہ اسی حالت پر مرگیا تو اس کے ضمیر کی صداقت ظاہر ہوجائے گی اور فتنہ قبر سے محفوظ ہوجائے گا۔ اور جو شخص جمعہ کو مرتا ہے اس پر ان انعامات سے حجابات اٹھ جاتے ہیں' جو اللہ نے اس کے لئے تیار کئے ہیں' کیونکہ جمعہ کے روز جنہم بھڑکایا نہیں جاتا اور نہ ہی جنہم کے دروازے کھلتے ہیں۔ تو اس دن اللہ تعالیٰ کا کسی مومن کی روح کو قبض کرنا اس کے سعادت مند ہونے کی کافی دلیل ہے۔ جو شخص جمعہ کو مرتا ہے اس کو شہید کا سا اجر ملتا ہے نیز قیامت کے دن اس پر شہید کی مہر ہوگی۔

۱۱) حمید نے اپنی "ترغیب" میں ایاس بن بکیر سے روایت کی کہ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کو مرا' اسے شہید کا اجر ملے گا اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

۱۲) حمید نے اپنی سند سے عطاء بن یسار سے روایت مذکورہ مع اضافہ کے کی' لیکن اگر شہید میں مزید تعمیم کردی جائے تو بہت ہی اچھا ہو کیوں کہ شہداء تیس سے زائد ہیں۔

میں نے ان کو ایک مستقل رسالے میں لکھا ہے۔ یہ سوال بہ کثرت کیا جاتا ہے کہ' آیا قبر میں بچوں سے بھی سوال ہوگا؟ تو اس مسئلہ کو ابن قیم نے کتاب الروح میں ذکر کرتے ہوئے حنابلہ کے دو قول نقل کئے ہیں: پہلا تو یہ کہ سوال ہوگا' کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بچہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور دعا کی کہ اے اللہ تو اس کو عذاب قبر سے بچانا۔ قرطبی علیہ الرحمہ نے بھی اس پر یقین ظاہر کیا ہے اور کہا کہ اس وقت ان کی عقل مکمل کردی جاتی ہے' تاکہ وہ اپنی نیک بختی کو پہچان سکیں۔ اور ان کو سوالات کے جوابات بھی بذریعہ الہام بتادیئے جاتے ہیں۔ ضحاک علیہ الرحمہ نے بھی یہی کہا۔ ابن جریر علیہ الرحمہ نے جویبر سے روایت کی کہ ضحاک بن مزاحم کا چھ روز کا بچہ مرگیا تو آپ نے فرمایا کہ جب میرے بچے کو اس کی قبر میں رکھو تو اس کے چہرے کو کھول دینا اور گرہ بھی کھول دینا کیوں کہ میرے بیٹے کو بٹھایا جائے گا اور سوال کیا جائے گا۔ میں نے پوچھا کہ اس سے کیا سوال ہوگا؟ تو انھوں نے کہا کہ' آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں جو اقرار لیا گیا تھا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ' سوال نہ ہوگا۔ کیوں کہ سوال تو اس سے ہوگا جو رسول اللہ ﷺ اور

اس کے بھیجنے والے کو سمجھتا ہو' تو اس سے پوچھا جائے گا کہ اس نے اس کی اطاعت کی یا نہیں؟ اور حدیث کا جواب یہ ہے کہ عذاب قبر سے مراد نہ قبر کا عذاب ہے اور نہ سوال' بلکہ وہ تکلیف ہے جو غم اور حسرت اور وحشت کی وجہ سے ہوگی۔ اور یہ بچوں کو بھی ہے' یہ قول صحیح اور صواب ہے۔ نسفی نے "بحر الکلام" میں کہا کہ انبیاء علیہ السلام اور مومنین کے بچوں سے حساب و کتاب نہ ہوگا اور نہ ہی منکر نکیر کا سوال ہوگا۔ ہمارے علمائے شافعیہ نے فرمایا کہ دفن کے بعد بچہ کو تلقین نہ کی جائے' یہ صرف بالغ کے لئے ہے۔ چنانچہ علامہ نووی علیہ الرحمہ نے الروضہ میں بھی ذکر کیا اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ بچوں سے سوال نہ ہوگا اور حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

فائدہ:۔ ابن جوزی علیہ الرحمہ نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعاً روایت کی' جو شخص داڑھی میں خضاب (۱۳۵) لگاتا تھا وہ مرگیا تو اس سے منکر نکیر سوال نہ کریں گے۔ منکر کہے گا' اے نکیر میں اس شخص سے کیوں کر سوال کروں کہ جس کے چہرے پر اسلام کا نور درخشاں ہے۔

قبر کی گھبراہٹ اور اس کا مومن کے لئے فراخ اور آسان ہونا

(اس باب میں 38 روایات ہیں)

۱) حاکم' بیہقی' ابن ماجہ اور ہناد نے "زاہد" میں عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام ہانی سے روایت کی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی تر ہو جاتی تو ان سے کہا جاتا کہ آپ جنت کا ذکر کرتے ہیں اور نہیں روتے' لیکن قبر کو دیکھ کر روتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ قبر پہلی منزل ہے' جس نے اس سے نجات پائی تو بعد والی منازل اس کے لئے آسان ہیں اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو بعد والی منازل اس سے بھی زائد کٹھن اور دشوار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر کا منظر ہر منظر سے زیادہ ہولناک ہے۔

۲) ابن ماجہ نے براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازہ میں شریک تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے پر بیٹھے اور خود بھی روئے اور دوسروں کو بھی رلایا' حتی کہ مٹی بھیگ گئی۔ پھر فرمایا کہ اے بھائیو! اس کے لئے تیاری کرو۔

۳) احمد ' نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ' ایک شخص کا مدینہ میں انتقال ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کاش کہ اس کا انتقال اس کی جائے پیدائش میں نہ ہوتا تو لوگوں نے عرض کی کہ وہ کیوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لئے کہ جب انسان اپنے مولد کے سوا کہیں اور مرتا ہے تو اس کو جنت میں اسی قدر مسافت دیدی جائے گی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

۴) بیہقی نے عذاب قبر میں اور ابن ابی الدنیا نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "قبر یا تو جہنم کا گڑھا ہے یا جنت کا ایک ٹکڑا ہے" ابن ابی شیبہ نے بھی یہی روایت کی۔

۵) ابن مندہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اپنی قبر میں ستر ہاتھ کے سبزہ زار میں پھرتا رہتا ہے اور چودھویں کے چاند کی طرح قبریں ہوتی ہیں۔

۶) علی بن معبد نے معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ آپ بتائیے کہ مردے کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ مومن ہے تو اس کی قبر چالیس ہاتھ بڑھادی جاتی ہے۔ قرطبی نے کہا کہ یہ معاملہ ضغطہ قبراور سوال کے بعد ہوگا اور کافر کی قبر مسلسل تنگ ہی رہے گی۔ حضور علیہ السلام کا فرمان کہ روضہ من ریاض الجنہ اوحفرہ من حفرہ النار ہمارے نزدیک حقیقت پر محمول ہے اس سے مجازی معنی مراد نہیں اور مومن کی قبر سبزہ سے بھرجاتی ہے اور بعض علماء نے اس کے مجازی معنی مراد لئے یعنی مومن پر سوال کا آسان ہوجانا اور راحت و عیش سے رہنا' گویا کہ حد نگاہ تک وسعتیں پھیلی ہوئی ہیں' قرطبی کہتے ہیں صحیح پہلی بات ہی ہے۔

۷) احمد نے زہد میں اور ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں وہب بن منبہ سے روایت کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریین کے ہمراہ ایک قبر پر کھڑے تھے' تو لوگوں نے قبر کی وحشت' تاریکی اور تنگی کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم اس سے بھی زائد تنگ جگہ میں تھے' یعنی ماں کے پیٹ میں تو اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ وسعت دی جائے تو اس نے وسعت دی۔

۸) ابن ابی الدنیا نے "کتاب المحتضرین" میں ابو امامہ کے ساتھی ابو غالب سے روایت کی کہ شام

میں ایک شخص کی موت کا وقت آگیا تو اس نے اپنے چچا سے کہا کہ اگر مجھ کو اللہ میری ماں کی طرف لوٹادے تو بتایئے کہ وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گی؟ انھوں نے کہا کہ بخدا وہ تم کو جنت میں داخل کردے گی۔ تو اس شخص نے کہا کہ اللہ مجھ پر والدہ سے بھی زائد مہربان ہے۔ پھر اس نوجوان کا اس گفتگو کے بعد انتقال ہوگیا تو میں اس کے چچا کے ساتھ قبر میں داخل ہوا تو اچانک ایک اینٹ گر پڑی تو اس کا چچا کود کر آگے بڑھا۔ پھر رک گیا۔ میں نے کہا کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اس کی قبر نور سے بھرپور ہے نیز حد نگاہ تک وسیع ہے۔

۹) ابن ابی الدنیا نے محمد بن ابان سے روایت کی اور انھوں نے حمید سے، انھوں نے کہا کہ میری ایک بھتیجی تھی۔ اور انھوں نے بھی (ایک روایت) مذکورہ بالا حکایت کی طرح سنائی۔ لیکن انھوں نے یہ کہا کہ میں نے قبر میں جھانک کر دیکھا تو وہ میری حد نگاہ تک وسیع تھی، تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا تم کو بھی وہ نظر آیا جو مجھ کو بھی نظر آیا تھا تو انھوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ تم کو مبارک ہو۔

۱۰) ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ بنو حضری کے بزرگوں میں ایک بزرگ شخص بصرہ میں رہتا تھا اس کا ایک بھتیجا تھا جو فاحشہ عورتوں کی صحبت میں رہتا تھا۔ بوڑھا ہمیشہ اپنے اس بھتیجے کو نصیحت کرتا تھا۔ اتفاقاً وہ لڑکا مرگیا۔ جب اس کو قبر میں اتار دیا گیا تو کچھ شبہ ہوا۔ چنانچہ ایک اینٹ ہٹا کر اندر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اس کی قبر بصرہ کے گھوڑ دوڑ کے میدان سے بھی زائد وسیع ہے اور وہ درمیان میں کھڑا ہے پھر اینٹ کو واپس لگادیا گیا اور گھر آکر اس کی بیوی سے اس کے اعمال کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ یہ جب موذن کی شہادت کو سنتا تھا تو کہتا تھا کہ "جس کی تو گواہی دیتا ہے اسی کی گواہی میں بھی دیتا ہوں" اور دوسروں سے بھی کہتا تھا کہ یہی کہو۔

۱۱) مجھ سے عبدالرحمٰن بن احمد جعفی نے اپنی سند سے بیان کیا کہ میں نے کوفہ میں ایک جوان کی نمازہ جنازہ میں شرکت کی، اب جو میں اس کی قبر درست کرنے کو داخل ہوا، تو اینٹیں لگانے میں ایک اینٹ گر گئی تو مجھے اندر کعبہ اور طواف کا منظر نظر آیا۔

۱۲) ابو اسحاق ابراہیم بن ابی سفیان کی کتاب الدیباج میں ہے کہ مجھے ایک قبر کھودنے والے نے

بتایا کہ' میں دو قبریں کھود چکا تو تیسری قبر میں لگ گیا۔ دھوپ بہت سخت تھی تو میں نے گڑھے کے اوپر چادر ڈال دی اور میں اندر بیٹھ گیا۔ اتنے میں دو شخص سفید گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے اور پہلی قبر پر کھڑے ہو گئے' پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ لکھو اس نے کہا کہ کیا لکھوں؟ اس نے کہا تین میل مربع لکھو۔ پھر دوسری قبر پر پہنچے اور کہا کہ لکھو' حد نگاہ تک۔ پھر وہ اس قبر پر آگئے جس میں میں تھا تو ایک نے دوسرے سے لکھنے کو کہا۔ اس نے کہا کہ کیا لکھوں؟ کہا کہ لکھو (۱۳۶) "فتر فی فتر" اب میں بیٹھ کر جنازوں کا انتظار کرنے لگا۔ تو ایک جنازہ تھوڑے سے انسانوں کے ساتھ آیا اور پہلی قبر پر روک دیا گیا۔ میں نے کہا کہ یہ کسی کی میت ہے؟ جواب ملا کہ ایک بہشتی ہے (پانی بھرنے والا) کبیر السال تھا مر گیا' ہم نے چندہ کیا اور اس کے دفن کا انتظام کر دیا۔ میں نے کہا کہ میں کچھ نہ لوں گا یہ اس کے بچوں کو دے دینا۔ میں نے اس کو ان کے ساتھ لے کر دفن کرا دیا۔ پھر دوسرا جنازہ آیا اس کے ساتھ صرف اس کے اٹھانے والے ہی تھے' یہ اس (قبر) پر جس کے بارے میں کہا گیا تھا کہ "حد نگاہ تک" رکا میں نے دریافت کیا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ انھوں نے کہا کہ ایک مسافر ہے جو گھوڑے پر مر گیا تھا اور اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ میں نے اس سے بھی کچھ نہ لیا۔ پھر تیسرے کا انتظار کرنے لگا۔ اب عشاء کے قریب ایک سردار کی عورت کو لائے۔ میں نے دفن کر کے پیسے مانگے تو انھوں نے میرے سر پر جوتے مارے اور چل دیئے۔

۱۳) ابن ابی الدنیا سے مروی ہے کہ ایک شخص ایسے وقت آیا جب کہ میت کو اس کی قبر میں لٹایا جا رہا تھا تو اس نے کہا کہ جو ماں کے پیٹ میں بچے پر آسانی کرتا ہے وہ تجھ پر بھی آسانی کر سکتا ہے۔

۱۴) ابن ابی الدنیا سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ قبر کی تاریکی اور تنگی کا کیا حال ہو گا؟ آپ نے فرمایا کہ انسان جس حال پر ہوتا ہے اسی حال پر اس کی وفات ہوتی ہے۔

۱۵) آجری نے "کتاب الغرباء" میں روایت کی کہ' ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے بحرین میں ایک میت کو غسل دیا تو اس کے گوشت پر لکھا تھا کہ طوبی لک یا غریب (اے مسافر تیرے لئے اچھائی ہو۔) میں نے غور سے دیکھا تو یہ لکھائی کھال اور گوشت کے درمیان تھی۔

۱۶) ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں عقبہ بن ابی معیط سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں احنف بن قیس کے جنازہ میں شریک ہوا اور ان کی قبر میں اترا تو میں نے دیکھا کہ اس کو حد نگاہ تک فراخ کردیا گیا ہے تو میں نے ساتھیوں کو بتایا۔ لیکن جو میں نے دیکھا' وہ نہ دیکھ سکے۔

۱۷) ابو الحسن بن ہرلی نے "کتاب کرامات الاولیاء" میں روایت کی۔ حجاج نے ماہان حنفی کو ان کے دروازے پر سولی دی کیوں کہ اس کی عادت تھی کہ قاریوں کو ان کے دروازے ہی پر سولی دیتا تھا۔ تو ہم رات کے وقت وہاں روشنی دیکھتے تھے۔

۱۸) ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں اور ابو داؤد نے اپنی "سنن" میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب نجاشی کا انتقال ہوگیا' تو ہم اس کی قبر پر مسلسل نور دیکھتے تھے۔

۱۹) ابو نعیم نے مغیرہ بن حبیب سے روایت کی کہ عبداللہ بن غالب دانی ایک جنگ میں شہید ہوگئے۔ جب ان کو دفن کیا گیا تو ان کی قبر سے مشک کی مہک آئی۔

ایک مرتبہ ان کے کسی بھائی نے ان کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کیا برتاؤ ہوا؟ کہا کہ بہت اچھا۔ پھر پوچھا کیا ٹھکانہ ملا؟ کہا جنت۔ پھر پوچھا' کس سبب سے؟ کہا کہ "حسن یقین" اور "تہجد کی نماز" اور پیاسا(۱۳۷) رہنا۔ پوچھا کہ خوشبو تمہاری قبر میں کیسی آتی ہے؟ کہا کہ یہ تلاوت اور روزہ کی وجہ سے ہے۔

۲۰) احمد علیہ الرحمہ نے "زہد" میں مالک بن دینار علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ میں عبداللہ بن غالب کی قبر میں اترا اور اس کی تھوڑی سی مٹی ہاتھ میں لی تو وہ مشک کی طرح تھی۔ اب لوگ اس قبر کی وجہ سے فتنہ(۱۳۸) میں مبتلا ہوئے تو اس کو پاٹ دیا گیا۔

۲۱) فردوس دیلمی میں ہے کہ' آخرت کے انصاف کی پہلی منزل قبر ہے جس میں شریف و کمین کی کچھ تمیز نہیں۔

۲۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کی سب سے زائد قابل رحم حالت وہ ہوتی ہے جب اس کے گھر والے اس کو دفن کرکے واپس جاتے ہیں۔

۲۳) ابن ابی الدنیا نے ابو عاصم حنبلی سے مرفوعاً روایت کی کہ سب سے پہلا تحفہ مومن کو اس کی قبر میں یہ ملتا ہے کہ تو خوش ہوجا' کہ جن لوگوں نے تیرے جنازہ کا ساتھ دیا ان کی مغفرت

ہوئی۔ (جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے)

باب

اسی مضمون کی بہت سی احادیث دوسرے حضرات سے مروی ہیں۔

۲۴) مسلم علیہ الرحمہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال پر فرمایا کہ "اے اللہ! ان کے لئے فراخی عطا فرما اور ان کی قبر کو منور فرما"

۲۵) مسلم علیہ الرحمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبریں تاریکی میں ڈوبی ہوئی ہیں' اللہ تعالیٰ لوگوں پر میری دعا کرنے کی وجہ سے ان کو منور فرمائے گا۔

۲۶) دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مسجد میں ہنسنا قبر میں تاریکی کا باعث ہے۔

۲۷) ابن ابی الدنیا نے "کتاب التہجد" میں سری بن فحلد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ' جب تم کہیں سفر پر جاتے ہو تو کتنی تیاری کرتے ہو' تو قیامت کے سفر کی تیاری کا کیا عالم ہوگا۔ اے ابو ذر رضی اللہ عنہ میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جو تم کو نفع دے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں بتایئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخت گرمی کے موسم میں حشر کے لئے روزہ رکھو اور رات کی تاریخی میں دو رکعتیں پڑھنا' تاکہ قبر میں روشنی ہو۔

۲۸) دیلمی اور خطیب نے "الرؤیہ" میں مالک سے اور ابو نعیم وابن عبداللہ نے "تمہید" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' جس نے ہر دن سو مرتبہ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین پڑھا تو وہ فقر سے محفوظ رہے گا' قبر میں وحشت نہ ہوگی اور جنت کے دروازے اس کے لئے کھل جائیں گے۔ (خطیب نے بھی اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)

۲۹) دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عالم مرجاتا ہے تو اس کا علم قیامت تک قبر میں اس کو مانوس کرنے کے لئے متشکل (اچھی شکلوں میں) ہو کر رہتا ہے اور زمین کے کیڑوں کو دفع کرتا ہے۔

۳۰) امام احمد علیہ الرحمہ نے زہد میں اور ابن عبداللہ علیہ الرحمہ نے کتاب العلم میں اپنی سند سے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ خیر اور بھلائی کی باتیں خود بھی سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ کیوں کہ میں خیر کے سیکھنے اور سکھانے والوں کی قبر کو منور کرونگا تاکہ ان کو وحشت نہ ہو۔

۳۱) لالکائی نے سنتہ میں ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ میں نے ایک جنازہ کو اٹھایا تو کہا کہ اللہ میرے لئے موت میں برکت دے۔ تو کوئی بولنے والا میت کے تخت پر سے بولا۔ اور موت کے بعد بھی' یہ سن کر مجھ پر بہت خوف طاری ہوا۔ جب لوگ دفن کر چکے تو میں قبر کے پاس متفکر ہو کر بیٹھ گیا کہ اچانک قبر سے ایک شخص نمودار ہوا' جس کے کپڑے صاف تھے حسین چہرہ تھا اور خوشبو مہک رہی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ ' اے ابراہیم! میں نے کہا کہ لبیک' آپ کون ہیں خدا آپ پر رحم فرمائے۔ اس نے کہا کہ تخت پر سے "موت کے بعد بھی" کہنے والا میں ہی ہوں۔ میں نے کہا کہ آخر آپ کا نام کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ میرا نام سنت ہے میں دنیا میں انسان کی ہوتی ہوں' اور قبر میں نور و مونس و غم گسار' اور قیامت میں جنت کی طرف رہنما اور قائد بنتی ہوں۔

۳۲) محمد بن لال اور ابو الشیخ نے "الثواب" میں اور ابن ابی الدنیا نے جعفر بن محمد سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی مومن کو خوشی کی بات سناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو خدا کی عبادت اور توحید بیان کرتا ہے اور جب یہ بندہ مرتا ہے تو خوشی کا یہ فرشتہ اس کی قبر میں آتا ہے اور دریافت کرتا ہے کہ کیا تم مجھ کو پہچانتے ہو؟ تو وہ بندہ پوچھتا ہے کہ آپ کون ہیں؟ وہ کہتا ہے میں اس خوشی کی شکل ہوں جو تو نے فلاں مومن کو عطا کی تھی' اب میں تیری وحشت میں تیرا مونس ہوں اور میں تجھے تیری حجت بتاؤں گا اور قول ثابت سے تجھ کو ثابت قدمی عطا کروں گا اور قیامت میں تیرے پاس آؤں گا اور تیرے لئے شفاعت کروں گا اور تیرا مقام تجھ کو جنت میں دکھاؤں گا۔

۳۳) ابن مندہ نے ابو کاہل سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو کاہل! خوب

جان لو کہ جو لوگوں کو تکلیف پہنچانے سے باز رہا تو خدا تعالیٰ اس کو لازمی قبر کی تکلیف سے محفوظ رکھے گا۔

۳۴) ابو الفضل طوسی نے "عیون الاخیار" میں عمر ؓ سے مرفوعاً روایت کی کہ 'جس نے اللہ کی مساجد کو روشن کیا' اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو روشن فرمائے گا اور جس نے اس میں خوشبوئیں رکھیں تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے خوشبو مہیا فرمائے گا۔

۳۵) دیلمی نے ابو بکر صدیق ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ 'مریض کی عیادت کرنے والے کو کیا اجر ملے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے لئے دو فرشتے مقرر کئے جائیں گے جو قبر میں ہر روز اس کی عیادت کریں گے' حتی کہ قیامت آجائے گی۔ سعید بن منصور نے بھی ایسا ہی روایت کیا۔

۳۶) حکیم ترمذی نے ابو حذیفہ ؓ سے روایت کی کہ 'انھوں نے فرمایا کہ قبر میں بھی حساب ہے اور آخرت میں بھی حساب ہے تو جس کا حساب قبر میں ہوگیا اسے نجات ہوگئی اور جس کا نہ ہوا اسے قیامت میں عذاب ہوگا۔ تو مومن کا حساب قبر میں ہوتا ہے کہ کل میدان حشر میں آسانی ہو۔

۳۷) احمد علیہ الرحمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہ ہوگا کہ اس کا حساب حشر میں ہو اور اس کی مغفرت کی جائے مسلم اپنا عمل قبر ہی میں دیکھ لے گا۔

۳۸) ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حذیفہ ؓ سے روایت کی کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے و قدرت میں میری جان ہے کہ جو شخص قتل عثمان ؓ سے ذرہ برابر رغبت رکھے گا اگر شخص ایسا نہ ہوگا کہ اس کا حساب حشر میں ہو اور اس کی مغفرت کی جائے مسلم اپنا عمل قبر ہی میں دیکھ لے گا۔

۳۸) ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حذیفہ ؓ سے روایت کی کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے و قدرت میں میری جان ہے کہ جو شخص قتل عثمان ؓ سے ذرہ برابر رغبت رکھے گا اگر وہ دجال کا زمانہ پائے گا تو اس پر ایمان لائے گا' ورنہ وہ اس پر قبر میں ایمان لائے گا۔

عذاب قبر کا بیان

(اس باب میں 59 روایات ہیں)

ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں عذاب قبر سے۔ عذاب قبر کا تذکرہ قرآن حکیم میں جابجا ہے جیسا کہ میں نے اپنی کتاب اکلیل فی استنباط التنزیل میں بیان کیا۔

۱) بخاری علیہ الرحمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے کہ (۱۳۹) اللھم انی اعوذ بک من عذاب القبر

۲) بخاری علیہ الرحمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عذاب قبر حق ہے۔

۳) ابن ابی شیبہ اور مسلم نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام بنو نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اتنے میں وہ خچر شوخی کرنے لگا اب جو دیکھا تو چھ یا پانچ یا چار قبریں اس کے قریب تھیں۔ حضور علیہ السلام نے دریافت کیا کہ ان قبر والوں کو کون پہچانتا ہے؟ تو ایک شخص بولا کہ میں پہچانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کب مرے؟ تو اس نے کہا کہ حالت شرک میں مرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کو قبر(۱۴۰) میں عذاب ہو رہا ہے۔ اگر تمہارے مرجانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں دعا کرتا کہ یہ عذاب تم کو سنادیا جاتا۔ احمد اور بزار نے جابر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت کی۔

۴) ابن ابی شیبہ اور شیخین نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر والوں کو ایسا عذاب دیا جاتا ہے جس کو چوپائے سنتے ہیں۔

۵) احمد' ابو یعلی' آجری اور ابن مندہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی قبر میں باغ ہوتا ہے اور قبر ستر گز اس کے لئے فراخ کردی جاتی ہے اور اس میں چودھویں کے چاند کی طرح روشنی ہوتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کو یہ آیت (۱۴۱) فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا معلوم ہے کہ کس بارے میں نازل ہوئی؟ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی اللہ ورسولہ اعلم۝(۱۴۲) تو آپ نے فرمایا یہ کافر کے عذاب قبر کے

بارے میں نازل ہوئی۔ قسم ہے اس کی کہ جس کے قبضے و قدرت میں میری جان ہے' کافر پر اس کی قبر میں ننانوے اژدھے مسلط کردیئے جاتے ہیں جو قیامت تک اس پر پھنکارتے رہیں گے اور اسے ڈستے رہیں گے۔

۷) احمد علیہ الرحمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ' کافر پر دو سانپ مقرر ہوں گے ایک سر کی جانب سے اور دوسرا پیر کی جانب سے' وہ اس کو قیامت تک کاٹتے رہیں گے۔

۸) ابن ابی شیبہ' ابن ابی الدنیا اور آجری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پیشاب کی چھینٹوں سے بچو کہ عموماً عذاب قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔

۹) ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اور شیخین علیہ الرحمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے معاملے میں نہیں' ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر قبر پر ایک ایک لگادی۔ صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ یہ کیوں کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ شاید(۱۴۳) جب تک یہ خشک نہ ہوں' اللہ ان کے عذاب میں کمی فرمائے۔ ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے ایسی ہی روایت کی۔

۱۰) احمد علیہ الرحمہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' رسول اللہ ﷺ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے کھجور کے باغ میں چل رہے تھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ' اے بلال رضی اللہ عنہ! کیا تم وہ سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ اس قبر والے کو عذاب دیا جارہا ہے۔ پس اس کے بارے میں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ یہودی تھا۔

۱۱) بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر میں عذاب تین چیزوں سے ہوتا ہے: (۱) پیشاب' (۲) غیبت' (۳) چغل خوری

۱۲) ابن ابی شیبہ نے عکرمہ علیہ الرحمہ سے اللہ تعالیٰ کے قول (۱۴۴) كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ کی تفسیر یہ بیان کی کہ کفار جب قبر میں رسوا کن عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو

رحمت الٰہی سے محروم ہو جائیں گے۔

۱۳) طبرانی نے "اوسط" میں' اور ابن ابی الدنیا نے "کتاب القبور" میں' لالکائی نے مسند میں' ابن مندہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں بدر کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص گڑھے سے نکلا جس کی گردن میں زنجیر تھی۔ اس نے مجھے پکار کر کہا کہ اے عبداللہ مجھے پانی پلاؤ۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ اس نے میرا نام لے کر پکارا یا عرب کے طریقہ پر پکارا اس کے پیچھے ایک آدمی کوڑا لئے ہوئے نکلا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اے عبداللہ تم اس کو پانی نہ پلانا کیوں کہ یہ کافر ہے۔ پھر اس کو کوڑے سے مارا حتیٰ کہ وہ اپنے گڑھے کی طرف واپس لوٹ گیا۔ تو میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کو دیکھا؟ میں نے کہا ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ابو جہل تھا' اور یہ اس کا عذاب ہے قیامت تک۔

۱۴) ابن ابی الدنیا نے "کتاب من عاش بعد الموت" میں' اور خلال نے "السنہ" میں' اور ابن البراء نے "روضہ" میں' ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں ایک سفر کے موقع پر زمانہ جاہلیت کے قبرستان پر گزرا تو ایک قبر سے ایک آدمی نکلا جس پر آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے اور گلے میں آگ کی زنجیر تھی۔ میرے پاس پانی کا ایک برتن تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا کہ' اے عبداللہ! مجھے سیراب کرو۔ اتنے میں اسی کے پیچھے ایک آدمی قبر سے اور نکلا اور اس نے کہا کہ اے عبداللہ! تم اس کو سیراب نہ کرنا کیوں کہ یہ کافر ہے۔ پھر اس نے اس کو کوڑے سے مارا اور کھینچ کر قبر میں دھکیل دیا۔ پھر میں نے رات ایسی بڑھیا کے پاس گزاری جس کے گھر کے قریب ایک قبر تھی تو میں نے قبر سے آواز سنی کہ بول وما بول' شن وما شن ○(۱۴۵) میں نے بوڑھیا سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ میرا شوہر ہے جب پیشاب کرتا تھا تو اس کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ میں اس سے کہتی تھی کہ اونٹ جب پیشاب کرتا ہے تو تو چھینٹوں سے نہیں بچتا ہے۔ لیکن وہ نہ سنتا تھا۔ تو اب جب سے مرا ہے کہہ رہا ہے کہ بول وما بول میں نے کہا کہ الشن وما الشن کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس کے پاس ایک پیاسا شخص آیا۔ تو اس نے کہا کہ مجھے پانی پلاؤ۔ اس نے کہا کہ مشکیزہ لے لو۔ جب اس شخص نے مشکیزہ اٹھایا تو وہ خالی تھا۔ وہ

شخص اس کو خالی دیکھ کر بے ہوش ہوگیا اور پھر مرگیا تو یہ اس دن ہی سے پکار رہا ہے "مشکیزہ مشکیزہ" پھر جب میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے تنہا سفر کرنے کی ممانعت فرمادی۔

۱۵) ابن ابی شیبہ نے قبور میں' حویرث بن رباب سے بالکل اسی طرح واقعہ بیان کیا' اس میں اتنے الفاظ مزید ہیں کہ جب میں اس عجیب و غریب واقعہ کو دیکھ چکا تو صبح کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا کہ بخدا میں تیری تکذیب نہیں کرتا تو نے مجھے سچا واقعہ سنایا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چند بزرگوں کو بلایا' جو زمانہ جاہلیت پاچکے تھے۔ جب وہ آئے تو آپ نے حویرث سے کہا کہ پورا واقعہ ان بزرگوں کو سناؤ چنانچہ انھوں نے سنایا۔ وہ بزرگ سن کر کہنے لگے کہ اے امیرالمومنین رضی اللہ عنہ! قبر والے آدمی کو ہم نے پہچان لیا یہ بنو غفار کا ایک شخص ہے جو زمانہ جاہلیت میں مرچکا تھا' یہ شخص مہمانوں کا کوئی حق اپنے اوپر نہ رکھتا تھا۔

۱۶) احمد و نسائی' ابن خزیمہ اور بیہقی نے ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بقیع میں گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اُف' اُف" تو میں نے گمان کیا کہ شاید آپ میرا ارادہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس قبر والے شخص کو میں نے بنو فلاں کے پاس زکوٰۃ وصول کرنے بھیجا تھا تو اس نے ایک زرہ بطور خیانت بچالی۔ اب وہ زرہ آگ کی ہوگئی ہے اور اس کو پہنادی گئی ہے۔

۱۷) ابن ابی شیبہ' ہناد اور ابن ابی الدنیا نے عمر بن شرجیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک ایسا شخص انتقال کرگیا جس کو لوگ متقی سمجھتے تھے۔ جب وہ اپنی قبر میں آیا تو فرشتوں نے کہا کہ ہم تجھ کو اللہ کے عذاب کے سو کوڑے ماریں گے۔ اس نے کہا کہ کیوں مارو گے حالانکہ میں تو ورع و تقوے کو اختیار کئے ہوئے تھا۔ تو انھوں نے کہا کہ اچھا چلو پچاس ہی ماردیں گے۔ پھر وہ برابر بحث کرتا رہا' حتیٰ کہ وہ فرشتے ایک کوڑے پر آگئے اور انھوں نے ایک کوڑا مارا جس سے تمام قبر بھڑک اٹھی اور وہ شخص جل کر خاکستر ہوگیا پھر اس کو زندہ کیا گیا تو اس نے دریافت کیا کہ اب یہ تو بتاؤ کہ تم نے یہ کوڑا کیوں مارا؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ ایک روز تو نے بے وضو نماز پڑھ لی

تھی اور ایک روز ایک مظلوم تیرے پاس فریاد لے کر آیا۔ مگر تو نے فریاد رسی نہ کی۔ ابو الشیخ نے "کتاب التوبیخ" میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت کی۔

۱۸) بخاری اور بیہقی نے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بسا اوقات دریافت فرماتے' کیا تم میں کسی نے آج خواب دیکھا ہے تو ایک روز آپ نے فرمایا کہ آج رات میرے پاس دو شخص آئے اور انھوں نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو' میں ان کے ساتھ ہولیا وہ مجھ کو ارض مقدسہ میں لے آئے اور ہم نے دیکھا کہ ایک شخص لیٹا ہے اور اس کے سرہانے ایک شخص پتھر اٹھائے کھڑا ہے اور پے درپے پتھروں سے اس کے سر کو کچل رہا ہے۔ سر ہر مرتبہ کچلنے کے بعد ٹھیک ہو جاتا ہے۔ میں نے ان فرشتوں سے کہا کہ سبحان اللہ' یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ آگے چلئے۔ چنانچہ ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو گدی کے بل سو رہا تھا اور ایک شخص لوہے کا چمٹا لئے ہوئے اس پر کھڑا تھا اور وہ اس کی بانچھیں ایک طرف سے پکڑ کر اس کی گدی کی طرف کھینچتا تھا اور اس کے نتھنے اور آنکھیں بھی گدی کی طرف اور پھر دوسری جانب سے بھی ایسا ہی کرتا تھا۔ ابھی ایک جانب سے وہ اپنا کام مکمل کرپاتا تھا کہ دوسری طرف ٹھیک ہو جاتی۔ پھر وہ اسی کام میں لگ جاتا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ آگے چلئے۔ ہم آگے چل کر ایک تنور پر بیٹھے جس میں سے شور کی آوازیں آرہی تھیں۔ ہم نے اندر جھانک کر دیکھا تو اس میں مرد اور عورت ننگے تھے۔ نیچے سے ان کی طرف شعلے لپکتے تھے۔ جب شعلے ان کی جانب بڑھتے تھے تو وہ شور مچاتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں' کہا کہ آگے چلئے۔ ہم آگے چل کر ایک نہر پر پہنچے جو سرخ خون تھی۔ نہر میں ایک آدمی تیر رہا تھا اور کنارے پر بہت سے پتھر لئے ایک آدمی کھڑا تھا۔ یہ تیرنے والا شخص اس کنارے والے شخص کے سامنے آکر منہ پھاڑتا تھا تو یہ اس کے منہ میں ایک پتھر ڈال دیتا تھا' پھر وہ کچھ دیر تیر کر واپس آتا تھا اور منہ پھاڑتا تھا اور یہ پھر اس کے منہ میں پتھر رکھ دیتا تھا۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری تھا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ آگے چلئے۔ پھر ہم آگے چل کر ایک بدترین شکل کے آدمی کے پاس پہنچے اس کے پاس آگ تھی وہ اس کے گرد چکر لگا رہا تھا۔ میں نے ان سے دریافت کیا یہ کون ہے۔ انھوں نے کہا کہ آگے چلئے۔ پھر ہم ایک سرسبز باغ میں پہنچے

جس میں فصل بہار کا ہر پھول تھا اور باغ میں ایک شخص اس قدر لمبا تھا کہ اس کا سر آسمان سے لگتا تھا اور اس کے پاس کچھ بچے تھے جن کو میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آگے چلئے۔ تو ہم ایک عظیم باغ میں پہنچے کہ اس سے بڑا باغ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ ہی اس سے زائد حسین و جمیل باغ کبھی نگاہ سے گزرا تھا انھوں نے مجھ سے کہا کہ اس میں چلئے۔ ہم اس کے اندر داخل ہوئے تو ہم ایک ایسے شہر میں پہنچ گئے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا۔ ہم نے شہر کے دروازے پر پہنچ کر اس کو کھلوایا۔ جب اندر داخل ہوئے تو وہاں کے لوگ کچھ عجیب ہی تھے ان کا کچھ جسم تو حسین ترین اور کچھ بدترین۔ ان دو فرشتوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں داخل ہوجاؤ۔ سامنے ایک نہر تھی جس کا پانی خالص سپید تھا' وہ اس میں داخل ہوگئے۔ جب واپس آئے تو ان کی بدصورتی' حسن میں تبدیل ہوچکی تھی۔ ان دو فرشتوں نے کہا کہ یہ "جنات عدن" ہے اور یہ آپ کا ٹھکانہ ہے۔ اب جو میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک محل سپید بادل کی مانند تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ بارک اللہ لکما اب مجھ کو چھوڑو تاکہ میں اپنے محل میں داخل ہوجاؤں۔ تو انھوں نے کہا کہ آپ داخل تو ہوں گے لیکن ابھی نہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ تمام چیزیں جو رات دیکھی تھیں ان کی تشریح کرو۔ انھوں نے کہا کہ پہلا شخص جو تم نے دیکھا تھا' وہ تھا جس نے قرآن پڑھ کر چھوڑ دیا تھا اور فرض نمازوں کے وقت سوجانے کا عادی تھا۔ اس کے ساتھ یہ برتاؤ قیامت تک ہوگا اور دوسرا شخص جھوٹا تھا اس کے ساتھ یہ برتاؤ قیامت تک ہوگا۔ اور ننگے مرد اور عورتیں زانی اور زانیہ عورتیں تھیں اور نہر میں تیرنے والا سود خور تھا اور وہ آگ کے پاس گھومنے والا شخص مالک ہے جو جہنم پر مقرر ہے اور باغ میں کھڑا ہونے والا دراز قد شخص ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے پاس کھڑے ہونے والے بچے وہ ہیں جو فطرت پر مرگئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ان میں مشرکین کے بچے بھی شامل ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ اور وہ لوگ جو آدھے خوبصورت اور آدھے بدصورت تھے وہ اچھے برے دونوں کام کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر فرمایا۔ اور میں جبریل علیہ السلام ہوں اور یہ میرے ساتھی میکائیل علیہ السلام ہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ یہ خواب "عذاب برزخ" میں نص ہے کیوں کہ انبیاء علیہ السلام کا خواب وحی

ہوتا ہے۔

۱۹) خطیب اور ابن عساکر نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کچھ ایسے اشخاص دیکھے جن کی زبانیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں میں نے دریافت کیا کہ' یہ کون ہیں؟ تو بتایا گیا' یہ وہ لوگ ہیں جو ایسی چیزوں سے زینت حاصل کرتے تھے جو ان کے لئے جائز نہ تھیں۔ نیز میں نے ایک گڑھا دیکھا جس میں چیخ و پکار کی آوازیں آرہی تھیں۔ میں نے دریافت کیا کہ' یہ کیا ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو ناجائز اشیاء سے زینت حاصل کرتی تھیں۔ اور کچھ لوگ ایسے دیکھے جو آب حیات میں غسل کررہے تھے' یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے اچھے اور برے دونوں قسم کے اعمال کئے تھے۔

۲۰) ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ہم کو ایک دن فجر کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ رات میرے پاس دو فرشتے آئے اور مجھے آسمان دنیا کی طرف لے گئے۔ الخ (اس حدیث میں تقریباً انھیں عذابوں کا ذکر ہے جو گزشتہ طویل حدیث میں گزرا)

۲۱) بیہقی نے دلائل میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' نبی کریم علیہ السلام نے حدیث اسراء میں بیان فرمایا کہ پھر میرا گزر ایسے مقام سے ہوا جہاں کچھ خوان رکھے تھے' جن میں بہترین گوشت تھا لیکن اس کے پاس کوئی نہ پھٹکتا تھا اور سامنے ہی دوسرے خوانوں میں کچھ سڑا ہوا گوشت رکھا تھا جس کو بہت سے لوگ کھارہے تھے۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ' یہ کون ہیں؟ تو انھوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑ کر حرام کی طرف آتے ہیں۔ پھر میں آگے بڑھا تو میں نے کچھ ایسے لوگ دیکھے جن کے پیٹ گھڑے کی مانند بڑے تھے۔ جب ان میں سے کوئی کھڑا ہوتا تو فوراً گر پڑتا اور کہتا کہ اے میرے رب! قیامت قائم نہ کر۔ یہ لوگ قوم فرعون کی گزرگاہ پر پڑے ہوئے ہیں جب کوئی قوم گزرتی ہے تو ان کو روند ڈالتی ہے' وہ خدا کی بارگاہ میں آہ وزاری کررہے ہیں' میں نے دریافت کیا کہ اے جبریل علیہ السلام! یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سود خور ہیں۔ پھر میں آگے بڑھا تو دیکھا کہ کچھ لوگ اونٹوں کے سے ہونٹ والے ہیں وہ اپنے منہ کھول رہے ہیں اور آگ کھارہے ہیں پھر وہ آگ ان

کے نیچے سے نکل رہی ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ' یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں۔ پھر کچھ آگے چل کر دیکھا کہ کچھ عورتیں ہیں جن کے پستان لٹکے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ یہ زانیہ عورتیں ہیں۔ پھر میں آگے چلا تو دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے پہلوؤں پر سے گوشت کاٹا جارہا ہے کہ "یہ اسی طرح کھا جس طرح تو اپنے بھائی کا گوشت کھاتا تھا" میں نے کہا کہ' یہ کون ہیں؟ تو انھوں نے بتایا یہ غیبت کرنے والے اور عیب جوئی کرنے والے ہیں۔

۲۲) ابن عدی اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے کچھ لوگ دیکھے جن کے سر پتھروں سے کچلے جارہے ہیں' میں نے دریافت کیا کہ' یہ کون ہیں؟ انھوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز پڑھنے سے بوجھل ہوتے تھے۔ پھر میں نے ایسے لوگ دیکھے جن کے آگے اور پیچھے شرم گاہ پر کچھ چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں' وہ زقوم(۱۴۶) اور کانٹے دار درخت اس طرح چر رہے ہیں' جیسے اونٹ یا گائے' بیل چرتے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ انھوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے صدقات ادا نہیں کرتے ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کے پاس آیا جن کے پاس ایک ہانڈی میں کچھ گوشت تھا تو انھوں نے پکا ہوا گوشت چھوڑ دیا اور کچا کھانے لگے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ یہ ان مردوں اور عورتوں کی مثال ہے جو پاک بیویوں اور شوہروں کے ہوتے ہوئے غیروں کے پاس رات گزارتے ہیں۔ پھر ایک شخص کو دیکھا جو لکڑیوں کا گٹھا اٹھارہا تھا لیکن وہ اس سے اٹھ نہیں سکتا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ یہ شخص وہ ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہوں اور وہ ان کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پھر بھی مزید امانتیں لئے جاتا ہے۔ پھر ایسے لوگ دیکھے جن کی زبانیں لوہے کی قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو انھوں نے کہا یہ فتنہ پرور خطیب و مقرر ہیں۔

۲۳) ابو داؤد نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن لوہے کے تھے۔ وہ اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی آبرو

ریزی کرتے تھے۔

۲۴) ابن ابی الدنیا نے قبور میں مرفوعاً حسن علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو گالی دیتا ہوا مرا' تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک جانور کو مسلط کردے گا جو اس کے گوشت کو کھائے گا اور وہ اس کی تکلیف قیامت تک پائے گا۔

۲۵) ابن خزیمہ' ابن حبان' حاکم' طبرانی اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں' بیہقی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا' حضور اکرم ﷺ نے ایک روز نماز فجر کے بعد فرمایا کہ میں نے آج ایک خواب دیکھا ہے اور وہ سچا ہے تم اسے خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ آج رات کو ایک آنے والا میرے پاس آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک لمبے چوڑے پہاڑ کے پاس لے آیا اور مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھئے۔ میں نے کہا کہ میرے بس کی بات نہیں۔ اس نے کہا کہ آپ چڑھئے تو' میں آسان کردوں گا۔ پھر میں اس پر چڑھنے لگا یہاں تک کہ ہم پہاڑ کے درمیانی حصے پر پہنچ گئے تو میں نے کچھ ایسے مرد اور عورتیں دیکھیں جن کے منہ چیرے ہوئے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ ہیں جو کہتے تھے اور اس کو کرتے نہ تھے' پھر میں نے کچھ ایسے لوگ دیکھے جن کی آنکھیں اور کان کیلوں سے ٹھکے ہوئے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو وہ دیکھتے ہیں' جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتے ہیں' جو تم نہیں سنتے۔ پھر میں نے کچھ ایسی عورتیں دیکھیں جن کے سرین لٹکے ہوئے اور سر جھکے ہوئے تھے۔ ان کے پستانوں کو سانپ ڈس رہے تھے۔ معلوم کرنے سے پتہ چلا کہ یہ عورتیں ہیں جو اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں۔ پھر میں نے کچھ ایسے مرد اور عورتیں ملاحظہ کیں جن کی سرینیں لٹکی ہوئی تھیں اور سر جھکے ہوئے تھے اور تھوڑا سا پانی چاٹ رہے تھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ ہیں جو روزہ وقت سے پہلے افطار کرلیتے ہیں۔ پھر میں نے کچھ لوگ دیکھے جو بہت بدصورت بدلباس اور بے حد بدبودار تھے' دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ زانی اور زانیہ عورتیں ہیں۔ پھر میں نے کچھ مردے دیکھے جو بہت ہی پھولے ہوئے اور بدبودار تھے' دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ کافروں کے مرے ہوئے لوگ ہیں پھر میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ درختوں کے سائے تلے ہیں' دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مسلمانوں کے مردے ہیں۔ پھر ہم آگے چلے تو دیکھا کہ کچھ لڑکے اور لڑکیاں دو نہروں کے درمیان کھیلنے میں

مصروف ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ مومنین کی اولاد ہے پھر ہم نے حسین چہرے' عمدہ کپڑے اور بہتر حسین خوشبو والے انسان دیکھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں۔

۲۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً" مروی ہے کہ جو قوم لوط کا سا کام کرتا رہا اور مرگیا تو اس کا حشر انھیں کے ہمراہ ہوگا۔

۲۷) تاریخ ابن عساکر میں ان کی سند سے عمرو بن اسلم دمشقی سے مروی ہے کہ ہمارے یہاں سرحد کے پاس ایک شخص کا انتقال ہوگیا' اس کو وہیں دفنا دیا گیا۔ پھر تیسرے دن کھودا گیا تو معلوم ہوا کہ قبر کی اینٹیں اسی طرح لگی ہوئی ہیں اور وہ شخص غائب ہے تو وکیع بن جراح سے اس سلسلہ میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے جو لوط کی قوم کا سا کام کرتا ہے اس کو اس کی قبر سے منتقل کردیا جاتا ہے اور لوطیوں کے پاس پہنچادیا جاتا ہے تاکہ اس کا حشر انھیں کے ساتھ ہو۔

۲۸) ابن ابی الدنیا نے مسروق علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ جو شخص چوری' شراب خوری اور زنا میں مبتلا ہو کر مرتا ہے تو اس پر دو سانپ مقرر کردیئے جاتے ہیں جو اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے رہتے ہیں۔

۲۹) ابن عساکر نے واثلہ بن اسقع سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر فرقہ قدریہ یا مرجیہ میں سے کسی مردے کی قبر تین روز بعد کھودی جائے تو اس کا منہ قبلہ سے پھرا ہوا ملے گا۔

۳۰) اصبہانی نے ترغیب میں عوام بن حوشب سے روایت کی' انھوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں ایک قبیلہ میں آیا اس قبیلہ کے ایک طرف ایک مقبرہ تھا' عصر کے بعد اس مقبرے کی ایک قبر پھٹتی تھی اور اس سے ایک شخص نمودار ہوتا تھا جس کا سر گدھے کی طرح ہوتا تھا اور جسم انسان کی طرح۔ وہ گدھے کی مانند تین دفعہ گدھے کی سی آواز نکال کر پھر قبر میں غائب ہوجاتا تھا۔ میں نے اس کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا۔ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ شراب کا عادی تھا جب یہ شراب پیتا تھا تو اس کی ماں کہتی کہ "اے میرے بچے! اللہ تعالیٰ سے ڈر" تو وہ جواب دیتا کہ تو

گدھے کی طرح ہینگتی رہتی ہے' تو وہ عصر کے بعد مرگیا تو ہر روز عصر کے بعد نکلتا ہے اور تین مرتبہ ہینگتا ہے اور پھر غائب ہو جاتا ہے۔

(۳۱) ابن ابی الدنیا نے مرثد بن حوشب سے روایت کی کہ میں یوسف بن عمرو کے پاس بیٹھا تھا اور ان کے پہلو میں ایک شخص بیٹھا تھا جس کے چہرے کا تھوڑا سا حصہ لوہے کا بنا ہوا تھا تو یوسف نے اس سے کہا مرثد کو بتاؤ جو کچھ بھی تم نے دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے ایک شخص کی قبر کھودی رات کے وقت' جب لوگ اس کو دفن کر کے چلے گئے تو دو سفید رنگ کے پرند آئے جو شکل و شباہت میں اونٹ کی مانند تھے۔ ایک تو سر کی جانب گر پڑا اور دوسرا پیر کی جانب پھر اس کو کھود کر ایک تو قبر میں داخل ہوگیا اور دوسرا کنارے پر کھڑا رہا۔ میں قبر کے قریب آگیا تاکہ ماجرا دیکھوں۔ میں نے سنا کہ وہ پرند صاحب قبر سے کہہ رہا ہے کہ اے انسان کیا تو وہی نہیں جو قیمتی بناوٹ کے کپڑے پہن کر تکبر سے چلتا ہوا اپنی سسرال جاتا تھا۔ اس نے کہا کہ میں اس کو(۱۴۷) برداشت کرنے سے قاصر ہوں۔ تو اس کے ایک ایسی ضرب لگائی کہ قبر کا پانی اور تیل تک نکل آیا اور اسی طرح تین مرتبہ مارا۔ پھر اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہا کہ دیکھو وہ کہاں بیٹھا ہوا ہے' خدا اسے ذلیل کرے۔ پھر اس نے میرے منہ پر ایک طرف چوٹ ماری تو میں رات بھر بے ہوش پڑا رہا۔ اب جب صبح اٹھا تو یہ حشر تھا جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

(۳۲) ابن ابی الدنیا نے ابو جریس سے اور انھوں نے اپنی ماں سے روایت کی کہ جب ابو جعفر نے کوفہ کی خندق کھودی تو لوگوں نے اپنی مردوں کو منتقل کرنا شروع کیا تو ایک نوجوان قبر میں اس حالت میں تھا کہ اپنے ایک ہاتھ پر کاٹ رہا تھا۔

(۳۳) ابن ابی الدنیا نے ابو اسحاق سے روایت کی۔ انھوں نے کہا میں نے ایک میت کو غسل دیا۔ اب جو میں نے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو اس کی گردن میں ایک سانپ لپٹا ہوا ہے تو لوگوں نے بتایا کہ یہ صحابہ کرام کو گالیاں دیتا تھا۔ معاذ اللہ۔

(۳۴) ابن ابی الدنیا نے ابو اسحاق فزاری سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا کہ' میں قبریں کھودنے پر مامور تھا۔ اب بعض قبریں ایسی دیکھیں کہ جن میں مردوں کے منہ قبلہ سے منحرف تھے تو میں نے اوزاعی سے دریافت کیا۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ سنت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے

اس عذاب میں گرفتار ہیں۔

۳۵) ابن ابی الدنیا نے عبدالمومن بن عبداللہ بن عیسیٰ سے روایت کی کہ ایک کفن چور نے توبہ کرلی تو اس سے دریافت کیا کہ تونے اپنے اس زمانے میں جو عجیب تر چیز دیکھی ہو' وہ بیان کر۔ اس نے کہا کہ میں نے ایک شخص کی قبر کھودی تو اس کے تمام جسم پر کیلیں لگی ہوئی تھیں اور ایک بڑی کیل سر میں پیوست تھی اور دوسری دونوں ٹانگوں میں دوسرے کفن چور سے دریافت کیا گیا تو اس نے بتایا کہ میں نے ایک کھوپڑی دیکھی جس میں سیسہ پگھلا کر بھرا گیا تھا۔

۳۶) ابن ابی الدنیا نے فضل بن یونس سے روایت کی' انھوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے مسلمہ بن عبدالملک سے کہا کہ اے مسلمہ! تیرے باپ کو کس نے دفن کیا؟ تو اس نے کہا کہ میرے فلان غلام نے۔ پھر انھوں نے دریافت کیا کہ ولید کو کس نے دفن کیا؟ اس نے کہا کہ (۱۴۸) میرے فلاں غلام نے۔ تو آپ نے کہا کہ اب میں تم کو وہ بتاتا ہوں جو اس دفن کرنے والے نے مجھے بتائی۔ اس نے مجھے بتایا کہ' جب اس نے تیرے باپ اور ولید کو قبر میں رکھا اور ان کی گرہ کھولنی چاہی تو دیکھا کہ ان کے منہ گدیوں کی طرف پھر گئے تھے۔

۳۷) ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں عبدالحمید بن محمود سے روایت کی کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا تو ان کے پاس کچھ لوگ آئے اور انھوں نے بتایا کہ ہم حج کو گئے۔ ہمارے ساتھ ہمارا ایک ساتھی بھی تھا جب ہم ذات الصفاح کے مقام پر پہنچے تو اس کا انتقال ہوگیا تو ہم نے اس کے کفن و دفن کا انتظام کیا۔ جب قبر کھودی تو سانپوں سے بھری ہوئی تھی۔ تو ہم نے وہ قبر چھوڑ کر دوسری قبر کھودی تو وہ بھی اسی طرح بھری ہوئی تھی۔ تو ہم نے وہ قبر چھوڑ کر دوسری قبر کھودی تو وہ بھی اسی طرح بھری ہوئی تھی۔ تو ہم اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ اس کینہ کی وجہ سے ہے جو وہ اپنے دل میں رکھتا تھا۔ اور بیہقی کے الفاظ یہ ہیں کہ یہ اس کے اعمال کی سزا ہے۔ جاؤ تم اسے ان دونوں میں سے کسی ایک میں دفن کردو' کیوں کہ خدا کی قسم اگر تم اس کے لئے تمام زمین بھی کھود ڈالو تو بھی وہ انھیں قبروں میں منتقل کردیا جائے گا۔ تو ہم نے اس کو وہیں جاکر دفن کردیا۔ واپس آکر ہم نے اس کی عورت سے اس کے اعمال کے بارے میں سوال کیا' تو اس نے بتایا کہ یہ کھانا بیچتا تھا اور

اس میں سے اپنے گھر والوں کے لئے کچھ نکال لیتا تھا اور کمی کو پورا کرنے کے لئے اس میں اتنی ہی ملاوٹ کردیتا تھا۔

۳۸) لالکائی نے صدقہ میں خالد سے اور انھوں نے اپنے مشائخ سے روایت کی کہ ہم ایک مرتبہ حج کو جارہے تھے کہ راستے میں ہمارا ایک ساتھی چل بسا۔ ہم نے کسی سے ایک پھاوڑا مانگا۔ قبر کھودی اور اس کو اس میں دفن کردیا اور پھاوڑا بھی قبر ہی میں رہ گیا۔ تو ہم نے قبر کھودی تاکہ پھاوڑا نکال لیں۔ اب جو اندر دیکھا تو اس شخص کے ہاتھ پیر پھاوڑے کے حلقہ میں داخل ہیں۔ ہم نے قبر فوراً بند کردی اور پھاوڑے والے کو کچھ پیسے دے کر جان چھڑائی پھر جب ہم واپس آئے تو اس کی بیوی سے اس کے اعمال کے بارے میں سوال کیا تو اس نے بتایا کہ ایک مرتبہ اس کے ہمراہ ایک مال دار شخص نے سفر کیا۔ راستے میں اس نے اس کو مار ڈالا اب یہ حج اور جہاد سب کچھ اسی کے مال سے کرتا رہا ہے۔

۳۹) ابن عساکر نے اعمش سے روایت کی کہ ایک شخص نے حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر پر پاخانہ کردیا تو وہ دیوانہ ہوگیا اور کتوں کی طرح بھونکتا پھرتا تھا۔ پھر وہ مرگیا لیکن اس کی قبر سے بھی اسی طرح کی آوازیں آتی رہتی تھیں۔

۴۰) ابن عساکر نے یزید ابن زیاد اور عمارہ بن عمیر علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھی قتل ہوگئے تو ان کے سر لائے گئے تو ایک بہت بڑا سانپ آیا لوگ ڈر کر ایک طرف کو ہوگئے۔ وہ عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہوا اور منہ سے نکلا۔ اس طرح کئی مرتبہ کیا۔ پھر پتہ نہ چلا کہ کدھر سے آیا اور کدھر گیا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ صحیح ہے۔

۴۱) ابن عساکر نے محمد بن سعید سے روایت کی کہ مسلم بن عقبہ مری مدینہ آیا اور لوگوں کو یزید کی بیعت کی دعوت دی اور کہا کہ تم سب اللہ کی اطاعت اور نافرمانی میں غلام محض ہو تو لوگ اس کی دعوت کی طرف آئے ایک شخص جو قریشی تھا اور اس کی ماں ام ولد تھی' اس نے کہا کہ صرف اللہ کی اطاعت میں۔ لیکن مسلم بن عقبہ نے اس کی بات نہ مانی اور اسے قتل کردیا تو اس کی ماں نے قسم کھائی کہ اگر مسلم زندہ یا مردہ مل گیا تو وہ اسے جلادے گی جب مسلم مدینہ سے نکلا تو اس کی

بیماری زور کر آئی اور وہ مرگیا' تو قریشی زادہ کی ماں اپنے غلاموں کو ساتھ لے کر اس کی قبر کی طرف گئی اور کھودنے کا حکم دیا' اب جو اندر دیکھا تو ایک اژدھا اس کی گردن میں لپٹا ہوا تھا اور اس کی ناک کو چوس رہا تھا۔ یہ حال دیکھ کر لوگ ہٹ گئے۔

۴۲) تمام بن محمد رازی نے کتاب الرہبان میں ذکر کیا اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا کہ عصمہ بن عباد کہتے ہیں کہ میں کسی جنگل میں گھوم رہا تھا کہ میں نے ایک گرجا دیکھا۔ گرجا میں ایک محراب کے اندر ایک راہب تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم نے جس مقام پر سب سے زائد عجیب چیز دیکھی ہو وہ مجھ کو بتاؤ! اس نے کہا کہ سنو! میں ایک روز یہاں تھا کہ میں نے ایک پرندہ سفید رنگ کا شترمرغ کے برابر دیکھا۔ وہ اس پتھر پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے قے کی' اس میں ایک سر نکلا' وہ اسی طرح قے کرتا رہا اور انسانی اعضاء نکلتے رہے اور بجلی کی سی سرعت کے ساتھ وہ ایک دوسرے سے جڑتے رہے یہاں تک کہ وہ مکمل آدمی بن گیا۔ اب جب اس نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو پرندے نے اس کے ٹھونگ ماری اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور پھر نگل گیا اور وہ کئی روز تک اس عمل میں مصروف رہا اور میرا یقین خدا کی قدرت پر بڑھ گیا اور میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ مار کر جلانے پر قادر ہے۔ ایک دن میں اس پرند کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے دریافت کیا کہ اے پرندے! میں تجھے اس ذات کی قسم دے کر کہتا ہوں جس نے تجھ کو پیدا کیا کہ اب جب وہ انسان مکمل ہوجائے تو اس کو باقی رہنے دینا تاکہ میں اس سے اس کے عمل کے بارے میں دریافت کرسکوں؟ تو فرشتے نے بزبان فصیح عربی میں مجھ کو جواب دیا کہ میرے رب کے لئے ہی بادشاہت اور بقا ہے ہر چیز فانی ہے اور وہی باقی ہے میں اس کا ایک فرشتہ ہوں میں اس پر مسلط کیا گیا ہوں تاکہ اس کے گناہ کی سزا دیتا رہوں میں اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور دریافت کیا کہ' اے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے انسان تیرا قصہ کیا ہے اور تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں عبدالرحمٰن بن ملجم ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل۔ جب میں مرچکا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے میری روح حاضر ہوئی اس نے میرا نامہ اعمال مجھ کو دیا جس میں میری پیدائش سے لے کر قتل علی رضی اللہ عنہ تک ہر نیکی اور بدی لکھی ہوئی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ کو میرے عذاب دینے کا قیامت تک حکم دیا' یہ کہہ کر وہ چپ ہوگیا اور پرند نے اس پر ٹھونگیں ماریں اور اس کو نگل گیا اور چلا

گیا۔ اس حکایت کو بہت سے اکابر نے بیان کیا اور اس میں قیل و قال کی۔

۴۳) ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں اپنی سند سے عبداللہ نامی ایک شخص سے روایت کی کہ وہ اور اس کی قوم کے چند اور افراد سمندری سفر پر روانہ ہوئے اتفاقاً" چندر روز تک سمندری راستہ ان پر تاریک رہا۔ چند دن بعد روشنی ہوئی تو ایک بستی آگئی۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں پانی کی تلاش میں روانہ ہوا تو بستی کے دروازے بند تھے۔ میں نے بہت آوازیں دیں' کوئی جواب نہ آیا۔ اسی اثناء میں دو شہسوار نمودار ہوئے ان میں سے ہر ایک کے نیچے ایک سپید چادر تھی۔ انھوں نے کہا کہ اے عبداللہ اس گلی میں داخل ہو جاؤ تو تمہیں پانی کا ایک حوض ملے گا اس میں سے پانی لے لینا اور وہاں کے منظر کو دیکھ کر خوف زدہ نہ ہونا۔ تو میں نے ان سے ان بند دروازوں کے بارے میں دریافت کیا جن میں ہوائیں چل رہی تھیں۔ تو انھوں نے بتایا کہ یہ مردوں کی روحیں ہیں۔ میں حوض پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص سر کے بل پانی پر لٹکا ہوا ہے اور اپنے ہاتھ سے پانی لینا چاہتا ہے لیکن ناکام ہو جاتا ہے۔ مجھے دیکھ کر پکارنے لگا کہ' اے عبداللہ! مجھے پانی پلاؤ۔ میں نے برتن لے کر ڈبو دیا تاکہ اسے پانی پلا سکوں۔ لیکن کسی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ اے بندہ خدا تو نے دیکھ لیا کہ میں نے اپنی طرف سے کوشش کی تھی کہ تجھ کو پانی پلاؤں' لیکن میرا ہاتھ پکڑا گیا' تو تو مجھے اپنا واقعہ بتا۔ اس نے کہا کہ میں آدم علیہ السلام کا لڑکا ہوں' جس نے دنیا میں سب سے پہلا خون بہایا۔

۴۴) ابو نعیم نے اپنی سند سے زید بن اسلم سے روایت کی کہ' ایک شخص کشتی میں جا رہا تھا کہ کشتی ٹوٹ گئی۔ تو وہ ایک تختہ سے چمٹ گیا۔ تختہ نے اس کو ایک ایسے مقام پر جا پھینکا جو جزیرہ تھا۔ اس نے دیکھا کہ پانی ایک وادی کی طرف جا رہا ہے' یہ بھی پانی کی سمت پر چلا آیا۔ آخر میں اس نے دیکھا کہ ایک شخص کو زنجیروں سے جکڑ کر پانی پر لٹکایا ہوا ہے لیکن اس کا منہ باوجود سخت کوشش کے پانی تک نہیں پہنچتا۔ اس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اسے پانی پلاؤں۔ میں نے کہا کہ تیری حالت یہ کیوں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں آدم علیہ السلام کا لڑکا ہوں' سب سے پہلے میں نے ہی اپنے بھائی کا خون بہایا۔ اب جو کوئی بھی خون بہاتا ہے مجھے ضرور سزا ملتی ہے۔

۴۵) ابن جوزی نے "کتاب عیون الحکایات" میں اپنی سند سے روایت کی کہ' ابو سنان کہتے

ہیں کہ میں ایک شخص کے پاس اس کے بھائی کی تعزیت کو گیا تو دیکھا کہ وہ بہت گھبرایا ہوا ہے۔ دریافت کرنے پر بتایا کہ جب میں اسے دفن کر کے فارغ ہوا تو میں نے قبر سے کراہنے کی آواز سنی۔ میں نے جلدی سے قبر کو کھولا تو مجھے کسی نے آواز دی کہ اے بندہ خدا قبر نہ کھود۔ چنانچہ میں نے پھر مٹی اسی طرح ڈال دی۔ ابھی تھوڑی دور ہی جانے پایا تھا کہ پھر وہی آواز آئی۔ پھر میں نے آکر تھوڑی سی مٹی ہٹائی' لیکن آواز آئی کہ اے بندہ' خدا قبر کو نہ کھود۔ پھر جب واپس آنے لگا تو وہی آواز آئی۔ میں نے کہا کہ بخدا اب ضرور کھودوں گا۔ اب جو میں نے قبر کھود کر دیکھی تو اس کی گردن میں آگ کا ہار تھا اور تمام قبر آگ سے روشن تھی۔ تو میں نے چاہا کہ یہ ہار اس کی گردن سے دور کردوں۔ تو میں نے اس پر اپنا ہاتھ مارا تو میری انگلیاں جل کر خاکستر ہوگئیں۔ اس نے ہمیں اپنا ہاتھ دکھایا تو اس کی چار انگلیاں غائب تھیں۔ تو میں نے اوزاعی سے یہ تمام ماجرا کہا اور اعتراض کیا کہ' یہودی' نصرانی اور مجوسی مرتے ہیں تو ان کا یہ حال نہیں دیکھا جاتا اور گنہگار مسلمان کا یہ حال ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ' ان کے جہنمی ہونے میں تو کوئی شک نہیں' لیکن اہل توحید میں یہ حالت دکھائی جاتی ہے تاکہ وہ عبرت حاصل کریں۔

۴۶) حافظ ابو محمد خلال نے "کتاب کرامات الاولیاء" میں اپنی سند سے روایت کی' کہ مجھ سے عبداللہ بن ہاشم نے کہا کہ میں ایک میت کو نہلانے گیا۔ جب میں نے اس کے جسم سے کپڑا کھولا تو اس کی گردن میں سانپ لپٹے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کو اس پر مسلط کیا گیا ہے اور غسل دینا ہمارے ہاں مسنون ہے تو اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس کو غسل دے دیں اور پھر آپ اپنی جگہ واپس آجائیں' تو وہ سانپ ہٹ کر ایک کونے میں ہوگئے۔ اور جب ہم غسل سے فارغ ہوئے تو وہ اپنی جگہ واپس آگئے۔ یہ شخص بے دینی میں مشہور تھا۔

۴۷) ابن جوزی نے عبداللہ بن محمد مدینی سے روایت کی' وہ اپنے ایک دوست سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنی زمین پر گیا تو ایک قبرستان کے پاس مغرب کا وقت ہوگیا میں نے وہاں نماز مغرب ادا کی۔ تھوڑی دیر بعد ایک طرف سے رونے کی آواز آئی' میں اس قبر کے پاس گیا جس سے آواز آتی تھی' کوئی کہہ رہا تھا کہ "ہائے میں نماز پڑھتا تھا' اور روزہ رکھتا تھا" میں اپنے ساتھی کے قریب ہوا تو اس نے بھی وہی آواز سنی۔ پھر میں اپنی زمین پر واپس آگیا اور

دوسرے روز پھر اسی جگہ جاکر نماز پڑھی جہاں پہلے روز پڑھی تھی' اور مغرب کا انتظار کرنے لگا اور پھر وقت مقررہ پر قبر سے وہی آواز آنے لگی۔ اب جب میں گھر واپس لوٹا تو دو ماہ تک میں بیمار پڑا رہا۔

۴۸) ہشام بن عمار نے "کتاب البعث" میں اپنی سند سے روایت کی کہ' ایک شخص جس کا آدھا سر اور آدھی داڑھی سپید تھی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنے کی وجہ دریافت کی۔ اس نے بتایا کہ' میں بنی فلاں کے قبرستان سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص آگ کا کوڑا لئے ہوئے دوسرے شخص کو پکڑ رہا ہے اور جب وہ اس کو پکڑ لیتا تھا تو مارتا تھا' جب وہ مارتا تھا تو سر سے لے کر پیر تک آگ میں وہ انسان ڈوب جاتا تھا۔ وہ شخص دوڑ کر میری پناہ میں آیا اور کہا کہ' اے اللہ کے بندے میری فریاد رسی کر' تو پکڑنے والے نے کہا کہ' اے بندہ خدا! اس کی مدد نہ کرنا کیوں کہ یہ بہت ہی برا کافر ہے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی لئے تو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا سفر کرنے کی ممانعت کی ہے۔

۴۹) ابن ابی الدنیا نے عمرو بن دینار سے روایت کی کہ مدینہ میں ایک شخص کی بہن مرگئی اور وہ اس کو دفن کر آیا۔ جب گھر پہنچا تو گھر والوں سے کہا کہ میرے پاس ایک تھیلی تھی جو میں قبر میں بھول آیا ہوں۔ اب جو تھوڑی سی قبر کھودی تو قبر آگ سے بھڑک رہی تھی۔ اس نے قبر کو اسی طرح بند کردیا اور اپنی ماں کے پاس آکر بہن کے بارے میں سوال کیا تو اس نے بتایا کہ نماز وقت پر نہ پڑھتی تھی بلکہ میرا گمان ہے کہ بلا وضو پڑھتی تھی اور رات کو لوگوں کے دروازوں پر کھڑے ہو کر ان کی باتیں سنتی تھی۔

۵۰) حافظ ابن رجب اور ہثیم بن عدی نے اپنی سند سے عبداللہ بجلی سے روایت کی کہ ہمارا ایک پڑوسی مرگیا تو ہم اس کے کفن و دفن میں شریک ہوئے۔ جب قبر کھودی گئی تو اس میں بلے کی طرح کوئی چیز تھی۔ ہم نے اس کو مارا تو وہ نہ ہٹی' قبر کھودنے والے نے ایک ڈھیلا اس کے سر پر مارا تب بھی نہ ہٹی' چنانچہ دوسری قبر کھودی گئی تو اس میں بھی وہی بلا موجود تھا اس کے ساتھ بھی وہی کیا گیا جو پہلے کے ساتھ کیا گیا تھا۔ لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ تو لوگوں نے مشورہ دیا کہ اب اس کو اسی میں دفن کردو۔ جب اس کو دفن کردیا گیا تو قبر میں بہت زوردار آواز سنی گئی تو ہم اس

کی بیوی کے پاس گئے اور اس سے اس کے عمل کے بارے میں دریافت کیا کہ اس کا عمل کیا تھا؟ اس نے بتایا کہ وہ اکثر و بیشتر غسل جنابت نہ کرتا تھا۔

۵۱) ابن فارسی نے اپنی تاریخ میں روایت کی کہ انھوں نے ۵۹۰ھ میں بغداد کے اندر ایک سڑا ہوا مردہ پایا۔ اس میں ہڈیوں کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اس کے ہاتھ پیروں میں لوہے کی زنجیریں تھیں۔ ایک کیل اس کی ناف میں اور ایک اس کی پیشانی میں پیوست تھی وہ نہایت ہی بدصورت اور موٹی ہڈیوں والا تھا۔ اس کے نکلنے کی وجہ یہ ہوئی کہ تل احمر کے پاس پانی کی زیادتی سے وہ لاش نکل آئی۔

۵۲) ابن قیم نے کتاب الروح میں اپنی سند سے روایت کی کہ 'ایک شخص بغداد کے لوہاری بازار میں آیا اور چھوٹی چھوٹی کیلیں فروخت کیں۔ لوہار نے ان کو پگھلانے کی بے حد کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ بالآخر اس نے بیچنے والے کو تلاش کیا اور دریافت کیا کہ یہ کیلیں تم کو کہاں سے ملیں؟ پہلے تو اس نے بتانے میں پس و پیش کی اور پھر بعد میں اس نے بتایا کہ میں نے ایک قبر کھلی ہوئی دیکھی اس میں ایک مردے کی ہڈیوں کے ساتھ یہ کیلیں لگی ہوئی تھیں۔ میں نے نکالنے کی کوشش کی، لیکن نہ نکلیں، بالآخر میں نے پتھر سے ہڈیوں کو توڑا اور یہ کیلیں جمع کر لیں۔

۵۳) ابن قیم نے اپنی سند سے عبداللہ حرانی سے روایت کی کہ وہ عصر کے بعد اپنے گھر سے (جو آمد میں تھا) بتان کی طرف نکلے، مغرب سے کچھ پہلے ان کا گزر قبرستان میں ہوا تو ایک قبر لوہار کی بھٹی کی مانند سرخ تھی اور مردہ اس کے درمیان تھا۔ میں نے صاحب قبر کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مکاس(۱۴۹) تھا جو آج ہی مرا ہے۔

۵۴) حافظ ابو محمد قاسم نے اپنی سند سے اپنی تاریخ میں ذکر کیا کہ 'عبدالکافی نے بیان کیا کہ وہ ایک جنازے میں شریک ہوئے تو ایک کالے رنگ کا آدمی ان کے ہمراہ جنازے میں شریک تھا۔ پھر جب ہم نے نماز پڑھی تو اس نے نہ پڑھی اور میری طرف دیکھ کر کہا کہ میں اس کا عمل ہوں۔ یہ کہہ کر وہ قبر میں داخل ہوگیا اور پھر مجھے کچھ نظر نہ آیا۔

۵۵) حافظ شرف الدین دساطی نے ابو اسحاق ابراہیم سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک اندھا(۱۵۰) کفن چور تھا۔ لوگوں سے بھیک مانگتا تھا اور کہتا تھا جو مجھے کچھ دے گا میں

اسے ایک عجیب بات سناؤں گا اور جو زائد دے گا اسے میں عجیب چیز دکھاؤں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ کسی نے اس کو کچھ دیا تو میں پاس کھڑا ہوگیا۔ اس نے اپنی آنکھیں دکھائیں میں نے دیکھا تو وہ گدی تک دھنسی ہوئی تھیں' اس کے منہ سے گدی کے پیچھے کا منظر نظر آتا تھا۔ پھر اس نے بتایا کہ میں اپنے شہر کا کفن چور تھا اور لوگ مجھ سے ڈرتے تھے۔ میں کسی کی پرواہ نہ کرتا تھا۔ اتفاقاً" قاضی شہر بیمار پڑگیا اور اس کو بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو اس نے سو دینار میرے پاس بھیجے اور کہلا بھیجا کہ میں اپنی پردہ دری تجھ سے ان سو دینار کے عوض خریدنا چاہتا ہوں۔ میں نے وہ لے لئے۔ اتفاقاً" وہ تندرست ہوگیا اور پھر بیمار ہو کر مرگیا۔ میں نے کہا کہ وہ عطیہ تو پہلے مرض کا تھا۔ اس لئے میں نے اس کی قبر کھودی تو قبر میں عذاب کے سے آثار تھے اور قاضی پراگندہ بال سرخ آنکھوں سے بیٹھا ہوا ہے' اچانک میں نے اپنے گھٹنوں میں درد محسوس کیا اور کسی نے میری آنکھوں میں انگلیاں ڈال کر مجھے اندھا کردیا اور کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو اللہ کے بھیدوں پر کیوں مطلع ہوتا ہے۔

۵۶) بیہقی نے "کتاب عذاب القبر" میں اپنی سند سے یزید بن عبداللہ سے روایت کی کہ ایک شخص ایک قبر کے پاس پہنچا تو اس نے آہ' آہ کی آواز سنی۔ جب اس نے کان لگا کر سنا تو آواز آرہی تھی کہ تجھ کو تیرے عمل نے رسوا کیا۔

تاریخ مقریزی میں ہے کہ ۶۹۹ھ میں ایک قاصد آیا کہ ایک شخص جو ساحلی علاقہ میں رہتا تھا اس کی بیوی مرگئی وہ اس کو دفن کر کے آیا لیکن ایک رومال جس میں کچھ درہم تھے قبر ہی میں بھول گیا۔ چنانچہ اس نے شہر کے فقیہ کو اپنے ساتھ لیا کہ قبر کھود کر رومال نکالے۔ فقیہ کنارے پر کھڑا ہوگیا۔ اب جو قبر کھود کر دیکھی تو عورت کی ٹانگیں اس کے بالوں سے بندھی ہوئی ہیں۔ اب اس نے بے حد کوشش کی کہ اس کو کھول دے لیکن ناکام رہا جب بہت زائد کوشش کی تو اس کو اور اس کی بیوی کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور فقیہ ایک دن اور ایک رات تک وہیں بے ہوش پڑا رہا۔ پھر بادشاہ نے اس حادثہ کی اطلاع شیخ تقی الدین بن دقیق العید کو لکھ بھیجی تو وہ آئے اور انھوں نے خود بھی دیکھا اور لوگوں کو بھی دکھایا۔

فائدہ:۔ علماء نے فرمایا کہ عذاب قبر دراصل عذاب برزخ ہی کو کہتے ہیں لیکن قبر کی طرف

اضافت اس لئے کی گئی ہے کہ بالعموم لوگ قبر ہی میں مدفون ہوتے ہیں' ورنہ خواہ کوئی شخص جل جائے یا ڈوب جائے یا اسے کیڑے مکوڑے کھا جائیں' یا ہواؤں میں اڑا دیا جائے' سب پر عذاب برزخ ہوگا۔ اہل سنت کا اتفاق ہے کہ عذاب و ثواب روح اور جسم دونوں کے لئے ہیں۔

۵۷) ابن قیم نے کہا کہ "عذاب قبر" کی دو قسمیں ہیں۔ دائمی' جو کافروں اور بعض گناہ گاروں(۱۵۱) کے لئے ہے۔ غیر دائمی' ختم ہونے والا یہ کم گناہ والوں کے لئے ان کے جرائم کے مطابق ہوگا پھر ختم ہو جائے گا یہ دعا اور صدقہ وغیرہ سے بھی اٹھ جاتا ہے۔

۵۸) یافعی کہتے ہیں کہ مردوں کو جمعہ کے روز عذاب نہیں ہوتا کیوں کہ یہ اس دن کی شرافت کا صدقہ ہے لیکن یہ بات کافروں کے لئے نہیں ہے بلکہ گناہ گار مسلمانوں کے لئے ہے۔ لیکن نسفی نے اسے عام رکھا اور کہا کہ جمعہ کے دن اور رات میں نیز پورے رمضان کے مہینہ میں کافر سے بھی عذاب ختم ہو جاتا ہے اور گناہ گار مسلمان سے جمعہ کے دن اور رات میں عذاب اٹھ جاتا ہے۔ اور پھر قیامت تک دوبارہ نہیں ہوتا اور جو جمعہ کے دن یا رات میں مرتا ہے اس کو تھوڑی دیر عذاب ہوتا ہے اور پھر ہمیشہ کے لئے منقطع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح تھوڑی دیر کے لئے ضغطہ قبر ہوتا ہے اور پھر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ تمام چیزیں محتاج دلیل ہیں۔

۵۹) ابن قیم نے "بدائع" میں کہا کہ' میں نے ابو یعلی کے خط سے نقل کیا کہ "عذاب قبر" منقطع ہونا ضروری ہے کیوں کہ یہ عذاب بھی دنیا سے متعلق ہے اور دنیا و مافیہا منقطع ہونے والی ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ یہ کس مدت میں منقطع ہوگا۔ اس کی تائید ہناد بن سری کی روایت سے ہوتی ہے انھوں نے کہا کہ کافروں کو اونگھ آئے گی جس میں وہ قیامت تک نیند کا مزہ محسوس کریں گے جب اہل قبور کو پکارا جائے گا تو کافر کہے گا کہ ہائے افسوس ہمیں ہماری خواب گاہ سے کس نے اٹھایا؟ تو جو مومن اس کے قریب ہوگا وہ کہے گا کہ یہ وہی وعدہ ہے جو رحمٰن نے کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا۔

فائدہ:۔ بدائع میں ابن قیم نے ذکر کیا کہ جب کوئی نصرانیہ مر جائے کہ جس کے پیٹ میں مسلمان بچہ ہو تو اس قبر میں عذاب بھی نازل ہوتا ہے اور نعمت بھی' عذاب ماں کے لئے اور نعمت بچہ کے لئے۔ اور اس میں کوئی تعجب نہیں' یہ تو ایسا ہی ہے جیسے ایک قبر میں مومن اور کافر اکٹھے

۱۴) حافظ ابو بکر خطیب علیہ الرحمہ نے اپنی سند سے روایت کیا کہ عیسیٰ بن محمد نے کہا میں نے ایک روز ابو بکر بن مجاہد علیہ الرحمتہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ پڑھ رہے ہیں' میں نے کہا کہ آپ تو مردہ ہیں' کیسے پڑھ رہے ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ میں ہر نماز کے بعد اور ختم قرآن کے بعد دعا کرتا تھا کہ اے اللہ! تو مجھے قبر میں تلاوت قرآن کی توفیق دینا' اس لئے میں پڑھتا ہوں۔

۱۵) خلال نے کتاب السنہ میں اپنی سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا کہ مومن کو قبر میں ایک مصحف دیا جاتا ہے جس میں دیکھ کر وہ پڑھتا ہے۔

۱۶) حافظ ابو العلاء ہمدانی کو ان کی وفات کے بعد کسی نے ایک ایسے شہر میں دیکھا کہ جس کے درو دیوار سب کتابوں کے بنے ہوئے ہیں۔ تو ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انھوں نے بتایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ جس طرح میں دنیا میں علم میں مصروف ہوں اسی طرح آخرت میں بھی مصروف رہوں۔ تو اب یہ مصروفیت یہاں بھی مجھ کو مل گئی ہے۔

۱۷) ابن مندہ' ابو احمد اور حاکم نے کنی میں بہ سند ضعیف روایت کی طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرا کچھ مال جنگل میں تھا چنانچہ میں وہاں گیا' اتفاقاً رات ہوگئی تو میں عبد اللہ بن عمر بن حزام رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس لیٹ گیا تو میں نے بے نظیر تلاوت کلام پاک کی آواز سنی۔ میں نے یہ واقعہ حضور علیہ السلام سے عرض کردیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی آواز تھی' کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی روحیں قبض فرماکر یاقوت و زبرجد کی قندیلوں میں لے کر جنت کے بیچ میں لٹکادی ہیں۔ جب رات ہوتی ہے تو ان کی روحیں واپس کردی جاتی ہیں اور پھر صبح کو ان کو ان کے مقام پر واپس کردیا جاتا ہے۔

۱۸) نسائی' حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سوگیا تو اپنے آپ کو جنت میں پایا' تو میں نے ایک قاری کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو حضور علیہ السلام نے تین مرتبہ فرمایا (۱۵۴) کذالک البر اور وہ اپنی ماں کے پیٹ ہی سے فرماں بردار تھے۔

۱۹) بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک مرتبہ خواب میں میں نے اپنے آپ کو جنت

دفن کردیئے جائیں تو اس قبر میں عذاب اور نعمت دونوں ہی ہوں گے۔

ان چیزوں کا بیان جو عذاب قبر سے نجات دیتی ہیں!

(اس باب میں 15 روایات اور ایک حکایت ہے)

۱) طبرانی علیہ الرحمہ نے "کبیر" میں، حکیم ترمذی علیہ الرحمہ نے "نوادر" میں، اور اصبہانی علیہ الرحمہ نے "ترغیب" میں عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک دن حضور علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا کہ ایک شخص کی روح قبض کرنے کو ملک الموت تشریف لائے۔ لیکن اس کا ماں باپ کا اطاعت کرنا سامنے آگیا اور وہ بچ گیا' اور ایک شخص پر عذاب چھا گیا لیکن اس کے وضو نے اسے بچالیا' ایک شخص کو شیاطین نے گھیر لیا لیکن اللہ تعالیٰ کے ذکر نے اسے بچالیا' اور ایک شخص کو عذاب کے فرشتوں نے گھیر لیا لیکن اسے نماز نے بچالیا۔ ایک شخص نے دیکھا کہ پیاس کی شدت سے زبان نکالے ہوئے تھا اور ایک حوض پر پانی پینے جاتا تھا مگر لوٹا دیا جاتا تھا کہ اتنے میں اس کے روزے آگئے اور اس کو سیراب کردیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ انبیاء علیہ السلام حلقے بنائے بیٹھے تھے' وہ ان کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن دھتکار دیا جاتا تھا کہ اتنے میں اس کا غسل جنابت آیا اور اس کو میرے پاس بٹھادیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے ہر طرف تاریکی ہی تاریکی تھی تو اس کا حج و عمرہ آگیا اور اس کو منور کردیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں سے گفتگو کرنا چاہتا ہے لیکن کوئی اس کو منہ نہیں لگاتا' تو صلہ رحمی آکر مومنین سے کہتی ہے کہ تم اس سے کلام کرو۔ ایک شخص کے جسم اور چہرے کی طرف آگ بڑھ رہی ہے اور وہ اپنے ہاتھ سے بچا رہا ہے تو اس کا صدقہ آگیا اور اس کو بچالیا۔ ایک شخص کو زبانیہ(۱۵۲) نے چاروں طرف سے گھیر لیا لیکن اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آیا اور اسے بچالیا اور رحمت کے فرشتوں کے حوالے کردیا' ایک شخص کو دیکھا جو گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے' لیکن اس کے اور خدا کے درمیان حجاب ہے مگر اس کا حسن خلق آیا اور بچالیا اور خدا سے ملادیا۔ ایک شخص کو اس کا صحیفہ بائیں طرف سے دیا گیا تو اس کا خدا سے ڈرنا آگیا اور اس کا صحیفہ

سیدھے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ ایک شخص کا وزن ہلکا رہا، مگر اس کا سخاوت کرنا آگیا اور نیکیوں کا وزن بڑھ گیا۔ ایک شخص جہنم کے کنارے پر کھڑا تھا، لیکن اللہ سے ڈرنا آگیا اور وہ بچ گیا ایک شخص جہنم میں گر گیا۔ لیکن اس کے آنسو آگئے جو اس نے خشیت الٰہی میں بہائے اور وہ بچ گیا۔ ایک شخص پل صراط پر کھڑا تھا اور ٹہنی کی طرح لرز رہا تھا، لیکن اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن آیا اور اسے بچالیا اور وہ پل صراط سے گزر گیا۔ ایک شخص جنت کے دروازے تک پہنچ گیا لیکن جنت کا دروازہ بند ہوگیا تو توحید کی شہادت آئی اور دروازہ کھل گیا اور وہ جنت میں داخل ہوگیا۔ کچھ لوگوں کے ہونٹ کاٹے جارہے تھے میں نے جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو انھوں نے بتایا کہ یہ لوگوں کے درمیان چغل خوری کرنے والے ہیں۔ کچھ لوگوں کو ان کی زبانوں سے لٹکا دیا گیا تھا۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے ان کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ یہ لوگوں پر بلاوجہ الزام گناہ لگانے والے ہیں قرطبی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث بہت ہی عظیم ہے اس میں ایسے مخصوص اعمال کا ذکر کیا گیا ہے جو خاص آفات سے محفوظ رکھیں گے۔

۲) ترمذی، ابن ماجہ نے مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہید کو خدا کے یہاں چھ چیزیں ملیں گی، خون کے پہلے ہی قطرہ میں اس کی مغفرت کردی جائے گی اور اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھ لیتا ہے، عذاب قبر سے محفوظ ہوجاتا ہے، فزع اکبر سے محفوظ ہوجاتا ہے، اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے وہ تاج ایسا ہوتا ہے کہ اس کا ایک یا قوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا ہے اور بہتر(۷۲) حوروں سے شادی ہوتی ہے اور ستر(۷۰) رشتہ داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔

۳) ترمذی اور بیہقی نے سمان بن صرد اور خالد بن عرفطہ سے روایت کی اور ان دونوں نے کہا کہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو پیٹ کی بیماری میں مرا جنت میں داخل ہوگا، ابن ماجہ نے اسے حسن کہا۔

۴) ابو نعیم نے سلمان علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ ان کو کسی یہودی نے بتایا کہ نماز میں زیادہ دیر قیام کرنے سے پل صراط پر امن ملتی ہے اور لمبا سجدہ کرنے سے عذاب قبر سے حفاظت ہوتی ہے۔

۵) عبد نے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' انھوں نے ایک شخص سے کہا' کیا میں تم کو ایک حدیث کا تحفہ دوں جس سے تم خوش ہوجاؤ! اس نے کہا کہ کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ **سورہ ملک** خود بھی پڑھو اور اپنے بیوی' بچوں اور گھر میں رہنے والے بچوں نیز پڑوسیوں کو بھی سکھاؤ کیوں کہ یہ نجات دلانے والی ہے' اور رب سے مخاصمہ کرکے نجات دلائے گی۔

٦) خلف بن ہشام نے فضائل قرآن میں اور حاکم و بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی **سورہ ملک** مانعہ ہے یعنی عذاب الہٰی کو روکتی ہے۔ جب عذاب قبر سر کی جانب سے آتا ہے تو اسے روک دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس نہ آ۔ کیوں کہ اس نے سورہ ملک یاد کی ہے۔ جب عذاب پیروں کی طرف سے آتا ہے تو کہتی ہے کہ اے عذاب تو لوٹ جا کیونکہ یہ مجھ کو ان پیروں پر کھڑے ہو کر پڑھتا تھا۔

۷) نسائی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' جس نے سورہ تبارک ہر رات پڑھی خدا اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔ اور ہم اس سورت کو حضور علیہ السلام کے عہد مبارک میں مانعہ کہتے تھے۔

۸) ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بہ سند ضعیف انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص مرگیا اور اسے سورہ تبارک کے علاوہ کچھ قرآن یاد نہ تھا۔ اب فرشتہ قبر میں عذاب دینے آیا تو وہ سورت نمودار ہوئی۔ تو فرشتہ عذاب نے کہا کہ چوں کہ تو موجود ہے اس لئے میں واپس جاتا ہوں' لیکن میں نہ تو تیرے لئے نہ اپنے لئے اور نہ اس شخص کے لئے کچھ نفع نقصان کا مالک ہوں اگر تو اس کی نجات چاہتی ہے تو بارگاہ خداوندی میں جا اور اس کی شفاعت کر۔ تو سورت بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوتی ہے اور عرض پرداز ہوتی ہے کہ "اے میرے رب! اس شخص نے مجھ ہی کو تیری کتاب میں سے منتخب کرلیا تھا' تو مجھ سے سیکھا اور پڑھا تو کیا تو اس کو جہنم رسید فرمانا چاہتا ہے اگر تو اس کے ساتھ ایسا کرنے والا ہے تو مجھے اپنی کتاب سے مٹادے۔" تو خدا فرمائے گا کہ تو شاید ناراض ہوگیا۔ قرآن کہے گا کہ مجھے ناراض ہونے کا حق ہے۔ خدا فرمائے گا۔ جا میں نے اس کے حق میں تیری شفاعت قبول کی' چنانچہ وہ فرشتہ کو قبر میں آکر یہ اطلاع دیتا ہے اور فرشتہ بلا عذاب دیئے چلا جاتا ہے۔ وہ سورت آکر اس شخص کے منہ پر اپنا منہ رکھتی ہے

اور کہتی ہے کہ اے منہ تجھے خوش خبری ہو کیوں کہ تو مجھے بہت پڑھتا تھا اور سینے کو خوش خبری ہو کہ یہ مجھے یاد رکھتا تھا اور خوش خبری ان قدموں کو کہ یہ مجھے کھڑے ہو کر پڑھتے تھے اور وہ اس کو قبر میں مانوس کرنے کے لئے رہتی ہے۔ جب حضور علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا تو ہر چھوٹے' بڑے' آزاد اور غلام سب ہی نے اسے یاد کرلیا اور حضور علیہ السلام نے اس سورت کا نام منجیہ رکھا۔(۱۵۳)

۹) ابو عبیدہ نے فضائل میں اور بیہقی نے دلائل میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کے گرد آگ جلائی جاتی ہے تو آگ کے قریب جو حصہ ہوتا ہے وہ اسے جلادیتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص مرجائے اور اس نے صرف سورہ تبارک پڑھی ہو' تو جب فرشتے سر کی جانب سے آئیں گے تو وہ کہے گی کہ یہ تو مجھ کو پڑھتا تھا' اور پیروں کی جانب سے آئے گی تو وہ کہے گی کہ یہ مجھے پڑھتے ہوئے کھڑا رہتا تھا اور پیٹ کی طرف آئے گی تو وہ کہے گی کہ یہ مجھے یاد رکھتا تھا۔

۱۰) دارمی نے اپنی "مسند" میں خالد بن معدان سے روایت کی الم تنزیل (سورہ السجدہ) قبر میں قبر والے کی طرف سے جھگڑا کرے گی کہ' اے اللہ! اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما۔ اور اگر میں تیری کتاب سے نہیں تو مجھے اپنی کتاب سے مٹادے۔ اور وہ پرند کی مانند ہو کر اپنے پر اس پر پھیلا لے گی۔ اور سورہ تبارک کے بارے میں بھی یہی روایت ہے اور خالد ان کو پڑھے بغیر نہ سوتے تھے۔

۱۲) روض الریاحین میں بعض یمنی صالحین سے مروی ہے کہ وہ ایک مردہ کو دفن کر کے واپس ہونے لگے تو انھوں نے قبر میں مارنے اور کوٹنے کی آواز سنی پھر قبر سے ایک کالا کتا نمودار ہوا' شیخ نے کہا کہ تیری خرابی ہو تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں میت کا عمل ہوں۔ شیخ نے کہا کہ کیا تیری پٹائی ہو رہی تھی؟ یا اس مردے کی؟ اس نے کہا' سورہ یٰسٓ اور دوسری سورتیں اس کے پاس تھیں وہ میرے اور اس کے درمیان حائل ہو گئیں اور مجھ کو مار بھگایا۔

۱۳) اصبہانی نے "ترغیب" میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' جس نے جمعہ کے دن مغرب کے بعد دو رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور اذا زلزلت پندرہ مرتبہ تو اللہ تعالیٰ

اس پر سکرات اور عذاب قبر آسان فرمائے گا اور قیامت کے روز وہ بہ آسانی پل صراط پر سے گزر جائے گا۔

۱۴) ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'جمعہ کے روز مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

۱۵) بیہقی نے کہا کہ ابن رجب نے بہ سند ضعیف انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رمضان المبارک میں عذاب قبر مردوں پر نہیں ہوتا۔

۱۶) روض الریاحین میں کسی بزرگ سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک روز خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ انھیں اہل قبور کے مقامات دکھاوے۔ تو ایک روز کیا دیکھتا ہوں کہ قبریں پھٹ گئیں' اب ان میں کچھ مردے تو ریشم پر سو رہے ہیں اور کچھ دیبا پر' کچھ پھولوں کی سیج پر اور کچھ تختوں پر۔ کچھ ہنس رہے ہیں تو کچھ رو رہے ہیں۔ تو میں نے عرض کی کہ اے اللہ! اگر تو چاہتا تو ان سب کو ایک ہی مقام عطا فرمادیتا۔ تو قبر والوں ہی میں سے کسی نے پکار کر کہا کہ اے فلاں! یہ قبریں اعمال کی منازل ہیں' جو "سندس نشین" ہیں وہ خوش خلق تھے۔ جو "حریر و دیبا نشین" ہیں وہ شہداء ہیں۔ جو "پھولوں کی سیج" پر سونے والے ہیں وہ روزہ دار ہیں۔ اور "تخت والے" اللہ کے بارے میں محبت کرنے والے ہیں' رونے والے گنہگار ہیں' ہنسنے والے توبہ شعار ہیں۔

مردوں کے احوال کا بیان

کہ وہ قبر میں مانوس ہوتے ہیں' نماز پڑھتے' تلاوت کرتے' زیارت کرتے' خوش ہوتے اور لباس پہنتے ہیں

(اس باب میں 58 روایات ہیں)

۱) طبرانی' ابو یعلی اور بیہقی نے شعب میں اور اصبہانی نے ترغیب میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلمہ گو لوگوں پر نہ موت کے وقت وحشت

ہوگی نہ قبر میں نہ حشر میں۔

۲) ابو القاسم جیلی نے دیباج میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ کلمہ لا الہ الا اللہ مسلمان کے لئے موت کے وقت' قبر میں اور قبر سے نکلنے کے وقت باعث انس ہے۔

۳) ابو یعلی اور بیہقی نے اور ابن مندہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

۴) مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی شب میں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس حدیث کو بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا۔

۵) ابن سعد نے "طبقات" میں اور ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں اور امام احمد نے "زہد" میں عفان بن مسلم سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ ہم سے حماد بن سلمہ نے کہا کہ ثابت بنانی نے دعا کی کہ "اے اللہ تعالیٰ! اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی توفیق دے تو مجھ کو دے۔

۶) ابو نعیم نے یوسف سے انھوں نے عطیہ سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ثابت کو حمید طویل سے کہتے ہوئے سنا کہ' اے حمید! کیا تمہیں کوئی ایسی حدیث معلوم ہے جس سے پتہ چلتا ہو کہ انبیاء علیہ السلام کے علاوہ دیگر لوگ بھی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ نہیں۔ انھوں نے کہا کہ پھر ثابت نے دعا مانگی کہ "اے اللہ! اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے تو ثابت کو ضرور دینا۔" جبیر کہتے ہیں کہ میں خدائے وحدہ لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ثابت بنانی کو قبر میں اتارا میرے ساتھ حمید بھی تھے۔ جب ہم اینٹیں رکھ چکے تو اچانک ایک اینٹ گر پڑی اور میں نے ثابت کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کی دعا کو رد نہ فرمایا۔

۷) ابن جریر نے "تہذیب الآثار" میں اور ابو نعیم نے ابراہیم بن صمہ مہلبی سے روایت کی' انھوں نے کہا کہ مجھے صبح کے وقت قلعہ کے قریب سے گزرنے والوں نے بتایا کہ جب ہم ثابت بنانی کی قبر کے پاس سے گزرتے ہیں تو قرآن پڑھنے کی آواز آتی ہے۔

۸) ابن مندہ نے اپنی سند سے بیان کیا کہ ابو حماد جو ایک متقی گورکن تھے انھوں نے بتایا کہ جمعہ

کے روز دوپہر کو میں قبرستان میں گیا تو جس قبر سے گزرا قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔

۹) ترمذی اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کسی قبر پر اپنا خیمہ لگایا اور ان کو پتہ نہ تھا کہ یہ قبر ہے' تو انھوں نے سنا کہ اندر کوئی شخص سورہ ملک پڑھ رہا ہے' جب وہ پوری سورہ ملک پڑھ چکا۔ تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عذاب سے نجات دلانے والی اور عذاب کو روکنے والی ہے۔

ابو قاسم سعدی علیہ الرحمہ کہتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نے اس امر پر مہر تصدیق ثبت فرمادی کہ میت قبر میں قرآن پڑھتی ہے' کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کی تردید نہ فرمائی۔

۱۰) امام کمال الدین بن زملکانی نے "کتاب العمل المقبول فی زیارہ الرسول" میں فرمایا کہ' یہ حدیث اس سلسلہ میں ہے کہ میت قبر میں قرآن کی تلاوت کرتی ہے اور اس روایت میں بعض اولیاء علیہ الرحمہ کا قبروں میں تلاوت قرآن کرنا اور نماز پڑھنا وارد ہے'۔ تو جب اولیاء اللہ علیہ الرحمہ کا یہ حال ہے تو انبیاء علیہ السلام کا کیا مقام ہوگا۔

۱۱) حافظ زین الدین بن رجب نے "کتاب اہل القبور" میں لکھا کہ' بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے بعض نیک بندوں کو قبروں میں اعمال صالحہ کی توفیق دیتا ہے لیکن اس پر ثواب مرتب نہیں ہوتا لیکن دارالعمل منقطع ہوچکا ہے۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی یاد اور اس کی اطاعت سے لذت حاصل کرے جیسا کہ ملائکہ کرام علیہم السلام اور اہل جنت' جنت میں حاصل کریں گے' کیوں کہ ذکر الہٰی اہل جنت کے لئے عظیم تر نعمتوں میں سے ہے۔

۱۲) ابوالحسن بن براء نے "کتاب الروضہ" میں اپنی سند سے روایت کی کہ ابراہیم گورکن نے مجھے اطلاع دی کہ مجھے قبر کھودتے وقت ایک اینٹ ملی' اب جو میں نے اسے سونگھا تو اس میں مشک کی خوشبو مہک رہی تھی۔ میں نے قبر کے اندر دیکھا تو ایک بوڑھا بیٹھا ہوا قرآن پڑھ رہا تھا۔

۱۳) ابن رجب نے اپنی سند سے بیان کیا کہ ابوالحسن سامری علیہ الرحمہ جو ایک متقی آدمی تھے اور سامرہ کے خطیب تھے۔ انھوں نے سامرہ کے قبرستان میں ایک قبر دکھاتے ہوئے کہا کہ ہم یہاں سے مسلسل سورہ تبارک اور الملک پڑھنے کی آواز سنتے تھے۔

میں دیکھا۔ میں جنت ہی میں تھا کہ میں نے قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔ پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں اور اسی طرح فرماں بردار شخص کو جزا ملتی ہے۔

۲۰) ابن ابی الدنیا نے یزید رقاشی علیہ الرحمتہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا کہ جب مومن مرجاتا ہے اور قرآن کا کچھ حصہ پڑھنے سے باقی رہ جاتا ہے' تو اللہ تعالیٰ فرشتے اس پر مقرر فرمادیتا ہے کہ وہ قیامت تک قرآن یاد کرائیں تاکہ وہ قیامت کے دن مع اپنے اہل و عیال کے اٹھے۔ اس قسم کی دیگر روایات بھی درج ہیں۔

۲۱) ابن مندہ نے عاصم سقطی سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا کہ ہم نے بلخ میں ایک قبر کھودی تو اس میں ایک سوراخ تھا' اس میں سے جب دیکھا تو ایک شیخ جو سبزہ سے ڈھکا ہوا تھا تلاوت قرآن میں مصروف تھا۔

۲۲) ابن مندہ نے ابو النضر نیشاپوری سے روایت کی۔ یہ ایک گورکن تھے اور متقی آدمی تھے کہ' میں نے ایک قبر کھودی' لیکن اس میں دوسری قبر کی طرف راستہ نکل آیا تو میں نے دیکھا کہ حسین و جمیل عمدہ کپڑے اور بہترین خوشبو والا جوان اس میں پالتی مارے بیٹھا ہے اور قرآن پڑھ رہا ہے۔ نوجوان نے میری طرف دیکھ کر کہا کہ "کیا قیامت برپا ہوگئی؟" میں نے کہا کہ نہیں' تو اس نے کہا کہ "جہاں سے مٹی ہٹائی تھی وہیں رکھ دو" تو میں نے مٹی وہیں رکھ دی۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو ابن نجار نے تاریخ بغداد میں ذکر کیا۔

۲۳) ابو نعیم نے مجاہد علیہ الرحمہ سے "فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ" (سورہ الروم آیت نمبر۴۴) کی تفسیر یہ بیان کی کہ وہ اپنے ہی نفسوں کے لئے قبر میں بچھاتے ہیں۔

۲۴) ابن ابی الدنیا نے "قبور" میں اپنی سند سے روایت کی کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی' قبر اس کے لئے بہترین ٹھکانہ ہے۔

۲۵) حارث بن اسامہ نے اپنی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ قبروں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں۔ صحیح مسلم میں بھی اس قسم کی روایت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ وہ سپید' پاک و صاف ہو' قیمتی نہ ہو۔ کیوں کہ حدیث شریف میں

زائد قیمتی کفن کی ممانعت فرمائی ہے۔ خطیب ترمذی' ابن ماجہ' وغیرہم نے بھی اس قسم کی روایت بیان کیں۔ بیہقی نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان کہ کفن تو پیپ وغیرہ کے لئے ہے' احادیث سے متعارض نہیں' کیوں کہ ہماری نظر میں تو ایسا ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو جیسا چاہے گا اپنے علم کے مطابق فرمادے گا۔ جیسے کہ شہداء کا معاملہ ہے کہ ہماری نگاہ ظاہربین میں وہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں مگر علم الٰہی میں وہ اس طرح ہیں جیسے کہ اللہ نے ان کے متعلق خبری دی اور اگر ان کا باطنی حال ہم پر منکشف ہوجاتا تو ایمان بالغیب ہی ختم ہوجاتا۔

۲۶) ابن ابی الدنیا نے "کتاب المنامات" میں اپنی سند سے راشد بن سعد سے روایت کی کہ ایک شخص کی بیوی کا انتقال ہوگیا تو اس نے خواب میں بہت سی عورتیں دیکھیں لیکن اس کی بیوی ان میں نہ تھی اس نے اس عورت کے نہ آنے کا سبب دریافت کیا۔ تو انھوں نے کہا کہ' تم نے اس کے کفن میں کوتاہی کی اس لئے وہ اب آنے میں شرم محسوس کرتی ہے۔ وہ شخص حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ کسی ثقہ آدمی کا خیال رکھنا۔ اتفاقاً ایک انصاری کی موت کا وقت آگیا اس نے انصاری سے کہا کہ میں اپنی بیوی کا کفن دینا چاہتا ہوں۔ انصاری نے کہا کہ اگر مردہ مردے کو پہچان سکتا ہے تو میں پہنچادوں گا۔ چنانچہ یہ شخص دو زعفرانی رنگ کے کپڑے لایا اور انصاری کے کفن میں رکھ دیئے۔ اب جو رات کو خواب میں دیکھا تو وہ عورت وہ کپڑے پہنے کھڑی ہے۔ یہ حدیث اگر چہ مرسل ہے لیکن اس کی اسناد میں کچھ حرج نہیں۔

۲۷) ابن ابی شیبہ نے عمیر بن اسود سے روایت کی کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے لئے وصیت کر کے چلے گئے' وہ مرگئی۔ لوگوں نے ان کو دو کپڑوں میں کفنا کر دفن کردیا اب جب وہ آئے تو انھوں نے دریافت کیا کہ "کیا کفن پہنایا؟" کہا کہ پرانے دو کپڑے کفن میں دیئے۔ تو انھوں نے نکال کر ان کو اچھا کفن دیا اور کہا کہ اپنے مردوں کو اچھا کفن دو کیوں کہ یہ اسی کفن میں اٹھیں گے۔

۲۸) ابن ابی الدنیا نے شعبی سے روایت کی کہ جب میت کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے مرے ہوئے رشتے دار اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں و فلاں کو کس حال میں چھوڑا؟

۲۹) مجاہد علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ جب کسی مردے کا بچہ صالح ہوتا ہے تو قبر میں مردے کو اس کی بشارت دے دی جاتی ہے۔ سدی علیہ الرحمہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان(۱۵۵) وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ کی تفسیر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شہید کے پاس ایک کتاب لائی جائے گی جس میں ان لوگوں کے نام درج ہوں گے جو اس سے ملاقات کرنے کے لئے جلد ہی آنے والے ہوں گے۔ وہ یہ دیکھ کر خوش ہوگا بالکل اسی طرح جیسے دنیا والے اپنے کسی مسافر کی آمد سے خوش ہوتے ہیں۔

۳۰) ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' مومن سے قبر میں کہا جائے گا کہ تو متقین کی طرح سوجا۔

۳۱) ابن عساکر نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ طائف میں انتقال فرماگئے تو میں ان کے جنازے میں جاکر شریک ہوا تو میں نے ایک سفید پرند دیکھا جو ان کے ہمراہ قبر میں داخل ہوگیا اور پھر میں نے اسے نکلتے ہوئے نہ دیکھا۔ جب وہ مدفون ہوگئے تو کسی نے یہ آیت پڑھی کہ: يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۔ (سورہ الفجر آیت ۲۷۔ ۲۸)

اور پڑھنے والا نظر نہ آیا۔ عام طور پر اس قسم کے پرند کو مردے کے عمل کی مثالی صورت سمجھا جاتا تھا۔

۳۲) ابن عساکر نے اپنی سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دحیہ کلبی سے کلام فرما رہے ہیں تو میں نے مناسب نہ سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کو قطع کردوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری نگاہ جاتی رہے گی اور موت کے قریب اللہ تعالیٰ واپس کردے گا۔ چنانچہ جب ان کو غسل کے تختہ پر رکھا گیا تو ایک پرند بے حد سپید آیا اور کفن میں داخل ہوگیا تو عکرمہ علیہ الرحمہ نے حیرت سے کہا یہ کیا ہے؟ جب ان کو دفن کردیا گیا تو یہ آیت سنی گئی کہ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ الخ اسی حدیث کی دیگر روایات میں ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی نگاہ ان کی آخر عمر میں ٹھیک ہوگئی۔

۳۳) ابن ابی الدنیا' ابن ابی شیبہ اور حاکم نے روایت کی کہ' حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے اپنی

وفات کے وقت وصیت کی کہ کفن کے لئے دو کپڑے خرید لینا زیادہ مہنگے نہ ہوں' اگر میں نیک ہوں گا تو اس سے اچھے پہنادیئے جائیں گے ورنہ وہ بھی جلد ہی چھین لئے جائیں گے۔

۳۴) ابن ابی الدنیا نے یحیٰ بن راشد سے روایت کی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرا کفن درمیانہ درجہ کا رکھنا۔ کیوں کہ اگر میں عنداللہ نیک ہوں گا' تو مجھے اس سے اچھا دیدیا جائے گا ورنہ یہ بھی جلد چھین لیا جائے گا۔ اور قبر کھودنے میں زیادتی نہ کرنا کیوں کہ اگر اللہ نے میرے لئے بھلائی لکھی ہے تو اسے حد نگاہ تک وسیع کردیا جائے گا ورنہ اتنا تنگ کیا جائے گا کہ میری پسلیاں ایک طرف سے دوسری طرف نکل جائیں گی۔

۳۵) عبداللہ ابن احمد نے "زوائد الزہد" میں عبادہ بن سے روایت کی کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی کہ میرے ان دونوں کپڑوں کو دھولینا اور انھیں میں کفنا دینا کیوں کہ تمہارے باپ کو یا تو اس سے اچھے کپڑے دیدیئے جائیں گے یا یہ بھی چھین لئے جائیں گے۔

۳۶) سعید بن منصور نے عائشہ بنت اہبان بن غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ میرے باپ نے وصیت کی تھی کہ ہم ان کو قمیص میں دفن نہ کریں۔ لیکن جب ان کی وفات ہوگئی تو ہم نے ان کو قمیص ہی میں دفن کردیا۔ اب جو صبح کو دیکھا تو وہ قمیص کھونٹی پر لٹکی ہوئی ہے۔ طبرانی میں بھی یہ روایت موجود ہے مگر اس میں بجائے عائشہ کے عدیشہ بنت اہبان ہے۔

۳۷) ابن نجار نے اپنی تاریخ میں خلف بردانی سے روایت کی کہ ایک شخص کا انتقال ہوگیا۔ جب کفنوں میں سے ایک کفن اس کے لئے منتخب کیا گیا تو وہ کچھ بڑھا ہوا تھا' لوگوں نے اتنی مقدار میں کاٹ دیا۔ تو اسے کسی نے خواب میں دیکھا وہ کہہ رہا تھا کہ تم نے کفن میں بخل کیا۔ لیکن میرے رب نے مجھے لمبا کفن دے دیا۔ یہ کہہ کر اس نے کفن واپس کردیا۔ اب صبح کو جب دیکھا گیا تو دوسرے کفنوں میں وہ کفن بھی پایا گیا جو اس کو پہنایا گیا تھا۔

۳۸) ابو نعیم نے مسلم جندی سے روایت کی کہ' انھوں نے کہا کہ طاؤس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ جب تم مجھ کو دفن کردو تو تھوڑی دیر بعد مجھ کو قبر میں دیکھنا۔ اگر اس میں نہ پاؤ تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا۔ ورنہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ لینا۔ تو ان کے صاحبزادے نے بتایا کہ

میں نے حسب وصیت ان کو دیکھا تو ان کو نہ پایا اور لڑکے کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے۔ ابن أبي الدنیا نے "قبور" میں اس کو روایت کیا۔

۳۹) بیہقی نے "دلائل" میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر تیار کیا اور اس پر علاء بن حضرمی کو کمانڈر مقرر کیا۔ میں بھی اس جنگ میں شریک تھا۔ جب ہم واپس ہوئے تو ان کا انتقال ہوگیا۔ ہم نے ان کو دفن کردیا۔ جب دفن سے فارغ ہوئے تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ یہ زمین مردوں کو قبول نہیں کرتی ہے پھینک دیتی ہے' ایک دو میل کے فاصلہ پر دفن کردو تو اچھا ہے۔ چنانچہ ہم نے ان کو نکالنا شروع کیا' اب جب لحد تک پہنچے تو وہ وہاں نہ تھے اور قبر حد نگاہ تک وسیع تھی نیز نور سے معمور تھی۔ ہم نے مٹی اسی طرح ڈال دی اور ہم نے کوچ کیا' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی یہی واقعہ مروی ہے۔

۴۰) ابو الحسن بن بشران نے اپنی سند سے عبدالعزیز بن ابی وراد سے حکایت کی کہ مکہ میں ایک عورت ہر روز بارہ ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتی تھی۔ جب وہ مرگئی تو لوگ اس کو قبر تک لے گئے۔ جب قبر کے پاس پہنچے تو وہ لوگوں کے ہاتھوں پر سے غائب ہوگئی۔

۴۱) ابو نعیم نے روایت کی کہ جب کرز بن وبرہ کا انتقال ہوگیا تو ایک شخص نے دیکھا کہ مردے قبروں پر نئے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے ہیں تو اس نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ قبر والوں کو کرز کی آمد کی خوشی میں نئے کپڑے پہنائے گئے ہیں۔

۴۲) ابن ابی الدنیا نے "کتاب الرقۃ والبکاء" میں مسکین بن بکر سے روایت کی کہ مداد عجلی کو جب دفن کرنے کے واسطے لے گئے تو تمام قبر میں پھول ہی پھول بچھے ہوئے تھے۔ کچھ لوگوں نے اس میں سے پھول اٹھالئے تو وہ ستر روز تک تر و تازہ رہے اور لوگ ان کو دیکھتے رہے جب یہ معاملہ امیر تک پہنچا تو اس نے لوگوں کو منتشر کردیا اور وہ پھول اپنے قبضہ میں لے لئے لیکن اس کے پاس سے وہ غائب ہوگئے اور پتہ نہ چلا کہ کہاں گئے اور کیسے گئے۔

۴۳) حافظ ابو بکر خطیب نے محمد بن مخلد سے روایت کی کہ میری والدہ کا انتقال ہوگیا تو میں ان کو قبر میں اتارنے کے لئے اترا تو میں نے دیکھا کہ پاس والی قبر سے کچھ حصہ کھل گیا ہے تو مجھے ایک شخص نظر آیا جو نئے کفن میں ملبوس تھا اور اس کے سینہ پر چمبیلی کے پھولوں کا ایک گلدستہ رکھا

تھا' تو میں نے اسے اٹھایا تو وہ بالکل تر و تازہ تھے میرے ساتھ دوسرے حضرات نے بھی سونگھا۔ پھر ہم نے اس کو وہیں رکھ دیا اور اس سوراخ کو بند کر دیا۔

۴۴) حافظ ابو الفرج بن الجوزی نے اپنی سند سے روایت کی کہ امام احمد علیہ الرحمہ کی قبر کے پاس ایک قبر کھودی تو ایک مردے کے سینے پر پھول رکھے ہوئے تھے اور وہ ہل رہے تھے۔ انھوں نے اپنی تاریخ میں روایت کی کہ بصرہ میں ایک ٹیلہ گر گیا' اس میں حوض کی طرف ایک جگہ تھی اس میں سات آدمی مدفون تھے ان میں سے ہر ایک کا کفن اور بدن درست تھا اور مشک کی خوشبو مہک رہی تھی' ان میں سے ایک نوجوان تھا جس کے سر پر بال تھے اور اس کے ہونٹ تر تھے گویا کہ اس نے ابھی پانی پیا ہے۔ اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا۔ اس کی کوکھ میں تلوار کا ایک نشان تھا۔ تو بعض لوگوں نے اس کا بال لینا چاہا تو وہ بال زندہ انسان کے بال کی طرح مضبوط تھا۔

۴۵) ابن سعد نے طبقات میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی' انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کھودنے میں شرکت کی۔ جب ہم قبر کھودتے تھے تو مشک کی خوشبو مہکتی تھی۔

۴۶) ابن سعد نے محمد بن شرحبیل بن حسنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر سے ایک مٹھی مٹی لی اور قبر میں اس کو غور سے دیکھا تو وہ مشک تھی۔

۴۷) ابن ابی الدنیا نے مغیرہ بن حبیب سے روایت کی۔ ایک شخص کو خواب میں کسی نے دیکھا۔ اس شخص کی قبر سے خوشبوئیں آتی تھیں۔ اس سے دریافت کیا گیا کہ یہ خوشبوئیں کیسی ہیں' اس نے کہا کہ یہ تلاوت قرآن اور روزوں کی خوشبوئیں ہیں۔

۴۸) امام احمد علیہ الرحمہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جا رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا کہ مجھے اسلام کی تعلیم دیجئے۔ اسی روایت میں ہے کہ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ وہ اپنی سواری سے گر پڑا اور مر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھکا کم اور نعمتیں زائد حاصل کیں'(۱۵۶) میرا خیال ہے کہ یہ بھوکا مر گیا۔ بے شک میں نے اس کی دونوں بیویوں کو جنت میں دیکھا جو کہ حوریں تھیں وہ اس کے منہ میں جنت کے پھل رکھ رہی تھیں۔

۴۹) ترمذی و حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کو جنت میں فرشتوں کے ہمراہ اڑتے دیکھا۔

۵۰) حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات میں جنت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ جعفر رضی اللہ عنہ فرشتوں کے ساتھ اڑ رہے ہیں اور حمزہ رضی اللہ عنہ ٹیک لگائے بیٹھے ہیں اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم کا مزید تذکرہ کیا۔

۵۱) ابن ابی الدنیا نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ ایک قبرستان گئے تو دیکھا کہ ایک کھوپڑی ظاہر ہے تو آپ نے حکم دیا کہ اس کو چھپا دیا جائے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ان ابدان (بدن کی جمع) کو کوئی چیز مضر نہیں' یہ تو ارواح ہی ہیں جن کو عذاب و ثواب ہوتا ہے۔

۵۲) ابن ابی شیبہ نے اور ابن ابی الدنیا نے "کتاب القراء" میں صفیہ بنت شیبہ سے روایت کی کہ میں اسماء بنت ابی بکر کے پاس تھی جب کہ حجاج نے ان کے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پھانسی دی تو عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ آئے اور تعزیت کے طور پر کہا کہ تم صبر کرو کیوں کہ یہ جسم کچھ بھی نہیں' بے شک روحیں اللہ کے پاس ہیں تو انہوں نے کہا کہ "میں صبر کیوں نہ کرو' یحیٰ بن زکریا علیہ السلام کا سر ایک زانیہ کو بطور تحفہ پیش کیا گیا"

۵۳) ابن سعد نے خالد بن معدان سے روایت کی کہ جنگ اجنادین کے موقعہ پر جب رومی شکست خوردہ ہو کر ایسی منزل پر پہنچ گئے جہاں عبور کرنا ممکن نہ تھا تو ہشام بن عاص رضی اللہ عنہ اس جگہ پہنچ گئے اور ان سے جہاد کیا اور اس طرح سے ان کے حملے بند کردیئے لیکن کچھ دیر بعد خود شہید ہوگئے۔ جب مسلمان اس مقام پر پہنچے جہاں ان کی لاش تھی تو مسلمانوں کو اس بات کا خطرہ ہوا کہ کہیں ان کی لاش کو گھوڑے نہ روند ڈالیں' تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ نے ان کو شہید کردیا ہے اور ان کی روح کو اٹھالیا ہے اور اب یہ جثہ کچھ نہیں ہے اس لئے اگر اس کو گھوڑے روند ڈالیں تو کچھ حرج نہیں۔(۱۵۷) پھر خود انہوں نے اور ان کے بعد دوسرے سپاہیوں نے ان کی لاش کو روند ڈالا اور پل کو عبور کرلیا۔ ابن رجب نے کہا کہ ان آثار کا مقصد یہ نہیں کہ روح اجسام سے جدا ہونے کے بعد کبھی ان سے ملتی ہی نہیں بلکہ ان کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ مرنے کے بعد جسم کو انسانوں یا کیڑے مکوڑوں کے تکلیف پہنچانے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ کیوں کہ

عذاب قبر دنیا کے عذاب کی طرح نہیں وہ تو اللہ کی مشیت کے مطابق اور اس کی قدرت سے میت تک پہنچتا ہے۔

باب

۵۴) ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ 'ابھی شہید کا خون زمین پر گرنے کے بعد خشک ہونے بھی نہیں پاتا کہ اس کی جنتی دونوں بیبیاں اس کا استقبال کرتی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں جنتی حلے ہوتے ہیں جو دنیا ومافیہا سے بہتر ہوتے ہیں۔

۵۵) طبرانی' بزار اور بیہقی نے "بعث" میں یزید بن شجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ خون شہید کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ پھر اس کی دو بیبیاں حوریں آکر اس کے چہرے کی مٹی صاف کرتی ہیں پھر اس کو سو حلے جنتی گھاس سے بنے ہوئے پہنائے جاتے ہیں وہ اتنے لطیف ہوتے ہیں کہ اگر دو انگلیوں میں رکھے جائیں تو ان میں سما جائیں۔

۵۶) حاکم نے بروایت صحیحہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک سیاہ فام شخص حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آیا اور دریافت کیا کہ اگر میں جنگ کروں حتی کہ مارا جاؤں تو بتائیے کہ میرا مقام کہاں ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں۔ تو اس نے جنگ کی حتی کہ شہید ہوگیا تو حضور علیہ السلام اس کے پاس آئے اور کہا کہ "خدا تعالیٰ نے تیرے چہرے کو منور کردیا اور تیرے اندر خوشبو پیدا فرمادی۔" پھر حضور علیہ الصلوہ والسلام نے اس شخص کے بارے میں (یا کسی دوسرے کے بارے میں) فرمایا کہ میں نے اسے جنت میں دیکھا کہ اس کی حور بیوی اس کے اونی جبہ کے بارے میں اس سے دل لگی کررہی تھی اور کبھی وہ اس کے جبہ میں چھپ (۱۵۸) جاتی تھی۔

۵۷) بیہقی نے بہ سند حسن ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک اعرابی حضور علیہ السلام کے سامنے شہید ہوگئے تو آپ ﷺ اس کے سرہانے خوش ہو کر بیٹھ گئے اور مسکرانے لگے پھر اس سے منہ پھیرلیا گیا' تو آپ ﷺ سے اس سلسلے میں سوال کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خوش ہونا تو اس لئے تھا کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا مرتبہ کس قدر بلند فرمایا اور میرا منہ پھیرنا

اس لئے ہوا کہ اس کی بیوی حور اس کے پاس ہے۔

۵۸) بیہقی نے "شعب الایمان" میں اپنی سند سے قاسم بن عثمان بن جدعی سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو طواف کرتے دیکھا' میں اس کے پاس آیا تو اسے یہ لفظ کہتے ہوئے پایا کہ (۱۵۹) "اللھم قضیت حاجه المحتاجین وحاجتی لم تقض" وہ تو یہی دعا مانگتا تھا اس سے زائد نہ کرتا تھا میں نے اس سے دریافت کیا کہ بھئی اس سے زائد دعا کیوں نہیں مانگتے؟ اس نے کہا کہ جناب اس کے پس منظر میں بھی ایک واقعہ مضمر ہے اور وہ یہ کہ ہم مختلف شہروں کے رہنے والے سات دوست تھے۔ ہم نے دشمن کی زمین میں پہنچ کر جنگ کی تو انھوں نے ہم کو قید کرلیا اور ہم کو علیحدہ علیحدہ کردیا' تاکہ مار ڈالا جائے تو میں نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ سات جنتوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ہر دروازے پر ایک حور ہے۔ غرض کہ ہمارے ایک ساتھی کی گردن ماردی گئی تو میں نے دیکھا کہ ایک حور اتری جس کے ہاتھ میں ایک رومال تھا۔ حتی کہ میرے چھ ساتھی شہید ہوئے۔ میں بھی بچ رہا اور میرا دروازہ بھی۔ اب جب مجھے گردن مارنے کے لئے پیش کیا گیا تو مجھ کو بادشاہ سے کسی نے مانگ لیا۔ تو میں نے حور کو کہتے ہوئے سنا کہ "اے محروم انسان! تجھ سے بہت بڑی چیز فوت ہوگئی۔" یہ کہہ کر اس نے دروازہ بند کرلیا۔ تو اے بھائیو! اسی کی حسرت میں اپنے دل میں رکھتا ہوں۔ قاسم بن عثمان کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ شخص ان سب سے افضل تھا کہ اس نے وہ کچھ دیکھا جو انھوں نے نہ دیکھا اور شوق و محبت سے سرگرم عمل صالح ہوگیا۔

قبروں کی زیارت کا بیان

اور مردوں کا اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچاننا اور دیکھنا

(اس باب میں 91 روایات ہیں)

۱) ابن ابی الدنیا نے "کتاب القبور" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انھوں نے کہا

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان کی قبر پر پہنچتا ہے تو وہ اس سے انس حاصل کرتا ہے اور اس کی باتوں کا جواب دیتا ہے۔

۲) ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے "شعب" میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے متعارف شخص کی قبر سے گزرتا ہے اور اس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اس کو جواب دیتا ہے نیز اسے پہچان کر سلام کرتا ہے۔ نیز ابن ابی الدنیا سے قبور میں یہ روایت کی اور ابن عبدالبر نے کتاب الاستذکار میں اور تمہید میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی روایت کی۔

۳) عقیل نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انھوں نے کہا۔ رزین رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ میں قبرستان سے گزرتا ہوں تو کیا کوئی کلام ہے جو میں مردوں سے کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ کہہ دیا کرو کہ (۱۶۰)"السلام علیکم یا اهل القبور من المسلمین والمومنین! انتم لناسلف ونحن لکم تبع وانا انشاء الله بکم لاحقون" ابو رزین نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ کیا وہ سنتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سنتے ہیں، مگر جواب نہیں دے سکتے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو رزین کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ ان کے بجائے انھیں کی تعداد میں فرشتے تم کو جواب دیں۔ اور جواب نہیں دے سکتے سے مراد ایسا جواب ہے جس کو انسان اور جنات سنیں، ورنہ وہ جواب ضرور دیتے ہیں۔

۴) احمد اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ، میں(۱۶۱) اپنے حجرے میں کپڑا اتار کر داخل ہوجاتی اور کہتی کہ ان میں ایک میرے شوہر ہیں اور دوسرے باپ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے تو میں احتیاط سے کپڑا اوڑھ کر داخل ہونے لگی اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شرم کرنے کی بنا پر تھا۔

۵) طبرانی نے اوسط میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ احد سے واپسی پر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی قبروں پر ٹھہرے اور فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہو۔ تو اے لوگو! ان سے ملاقات کرو اور انھیں سلام کرو، کیوں کہ

یہ قیامت تک جواب دیتے ہیں۔

۶) اربعین طائیہ میں رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میت کو سب سے زیادہ انس اس شخص کے آنے سے ہوتا ہے جو اس کا دنیا میں بہترین دوست ہو۔

۷) ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے "شعب" میں محمد بن واسع سے روایت کی کہ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ میت کو اپنے زیارت کرنے والوں کا علم جمعہ کے دن اور اس سے ایک دن نیز ایک دن بعد تک ہوتا ہے۔

۸) ابن ابی الدنیا نے ضحاک علیہ الرحمہ سے روایت کی، جس نے سنیچر کے روز طلوع آفتاب سے پہلے کسی کی زیارت کی، تو میت کو اس کا علم ہوتا ہے۔ ان سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ یہ اس لئے کہ ابھی تک جمعہ کے اثرات باقی رہتے ہیں۔

۹) تنبیہ:۔ علامہ سبکی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد قبر میں روح کا اپنے جسم میں واپس آنا ہر مردے کے لئے بہ روایت صحیحہ ثابت ہے اور شہدا کا تو کیا ہی کہنا۔ لیکن گفتگو اس امر میں ہے کہ آیا وہ ارواح جسم میں باقی رہتی ہیں یا نہ، اور پھر یہ زندگی دنیا کی زندگی کی طرح ہوتی ہے یا اس سے مختلف، کیوں کہ زندگی کے لئے روح کا ہونا یہ ایک امر عادی ہے امر عقلی نہیں۔ اب اگر اس بات پر کوئی دلیل قطعی قائم ہو جائے کہ جسم کو دنیاوی زندگی مل جاتی ہے تو اس کو مان لیا جائے گا۔ چنانچہ علماء کی ایک جماعت نے اسی قول کو لیا ہے۔ نیز موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا اس پر دلیل ہے۔ کیونکہ نماز پڑھنا ایک زندہ جسم ہی کی صفت ہے۔ پھر اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے بارے میں شب معراج میں جن صفات کا تذکرہ ہے ان کا تقاضا بھی یہی ہے لیکن اس جسمانی زندگی سے جسمانی عوارض، مثلاً کھانے پینے وغیرہ کا پایا جانا ضروری نہیں، بلکہ ان کے احکام بدل جاتے ہیں۔ البتہ ادراکات مثلاً علم اور سننا تو یہ بلا شبہ شہداء اور غیر شہداء سب کے لئے ثابت ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ شہداء کی جسمانی زندگی کے معنی یہ ہیں کہ ان پر گلنا اور سڑنا نہیں آتا۔

بیہقی علیہ الرحمہ نے "کتاب الاعتقاد" میں کہا کہ وفات کے بعد انبیاء علیہ السلام کی ارواح کو واپس کر دیا گیا ہے اور وہ شہداء کی مانند اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ ابن قیم نے ارواح کی

باہمی ملاقات کا مسئلہ ذکر کرتے ہوئے کہا ارواح کی دو قسمیں ہیں۔ کچھ ارواح تو وہ ہیں جن پر عذاب ہو رہا ہے ان کو تو ملاقات کی اجازت نہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جو انعامات و اکرامات الٰہی میں ہیں تو وہ آزاد ہیں ایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہیں اور دنیا میں جو کچھ ہو چکا اس سے بحث کرتی ہیں اور جو دنیا والے کرتے ہیں اس کے بارے میں بھی گفتگو کرتی ہیں اور ہمارے رسول اللہ ﷺ کی روح رفیق اعلے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کے انعام یافتہ حضرات انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ہمراہ ہوں گے اور یہ حضرات بہت ہی اچھے ساتھی ہیں یہ ساتھ دنیا میں بھی ہے برزخ میں بھی اور آخرت میں بھی۔ انسان ان تینوں ادوار میں اسی کے ہمراہ ہو گا، جس سے اس کو محبت ہو گی۔

شیدلہ نے کتاب البرہان میں کہا کہ 'اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے انھیں تم ہرگز مردہ نہ سمجھو' بلکہ وہ زندہ ہیں۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ مردہ بھی ہوں اور زندہ بھی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے جسم کے کسی حصہ میں روح ڈال دے، جس سے وہ عذاب اور لذت دونوں کو محسوس کریں۔ یہ بالکل اسی طرح ہے، جسم کے کسی حصے میں اگر گرمی یا سردی کا اثر ہو تو اس کا پورے جسم پر اثر ہوتا ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ان کی حیات سے مراد یہ ہے کہ ان کے جسم کے جوڑ نہیں کھلیں گے اور نہ ہی ان کا جسم گلے گا یا سڑے گا تو گویا وہ اپنی قبور میں زندہ کی طرح ہیں۔ ابو حیان نے کہا کہ حیات شہداء کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا۔ بعض تو کہتے ہیں کہ ان کی روحیں باقی رہتی ہیں اور اجسام فنا ہو جاتے ہیں۔ چناں چہ یہ بات ہمارے مشاہدہ میں آتی ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ شہید کے جسم اور روح دونوں زندہ ہوتے ہے اور ہمارا عام شعور اس سلسلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا یہ تو بالکل ایسا ہی ہے جیسے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم پہاڑوں کو جما ہوا دیکھو گے حالانکہ وہ بادل کی طرح چل رہے ہوں گے یا جس طرح سونے والے کو ہم ایک ہی حالت پر دیکھتے ہیں حالانکہ وہ آرام اور تکلیف ہر چیز کو محسوس کرتا ہے اور کہاں کہاں جاتا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ اسی لئے حیات شہدا میں اللہ تعالیٰ نے قید لگادی کہ (۱۶۲) وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ○ گویا اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمادی کہ ان شہداء کی حیات اور غیر شہداء کی

حیات میں یہی فرق ہے۔ پھر اگر شہید کی زندگی سے مراد اس کی روحانی زندگی ہوتی تو اس میں اور دوسروں میں مابہ الامتیاز کیا رہ جاتا ہے؟ نیز وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ کی قید لگانے کا کچھ فائدہ نہ رہتا اور کبھی اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو بذریعہ کشف ان کی زندگی کا مشاہدہ کرادیتا ہے۔

سہیلی نے "دلائل النبوہ" میں بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت کی کہ ایک شخص نے ایک قبر کھودی، اس میں ایک روشن دان دوسری قبر کی طرف کھل گیا۔ اب جو انھوں نے دیکھا تو ایک بزرگ تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے سامنے قرآن حکیم رکھا ہوا ہے اور ان کے سامنے ہی سبز رنگ کا روضہ ہے۔ یہ سرزمین احد کا واقعہ ہے اور یہ شخص شہید تھا کیونکہ اس کے چہرے پر زخم تھے۔ ابو حیان اور یافعی نے بھی اسی قسم کا واقعہ نقل کیا۔

۱۰) شیخ نجم الدین اصبہانی نے کہا کہ میں ایک شخص کی تدفین کے وقت حاضر تھا میت کو کلمہ کی تلقین کے لئے ایک شخص بیٹھا اور اسے تلقین کرنے لگا تو میت کہنے لگا: "اے لوگوں! تعجب ہے اس بات پر کہ ایک مردہ زندہ کو تلقین کررہا ہے۔"

۱۱) ابن رجب نے اپنی سند سے معافی بن عمران کے بارے میں نقل کیا کہ ایک شخص ان کی قبر پر تلقین کے لئے کلمہ پڑھنے لگا تو قبر سے بھی کلمہ کی آواز آنے لگی۔

۱۲) یافعی نے محب طبری (کہ شوافع کے ائمہ میں سے ہیں) سے روایت کی کہ میں شیخ اسماعیل حضرمی کے ساتھ زبیدہ کے قبرستان میں تھا تو مجھ سے شیخ نے کہا کہ 'اے محب! تم مردوں کے کلام کرنے پر ایمان رکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ قبر والا کہتا ہے کہ میں اہل جنت سے ہوں۔

۱۳) انھیں شیخ اسماعیل حضرمی سے روایت کی کہ وہ قبرستان سے گزرے اور ایک قبر پر کھڑے ہو کر بہت روئے اور تھوڑی دیر بعد بے ساختہ ہنسنے لگے۔ تو ان سے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس قبرستان والوں کا حال معلوم ہوا تو پتہ چلا کہ ان لوگوں پر عذاب ہو رہا ہے' تو میں نے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے آہ وزاری کی' تو مجھ سے کہا گیا کہ جاؤ ہم نے ان لوگوں کے بارے میں تمہاری شفاعت قبول کرلی۔ تو اس قبر والی عورت بولی کہ 'اے فقیہ اسماعیل! میں ایک گانے بجانے والی عورت تھی کیا میری بھی مغفرت ہوئی؟ تو میں نے کہا کہ ہاں اور تو انھیں

میں ہے۔ یہی چیز میری ہنسی کا باعث ہوئی۔

۱۴) شیخ عبدالغفار نے "توحید" میں لکھا کہ مجھے قاضی بہاؤ الدین نے خبر دی کہ شیخ امین الدین جبریل ان کے ہمراہ تھے وہ قاہرہ میں داخل ہونے سے پہلے فوت ہوگئے۔ اب جب ان کی میت کو لے کر قاہرہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو شہر والوں نے داخل ہونے کی اجازت نہ دی کہ ہم مردوں کو داخل نہیں ہونے دیتے' تو شیخ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر انگلی اٹھادی اور ہم شہر میں داخل ہوگئے۔

۱۵) یافعی نے ایک شخص سے روایت کی کہ اس نے کہا کہ قرافہ کے مقام پر میں نے ایک نوجوان کے ساتھ بد فعلی کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کہ میں یہاں ہرگز کوئی گناہ نہ کروں گا۔ کیوں کہ میں نے ایک مرتبہ ایسا کیا تھا تو ایک قبر پھٹ پڑی تھی اور مردے نے کہا کہ کیا خدا سے بھی حیا نہیں کرتے؟

۱۶) یافعی نے حکایت کی کہ' عبدالرحمٰن نویدی فرماتے ہیں کہ جب وہ منصورہ میں تھے اور دشمنوں نے مسلمانوں کو گرفتار کرلیا تو عبدالرحمٰن نے ایک روز یہ آیت پڑھی لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا الخ (سورہ ال عمران آیت نمبر۱۶۹) پھر آپ شہید ہوگئے۔ جب شہید ہوگئے تو ایک انگریز آیا اور اس کے پاس ایک چھوٹا نیزہ تھا وہ اس نے آپ کے جسم پر مارا اور کہا کہ اے مسلمانوں کے عالم تو کہتا تھا کہ شہداء زندہ ہیں اور انھیں رزق دیا جاتا ہے؟ تو عبدالرحمٰن علیہ الرحمہ نے اپنا سر اٹھا کر کہا کہ' ہاں کعبہ کے رب کی قسم شہداء زندہ ہیں۔ تو انگریز اپنے گھوڑے سے اترا اور شیخ کا منہ چوما اور اپنے ساتھی سے کہا کہ ان کی میت کو وطن لے چلو۔

۱۷) رسالہ قشیری میں ان کی سند سے شیخ ابو سعید از سے مروی ہے کہ میں نے باب بنی شیبہ کے پاس ایک نوجوان کو مردہ حالت پر پایا۔ جب میں نے اسے دیکھا' تو وہ میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگا اور کہنے لگا کہ اے ابو سعید! شہداء زندہ ہیں وہ تو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں۔

۱۸) اسی رسالہ میں شیخ علی رود باری سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک فقیر کو دفن کیا تو انھوں نے اس کے سر سے کفن ہٹایا اور اس کا سر مٹی پر رکھا تا کہ اللہ تعالیٰ اس کی غربت پر رحم کرے تو اس نے آنکھیں کھول کر مجھ کو دیکھا اور کہا کہ' جناب مجھ کو اس کے سامنے ذلیل نہ کیجئے جس نے

مجھ کو راہ دکھائی ہے۔ تو میں نے کہا کہ اے میرے سردار! کیا مرنے کے بعد زندگی؟ تو اس نے کہا کہ میں بھی زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر محب زندہ ہے اور کل میں تمہاری مدد کروں گا۔

۱۹) اور اسی رسالہ قشیریہ میں ہے کہ 'ایک کفن چور تھا۔ ایک عورت کا انتقال ہوگیا' وہ اس کے جنازہ کی نماز میں شامل ہوا تاکہ ساتھ جاکر اس کی قبر کا پتہ لگائے۔ جب رات ہوگئی تو اس نے بڑھیا کی قبر کو کھودنا شروع کیا' تو وہ عورت بول اٹھی کہ سبحان اللہ! ایک مغفور شخص مغفور عورت کا کفن چراتا ہے' کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری بھی مغفرت کردی اور ان تمام لوگوں کی جنھوں نے میرے جنازے کی نماز پڑھی اور تو بھی ان میں شریک تھا۔ یہ سنکر اس نے قبر پر فوراً مٹی ڈال دی اور سچے دل سے تائب ہوگیا۔

۲۰) اسی رسالہ میں ہے کہ ابراہیم بن شیبان نے فرمایا کہ ایک اچھا نوجوان میرا ساتھی بنا اور جلد ہی اس کا انتقال ہوگیا تو مجھے بہت رنج ہوا اور اس کے غسل دینے کا بہ نفس نفیس ارادہ کرلیا تو میں نے دہشت کی وجہ سے اس کے الٹی طرف سے نہلانا شروع کیا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے دایاں حصہ دیا۔ میں نے کہا کہ اے بیٹے! تو حق پر ہے اور غلطی پر میں ہی تھا۔

۲۱) اسی رسالہ میں ابو یعقوب سوسی سے مروی ہے کہ میں نے ایک مردہ کو غسل دیا تو اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا تو میں نے کہا کہ اے بیٹے! میرا انگوٹھا چھوڑ دو کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ یہ مرنا نہیں ہے بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ہے۔

۲۲) اور اسی رسالہ میں اسی راوی سے ہے کہ میرا ایک مرید مکہ سے آیا' اور مجھ سے کہا کہ اے استاد! میں کل ظہر کے وقت مرجاؤں گا تو یہ دینار لو' آدھے میں قبر اور آدھے میں میرے کفن کا انتظام کرنا۔ جب دوسرے روز ظہر کا وقت آیا تو اس نے آکر طواف کیا اور پھر دور کھڑا ہوگیا اور تھوڑی دیر بعد مرگیا۔ جب میں نے اسے قبر میں رکھ دیا تو اس نے آنکھیں کھول دیں' تو میں نے اس سے کہا کہ' مرنے کے بعد بھی زندگی ہوتی ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کا محب ہوں اور اللہ کا ہر محب ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔

۲۳) قشیری کہتے ہیں کہ میں نے استاد علی دقاق کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابو عمر بیکندی ایک گلی سے گزر رہے تھے تو انھوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک نوجوان کو اس کے بد چلن ہونے کی وجہ

سے گھر سے گھسیٹ کر نکال رہے ہیں اور اس کی ماں رو رہی ہے اور ان سے سفارش کر رہی ہے۔ تو آپ نے کہا کہ اس شخص کو میری طرف سے اس عورت کو ہبہ کردو۔ کچھ دن بعد آپ نے اس کی ماں کو دیکھا تو اس نوجوان کا حال دریافت کیا۔ تو اس نے بتایا کہ وہ تو مرگیا اور اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں اس کے مرنے کی اطلاع پڑوسیوں کو نہ دوں تاکہ وہ میرے مرجانے سے خوش نہ ہوں اور جب میں مرجاؤں تو میرے حق میں رب سے سفارش کرنا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب میں اس کی قبر سے چلنے لگی تو میں نے اس کی آواز سنی کہ وہ کہہ رہا ہے کہ 'ماں! اب تو چلی جا کیوں کہ میں کرم کرنے والے رب کے پاس آگیا ہوں۔

۲۴) یافعی نے "کفایۃ المعتقد" میں لکھا کہ' ایک نیک شخص نے مجھے بتایا کہ میں کبھی اپنے والد کی قبر پر جاتا ہوں تو ان سے گفتگو کرتا ہوں۔

۲۵) یافعی نے کہا کہ یہ بہت مشہور بات ہے کہ فقیہ احمد بن موسیٰ بن عجیل کو ان کے بعض شاگردوں نے قبر میں سورہ نور پڑھتے ہوئے سنا۔

۲۶) ابن ابی الدنیا نے "کتاب القبور" میں اپنی سند سے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک قبرستان پر گزرے تو کہا "السلام علیکم یا اھل القبور" نئی خبریں یہ ہیں کہ تمہاری عورتوں نے نئی شادیاں رچالی ہیں۔ تمہارے گھروں میں دوسرے لوگ بس چکے ہیں اور تمہارے مال تقسیم ہوچکے ہیں تو ایک ہاتف نے آواز دی کہ اے عمر! ہماری نئی خبریں یہ ہیں کہ ہم نے جو نیک اعمال کئے ان کا بدلہ یہاں ملا اور جو خدا کی راہ میں خرچ کردیا اس کا نفع ملا اور جو چھوڑ آئے اس میں نقصان اٹھایا۔

۲۷) حاکم نے تاریخ نیشاپور میں بیہقی نے اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اپنی سند سے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا کہ ہم علی ابن ابی طالب کے ہمراہ مدینہ کے قبرستان میں گئے تو آپ نے کہا کہ السلام علیکم یا اھل القبور ورحمہ اللہ کیا تم ہم کو اپنی خبریں سناتے ہو -------------- یا ہم تم کو اپنی خبریں سنادیں۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے ایک قبر کے اندر سے آواز سنی: وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا امیر المومنین آپ ہمیں بتایئے کہ ہمارے بعد کیا ہوا؟ تو آپ نے فرمایا کہ تمہاری بیویاں نئی شادیاں

کر چکی ہیں' تمہارے نال بٹ چکے ہیں اور اولاد یتیموں کے زمرہ میں شامل ہے۔ وہ گھر جو تم نے پختہ بنائے تھے' اب ان میں تمہارے دشمن رہتے ہیں۔ اب تم اپنا حال سناؤ۔ تو ایک قبر سے آواز آئی کہ کفن پھٹ چکے' بال بکھر گئے' کھالیں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں اور آنکھیں رخساروں پر بہہ گئیں اور نتھنوں کا پیپ بن گیا' جیسا کیا ویسا پایا اور جو چھوڑ کر آئے اس میں نقصان اٹھایا اور اعمال کے بدلے رہن ہیں۔

۲۸) ابن ابی الدنیا نے قبور میں یونس بن ابی فرات سے روایت کی کہ ایک شخص کی قبر کھود کر اس کے سائے میں بیٹھ گیا کہ اتنے میں تیز ہوا چلی وہ لیٹ گیا۔ اس نے قریب ہی دیکھا کہ ایک چھوٹا سا سوراخ ہے۔ اس نے اپنی انگلی سے اس کو وسیع کیا تو اس میں ایک قبر تھی اور حد نگاہ تک فراخ تھی اور اس میں ایک بوڑھا خضاب لگائے بیٹھا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کنگھی کرنے والیوں نے ابھی اس سے اپنے ہاتھ اٹھائے ہیں۔

۲۹) ابن جریر نے "تہذیب الآثار" میں اور ابن ابی الدنیا نے "کتاب من عاش بعد الموت" میں اور بیہقی نے "دلائل" میں عطاف بن خالد سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا کہ میری خالہ نے مجھ کو بتایا کہ ایک روز میں شہدا کے قبرستان میں گئی اور یہ میرا معمول تھا۔ میں سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس جاکر ٹھہری اور اس کے پاس نماز پڑھی' وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا نہ جواب دینے والا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوئی تو میں نے کہا کہ السلام علیکم! تو میں نے سلام کے جواب کی آواز سنی۔ اور مجھ کو اتنا یقین ہے جتنا کہ اس بات کا کہ اللہ نے مجھ کو پیدا کیا یا رات اور دن کے وجود کا یہ حال دیکھ کر میرے جسم کا بال بال کانپنے لگا۔

۳۰) حاکم نے بروایت صحیحہ بیان کیا' اور بیہقی نے دلائل میں اپنی سند سے روایت کی کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد کی زیارت کی اور کہا کہ اے اللہ! تیرا بندہ اور نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہداء ہیں اور جس نے ان کی زیارت کی یا ان کو السلام علیکم کہا تو یہ قیامت تک اس کا جواب دیتے رہیں گے۔

۳۱) بیہقی نے واقدی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء احد کی قبور کی زیارت کو تشریف لے جاتے تھے۔ جب گھاٹی پر پہنچتے تھے تو بہ آواز بلند فرماتے سلام علیکم بما

صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (۱۶۳) اور یہی معمول ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رہا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آکر دعا کرتی تھیں اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی آکر سلام کرتے اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ ان حضرات کو سلام کرو جو تمہارے سوال کا جواب دیتے ہیں۔

۳۲) فاطمہ خزائیہ نے کہا کہ میں اور میری بہن غروب آفتاب کے وقت ایک قبرستان میں تھے تو میں نے کہا کہ اے میری بہن آکر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر سلام کریں۔ تو اس نے کہا اچھا۔ تو ہم نے ان کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ السلام علیک یا عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہم نے قبر سے جواب سنا کہ وعلیکم السلام ورحمہ اللہ وبرکاتہ

۳۳) بیہقی نے اپنی سند سے روایت کی کہ ہاشم بن عمری نے کہا کہ مجھے میرے والد جمعہ کے روز فجر کے وقت قبور شہداء کی زیارت کے لئے لے گئے۔ جب ہم قبرستان میں پہنچے تو انھوں نے بہ آواز بلند کہا کہ: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ تو جواب آیا کہ' وعلیکم السلام یا ابا عبد اللہ تو میرے باپ نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ' تم نے جواب دیا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ پھر میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی دائیں طرف کرلیا اور پھر دوبارہ سلام کیا' تو دوبارہ جواب آیا۔ آپ نے تین مرتبہ ایسا ہی کیا اور تینوں مرتبہ جواب ملا۔ یہ سن کر میرے والد سجدہ شکر بجالائے۔

۳۴) ابن ابی الدنیا نے عبدالواحد بن زیاد سے روایت کی کہ' ہم ایک جہاد میں شریک تھے۔ جب واپس ہوئے تو ہمارے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی کم تھا جب ہم نے تلاش کیا تو وہ درختوں کے جھنڈوں میں مقتول پڑے ہوئے ہیں اور ان کے سر پر کچھ لڑکیاں کھڑی ہو کر دف بجا رہی ہیں جب ہم قریب پہنچے تو وہ غائب ہو گئیں اور ہم نے ان کو پھر نہ دیکھا۔

۳۵) ابن ابی الدنیا نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ حرہ کی جنگ کے موقعہ پر میں روضہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی حاضر تھا تو جب بھی نماز کا وقت ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے اذان کی آواز آتی تھی۔ زبیر بن بکار نے اخبار المدینہ میں بھی یہی روایت کی' اس میں اتنا زائد ہے کہ جب لوگ واپس آگئے اور موذن بھی واپس ہو گئے' لیکن پھر اذان نہ سنی گئی۔

۳۶) لالکائی نے "سنت" میں یحیی بن معین سے روایت کی کہ' ایک گورکن نے مجھ کو بتایا کہ قبروں میں سب سے عجب چیز جو دیکھی وہ یہ تھی کہ ایک قبر سے ایسی آواز آتی تھی جیسے کسی مریض کے کراہنے کی ہوتی ہے نیز ایک قبر سے موذن کی اذان کے جواب کی آواز آتی اور صاف سنی جاتی تھی۔

۳۷)لالکائی نے حرث بن اسد محاسبی سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ میں ایک قبرستان میں تھا کہ ایک قبر سے آواز سنی کہ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے عذاب سے۔

۳۸) ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اپنی سند سے روایت کی کہ منہال بن عمرو نے کہا کہ میں دمشق میں تھا تو بخدا میں نے حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو لے جاتے ہوئے دیکھا۔ سر کے سامنے ایک شخص سورہ کھف کی تلاوت کررہا تھا۔ جب وہ اس آیت پر پہنچا کہ (۱۶۴)"اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًاo" تو اللہ تعالیٰ نے سرکو قوت گویائی عطا فرمائی' وہ بزبان فصیح بولا (۱۶۵)اعجب من اصحاب الکھف قتلی وحملیo

۳۹) ذہبی نے تاریخ میں بیان کیا کہ احمد بن نصر خزاعی جو فن حدیث کے امام گزرے ہیں ان کو خلیفہ واثق باللہ نے خلق قرآن کا قول کرنے پر مجبور کیا۔ لیکن آپ نے انکار کردیا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ ان کو قتل کر کے سولی پر لٹکایا جائے اور ایک شخص کو مقرر کیا جو ان کے منہ کو قبلہ سے منحرف کرتا رہے تو جو شخص اس کام پر معین تھا اس نے بیان کیا کہ وہ سر ہر رات کو قبلہ کی طرف پھر جاتا تھا اور بزبان فصیح سورہ یٰسین پڑھتا تھا۔ یہ حکایت متعدد وجوہ سے مروی ہے۔

۴۰) ابن عساکر نے اپنی سند سے ابو ایوب خزاعی سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک عبادت گزار نوجوان تھا جو ہمہ وقت مسجد میں مصروف عبادت رہتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہ بہت ہی پسند تھا۔ اس کا ایک بوڑھا باپ تھا۔ رات کو وہ اپنے باپ کے پاس چلا جاتا تھا۔ راستہ میں ایک فاحشہ عورت کا گھر تھا۔ وہ اس پر عاشق ہوگئی۔ چنانچہ وہ روزانہ اس کے راستہ میں کھڑی ہوجاتی تھی۔ حتی کہ ایک روز وہ اس کو اپنے دروازے پر لے گئی جب وہ داخل ہونے لگا تو اس کو خدا کی یاد آئی اور اس کی زبان سے بے ساختہ یہ آیت نکل گئی کہ (۱۶۶) اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ" یہ آیت پڑھتے ہی نوجوان بے ہوش ہوکر گرگیا۔ اس عورت نے اپنی باندی کو بلایا اور دونوں گھسیٹ کر اس کو اس کے دروازے پر پھینک آئیں۔ اب جب باپ اس کی تلاش

میں نکلا تو دیکھا کہ وہ دروازہ پر بے ہوش پڑا ہے تو وہ اس کو اٹھواکر اندر لے گیا۔ رات گئے اس کو ہوش آیا۔ باپ نے دریافت کیا کہ اے بیٹے کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ خیریت ہے۔ باپ نے کہا کہ میں تجھ کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں بتا کہ کیا معاملہ ہے؟ اس نے سب واقعہ بتایا۔ باپ نے دریافت کیا کہ کونسی آیت پڑھی تھی؟ اس نے وہی آیت دوبارہ پڑھی۔ اور اب وہ پڑھتے ہی پھر بے ہوش ہوگیا لوگوں نے اسے ہلایا' جلایا تو معلوم ہوا کہ وہ مرگیا ہے چنانچہ لوگوں نے اسے راتوں رات دفن کردیا۔ صبح کو یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا۔ آپ اس کے باپ کے پاس تعزیت کو گئے اور فرمایا کہ تو نے مجھ کو اطلاع کیوں نہ دی؟ اس نے کہا کہ اے امیر المومنین! رات کا وقت تھا آپ کو تکلیف ہوتی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی قبر پر لے چلو۔ چنانچہ آپ اپنے ساتھیوں سمیت اس کی قبر پر آئے اور کہا کہ(۱۶۷): "یا فلان! ولمن خاف مقام ربہ جنتان" تو نوجوان نے قبر کے اندر سے جواب دیا'(۱۶۸) یا عمر رضی اللہ عنہ اعطا نیھما ربی فی الجنہ مرتین

۴۱) ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے دلائل النبوہ میں اپنی سند سے ابن میثاء سے روایت کی کہ میں ایک روز قبرستان میں داخل ہوا اور دو رکعت پڑھ کر لیٹ گیا۔ ابھی میں جاگ ہی رہا تھا تو میں نے سنا کہ قبر میں سے کوئی کہہ رہا ہے کہ اٹھو تم نے مجھ کو تکلیف پہنچائی۔ تم لوگ کام کرتے ہو اور جانتے نہیں' ہم جانتے ہیں لیکن عمل نہیں کرسکتے۔ بخدا اگر میں تیری طرح نماز پڑھتا تو یہ میرے لئے دنیا ومافیہا سے بہتر اور اچھا ہوتا۔

۴۲) ابو نعیم نے اپنی سند سے "حلیہ" میں یونس بن جلیس سے روایت کی کہ میں دمشق کے قبرستان سے جمعہ کے دن صبح کے وقت گزر رہا تھا تو کوئی قبر سے کہہ رہا تھا کہ یہ یونس بن جلیس ہیں جو ہجرت کر کے آئے ہیں۔ ہم ہر ماہ حج و عمرہ کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ تم عمل کرتے ہو اور جانتے نہیں' ہم جانتے ہیں' عمل نہیں کرسکتے۔ تو یونس متوجہ ہوئے اور سلام کیا' لیکن جواب نہ آیا تو یونس نے کہا کہ سبحان اللہ' میں تمہاری بات چیت سنتا ہوں مگر تم سلام کا جواب نہیں دیتے۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے تمہارا سلام سنا مگر جواب دینا ایک نیکی ہے اور اب نیکی بدی ہم سے روک دی گئی ہے۔

۴۳) ابن عساکر نے اوزاعی سے روایت کی کہ میسرہ بن جلیس باب توما کے قبرستان سے گزرے چوں کہ آپ نابینا تھے اس لئے ایک شخص آپ کے ہمراہ تھا تو انھوں نے کہا کہ السلام

علیکم یا اھل القبور انتم لنا سلف ونحن تبع فرحمنا اللہ وایاکم وغفرلنا ولکم تو قبرستان میں سے ایک مردہ بول اٹھا کہ اے اہل دنیا تم کو خوشخبری ہو کہ تم ایک ماہ میں چار مرتبہ حج کرتے ہو۔ میں نے کہا کہ وہ کیسے؟ کہا کہ کیا تم کو پتہ نہیں کہ ہر جمعہ پر تم کو حج مبرور کا ثواب ملتا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ تمہارا سب سے عمدہ عمل کونسا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ استغفار لیکن اب نہ تو ہماری کوئی نیکی زائد ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی برائی کم ہوتی ہے۔

۴۴) ابن عساکر نے اپنی سند سے عمیر بن حباب سلمٰی سے روایت کی انھوں نے فرمایا کہ میں اور میرے آٹھ ساتھیوں کو بنو امیہ کے زمانے میں رومیوں نے قید کرلیا بادشاہ روم نے میرے آٹھ ساتھیوں کے سر قلم کرادیئے پھر مجھے قتل کئے جانے کے لئے پیش کیا گیا تو ایک رومی سردار اٹھا اور اس نے بادشاہ کے ہاتھ پیر چوم کر مجھے معاف کرادیا اور مجھے اپنے گھر لے گیا وہاں جاکر اس نے مجھے اپنی حسین و جمیل لڑکی دکھائی اور اپنا بہترین مکان دکھایا اور کہا کہ تم جانتے ہوں کہ بادشاہ کے یہاں میری کیا قدر ہے؟ اگر تم میرے دین میں داخل ہوجاؤ تو میں اپنی لڑکی کی شادی تمہارے ساتھ کردوں گا اور یہ سب نعمتیں تمہارے لئے ہوجائیں گی۔ میں نے کہا کہ میں اپنا دین' بیوی اس دنیا کے واسطے نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ شخص کئی روز تک مجھے اپنا دین پیش کرتا رہا۔ ایک رات اس کی بیٹی نے مجھے تنہائی میں اپنے باغ کے اندر بلایا اور دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تم میرے باپ کی پیش کردہ شرائط قبول نہیں کرتے میں نے وہی جواب دیا کہ ایک عورت کی خاطر میں اپنا دین نہیں چھوڑ سکتا۔ تو اس نے پوچھا کہ' اب تم کیا چاہتے ہو آیا ہمارے پاس ٹھہرنا چاہتے ہو یا اپنے وطن جانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا اپنے وطن جانا چاہتا ہوں۔ تو اس نے مجھے آسمان کا ایک ستارہ دکھا کر کہا کہ تم اس ستارہ کو دیکھ کر رات کو چلتے رہو اور دن کو چھپتے رہو' اپنے ملک پہنچ جاؤ گے۔ پھر اس نے مجھے کچھ زاد راہ دیا اور میں چل دیا۔ میں تین راتیں اس کی حسب ہدایت چلتا رہا' چوتھے روز میں چھپا بیٹھا تھا کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز معلوم ہوئی۔ بس میں نے سمجھ لیا کہ اب تو پکڑا گیا' اب جو غور سے دیکھا تو میرے شہید ساتھی اور ان کے ہمراہ سفید گھوڑوں پر کچھ اور لوگ بھی تھی انھوں نے پاس آکر کہا۔ کیا تم عمیر ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں میں تو عمیر ہوں' تم بتاؤ کہ

تم تو قتل ہو چکے تھے؟ انھوں نے کہا کہ بے شک ہم قتل ہو چکے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے شہداء کو اٹھایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے جنازے میں شرکت کریں۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ' اے عمیرا ذرا اپنا ہاتھ مجھے پکڑاؤ۔ میں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اور اس نے مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا۔ تھوڑی دیر چل کر اس نے مجھے پھینک دیا۔ میرے چوٹ نہ لگی۔ اب جو دیکھا تو میرا گھر بالکل قریب تھا۔

(۴۵) ابن جوزی نے "عیون الحکایات" میں اپنی سند سے ابو علی الضریر علیہ الرحمہ سے روایت کی تین شامی بھائی رومیوں سے جہاد کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رومی بادشاہ انھیں گرفتار کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ بادشاہ نے کہا کہ میں اپنی حکومت میں تم کو حصہ دار کردوں گا اور اپنی لڑکیاں تمہارے نکاح میں دوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ تم عیسائی بن جاؤ۔ مگر ان تینوں نے صاف انکار کردیا۔ پھر بادشاہ نے تین دیگیں تیل کی تین روز تک آگ پر چڑھائے رکھیں' اور ان کو ڈرانے کے لئے روزانہ وہ دیگیں دکھلائیں لیکن وہ اپنی بات پر ڈٹے رہے' بالآخر بڑے کو اس تیل میں ڈال دیا گیا۔ پھر دوسرے کو بھی اسی طرح' اب تیسرے کی باری تھی بادشاہ نے اس وقت بھی ورغلانے کی پوری کوشش کی مگر اس کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی ایک رومی سردار کھڑا ہوا اور کہا کہ اے بادشاہ! میں اس کو اس کے دین سے توبہ کراسکتا ہوں' یہ عرب والے عورتوں کو بہت پسند کرتے ہیں' میں اپنی بیٹی کے سپرد اس کو کردوں گا وہ خود اس کو بہکالے گی۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کو سردار کے حوالے کیا۔ سردار سب معاملہ بیٹی کو بتاکر اس مجاہد کو بیٹی کے سپرد کرگیا۔ کئی دن بعد باپ نے بیٹی سے دریافت کیا کہ کیا تو اپنے ارادہ میں کامیاب ہوئی؟ اس نے کہا کہ نہیں میرا خیال ہے کہ چوں کہ اس کے دونوں بھائی اس شہر میں قتل کئے گئے ہیں اس لئے یہاں اس کا دل نہیں لگتا۔ اس لئے ہم دونوں کو کسی دوسرے شہر میں منتقل کیا جائے اور ہمیں مزید مہلت دی جائے۔ چنانچہ ان کو دوسرے شہر میں منتقل کردیا۔ لیکن وہ جوان دن بھر روزے سے اور رات بھر نماز میں مشغول رہتا اور اس کی توجہ قطعا لڑکی کی طرف نہ ہوتی۔ لڑکی نے جب اس کی اس دیانت کو دیکھا تو وہ مشرف بہ اسلام ہوگئی۔ چنانچہ وہ دونوں ایک گھوڑے پر بیٹھ کر وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے' دن میں چھپتے اور رات کو چلتے' ایک دن ان دونوں نے اچانک گھوڑوں کی ٹاپوں

کی آواز سنی۔ اب جو غور سے دیکھا تو مجاہد کے دونوں شہید بھائی ملائکہ کی جماعت کے ساتھ جارہے ہیں۔ اس شخص نے سلام کر کے ان سے حال دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ بس تھوڑی دیر کی تکلیف ہوئی جو تم نے دیکھی پھر ہم کو فردوس میں بھیج دیا گیا اور اب ہمیں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تمہاری شادی اس لڑکی سے کردیں۔ چنانچہ وہ لوگ شادی کر کے چلے گئے اور یہ نوجوان شام پہنچا اور ان کے ساتھ یہ واقعہ مشہور تھا چنانچہ اسی سلسلہ میں بعض شعراء نے لکھا کہ:

سیعطی الصادقین بفضل صدق
نجاہ فی الحیوہ وفی الممات(١٦٩)

(٤٦) ابن عساکر نے اپنی سند سے معاویہ بن یحیٰی سے روایت کی کہ حمص کا ایک بوڑھا شخص مسجد کو چلا اس کا خیال تھا کہ صبح ہو گئی لیکن در حقیقت ابھی رات ہی تھی۔ جب وہ قبہ کے نیچے پہنچا تو اس نے گھوڑوں کی گھنگروؤں کی ٹاپوں کی آواز سنیں۔ اب جو اس نے دیکھا تو کچھ سوار ہیں جو آپس میں ملاقات کررہے ہیں۔ ان میں سے بعض سے پوچھا گیا کہ آپ لوگ کہاں سے آئے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ کیا تم ہمارے ساتھ نہ تھے؟ انھوں نے کہا کہ نہیں' انھوں نے جواب دیا کہ ہم بدیل خالد بن معدان کے جنازے میں شرکت کر کے واپس آرہے ہیں۔ انھوں نے حیرانی سے کہا "وہ انتقال کرگئے؟ ہم کو ان کی موت کی اطلاع نہ ہوئی؟" صبح کو شیخ نے لوگوں کو یہ واقعہ بتایا اور میرا خیال ہے کہ چوں کہ اس کے دونوں بھائی اس شہر میں قتل کئے گئے ہیں اس لئے یہاں اس کا دل نہیں لگتا۔ اس لئے ہم دونوں کو کسی دوسرے شہر میں منتقل کیا جائے اور ہمیں مزید مہلت دی جائے۔ چنانچہ ان کو دوسرے شہر میں منتقل کردیا۔ لیکن وہ جوان دن بھر روزے سے اور رات بھر نماز میں مشغول رہتا اور اس کی توجہ قطعاً لڑکی کی طرف نہ ہوتی۔ لڑکی نے جب اس کی اس دیانت کو دیکھا تو وہ مشرف بہ اسلام ہو گئی۔ چنانچہ وہ دونوں ایک گھوڑے پر بیٹھ کر وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے' دن میں چھپتے اور رات کو چلتے' ایک دن ان دونوں نے اچانک گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی۔ اب جو غور سے دیکھا تو مجاہد کے دونوں شہید بھائی ملائکہ کی جماعت کے ساتھ جارہے ہیں۔ اس شخص نے سلام کر کے ان سے حال دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ بس تھوڑی دیر کی تکلیف ہوئی جو تم نے دیکھی پھر ہم کو فردوس میں بھیج دیا گیا اور اب

ہمیں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تمہاری شادی اس لڑکی سے کردیں۔ چنانچہ وہ لوگ شادی کر کے چلے گئے اور یہ نوجوان شام پہنچا اور ان کے ساتھ یہ واقعہ مشہور تھا چنانچہ اسی سلسلہ میں بعض شعراء نے لکھا کہ:

سیعطی الصادقین بفضل صدق
نجاہ فی الحیوہ وفی الممات(۱۶۹)

۴۶) ابن عساکر نے اپنی سند سے معاویہ بن یحیی سے روایت کی کہ حمص کا ایک بوڑھا شخص مسجد کو چلا اس کا خیال تھا کہ صبح ہوگئی لیکن در حقیقت ابھی رات ہی تھی۔ جب وہ قبہ کے نیچے پہنچا تو اس نے گھوڑوں کی گھنگروؤں کی ٹاپوں کی آواز سنیں۔ اب جو اس نے دیکھا تو کچھ سوار ہیں جو آپس میں ملاقات کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض سے پوچھا گیا کہ آپ لوگ کہاں سے آئے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ کیا تم ہمارے ساتھ نہ تھے؟ انھوں نے کہا کہ نہیں' انھوں نے جواب دیا کہ ہم بدیل خالد بن معدان کے جنازے میں شرکت کر کے واپس آرہے ہیں۔ انھوں نے حیرانی سے کہا "وہ انتقال کرگئے؟ ہم کو ان کی موت کی اطلاع نہ ہوئی؟" صبح کو شیخ نے لوگوں کو یہ واقعہ بتایا اور دوپہر کے وقت ایک قاصد آیا کہ بدیل کا انتقال ہوگیا۔

۴۷) ابن ابی الدنیا نے "قبور" اور ابن عساکر نے شعبی علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ' صفوان رضی اللہ عنہ بن امیہ صحابی ایک قبرستان میں بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ آیا تو انھوں نے قبر سے ایک غمگین شخص کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔

انعم اللہ با الظعنیہ عینا ومسراک یا امین الینا
جزعا ما جزعت من ظلمتہ القبر روان مسک التراب امینا(۱۷۰)

جب لوگوں کو اطلاع دی گئی تو وہ اس قدر روئے کہ ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہوگئیں پھر انھوں نے کہا کہ یہ امینہ کون ہے تو معلوم ہوا کہ امینہ وہی عورت ہے کہ جس کا جنازہ آرہا ہے۔ صفوان کہتے ہیں کہ میں سمجھتا تھا کہ میت نہیں بولتی' مگر یہ آواز کہاں سے آئی۔

۴۸) ابن ابی الدنیا نے سعید بن ہاشم سلمی سے روایت کی کہ' قبیلہ کے ایک آدمی نے اپنے لڑکے کی شادی کی اور اس سلسلہ میں ایک محفل لہو و لعب قائم کی۔ ان لوگوں کے مکانات قبروں کے قریب تھے۔ جب رات کو یہ لوگ لہو و لعب میں مصروف تھے تو انھوں نے ایک مہیب آواز

سنی کہ:

یااهل لذه لهو لا تدوم لهم ان المنایا تبید اللهو واللعبا
کم من رائیباه مسرورا بلذته امسی فریدا من الاهلین مغربا(۱۷۱)

راوی کہتے ہیں کہ بخدا چند ہی روز بعد دولہا کا انتقال ہوگیا

۴۹) ابن ابی الدنیا نے صالح مری سے روایت کی کہ ایک روز سخت گرمی کے موسم میں میں قبرستان میں گیا تو میں نے کہا سبحان اللہ' تمہاری روحوں اور جسموں کو منتشر کرنے کے بعد کون جمع کرے گا اور اس طرح گلنے سڑنے کے بعد تم کو کیسے زندہ کیا جاسکے گا' تو ایک گڑھے سے آواز آئی کہ' اے صالح! خدا تعالٰی کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان و زمین اپنی جگہ پر اسی کے حکم سے قائم ہیں۔ پھر جب وہ تم کو زمین سے بلائے گا تو تم اس کی طرف جمع کردیئے جاؤ گے' تو بخدا میں بے ہوش ہوکر اپنے منہ کے بل گرگیا۔

۵۰) ابن ابی الدنیا نے ثابت بنانی سے روایت کی کہ وہ قبرستان میں بیٹھے ہوئے دل ہی دل میں باتیں کررہے تھے کہ اچانک انھوں نے آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ' اے ثابت تم ان کو خاموش دیکھتے ہو حالانکہ ان میں بہت سے مغموم ہیں۔ پھر انھوں نے متوجہ ہوکر ادھر ادھر دیکھا تو کسی کو نہ پایا۔

۵۱) ابن ابی الدنیا نے بشر بن منصور سے روایت کی کہ مجھ سے عطاء ارزق نے کہا کہ جب تم قبرستان میں جاؤ تو تم اپنے قلب کو مردہ کر کے جاؤ راوی کہتے ہیں کہ' میں قبرستان میں تھا کہ اچانک میں نے آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا تھا کہ اے نعمتوں اور ناز و انداز میں غافل ہوجانے والے انسان۔

۵۲) ابن ابی الدنیا نے سوار بن مصعب ہمدانی سے روایت کی اور انھوں نے اپنے والد سے 'کہ ہمارے پڑوس میں دو بھائی تھے اور وہ آپس میں شدید محبت رکھتے تھے۔ اتفاقا" بڑا اصفہان چلا گیا۔ اس کے پیچھے چھوٹے کا انتقال ہوگیا۔ جب بڑا واپس آیا اور اس کی قبر پر پہنچ کر رویا تو سات ماہ تک اس کو یہ اشعار قبر سے سننے میں آئے

یاایها الباکی علی غیره نفسک اصلاحها ولا بتکه
ان الذی تبکی علی اثره یوشک ان تسلک فی سلکه(۱۷۲)

پھر انھوں نے دیکھنا جاہا تو کوئی نہ تھا۔ اس شخص پر کپکپی طاری ہوئی اور تین روز بعد مرگیا اور اس کو اس کے بھائی کے پاس دفن کیا گیا۔

۵۳) امام احمد علیہ الرحمہ نے "زہد" میں اور ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے روایت کی' کہ یزید بن شریح یشمی نے قبر سے یہ آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ' اے لوگو! آج تم ہم جیسوں کی زیارت کو آئے' ہم بھی تمہاری ہی طرح تھے اور زندگی میں تمہاری شکل تھے' اب اس جنگل میں ہماری شکلیں ہوا کہ ساتھ اڑ رہی ہیں اور ہم ایک کوٹھری میں ہیں تمہارے پاس نہیں(۱۷۳) آسکتے۔ اب ہم میں کوئی لوٹ نہیں سکتا۔ اب یہی گھر تمہارا ٹھکانہ بننے والا ہے۔

۵۴) ابن ابی الدنیا نے سلیمان بن یسار حضرمی سے روایت کی کہ کچھ لوگ قبرستان کے پاس سے گزر رہے تھے۔ انھوں نے قبرستان سے یہ شعر سنے کہ:

یاایھا الرکب سیروا من قبل ان لا تسیروا
فھذہ الدار حقا فیھا الینا المصیر
کم منعم فی نعیم وتسلبنہ الدھور
واخر فی عذاب لبس ذاک المصیر(۱۷۴)

پس جیسے تم ہو ایسے ہی ہم تھے' اب جیسے ہم ہیں ایسے ہی تم ہو جاؤ گے۔

۵۵) ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں اپنی سند سے محمد بن عباس وراق سے روایت کی کہ ایک شخص اپنے بیٹے کہ ہمراہ گیا۔ راستہ میں باپ کا انتقال ہوگیا۔ بیٹے نے ایک درخت کے نیچے باپ کو دفن کردیا اور اپنے سفر پر چلدیا۔ پھر واپسی میں اسی جگہ سے رات کے وقت اس کا گزر ہوا تو وہ اپنے باپ کی قبر پر نہ اترا' تو کسی ہاتف نے کہا کہ:

رایتک تطوی الدوم لیلا ولا تری علیک باھل الدوم ان تتکلما
وبالدوم ثاولو ثویت مکانہ باھل الدوم عاج مسلما(۱۷۵)

۵۶) ابو نعیم اور ابن عساکر نے سلمہ سے روایت کی کہ خالد بن معدان ہر دن چالیس ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے اور تلاوت قرآن اس کے علاوہ جب ان کو تختے پر نہلانے کو رکھا گیا تو وہ اپنی انگلی اسی طرح ہلانے لگے جیسے تسبیح میں ہلائی جاتی ہے۔

۵۷) ابن عساکر نے ابو عبداللہ سے روایت کی' انھوں نے کہا کہ ہمارے والد کا انتقال ہوگیا تو ہم

نے ان کو تختے پر رکھا اور ان کا چہرہ کھولا تو وہ مسکرا رہے تھے تو لوگ شک میں پڑ گئے کہ کہیں زندہ تو نہیں۔ لوگوں نے طبیب کو بلایا اور ہم نے ان کا چہرہ ڈھک دیا جب طبیب آیا اور اس نے نبض دیکھی تو کہا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ پھر ہم نے چہرہ دیکھا تو وہ ہنس رہے تھے' طبیب نے کہا کہ میں حیران ہوں کہ ان کو زندہ کہوں یا مردہ۔ جب بھی کوئی ان کو غسل دینے کے لئے آگے بڑھتا' طبیب پیچھے ہٹ جاتا۔ حتی کہ فضل بن حسین جو بڑے عارف تھے آئے اور انھوں نے غسل دیا اور نماز پڑھ کر دفن کر دیا۔

۵۸) بیہقی نے "دلائل النبوہ" میں سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وصال ہو گیا۔ چنانچہ ان کو کفن پہنا دیا گیا۔ پھر ان کے سینے میں کچھ آواز سنی گئی' وہ کہہ رہے تھے کہ احمد احمد پہلی کتابوں میں لکھا ہے صدیق نے سچ کہا' وہ اپنے نفس کے لحاظ سے کمزور ہیں' لیکن اللہ کے معاملے میں قوی ہیں' یہ بھی پہلی کتابوں میں ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سچ کہا' وہ پہلی کتابوں میں قوت و امانت کے ساتھ متصف ہیں۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا' یہ پہلے لوگوں کے نقش قدم پر چلے' چار سال گزر گئے' اور دو باقی ہیں۔ فتنے برپا ہو گئے' طاقتور نے کمزور کو کھا لیا اور قیامت آگئی' تمہارے لشکر سے اریس کے کنوئیں کی خبر آئے گی' اور بیر اریس کیا ہے؟ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر خطمہ کا ایک شخص مر گیا اور اس سے بھی ایسی ہی آواز سننے میں آئی اور اس نے کہا کہ بنو الحارث بن خزرج کے بھائی نے سچ کہا۔ بیہقی نے کہا کہ یہ اسناد صحیح ہے اور اس کے دیگر شواہد بھی ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے اور ابن نجار نے اپنی تاریخ میں نعمان بن بشیر والی کوفہ کا وہ خط نقل کیا جس میں انھوں نے ام عبداللہ بنت ابی ہاشم کو مخاطب کیا ہے۔ اس خط میں زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا تمام واقعہ منقول ہے۔

بیہقی نے دوسری سند سے روایت کیا کہ یہ واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال مکمل ہونے کے بعد واقعہ ہوا اور باقی چار سال میں بہت فتنے ہوئے' مثلاً اہل عراق کا فتنہ' اور بیر اریس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جو انگوٹھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی' گم ہو گئی اور پھر نہ ملی اور اسی دن سے خلافت عثمان رضی اللہ عنہ پر زوال شروع ہو گیا۔

۵۹) ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے اور ابن عساکر نے اپنی سند سے روایت کیا کہ جن کو مسیلمہ کذاب نے قتل کیا ان میں سے ایک شخص مقتول ہونے کے بعد کہنے لگا کہ "محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' ابو بکر صدیق' عمر شہید' عثمان رحیم" پھر خاموش ہوگیا۔

۶۰) بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن مندہ نے اپنی سند سے عبداللہ بن عبید اللہ انصاری سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت بن قیس شماس جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے تو ان کے دفن کرنے والوں میں میں بھی شریک تھا۔ جب ہم نے ان کو ان کی قبر میں داخل کردیا تو وہ فرمانے لگے کہ "محمد ﷺ رسول اللہ ہیں' ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق ہیں' عمر رضی اللہ عنہ شہید ہیں' عثمان رضی اللہ عنہ امین و رحیم ہیں۔" تو ہم نے ان کو غور سے دیکھا۔ لیکن وہ مرچکے تھے۔

۶۱) طبرانی نے "کبیر" میں اپنی سند سے عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت کی کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا کہ ہم میں کا ایک شخص جس کا نام خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ تھا' ہم نے اس کو کفن وغیرہ پہنادیا۔ اب میں نماز پڑھنے کھڑا ہوگیا تو میں نے آواز سنی تو پیچھے مڑکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان میں حرکت پائی گئی ہے' وہ فرمارہے تھے کہ قوم میں سب سے زائد طاقتور اور بہتر عمر رضی اللہ عنہ ہیں جو جسم اور ایمان دونوں کے پختہ ہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ امیرالمومنین پاک دامن اور معاف کرنے والے ہیں۔ دو راتیں گزر چکی ہیں اور چار باقی ہیں۔ لوگوں میں اختلاف ہوگیا اور اب ان کا کوئی نظام نہیں رہا۔ اے لوگو! اپنے امام کی بات سنو! اور اس کی اطاعت کرو' یہ اللہ کے رسول ﷺ کے جانشین اور خلیفہ ہیں۔ اور رواحہ کا بیٹا۔ پھر اس نے کہا کہ زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہے؟ (یعنی اپنے باپ کا) پھر وہ کہتے ہیں کہ میں بیراریس کے پیچھے ہوگیا تو آواز ختم ہوگئی۔

۶۲) ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے ابو عبداللہ شامی سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ ہم رومیوں سے جنگ کے لئے نکلے تو ہماری جماعت کے لوگ دشمن کے تعاقب میں چل دیئے اتفاقاً دو آدمی جماعت سے بچھڑ گئے۔ ان میں سے ایک نے بتایا کہ ہم کو رومیوں کا ایک سردار ملا' اور اس نے ہم کو دعوت جنگ دی۔ تھوڑی دیر ہم لڑے تو ایک ساتھی قتل ہوگیا اور میں بھاگ کھڑا ہوا اور اپنی جماعت کی تلاش شروع کردی۔ راستہ میں مجھ کو میرے نفس نے ملامت شروع کردی کہ تیرا ساتھی تجھ سے پہلے ہی جنت میں چلا گیا اور تو بھاگتا پھرتا ہے۔ چنانچہ میں واپس آیا اور اس

شخص سے دوبارہ لڑنے لگا۔ اس نے مجھ کو ایسی چوٹ ماری کہ میں گر گیا۔ وہ سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور کوئی چیز لے کر مجھ کو قتل کرنے لگا۔ اتنے میں میرا ساتھی شہید آگیا اور اس نے اس شخص کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ لیا اور اس کے قتل پر میری اعانت کی اور ہم نے مل کر اس کو قتل کردیا۔ پھر وہ میرے ساتھ درخت تک چلتا رہا اور وہاں پہنچ کر گر پڑا اور حسب معمول مقتول ہوگیا۔ پھر میں اپنے ساتھیوں میں واپس آیا اور ان کو اطلاع دی۔

۶۳) ابن ابی الدنیا نے عبدالرحمٰن بن یزید بن اسلم سے روایت کی کہ کچھ لوگ رومیوں سے جنگ کرتے رہتے تھے۔ اتفاقاً وہ گرفتار کرلئے گئے۔ ان کا بادشاہ آیا اور اس نے ان کو حکم دیا کہ وہ عیسائیت قبول کریں۔ مگر انھوں نے انکار کردیا۔ بادشاہ نے ان کو قتل کردینے کا حکم دیا۔ بادشاہ ایک ٹیلہ پر نہر کے کنارے بیٹھ گیا اور ایک شخص کو قتل کرادیا اور اس کا سر نہر میں ڈلوادیا۔ لیکن اس کا سر نہر میں کھڑا ہوگیا اور ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا(۱۷۶) یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۝

۶۴) ابن ابی الدنیا نے سعید عمی سے روایت کی، کچھ لوگ سمندر میں جہاد کے لئے نکلے تو ایک نوجوان آیا اور اس نے درخواست کی کہ اس کو بھی سوار کرلیا جائے۔ لیکن انھوں نے منع کردیا۔ لیکن جب اس نے بہت اصرار کیا تو انھوں نے اس کو بٹھالیا۔ اب جب دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تو اس نے اپنی جواں مردی کے جوہر دکھائے اور شہید ہوگیا۔ شہید ہونے کے بعد اس کا سر کھڑا ہوگیا اور کشتی والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ (۱۷۷) تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ پھر وہ سر ڈوب کر غائب ہوگیا۔

۶۵) حافظ ابو محمد خلال نے "کتاب کرامات الاولیاء" میں اپنی سند سے روایت کی کہ ابو یوسف غسولی علیہ الرحمہ نے کہا کہ ایک روز ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمہ شام میں میرے پاس آئے اور کہا کہ آج میں نے ایک عجیب تر چیز دیکھی ہے۔ میں نے کہا کہ وہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں ایک قبر کے پاس کھڑا تھا کہ اچانک وہ پھٹ گئی اور اس میں خضاب لگائے ہوئے ایک بزرگ برآمد ہوئے اور مجھ سے کہا کہ مانگو کیوں کہ میں تمہارے لئے ہی نکلا ہوں۔ میں نے کہا کہ بتاؤ خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں خدا کی بارگاہ میں برے اعمال کے ساتھ

گیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تین کاموں کی وجہ سے مجھ کو بخش دیا ایک تو یہ کہ جو خدا سے محبت رکھتا تھا میں نے اس سے محبت رکھی۔ دوم یہ کہ ناجائز چیز کبھی نہ پی۔ سوم یہ کہ تو میرے پاس اس حال میں آیا کہ تیری داڑھی میں خضاب تھا اور مجھے خضاب والے سے حیاء آتی ہے کہ میں اس کو جہنم میں داخل کروں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر قبر حسب معمول بند ہوگئی۔ پھر ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمہ نے کہا کہ اے غسولی علیہ الرحمہ تعجب ہے کہ خدا تم کو عجائب دکھاتا ہے۔

٦٦) بیہقی نے شعب الایمان میں اپنی سند سے قاضی نیشاپور ابراہیم سے روایت کی کہ ان کے پاس ایک شخص آیا جس کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ شخص ان کو کوئی عجیب بات بتانا چاہتا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ پہلے میں کفن چراتا تھا۔ ایک دن ایک عورت کا انتقال ہوگیا تو میں اس کے کفن چرانے کی غرض سے گیا۔ جب قبر کھود کر میں نے اس کے کفن پر ہاتھ ڈالا تو اس نے کہا "سبحان اللہ! ایک جنتی آدمی ایک جنتی عورت کا کفن چھین رہا ہے" میں نے کہا وہ کیسے؟ تو اس نے کہا کہ کیا تو نے میرے جنازے کی نماز نہ پڑھی تھی؟ میں نے کہا کہ ہاں، عورت کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جو بھی میری نماز جنازہ پڑھے گا اس کی مغفرت ہوجائے گی۔

٦٧) محاملی نے اپنی "امالی" میں عبدالعزیز بن عبداللہ سے روایت کی کہ ایک شخص اپنی بیوی کے ہمراہ شام میں تھا ان کا ایک لڑکا شہید ہوچکا تھا۔ ایک دن اس شخص نے اچانک ایک سوار کو آتے دیکھا۔ اس شخص نے آکر اپنی بیوی سے کہا کہ، اے فلانہ (١٧٨)"میرا اور تیرا بیٹا" تو عورت نے کہا کہ تو اپنے سے شیطان کو دور رکھ۔ میرا بیٹا تو ایک عرصہ ہوا شہید ہوچکا۔ تیرے دماغ میں کچھ خرابی ہے چل اپنا کام کر۔ وہ شخص استغفار کرتے ہوئے اپنے کام میں مشغول ہوگیا لیکن تھوڑی دیر بعد سوار قریب آچکا تھا۔ اب جو غور سے دیکھا تو شبہ دور ہوا واقعی وہ ان کا شہید بیٹا تھا۔ باپ نے کہا کہ اے بیٹے! کیا تو شہید نہیں ہوا تھا؟ اس نے کہا کہ جی ہاں، مگر عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا وصال ہوگیا ہے۔ شہداء نے اللہ تعالیٰ سے اجازت چاہی ہے کہ وہ ان کے جنازے میں شرکت کریں۔ میں نے اپنے رب سے آپ کو سلام کرنے کی اجازت حاصل کرلی ہے پھر وہ ان کو دعا دے کر چلا گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ واقعی حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا وصال اسی وقت ہوا تھا۔

یہ وہ روایات ہیں جو ائمہ حدیث نے اپنی کتب میں نقل فرمائی ہیں۔ میں نے ان کو یہاں اس لئے لکھا ہے کہ علامہ یافعی نے اپنی کتاب میں جو فرمایا ہے اس کی تائید ہو جائے۔

۶۸) یافعی نے فرمایا کہ مردوں کا اچھی یا بری حالت میں دیکھنا ایک قسم کا کشف ہے جس سے کبھی بشارت امر کبھی نصیحت مراد ہوتی ہے یا کبھی اس میں میت کے فائدے کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اس کو ایصال ثواب کیا جائے یا اس کا قرض اتارا جائے یا اس کے علاوہ کچھ اور پھر مردوں کا دیکھنا بالعموم بحالت خواب ہوتا ہے اور کبھی کبھی جاگتے میں بھی ہوتا ہے اور یہ کرامت کے طور پر اولیاء اللہ علیہ الرحمہ کو ہوتا ہے نیز دوسرے مقام پر فرمایا کہ بعض اوقات روحیں علیین یا سجین سے آکر اپنے جسموں کے ساتھ قبر میں متعلق ہوجاتی ہیں' بالخصوص جمعہ کی رات کو اور روحیں آپس میں بیٹھتی اور کلام کرتی ہیں۔ اہل نعمت پر انعام ہوتا ہے اور عذاب کے مستحقین پر عذاب ہوتا ہے۔

۶۹) یافعی نے کہا کہ جب ارواح علیین یا سجین میں ہوتی ہیں تو عذاب وثواب صرف ارواح کو ہوتا ہے۔ لیکن جب تک ارواح قبور میں ہوتی ہیں تو عذاب و ثواب جسم مع الروح کو ہوتا ہے۔

۷۰) ابن قیم نے کہا کہ احادیث و آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی قبر پر آتا ہے تو صاحب قبر کو اس کی آمد کا علم ہوتا ہے اور وہ اس کا کلام سنتا ہے نیز انس حاصل کرتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور یہ بات شہداء اور غیر شہداء کو عام ہے پھر اس میں کسی وقت کی بھی تخصیص نہیں اور یہ قول ضحاک کے اس قول سے اصح ہے جس میں وقت کی قید ہے' پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبر کو سننے اور دیکھنے والوں جیسا سلام کرنے کا حکم دیا ہے۔

۷۱) مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان کی طرف نکلے اور فرمایا کہ السلام علیکم دار قوم مومنین وانا ان شاء الله بکم لاحقون

۷۲) نسائی اور ابن ماجہ نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو یہ تعلیم دیتے تھے کہ ہم جب قبرستانوں میں جائیں تو یہ کہیں کہ السلام علیکم اهل الدیار من المسلمین وانا ان شاء الله بکم لاحقون انتم لنا فرطا ونحن لکم تبع اسال الله لنا ولکم العافیه○

۷۳) مسلم علیہ الرحمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں

نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میں قبرستان میں جاکر کیا کہوں تو آپ نے فرمایا کہ تم یہ کہا کرو کہ السلام علی اهل الدیار المسلمین ویرحم الله المتقدمین منا والمتاخرین وانا ان شاء الله بکم لاحقون(۱۷۹)

۷۴) ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کے قبرستان سے گزرے تو اس کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ السلام علیکم یااهل القبور یغفر الله لکم انتم لنا سلف ونحن باالاثر(۱۸۰)

۷۵) طبرانی نے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت کی کہ وہ قبروں کے قریب گئے اور فرمایا کہ: السلام علیکم یا اهل الدیار من المومنین والمسلمین انتم لنا سلف فارط و نحن لکم تبع عما قلیل لاحق اللهم اغفرلنا ولهم و تجاوز بعفوک عنا و عنهم○

۷۶) ابن ابی شیبہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب وہ اپنی زمین سے واپس ہوتے تو شہداء کی قبور پر گزر ہوتا تو فرماتے: السلام علیکم وانا ان شاء الله بکم لاحقون○ اور اپنے ساتھیوں سے بھی فرماتے کہ تم شہداء کو سلام کیوں نہیں کرتے ان کو سلام کرو' کیوں کہ یہ تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

۷۷) ابن ابی شیبہ نے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بھی قبروں سے گزرتے خواہ دن ہو یا رات ہو سلام کرتے۔

۷۸) ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب تم جان پہچان کے لوگوں کی قبروں پر سے گزرو تو یوں کہو کہ: السلام علیکم یا اهل القبور اور جب انجان لوگوں کی قبور پر گزرو تو کہو کہ: السلام علی المسلمین!

۷۹) ابن ابی شیبہ نے حسن علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ جو قبرستان میں داخل ہو کر یہ کہے: اللهم رب الاجساد البالیه والعظام النخزه التی خرجت من الدنیا وهی بک مومنه ادخل علیها روحا من عندک وسلاما منی(۱۸۱) تو آدم علیہ السلام سے لے کر اس وقت تک جتنے مومن مرے ہیں سب اس کے لئے دعائے مغفرت کریں گے۔

۸۰) ابن ابی الدنیا نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس نے قبرستان میں داخل ہو کر اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت کی اور ان پر رحم کی درخواست کی تو گویا وہ شخص ان کے جنازوں میں شریک ہوا اور ان پر نماز پڑھی۔

۸۱) ابن ابی الدنیا نے ازہر بن مروان سے روایت کی کہ بشر بن منصور کا ایک کمرہ تھا جس میں وہ نماز پڑھتے وقت داخل ہوجاتے اور اس کا دروازہ قبروں کی طرف کھول دیتے اور وہاں سے قبروں کو دیکھتے۔

۸۲) ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی' جب وہ کسی جنازے کی نماز پڑھنے کو قبرستان میں آتے تو قبرستان والوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے اور دعائے رحم کرتے۔

۸۳) ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے عاصم حجدری کے خاندان کے ایک شخص سے روایت کی کہ' انھوں نے عاصم کی موت کے کئی سال بعد ان کو خواب میں دیکھا تو انھوں نے پوچھا' کیا آپ مر نہیں چکے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ انھوں نے کہا کہ اب کہاں قیام پذیر ہو؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ بخدا میں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ہوں میں اور میرے ساتھی ہر جمعہ کی رات کو اور صبح کو بکر بن عبداللہ مزنی کے پاس جمع ہوتے ہیں اور تم لوگوں کی چیزیں معلوم کرتے ہیں۔ انھوں نے پوچھا کہ تمہارے جسم آتے ہیں یا ارواح؟ تو انھوں نے جواب دیا' کہ نہیں صرف روح ہی جمع ہوتی ہے جسم تو سڑ گل گیا۔ انھوں نے دریافت کیا کہ جب ہم تمہارے پاس زیارت کو آتے ہیں تو کیا ہم کو پہچانتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ اس چیز کا پتہ جمعہ کے تمام دن اور رات کو ہوتا ہے اور سنیچر کو طلوع آفتاب کے وقت تک۔ انھوں نے دریافت کیا کہ صرف ان ایام کی تخصیص کی کیا وجہ ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ جمعہ کی فضیلت ہے۔

۸۴) ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے بشر بن منصور سے روایت کی کہ ایک شخص کا معمول تھا کہ وہ قبرستان میں آکر بیٹھ جاتا اور جب بھی کوئی جنازہ آتا اس کی نماز پڑھتا اور شام کے وقت قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو کر کہتا کہ' خدا تم کو انس عطا کرے اور تمہاری غربت پر رحم کرے' تمہارے گناہ معاف کرے اور نیکیاں قبول کرے۔ بس یہی کلمات کہتا تھا۔ وہی شخص روایت کرتا ہے کہ' ایک شام کو میں اپنا معمول پورا نہ کرسکا اور گھر آگیا۔ میں سو رہا تھا ایک کثیر مخلوق آگئی۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ لوگ کون ہیں اور کیوں آئے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ہم قبرستان والے ہیں' آپ نے عادت کرلی تھی کہ گھر آتے وقت ہم کو ہدیہ دیتے تھے اور آج نہ دیا۔ میں

نے کہا کہ وہ ہدیہ کیا تھا؟ تو انھوں نے کہا کہ وہ ہدیہ دعاؤں کا تھا۔ میں نے کہا اچھا اب یہ ہدیہ میں تم کو پھر دوں گا۔ پھر میں نے اپنے اس معمول کو کبھی ترک نہ کیا۔

۸۵) ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے روایت کی کہ مطرف کا گھوڑا جمعہ کی رات کو روشن ہوجاتا تھا تو وہ رات کو قبرستان میں آتے اور اپنے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے اور اونگھنے لگتے تو ان کو ایسا معلوم ہوتا کہ سب قبر والے اپنی اپنی قبروں پر بیٹھے ہیں۔ قبر والے کہتے ہیں کہ دیکھو یہ مطرف ہے جو جمعہ کے روز تمہارے پاس آئے ہیں۔ تو وہ کہتے کہ کیا تم بھی جانتے ہو کہ جمعہ بھی کوئی دن ہے' وہ کہتے ہیں ہاں ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ پرند اس روز کیا کہتے ہیں؟ پرند اس روز کہتے ہیں "سلام سلام یوم صالح(۱۸۲)

۸۶) ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اپنی سند سے سفیان بن عیینہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہوگیا تو میں نے بہت آہ بکاکی اور میں ان کی قبر پر روزانہ آتا تھا پھر کچھ کمی کردی تو ایک روز خواب میں دیکھا کہ وہ فرمارہے ہیں کہ 'اے بیٹے! تم نے کیوں تاخیر کی؟ میں نے دریافت کیا کہ کیا آپ کو میرے آنے کا علم ہوجاتا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ میں ہر مرتبہ تمہارے آنے کو معلوم کرلیتا تھا اور جب بھی تم آتے تھے تو میں تم کو دیکھ کر خوش ہوتا تھا اور میری آس پاس والے بھی تمہاری دعا سے خوش ہوتے تھے۔ چنانچہ میں نے پابندی سے جانا شروع کردیا۔

۸۷) بیہقی نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ ایک عالم نے مجھے بتایا کہ میں اپنے باپ کی قبر پر جانے کا عادی تھا۔ پھر کچھ روز بعد میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ مٹی ہے اس پر جانے کا کیا فائدہ۔ چنانچہ میں نے جانا ترک کردیا تو ایک روز والد صاحب کو خواب میں دیکھا۔ وہ فرماتے تھے کہ اے بیٹے! تم نے آنا کیوں چھوڑ دیا؟ میں نے کہا کہ مٹی کے ڈھیر پر آکر کیا کروں؟ انھوں نے فرمایا کہ اے بیٹے! ایسا نہ کہو جب تم آتے تھے تو میرے پڑوسی مجھ کو بشارت دیتے تھے اور جب تم واپس ہوتے تھے تو میں تم کو دیکھتا رہتا تھا حتی کہ تم کوفہ میں داخل ہوجاتے ہو۔

۸۸) ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے عثمان بن سودہ سے روایت کی (ان کی ماں کو کثرت عبادت کی وجہ سے راہبہ کہتے تھے) کہ جب میری ماں کا انتقال ہوگیا تو میں ہر جمعہ کی رات کو ان کے پاس آتا تھا اور ان کے نیز تمام اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت کرتا تھا۔ ایک رات میں نے ان کو خواب

میں دیکھا تو دریافت کیا کہ "آپ کے مزاج کیسے ہیں؟" تو انھوں نے کہا کہ بیٹے موت کی تکلیف سخت ہے اور بحمد اللہ' بہترین برزخ میں ہوں۔ اس میں پھولوں کا بستر بچھاتی ہوں اور سندس و استبرق کا تکیہ لگاتی ہوں۔ میں نے کہا کہ کیا تمہیں کچھ حاجت ہے انھوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کیا؟ کہا کہ تم میری زیارت کرنا نہ چھوڑو' کیوں کہ تمہارے آنے نے مجھے انس حاصل ہوتا ہے اور جب تم آتے ہو تو دوسرے مردے مجھے بشارت دیتے ہیں کہ تمہارے گھر سے زیارت کرنے والا آرہا ہے' اور وہ خود بھی خوش ہوتے ہیں۔

۸۹) سلفی کہتے ہیں کہ میں نے ابو البرکات عبدالرحمٰن کو اسکندریہ میں کہتے ہوئے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنی والدہ کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرمارہی ہیں کہ ' اے میرے بیٹے! جب تو میری قبر پر آنا تو میرے قریب بیٹھنا تاکہ مجھے انس حاصل ہو اور میرے لئے دعائے رحمت کرنا۔

۹۰) حافظ ابن رجب فرماتے ہیں کہ مجھے علی ابن عبدالصمد نے اپنی سند سے اسد بن موسیٰ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست کا انتقال ہوگیا تو میں نے اس کو ایک دن خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ ' سبحان اللہ! تم فلاں شخص کی قبر پر گئے' وہاں بیٹھے' اس کے لئے دعائے مغفرت کی اور میرے پاس نہ آئے؟ میں نے کہا تم کو کیسے پتہ چلا؟ اس نے کہا کہ جب تم اپنے فلاں دوست کی قبر کے پاس آئے تو میں نے تم کو دیکھا۔ میں نے کہا کہ اتنے من مٹی کے نیچے دب جانے کے بعد کیوں کر دیکھ لیا؟ تو اس نے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ جب پانی شیشہ میں ہو' تو کیسے نظر آتا ہے۔

(۹۱) تنبیہ: ابو داؤد' ترمذی نے بروایت صحیحہ بیان کیا کہ ابو جری ہجیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ علیک السلام یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کہو کیوں کہ یہ مردوں کا سلام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کے سلام میں لفظ "علے" مقدم ہے۔ لیکن دوسری حدیث صحیح سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے خود قبرستان جاکر فرمایا کہ السلام علیکم یا اھل القبور تو ان دونوں حدیثوں میں تطبیق دیتے ہوئے بعض حضرات نے فرمایا کہ' جس حدیث میں لفظ سلام مقدم ہے وہ زائد صحیح

ہے۔ اور بعض نے فرمایا کہ سنت یہی ہے کہ لفظ علیکم پہلے کہا جائے۔ لیکن ابن قیم نے بدائع میں کہا کہ دونوں فریقوں نے حدیث کے مقصود کو نہ سمجھنے کی وجہ سے یہ بات کہی۔ دراصل بات یہ ہے کہ حضور ﷺ کا فرمانا کہ علیک السلام مردوں کا سلام ہے یہ کوئی تشریعی حکم کے بیان کے لئے نہ تھا بلکہ آپ زمانہ جاہلیت کے طرز سلام کا تذکرہ فرمارہے تھے کیوں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ لفظ "سلام" کو میت کے نام سے پہلے لاتے تھے۔ جیسے ایک شاعر نے کہا ہے:

علیک سلام اللہ قیس بن عاصم(۱۸۳)

اور ایک شخص نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شان میں کہا کہ:

علیک سلام من امیر و بارکت
ید اللہ فی ذاک الادیم الممزق(۱۸۴)

نیز یہ طرز اہل عرب کے کلام میں عموماً تھا۔ مگر کسی امر واقعی کی خبر دینا اس کے جواز کو بھی ثابت نہیں کرتا تو استحباب کیوں کر ثابت ہونے لگا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ سنت طریقہ یہی ہے مردوں کو سلام ہو یا زندوں کو لفظ سلام بہرحال مقدم ہے۔

ابن قیم نے کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ زندہ انسانوں کو سلام کرتے وقت لفظ سلام اس لئے مقدم کرتے ہیں کہ ان سے جواب کی توقع ہے اس لئے دعا کو مدعولہ' پر مقدم کردیا گیا لیکن مردے سے یہ توقع نہیں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مردے میں بھی جواب کی توقع ہے' جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوا۔

نکتہ عجیبہ: دعائے خیر میں دعا کے الفاظ کو اس شخص کے ذکر پر مقدم کیا جاتا ہے جس کے لئے دعا کی جاتی ہے۔ جیسے سَلَامٌ عَلٰى نُوْحٍ○(۱۸۵) سَلَامٌ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ○(۱۸۶) سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ○(۱۸۷) اور یہ دعا میں اس شخص کا ذکر پہلے کرتے ہیں کہ جس کے واسطے بددعا ہو' جیسے وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْ(۱۸۸) وَعَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ(۱۸۹)' وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ(۱۹۰)

روحوں کے ٹھہرنے کا بیان

(اس باب میں 62 روایات ہیں)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ' خدا وہ ہے جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا فرمایا' پس کچھ ٹھہرے ہوئے ہیں اور کچھ امانت کے طور پر رکھے ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے ٹھہرنے کی جگہ اور ان کی امانت کی جگہ جانتا ہے۔ یعنی جب وہ اپنے والد کی پیٹھ میں ہوتے ہیں یا جب وہ مرنے کے بعد امانت ہو جاتے ہیں۔

۱) مسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہداء کی ارواح اللہ تعالیٰ کے پاس سبز پرندوں کے پوٹوں میں جنت کی نہروں میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں' پھر ان قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں جو عرش کے نیچے لٹک رہی ہیں۔

۲) احمد' ابو داؤد' حاکم اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ساتھی جنگ احد میں شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے پوٹوں میں رکھ دیا کہ وہ جنت کی نہروں پر آئیں اور وہاں پھل کھائیں۔ پھر وہ ایسے قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں جو عرش کے نیچے لٹکے ہوئے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ' ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہم سے بھی یہی مروی ہے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا "کیا ان نعمتوں سے بھی زائد کوئی نعمت اچھی ہے؟" تو شہید کہے گا "ہاں' مولےٰ تعالیٰ میں پسند کرتا ہوں کہ میرے جسم میں میری روح واپس کردی جائے اور پھر میں تیری راہ میں قتل کیا جاؤں۔"

ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ بچوں کی روحیں جنت کی چڑیوں کے پوٹوں میں ہوتی اور سیر کرتی ہیں۔

۳) ہناد نے کتاب الزہد میں اور ابن ابی شیبہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ شہدا جنت کے باغ میں بنے ہوئے قبوں میں ہوں گے۔ پھر ان کے پاس مچھلی اور بیل بھیجا جائے گا یہ دونوں آکر آپس میں لڑیں گے تو اہل جنت ان کو دیکھ کر خوش ہوں گے۔ اور جب ان کو کسی چیز کے کھانے کی ضرورت ہوگی۔ تو ان میں سے ایک دوسرے کو مار ڈالے گا اور وہ جب ان میں سے

کسی چیز کو کھائیں گے تو جنت کی ہر چیز کا مزہ اس میں پائیں گے۔

۴) بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کی ماں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو معلوم ہے کہ مجھ کو حارثہ رضی اللہ عنہ سے کتنی محبت تھی' تو اگر وہ جنت میں ہوں تو بتادیجئے کہ میں صبر کرلوں اور اگر وہاں نہ ہوں تو پھر بتایئے کہ میں کیا کروں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جنتیں بہت ہیں' وہ سب سے بلند مرتبہ "جنت الفردوس" میں ہیں۔

۵) مالک علیہ الرحمہ نے "موطا" میں۔ احمد اور نسائی نے بہ سند صحیح کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی جان جنت کے پرند کے پوٹے میں ہو کر درخت سے لٹک جاتی ہے پھر قیامت کے دن اس کے جسم میں واپس کردی جائے گی۔

٦) احمد و طبرانی نے بہ سند حسن حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ 'کیا ہم مرنے کے بعد ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے؟ تو آپ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد جان پرند کے پوٹے میں ہو کر درخت سے لٹک جاتی ہے اور قیامت کے روز پھر وہ اپنے جسم میں داخل ہوجائے گی۔

۷) ابن سعد نے اپنی سند سے روایت کی کہ بشر بن براء رضی اللہ عنہ کی ماں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یہ بتایئے کہ مرنے کے بعد مرنے والے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں یا نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مطمئن ارواح جنت میں سبز رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں اور یہ پرند جنتی درختوں کی شاخوں پر ہوتے ہیں' تو جس طرح پرند ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اسی طرح یہ ارواح بھی ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں۔

۸) ابن ماجہ' طبرانی اور بیہقی نے "بعث" میں بہ سند حسن روایت کی کہ' جب کعب رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو بشر کی ماں ان کے پاس آئیں اور کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن اگر تمہاری ملاقات فلاں سے ہو تو اس کو سلام کہہ دینا۔ تو انھوں نے فرمایا کہ' اے ام بشر! خدا تم پر رحم کرے'ہمیں اس کام کی فرصت نہیں۔ تو انھوں نے کہا کہ کیا تم نے یہ حدیث نہیں سنی کہ مومن کی روح جنت میں جہاں چاہتی ہے پھرتی ہے اور کافر کی روح سجین میں ہوتی ہے۔

۹) ابن مندہ' طبرانی اور ابو الشیخ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مومن کی ارواح کے

بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سبز رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں۔ جنت میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں۔ اور کفار کی روحیں مقید ہیں۔

۱۰) طبرانی اور بیہقی نے شعب میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سورج کی کرنوں میں جنت تہہ کر کے رکھی ہوئی ہے۔ ہر سال دو مرتبہ اسے کھولا جاتا ہے اور مومنین کی ارواح ایک مخصوص قسم کے پرندوں کے پوٹوں میں ہیں۔

۱۱) احمد و حاکم نے اور بیہقی و ابو داؤد نے بافادہ صحت "بعث" میں اور ابن ابی الدنیا نے "عزاء" میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومنین کے بچوں کی روحیں جنت کے ایک پہاڑ پر ہیں جن کی کفالت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کرتے ہیں اور وہ قیامت کے دن ان کو ان کے والدین کے سپرد فرمادیں گے۔

۱۲) ابن ابی الدنیا نے کتاب العزاء میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہو کر مرجائے تو وہ جنت میں شکم سیر اور سیراب رہتا ہے اور وہ دعا کرتا ہے کہ "اللہ! میرے والدین کو میرے پاس بھیج دے۔

۱۳) ابن ابی الدنیا نے کتاب العزاء میں خالد بن معدان سے روایت کی کہ' جنت میں ایک درخت ہے جسے "طوبے" کہتے ہیں' جس میں تھن ہیں' تو جو بچہ مرجاتا ہے اس کو ان تھنوں سے دودھ ملتا ہے اور اس کی پرورش کرنے والے ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

۱۴) سعید بن منصور نے نے مکحول علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومنین کے بچوں کی ارواح سبز رنگ کی چڑیوں کے پوٹوں میں ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام ان کی پرورش کرتے ہیں۔

۱۵) ابن ابی حاتم نے خالد بن معدان کی مذکورہ روایت میں یہ بھی بیان کیا کہ اگر کوئی بچہ ساقط ہو جائے تو وہ جنت کی نہروں میں تیرتا رہتا ہے اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا ہے' حتی کہ قیامت کے دن وہ چالیس سالہ ہو کر آئے گا۔

۱۶) ہناد بن سری نے "زہد" میں روایت کی۔ آل فرعون کی روحیں سیاہ رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں ہیں' وہ آگ پر آتے جاتے ہیں اور یہی مراد ہے ان کے صبح و شام جہنم پر پیش کئے

جانے سے، اور شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں ہیں، اور مسلمانوں کے بچوں کی روحیں جنتی چڑیوں کے پوٹوں میں ہیں، جہاں چاہتی ہیں وہ گھومتی پھرتی ہیں۔

۱۷) ابن ابی شیبہ نے عکرمہ علیہ الرحمہ سے اللہ تعالیٰ کے قول وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ (سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۵۴) الخ کی تفسیر میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ، شہداء کی روحیں چمکدار سفید پرند ہیں۔

۱۸) عبدالرزاق نے قتادہ علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ شہداء کی ارواح سفید رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں عرش الٰہی کے نیچے ہیں۔

۱۹) ابن مبارک نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کافروں کی ارواح ساتویں زمین میں ہیں۔

۲۰) ابن مندہ نے ام کبشہ بنت معرور سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ سے ہم نے سوال کیا کہ، یہ ارواح کہاں جاتی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ایسا بیان کیا کہ، گھر والے رونے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومنین کی روحیں جنت میں سبز پرندوں کے پوٹوں میں داخل ہو کر کھاتی پیتی رہتی ہیں اور عرش الٰہی کے نیچے لٹکے ہوئے قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں اور دعا کرتی ہیں کہ اے اللہ! ہمارے بھائیوں کو ہم سے ملادے اور جو تو نے وعدہ فرمایا ہے، وہ عطا فرمادے۔ اور کافروں کی ارواح سیاہ رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں جہنم سے کھاتی پیتی رہتی ہیں اور جہنم ہی کی ایک کوٹھری میں بسیرا کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ، اے ہمارے رب! ہمارے بھائیوں کو ہم سے نہ ملانا اور جس چیز سے تو نے ڈرایا ہے وہ ہم کو نہ دینا۔

۲۱) بیہقی نے "دلائل" میں، اور ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیروں میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ، معراج کی رات میرے پاس ایک حسین و جمیل سیڑھی لائی گئی، یہ وہ ہی سیڑھی ہے جس کو دیکھ کر میت کی آنکھیں پھٹی رہ جاتی ہیں، اور یہ اس کے حسن کی وجہ سے ہے۔ پھر میں اور جبریل علیہ السلام اوپر چڑھ کر پہلے آسمان پر گئے، دروازہ کھلوایا تو آدم علیہ السلام پر ان کی مومن اولاد کی ارواح پیش کی جارہی تھیں اور وہ فرمارہے تھے کہ یہ پاک ارواح اور پاک نفس ہے اس کو علیین میں پہنچادو۔ پھر ان کی فاجر ذریت کی ارواح پیش کی گئیں۔ آپ نے ترش روئی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ خبیث روح اور خبیث نفس ہے، اس کو سجین میں ڈال

دو۔

۲۲) ابو نعیم نے بہ سند ضعیف روایت کی کہ ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ' مومنوں کی ارواح ساتویں آسمان پر ہیں۔ اور اپنے جنتی ٹھکانے دیکھتی ہیں۔

۲۳) ابو نعیم نے حلیہ میں وہب بن منبہ سے روایت کی کہ ساتویں آسمان پر ایک گھر ہے جس کا نام "دار بیضاء" (سفید گھر) ہے۔ اس میں مومنین کی روحیں جمع ہوتی ہیں۔ اور جب کوئی نئی روح آتی ہے تو یہ اس کا استقبال کرتی ہیں اور اس سے دنیا والوں کے حالات اس طرح دریافت کرتی ہیں جس طرح دنیا میں مسافر سے کئے جاتے ہیں۔

۲۴) مروزی نے "جنائز" میں عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب سے روایت کی کہ مومنین کی ارواح جبریل علیہ السلام کے پاس ہیں اور ان سے کہہ دیا جاتا ہے کہ تم قیامت تک ان کے ذمہ دار اور محافظ ہو۔

۲۵) سعید بن منصور علیہ الرحمہ نے اپنی سنن میں اور جریر علیہ الرحمہ نے "کتاب الادب" میں مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام سے ہوئی تو انھوں نے ان سے کہا کہ اگر تم پہلے مرو تو مجھے خبر دینا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا اور اگر میں پہلے مروں گا تو تم کو اطلاع دوں گا۔ تو انھوں نے دریافت کیا کہ 'مگر مرنے کے بعد ہم ایک دوسرے کو خبر کیسے دے سکتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ ' روح جسم سے جدا ہونے کے بعد زمین و آسمان کے درمیان رہتی ہے حتی کہ قیامت کے دن اپنے اصلی جسم میں واپس ہوتی ہے۔ تو اتفاق یہ ہوا کہ سلمان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ان کو خواب میں دیکھا تو ان سے دریافت کیا کہ ' یہاں تم نے سب سے بہتر کس چیز کا صلہ پایا؟ تو انھوں نے کہا کہ توکل کا۔

۲۶) ابن مبارک علیہ الرحمہ نے "زہد" میں اور حکیم علیہ الرحمہ نے "نوادر" میں اور ابن ابی الدنیا و ابن مندہ نے سعید بن مسیب علیہ الرحمہ سے ' انھوں نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مومنین کی ارواح زمین کے برزخ میں ہیں جہاں چاہتی ہیں آتی جاتی ہیں۔ اور کافروں کی ارواح سجین میں ہیں۔

ابن قیم نے کہا کہ "برزخ" کے معنی دنیا اور آخرت کے درمیان حجاب کے ہیں۔

۲۷) ابن ابی الدنیا نے مالک بن انس رضی اللہ سے روایت کی کہ' مجھے حدیث پہنچتی ہے کہ مومنین کی ارواح آزاد ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔

۲۸) مروزی اور ابن مندہ نے "جنائز" میں' اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ سے روایت کی' کافروں کی ارواح برہوت سبخہ میں حضر موت کے علاقے میں جمع ہوتی ہیں اور مومنین کی ارواح جابیہ برہوت میں۔

۲۹) ابن عساکر نے عروہ بن ردیم سے روایت کی کہ جابیہ میں ہر پاک روح آتی ہے۔

۳۰) ابو بکر نجار نے اپنی مشہور حزب میں علی رضی اللہ بن ابی طالب سے روایت کی کہ لوگوں کی سب سے بہتر وادی' وادی مکہ ہے اور بدترین وادی احقاف ہے جو حضر موت کے قریب ہے' اور برہوت کہتے ہیں۔

۳۱) ابن ابی الدنیا نے حضرت علی رضی اللہ سے روایت کی کہ مومنین کی ارواح زمزم کے کنویں میں ہیں۔

۳۲) حاکم نے مستدرک میں اور ابن مندہ نے اخنس بن خلیفہ جہنی سے روایت کی کہ کعب احبار رضی اللہ نے ایک قاصد ابن عمر رضی اللہ کے پاس بھیجا تاکہ پوچھ کر آئے کہ مسلمان کی روحیں کہاں رہتی ہیں اور مشرکین کی کہاں رہتی ہیں۔ تو ابن عمر رضی اللہ نے فرمایا کہ مومنین کی ارواح اریحا میں رہتی ہیں اور مشرکین کی ارواح صنعاء میں رہتی ہیں' تو کعب رضی اللہ نے ان کی تصدیق کی۔

۳۳) ابن جریر نے اپنی تفسیر میں اپنی سند سے روایت کی کہ صفوان نے عامر بن عبداللہ سے یمن میں دریافت کیا کہ 'کیا مومنین کی ارواح کہیں جمع ہوتی ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ زمین میں جمع ہوتی ہیں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: (۱۹۱) وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۞ قیامت تک مومنین کی ارواح یہاں جمع رہیں گی۔

۳۴) ابن ابی الدنیا نے وہب بن منبہ سے روایت کی کہ مومنین کی ارواح ایک فرشتے کو سپرد کردی جاتی ہیں' جس کا نام رمیائیل اور وہ ارواح مومنین کا خازن ہے۔

۳۵) ابن ابی الدنیا نے ابان بن ثعلب سے روایت کی کہ جس فرشتے کے سپرد کافروں کی روحیں کی جاتی ہیں اس کا نام دومہ ہے۔

۳۶) عقیلی نے بہ سند ضعیف خالد بن معدان سے اور انھوں نے کعب سے روایت کی خضر بحر اعلیٰ اور بحر اسفل کے درمیان ایک نورانی نہر پر ہیں اور سمندری جانوروں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان کی اطاعت کریں اور صبح و شام ان پر ارواح پیش کی جاتی ہیں۔

۳۷) ابن قیم نے کہا کہ ارواح کے جمع ہونے کا مسئلہ بہت ہی عظیم ہے اس میں عقل کو دخل نہیں' اس کا علم تو شرعی نصوص سے ہی ہو سکتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ تمام مومنین کی ارواح خواہ وہ شہید ہوں یا غیر شہید' جنت میں ہیں۔ ہاں اگر اس سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہو جائے جو اس نعمت سے محروم کردے تو ان کا مستقر جنت نہیں رہتا جیسا کہ کعب اور ام ہانی وغیرہ کی احادیث سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور خود قرآن میں ہے کہ فَاَمَّآ اِنْ کَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِیْمٍ (۱۹۲) دوسرے مقام پر ہے: یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ○ (۱۹۳) اللہ تعالیٰ نے ارواح کی بدن سے جدا ہونے کے بعد تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ "مقربین" وہ جنت میں ہیں۔

۲۔ "دائیں بازو والے" وہ عذاب سے مامون و محفوظ رہیں گے۔

۳۔ "جھٹلانے اور گمراہ کرنے والے" ان کو جہنم کی دعوت ملے گی' اور داخل جہنم ہوں گے۔

نیز قرآن حکیم میں ہے۔ مومن آل فرعون سے کہا گیا کہ: ادخل الجنہ تو جنت میں داخل ہو جا۔ تو اس نے کہا کہ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ (سورہ یٰسین آیت نمبر ۲۶) یعنی اے کاش کہ میری قوم کو اس انعام و اکرام کا پتہ چل جاتا۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ احادیث شہداء کے ساتھ مخصوص ہیں جیسا کہ دوسری روایت سے ثابت ہے۔

ابن حزم نے کہا کہ یہ روحیں اسی جگہ واپس چلی جائیں گی' جہاں یہ بدن سے متعلق ہونے سے پہلے تھیں' یعنی آدم علیہ السلام کے دائیں طرف یا بائیں طرف۔ اس قول پر بھی قرآن سے استدلال کیا گیا ہے' مثلاً: وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ (سورہ الاعراف آیت نمبر ۱۷۲) اور یاد کرو کہ جب تمہارے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی ذریت کو نکالا۔ دوسرے مقام پر ہے وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ الخ اور ہم نے تم کو

پیدا کیا پھر تم کو صورت عطا کی۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کو ایک دم پیدا فرمادیا۔ اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "روحوں کا لشکر ہے جو آپس میں ایک دوسرے کو جانتی ہیں وہ مل جاتی ہیں اور جو نہیں جانتیں وہ جدا ہو جاتی ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ارواح سے عہد ربوبیت لیا ہے اور ان کو گواہ بنایا ہے' حالانکہ ابھی ان کو قالب جسمانی بھی عطا نہ کیا گیا تھا۔ یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ ان کو یکدم پیدا کردیا گیا تھا اور وہ عاقل تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو برزخ میں جگہ عطا کی۔ اور اجسام سے جدا ہونے کے بعد پھر وہ برزخ ہی کی طرف لوٹادی جائیں گی۔ اب روحیں عالم برزخ سے رفتہ رفتہ ان اجسام کی طرف آجاتی ہیں جو تولیدی مادوں سے پیدا ہوتے ہیں تو معلوم ہوا کہ' ارواح جسم سے متعلق ہونے سے قبل بھی علم و عقل کی مالک ہیں۔ مرنے کے بعد پھر ان کو برزخ ہی میں واپس کردیا جائے گا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج میں ارواح کو عالم برزخ میں ملاحظہ فرمایا۔ نیک بختوں کی روحیں آدم علیہ السلام کے دائیں طرف اور بدبختوں کی روحیں بائیں طرف اور یہ مقام عالم عناصر سے وراء الوراء تھا مومن بلندی کی جانب تھے اور کافر پستی کی جانب' اس لئے دونوں میں برابری کا خیال نہ کیا جائے۔ لیکن انبیاء و شہداء کی روحیں جنت میں ہوتی ہیں۔ محمد بن نصر مروزی نے اسحاق بن راہویہ سے روایت کی۔ یہی ہمارا قول ہے اور اس پر اہل علم نے اتفاق کیا۔ اور ابن حزم نے کہا کہ اسی پر اہل اسلام کے ائمہ کا اجماع ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے عین مطابق ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ:

فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِىْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ (سورہ الواقعہ آیت نمبر ۱۲)

ترجمہ:۔ دائیں طرف والے کون ہیں دائیں طرف والے اور بائیں طرف والے کون ہیں بائیں طرف والے سبقت لے جانے والے' آگے بڑھ جانے والے وہی مقرب ہیں نعمت والی جنتوں میں ہیں۔

تو فاما ان كان من المقربين الخ سے ثابت ہوتا ہے کہ' ارواح یہاں ٹھہری رہیں گی اور تھوڑی تھوڑی اجسام کی طرف منتقل ہوتی رہیں گی' حتی کہ جب سب کی تعداد پوری ہو جائے گی تو

قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ اجرام و اجسام کی طرف لوٹا دے گا۔ اور یہی "حیات ثانیہ" ہے۔ یہاں تک ابن حزم کا کلام تھا۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ ارواح اپنی اپنی قبروں کے کناروں پر ہوتی ہیں۔ ابن عبدالبر نے اس قول کو اصح ترین قرار دیا اور اس کی دلیل، سوال قبر، عذاب قبر، جنت و جہنم وغیرہ کا اہل قبور پر پیش کیا جانا اور قبور کی زیارت کا استحباب اور ان کو سلام کرنا اور حاضر و عاقل کی طرح ان کو خطاب کرنا، یہ سب امور اس پر دلالت کرتے ہیں کہ ارواح قبور ہی سے متعلق رہتی ہیں۔ ابن قیم نے کہا کہ اگر اس قول سے مراد آپ کی یہ ہے کہ ' ارواح ہمیشہ قبروں سے متعلق رہتی ہیں۔ تو یہ بات کتاب و سنت کے مخالف ہے اور غلط ہے۔ رہا یہ کہ قیام گاہ کا پیش کیا جانا، تو یہ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ روح قبر میں ہے یا اس کے قریب ہے۔ بلکہ یہ تو اس وقت بھی ممکن ہے جب کہ روح کو ایک خاص قسم کا تعلق بدن سے ہو جائے کیوں کہ یہ ہو سکتا ہے کہ روح رفیق اعلیٰ میں ہونے کے باوجود بدن سے بھی متعلق ہو سکتی ہے۔ مثلاً جب مسلمان سلام کرتے ہیں تو صاحب قبر ان کے سلام کا جواب دیتا ہے حالانکہ وہ اپنے مقام پر رفیق اعلیٰ میں رہتی ہے۔ اور جبریل علیہ السلام کو نبی علیہ السلام نے اس طرح دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے جن میں دو بازوؤں نے توافق کو پاٹ دیا تھا۔ پھر وہ آپ سے اتنے قریب ہوگئے کہ انھوں نے اپنے گھٹنے حضور علیہ السلام کے گھٹنوں پر رکھ دیئے اور اپنے ہاتھ ان کی رانوں پر۔ اور مومنین مخلصین کے دل اس چیز پر ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام بایں ہمہ قرب و نزدیکی اپنے ہی مقام پر تھے اور حدیث شریف میں ہے کہ جب میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ جبریل علیہ السلام آسمان و زمین کے درمیان کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یا محمد! انت رسول اللہ وانا جبریل علیہ السلام اے محمد ﷺ! آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور میں جبریل علیہ السلام ہوں۔ اب میں جس طرف نگاہ اٹھاتا تھا جبریل ہی جبریل نظر آتے تھے۔ اور یہی تاویل اللہ تعالیٰ کے آسمان دنیا پر نزول کی ہے یا اسی قسم کی دیگر نصوص کی۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ حرکت و انتقال سے پاک ہے۔ اس سلسلہ میں وہ لوگ غلطی پر ہیں جو غائب (اللہ) کو حاضر (دنیا) پر قیاس کرتے ہیں۔ مثلاً روح کو بھی جسم کی طرح سمجھتے ہیں کہ اگر وہ ایک جگہ ہوگی تو دوسری جگہ سے غائب ہوگی۔

نبی کریم ﷺ نے شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں اور پھر چھٹے آسمان پر بھی دیکھا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ آپ کی روح جسم مثالی میں قبر کے اندر موجود تھی اور اسے ایک خاص قسم کے جسم سے اتصال حاصل ہے کہ وہ نماز بھی ادا کریں اور سلام کرنے والوں کو جواب بھی دے سکیں' اور دونوں باتوں میں کوئی منافات نہیں۔

بعض حضرات نے اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے آفتاب اور اس کی شعاعوں کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے کہ آفتاب آسمان پر ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں زمین پر لیکن یہ مثال کچھ چسپاں نہیں ہوتی۔ کیوں کہ شعاعیں آفتاب کے لئے عرض ہیں لیکن روح تو خود زمین پر اترتی ہے۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ کا شب معراج میں انبیاء علیہ السلام کو دیکھنا اجسام مثالیہ کے ساتھ تھا۔ نیز احادیث میں انبیاء علیہ السلام کا قبر میں زندہ ہونا اور نماز پڑھنا ثابت ہے' نیز حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری قبر کے پاس درود شریف پڑھا تو میں اس کا درود خود بخود سن لیتا ہوں اور جو دور رہ کر درود پڑھتا ہے' اس کا درود میرے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔

بیہقی نے شعب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو تمام دنیا کی قوت سماعت رکھتا ہے۔ قیامت تک جتنے لوگ مجھ پر درود بھیجیں گے' وہ فرشتہ اس درود کو اس کے اور اس کے باپ کے نام سے مجھ تک پہنچا دیتا ہے۔ ایک طرف تو یہ احادیث جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کی روح قبر مبارک میں ہے اور دوسری طرف یہ بھی قطعی ہے کہ آپ ﷺ کی روح اعلیٰ علیین میں رفیق اعلیٰ میں ہے۔ تو پتہ چلا کہ روح کا جنت میں یا اعلیٰ علیین میں ہونا اور اس کے ساتھ قبر میں ہونا' سلام سننا اور جواب دینا' ان امور میں کوئی منافات نہیں' ان تمام چیزوں میں جو کچھ بعد ہے وہ اس لئے ہے کہ عالم مشاہدات میں کوئی چیز مثال کے طور پر نہیں۔ یہ ابن قیم کی گفتگو تھی۔

ایک دوسرے مقام پر آپ نے کہا کہ' روح کا تعلق جسم سے پانچ قسم کا ہے۔ ماں کے پیٹ میں' ولادت کے بعد' سونے کی حالت میں' برزخ میں' یہاں ایک قسم کا تعلق ہے' قیامت کے روز' وہ تعلق اکمل ترین تعلق ہوگا۔ اس لئے کہ اس تعلق کے بعد جسم نہ تو نیند کو اور نہ موت کو اور نہ فساد کو قبول کرتا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ' روح بہت ہی سریع حرکت

رکھتی اس لئے ایک ہی لمحہ میں آسمان سے زمین پر آکر اپنے جسم سے متعلق ہوجاتی ہے اور مثال سونے والے کی روح کو سمجھنا چاہئے کہ سونے میں انسان کی روح ساتویں آسمانوں سے پار ہوکر عرش الٰہی کے نیچے سجدہ ریز ہوتی ہے اور پھر تھوڑی دیر میں واپس آجاتی ہے پھر ابن قیم نے یہ حکایت نقل کی۔ ایک شخص نے وادی برہوت میں رات گزاری تو اس نے یہ شور سنا کہ "یادومہ یادومہ" یعنی اے دومہ۔ سفیان کہتے ہیں کہ ہم نے حضرمین سے دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ اس مقام پر کوئی شخص رات کو نہیں سوسکتا۔

(۳۸) ابن ابی الدنیا نے "کتاب القبور" میں عمرو بن سلیمان سے روایت کی۔ ایک یہودی جس کے پاس مسلمان کی امانت تھی، مرگیا۔ یہودی کا لڑکا مسلمان تھا اسے پتہ نہ چلا کہ امانت کہاں رکھی ہے تو اس نے شعیب جبائی کو آکر اطلاع دی۔ اس نے کہا برہوت کے چشمہ پر جاؤ اور سنیچر کے دن وہاں پہنچ کر اپنے باپ سے جو کچھ معلوم کرنا چاہو معلوم کرلینا۔ چنانچہ وہ شخص چشمہ برہوت پر آیا اور دو یا تین مرتبہ اس نے باپ کو پکارا اور کہا کہ فلاں کی امانت کہا رکھی ہے؟ تو اندر سے جواب آیا کہ دروازے کی چوکھٹ کے نیچے ہے، اس کی امانت دے ڈالو اور تم جس دین پر ہو اس پر قائم رہو۔

ابن قیم نے کہا کہ اقوال کو نہ تو قطعی طور پر صحیح کہا جاسکتا ہے اور نہ ہی ان کی تغلیط کی جاسکتی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ ارواح اپنے مقامات کے لحاظ سے برزخ میں مختلف مقامات پر رہتی ہے۔ اس لئے دلائل میں کوئی تعارض نہیں۔ کیوں کہ جہاں اختلاف ہے وہ اس لئے ہے کہ اس میں فرق مراتب کے لحاظ سے ارواح کی قیام گاہ کا پتہ دیا گیا ہے مثلاً انبیاء علیہم السلام کی ارواح ملاء اعلیٰ میں علیین میں ہیں اور پھر وہ بھی فرق مراتب رکھتے ہیں جیسا کہ حدیث اسراء سے ظاہر ہے۔ اور کچھ سبز رنگ کے جنتی پرندوں کے پوٹوں میں ہیں اور یہ بعض شہداء کی ارواح ہیں کیوں کہ بعض شہداء جنت میں داخل ہونے سے روک دیئے جاتے ہیں، قرض وغیرہ کی وجہ سے۔ جیسا کہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ، ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور دریافت کیا کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوجاؤں تو مجھ کو کیا اجر ملے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت۔ جب وہ جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا، سوائے قرض کے کہ، جبریل علیہ السلام

نے مجھے ابھی بتایا کہ مقروض کو جنت میں جانے سے روک دیا جائے گا۔ اور بعض جنت کے دروازے پر ہوں گے' جیسے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ میں ہے۔ اور بعض جنت میں داخل ہونے سے روک دیئے جائیں گے' جیسے کہ حدیث شملہ میں ہے کہ اس پر قبر میں آگ روشن کرائی جاتی ہے اور بعض وہ ہیں جن کو زمین ہی سے مقید کرلیا جاتا ہے اور اس کی روح ملاء اعلیٰ کی طرف نہیں جاتی۔ کیوں کہ وہ سفلی روح ہے اور وہ ساوی روح کے پاس نہیں جاسکتی کیوں کہ روح جسم سے جدا ہونے کے بعد اپنے ہم عمل سے مل جاتی ہے۔ کچھ روحیں زانیوں کے تنوروں میں ہوتی ہے اور کچھ روحیں خون کی نہر میں ہوتی ہیں۔ تو تمام روحوں کا ایک ہی مستقر (ٹھہرنے کی جگہ) نہیں ہے۔ لیکن اپنے مقامات کے جدا ہونے کے باوجود ایک قسم کا تعلق اپنے اجسام سے رکھتی ہیں تاکہ عذاب و ثواب کو حاصل کرسکیں۔ یہاں تک ابن قیم کی گفتگو ختم ہوئی۔

ابن قیم کے اس قول کی تائید کہ ارواح کا تعلق اجسام سے ہوتا ہے' امام احمد علیہ الرحمہ کی اس روایت سے ہوتا ہے کہ: وہب بن منبہ نے کہا کہ' جناب حزقیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا۔ اور اس نے مجھ کو ایک چٹیل زمین پر لے جاکر بٹھادیا۔ وہاں دس ہزار مقتولین اس طرح پڑے تھے کہ ان کا جوڑ' جوڑ علیحدہ تھا تو میں نے ان کو پکارا' میرے پکارتے ہی ہر جوڑ اپنے ساتھی سے مل گیا۔ پھر ان پر گوشت اگ آیا اور اس گوشت پر کھال آگئی پھر مجھ سے کہا گیا کہ ان کی روحوں کو آواز دوں' میں نے آواز دی تو ہر روح اپنے جسم کی طرف واپس آگئی۔ جب وہ بیٹھ گئے تو میں نے دریافت کیا کہ آپ لوگ کس حال میں تھے؟ انھوں نے کہا کہ جب ہم مرگئے اور ہماری روحیں جسموں سے جدا ہوگئیں تو ہمارے پاس ایک فرشتہ آیا جس کا نام حضرت میکائیل علیہ السلام تھا۔ اس نے کہا کہ اپنے اعمال لاؤ اور ان کا بدلہ لو' کیوں کہ ہمارے یہاں کا اصول یہی تم سے پہلے لوگوں میں تھا اور یہی تم میں ہے اور یہی تمہارے بعد والوں میں ہوگا۔ تو ہمارے اعمال دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ہم نے بت پرستی کی' اس لئے ہم پر کیڑوں کو مسلط کردیا گیا' اور اس طرح ہماری روح کو تکلیف پہنچائی گئی۔ اور روحوں پر غم مسلط کیا گیا جس کی وجہ سے ہم تکلیف محسوس کرنے لگے۔ ابھی ہم پر یہی عذاب ہو رہا تھا کہ آپ نے ہم کو پکارا۔

قرطبی کہتے ہیں کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بالخصوص شہداء کی ارواح ہی جنت میں ہیں اور

حدیث کعب رضی اللہ عنہ وغیرہ بھی اسی پر محمول ہے اور دوسرے لوگوں کی ارواح تو کبھی وہ آسمان پر ہوتی ہیں، کبھی قبر پر، اور یہ بھی قول ہے کہ وہ ہر جمعہ کو ہمیشہ اپنی قبروں میں آتی ہیں۔ ابن عربی کہتے ہیں کہ حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح قبور میں ثواب و عذاب میں مبتلا ہیں۔

قرطبی کہتے ہیں کہ بعض شہداء کی ارواح جنت سے خارج بھی ہیں اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ ان پر حقوق العباد میں سے کوئی حق رہ جاتا ہے۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب گناہوں سے بڑا گناہ کبائر کے بعد یہ ہے کہ "انسان مقروض مرجائے اور ادائیگی کے لئے مال نہ چھوڑے۔"

قرطبی کہتے ہیں کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ، تمام مومنین کی ارواح "جنت الماوی" میں ہیں اسی لئے اس جنت کو جنت الماوی کہتے ہیں۔ یہ جنت عرش کے نیچے ہے، اس کے رہنے والے اس کی لذتوں اور ہواؤں سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ قرطبی کہتے ہیں کہ پہلی بات ہی صحیح ہے۔

حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے اپنے فتاویٰ میں کہا کہ مومنین کی ارواح علیین میں ہیں! اور کافرین کی سجین میں ہیں اور ہر روح کو جسم سے ایک قسم کا تعلق ہے جو دنیاوی تعلق سے مختلف ہے۔ اس کی مثال سونے والا ہے کہ روح کا اتصال اس کے جسم سے باقی رہتا ہے، بلکہ صاحب قبر سے جو اتصال ہے وہ اس اتصال سے زیادہ قوی ہے۔ اس تقریر سے تمام احادیث کا تعارض رفع ہو جاتا ہے کہ ارواح خواہ علیین میں ہوں یا سجین یا قبروں کے پاس، لیکن ان کو اس امر کی اجازت ہے کہ وہ اپنے اجسام سے متعلق ہو سکتی ہیں، اب اگر میت کو ایک قبر سے دوسری قبر میں منتقل کریں یا اس کے اجزاء منتشر ہو جائیں، تب بھی یہ اتصال باقی رہتا ہے۔ ارواح کے علیین میں رہنے کی تائید ابن عساکر علیہ الرحمہ کی اس روایت سے ہوتی ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد فرمایا کہ، آج رات میرے پاس جعفر رضی اللہ عنہ گزرے، وہ ملائکہ کی ایک جماعت کے پیچھے اڑ رہے تھے۔ ان کے دو بازو تھے جن کا اگلا حصہ خون سے رنگین تھا۔ یہ لوگ یمن کے شہر بیشہ کی طرف پرواز کر رہے تھے۔

۳۹) ابن عدی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کو ملائکہ کی جماعت میں دیکھ لیا، وہ بیشہ والوں کے پاس بارش کی بشارت لے کر جا رہے تھے۔

۴۰) حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ تشریف فرما تھے اور ان کے نزدیک اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تھیں' آپ ﷺ نے اچانک سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اے اسماء! یہ جعفر ہیں' جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کے ہمراہ جارہے تھے' تو ہم کو سلام کیا اور مشرکین کے ساتھ جنگ کا حال بتایا۔ انھوں نے بتایا کہ میں فلاں فلاں دن مشرکین سے برسر پیکار ہوا تو میرے جسم میں تہتر نیزے اور تلوار کی چوٹیں آئیں' جھنڈا بائیں ہاتھ میں لیا' وہ بھی کٹ گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے عوض مجھے دو بازو دیئے کہ میں جبریل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام کے ساتھ پرواز کرسکوں اور جنت میں جہاں چاہوں اتر سکوں اور جنت کے پھلوں میں سے جو چاہوں کھاسکوں۔ تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا' مبارک ہو جعفر رضی اللہ عنہ کو۔ لیکن مجھ کو خطرہ ہے کہ لوگ اس کی تصدیق نہ کریں گے۔ تو حضور اکرم ﷺ نے منبر پر چڑھ کر اس واقعہ کو بیان کیا۔

۴۱) قرطبی نے حدیث کعب رضی اللہ عنہ میں کہا کہ نسمہ المومن طائر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مومن کی روح بذات خود پرند بن جاتی ہے یہ نہیں کہ وہ کسی پرند میں داخل ہوجاتی ہے' اگرچہ اس سلسلہ میں روایات کے الفاظ مختلف ہیں۔ مثلاً ابن ماجہ میں ہے کہ: (۱۹۴)ارواح الشہداء عنداللہ کطیر خضر اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے (۱۹۵)تحول فی طیر خضر اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ (۱۹۶)فی صور طیر بیض اور کعب رضی اللہ عنہ کے لفظ یہ ہیں کہ (۱۹۷) ارواح الشہداء طیر خضر قرطبی کے نزدیک یہ جو بتاتی ہیں کہ ارواح بذات خود پرند بن جاتی ہیں' ان روایات سے اصح ہیں جن میں یہ ہے کہ ارواح پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں۔

۴۲) قابسی کہتے ہیں کہ علماء نے فی اجواف طیور خضر کی روایت کا انکار کیا ہے' کیوں کہ اس سے لازم آتا ہے کہ وہ قید بند میں ہوں اور تنگی میں ہوں' لیکن اس کی تردید اس طور پر کی گئی ہے کہ یہ روایت صحیح ہو سکتی ہے اور وہ اس طرح کہ فی کو بہ معنی علے کرکے تقدیر عبارت کی جائے علی اجواف طیر خضر اور یہ تاویل صحیح ہے کیونکہ فی قرآن میں بہ معنی علی مستعمل ہے' جیسے ولا صلبنکم فی جذوع النخل یعنی علی جذوع النخل اور یہ بھی صحیح ہے

کہ خود پرند کو "جوف" کہہ دیا جائے کیوں کہ وہ جوف پر مشتمل ہے۔ یہ تاویل عبدالحق نے کی۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ باوجود اس کے کہ ارواح پرندوں کے پوٹوں میں ہیں' اللہ تعالیٰ پرندوں کے پوٹوں کو فضا سے کہیں زائد وسیع فرمادے۔

۴۳) ابن دحیہ نے "التنویر"(۱۹۸) میں فرمایا کہ وہ روایت جس میں لفظ فی ہے منکر ہے کیوں کہ ایک جسم میں دو روحیں نہیں ہوسکتیں۔ یہ کہنے والے متکلمین ہیں لیکن یہ ان کی حقائق سے ناواقفیت کی علامت ہے اور اہل سنت و جماعت پر اعتراض ہے۔ اس حدیث کے معنی تو بالکل واضح ہیں کہ اللہ تعالیٰ شہید کی روح کو جو اس کے جسم کے جوف میں تھی دوسرے جوف میں رکھ دے گا اور وہ جس جسم کا ہوگا وہ پرند کی سی شکل کا ہوگا اور برزخ کے زمانے تک ہوگا۔ حتی کہ قیامت کے دن اس کو اس کے اصل جسم میں لوٹادیا جائے گا۔ اور اس تقریر پر کوئی استحالہ نہیں' کیوں کہ محال تو یہ ہے کہ دو زندگیاں ایک ہی جوہر کے ساتھ قائم ہوں اور اس جوہر کو ان سے حیات حاصل ہو' لیکن مطلق دو روحوں کا ایک جسم میں ہونا کچھ محال نہیں' یہ تو ایسا ہی ہے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ اب ایک جسم میں دو روحیں یقیناً ہیں لیکن جس روح سے ماں زندہ ہے وہ اور ہے اور جس سے بچہ کی زندگی ہے وہ اور ہے۔ حدیث میں تو فی اجواف طیر خضر ہے جس کے معنی ہیں کہ "وہ روحیں پرندوں کی صورت والے جانوروں کے پوٹوں میں ہوں گی جیسے کہتے ہیں کہ میں نے فرشتہ انسان کی شکل میں دیکھا۔ اس سلسلہ میں انتہائی گفتگو یہ تھی۔

۴۴) شیخ عز الدین ابن عبدالسلام نے اپنی امالی میں زیر تشریح وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا الـخ فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ حال تو تمام مردوں کا ہے تو اس میں شہداء کی کیا تخصیص ہوئی؟ تو جواب یہ ہے کہ سب کا حال یکساں نہیں' کیونکہ موت کے معنی تو ہیں روح کا جسم سے نکال لینا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اللہ موت کے وقت روح کو پورے طور پر لے لیتا ہے۔ اور مجاہد شہید کی روح اس کے جسم سے دوسرے جسم کی طرف منتقل ہوجاتی ہے۔ رہی حدیث کعب رضی اللہ عنہ تو وہ مجاہدین پر محمول کی جائے گی۔ کیوں کہ روایات میں آتا ہے کہ مردے پر قبر میں اس کی قیام گاہ پیش کی جاتی ہے خواہ وہ جنت ہو یا جہنم پھر اہل قبور پر سلام کا حکم دیا گیا ہے۔ تو اگر روح کو

ادراک نہ ہوتا تو سلام کا کیا فائدہ ہوتا۔ تو گویا شیخ کے نزدیک پسندیدہ قول یہی ہے۔ تو وہ روحیں پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں' یہ نہیں کہ وہ خود پرند بن جاتی ہیں۔ اس کی تائید اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے جو موقوف ہونے کے باوجود حکم میں مرفوع کے ہے۔ کیوں کہ یہ ایسا معاملہ ہے جس میں رائے کو کوئی دخل نہیں۔ لیکن میں نے اس سلسلہ میں ایک مرفوع شاہد دیکھا ہے۔

۴۵) ہناد بن سری نے کتاب الزہد میں اپنی سند سے بعض اہل علم سے روایت کی کہ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ' شہداء تین قسم کے ہیں: کم سے کم مرتبہ والا وہ شخص ہے کہ جو بادل ناخواستہ نکلا' اس کا ارادہ نہ تو قتل کرنے کا تھا نہ قتل ہونے کا' کہ اچانک ایک تیر آکر لگا تو اس کے جسم کے پہلے قطرہ کے ٹپکتے ہی اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک آسمانی جسم اتارے گا اور اس کی روح اس جسم میں امانت رکھی جائے گی۔ پھر وہ جسم آسمان پر سے گزرے گا۔ جس آسمان پر پہنچے گا فرشتے اس کا پیچھا کریں گے' حتی کہ وہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے گا اور وہاں پہنچ کر سجدہ ریز ہو جائے گا پھر اس کو ستر جنتی لباس پہنائے جائیں گے۔ پھر کہا جائے گا کہ اس کو اس کے جنتی بھائیوں کی طرف لے جاؤ اور ان کے ساتھ اس کو بھی چھوڑ دو۔ جب یہ ان کے پاس پہنچے گا تو وہ جنت کے دروازے کے پاس سب قبوں میں ہوں گی اور ان کی غذا جنت سے آرہی ہوگی۔ جب یہ ان کے پاس پہنچے گا تو وہ اس سے بالکل اسی طرح سوالات کریں گے جیسے گھر لوٹنے والے مسافر سے سوالات ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ دریافت کریں گے کہ' فلاں کس حال میں ہے؟ تو یہ جواب دے گا کہ وہ تو مفلس ہوگیا۔ وہ پوچھیں گے کہ اس نے اپنے مال کا کیا کیا وہ تو بہت ہی ہوشیار تاجر تھا اور روپیہ پیسہ جوڑنے والا تھا۔ پھر وہ کہیں گے کہ مفلس ہمارے نزدیک وہ نہیں کہ جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو' مفلس تو وہ ہے جس کا دامن اعمال سے خالی ہو۔ وہ پوچھیں گے کہ' فلاں شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ وہ کہے گا کہ اس نے طلاق دے دی۔ وہ پوچھیں گے کہ اس کو تو اپنی بیوی سے بہت محبت تھی تو پھر طلاق کیوں دی؟ پھر پوچھیں گے کہ' اور فلاں شخص نے کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ وہ تو مجھ سے بہت پہلے مرچکا ہے۔ تو وہ کہیں گے کہ بخدا وہ تو ہماری طرف سے نہ گزرا کیوں کہ راہیں دو ہیں' جب کوئی اچھا شخص مرتا ہے تو وہ ہماری طرف سے گزرتا ہے ورنہ اسے دوسرے راستے سے لے جاتے ہیں۔

۴٦) ابن منده نے اپنی سند سے حیان بن جبلہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا کہ مجھے حدیث پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ 'شہید جب شہید ہوتا ہے تو فوراً" ہی ایک آسمانی جسم نازل ہوتا ہے اور اس کی روح سے کہا جاتا ہے کہ اس میں داخل ہوجا' تو وہ اپنے پہلے جسم کی طرف دیکھتی ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہوا اور گفتگو کرتا ہے' وہ یہ سمجھتا ہے کہ لوگ اس کی گفتگو کو سن رہے ہیں اور وہ ان کی طرف دیکھتی ہے اور سمجھتی ہے کہ لوگ اس کو دیکھ رہے ہیں' اتنے میں حوریں آکر اس کو لے جاتی ہیں۔

۴۷) صاحب افصاح کہتے ہیں کہ نعمت والی روحیں مختلف حالات میں ہیں۔ کچھ تو جنت میں پرند ہیں اور کچھ سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں' اور کچھ عرش کے نیچے قندیلوں میں ہیں' اور کچھ سفید پرندوں کے پوٹوں میں ہیں' اور کچھ چڑیوں کے پوٹوں میں ہیں' اور کچھ روشن جنتی صورتوں والے اشخاص میں ہیں' اور اپنے اعمال صالحہ کی صورتوں میں ہیں' اور کچھ اپنے جسموں میں آتی جاتی رہتی ہیں' اور کچھ مردوں کی روحوں سے ملاقات کرتی ہیں' کچھ میکائیل علیہ السلام کی کفالت میں ہیں' کچھ ابراہیم علیہ السلام کی کفالت میں ہیں۔ قرطبی کہتے ہیں کہ یہ قول اچھا ہے کہ اس سے تمام احادیث میں تطبیق ہوجاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید حدیث اسراء سے بھی ہے جس کو بیہقی نے "دلائل" میں اور ابن مردویہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' پھر میں دوسرے آسمان پر پہنچا' تو یحیٰ و عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی۔ ان کے ساتھ ان کی امت کے کچھ لوگ تھے۔ تیسرے پر یوسف علیہ السلام سے ملاقات کی۔ ان کے ہمراہ ان کی امت کے کچھ لوگ تھے۔ چوتھے پر ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' ان کے ہمراہ ان کی امت کے کچھ افراد تھے۔ پانچویں پر ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' ان کے ہمراہ ان کی امت کے کچھ افراد تھے۔ چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کے کچھ افراد تھے اور ساتویں پر ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے ساتھ ان کی امت کے کچھ افراد تھے۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ ﷺ کی امت کا مقام ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی کہ: "اِنَّ اَوۡلَی النَّاسِ بِاِبۡرٰهِیۡمَ لَلَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا" (۱۹۹) میری امت کے دو حصے تھے' کچھ تو کاغذ کی مانند سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور کچھ پر مٹی کے کپڑے تھے۔ تو حدیث ارواح کے مقامات کا مختلف ہونا واضح

ہے۔ نیز یہ کہ ہر آسمان پر ایک قوم ہے۔

حکیم ترمذی کہتے ہیں تمام ارواح برزخ میں گھومتی پھرتی ہیں اور دنیا کے حالات کا مشاہدہ کرتی ہیں نیز فرشتوں کے احوال کا بھی مشاہدہ کرتی ہیں۔ کچھ روحیں عرش کے نیچے ہیں اور کچھ جنت میں پھرتی رہتی ہیں۔ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث جو شہداء کے متعلق ہے اسے ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ بخاری نے براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو جنت میں دودھ پلانے کے لئے ایک دایہ ملے گی تو اس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ جو جنت البقیع میں مدفون ہیں' وہ جنت میں دودھ پئیں گے۔

۴۸) ابن قیم نے کہا کہ اس حدیث میں کہ' روح پرند بن کر جنت کے درخت پر بیٹھ جاتی ہے اور اس حدیث میں کہ قبر میں مردے کی قیام گاہ کو پیش کیا جاتا ہے' بلکہ روح جنت کی نہروں پر پھرتی ہے اور پھل کھاتی ہے' کچھ تعارض نہیں کیوں کہ وہ جنت میں یوم الجزاء سے پہلے داخل نہ ہوگی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یوم جزاء میں جو ارواح کی قیام گاہ ہوگی' آج برزخ میں وہ ان کو حاصل نہیں ہے۔ جنت میں داخل مکمل انسان ہوگا اور یہ ارواح کا داخل ہونا ایک علیحدہ چیز ہے۔

۴۹) نسفی کی "بحرالکلام" میں ہے کہ ارواح چار قسم پر ہیں:

۱۔ انبیاء علیہم السلام کی ارواح کہ ان کے جسم سے نکل کر' انھیں کے جسم کے مثل بن جاتی ہیں' جیسے مشک و کافور' اور جنت میں جاکر کھاتی پیتی ہیں اور رات کو ایسے قندیلوں میں آرام کرتی ہیں جو عرش کے نیچے معلق ہیں۔

۲۔ فرماں بردار مومنین کی ارواح' یہ جنت کے صحن میں ہوتی ہیں مگر کھاتی پیتی نہیں مگر جنت میں دیکھتی بھالتی ہیں۔

۳) نافرمان مومنین کی ارواح' یہ آسمان و زمین میں ہوا کہ اندر معلق رہتی ہیں۔

۴) کفار کی ارواح' یہ سجین میں رہتی ہیں۔ ان کو ساتویں زمین کے نیچے سیاہ رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں کردیا جاتا ہے۔ لیکن ان کا ایک گونہ تعلق جسم کے ساتھ رہتا ہے تاکہ یہ تکلیف و عذاب کا احساس کرسکیں۔ یہ تعلق ایسا ہی ہے جیسا کہ آسمان پر سورج ہوتا ہے مگر اس کی شعاعیں زمین پر ہوتی ہیں۔

حافظ ابن رجب نے "احوال قبور" میں نویں باب میں (جہاں ارواح کی برزخی قیام گاہ کا ذکر کیا ہے) فرمایا کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ انبیاء علیہ السلام کی ارواح اللہ تعالیٰ کے پاس اعلیٰ علیین میں ہیں۔ اس لئے صحیح بخاری میں ہے کہ حضور ﷺ نے آخری بات یہی فرمائی کہ 'اے اللہ! مجھے کو رفیق اعلیٰ عطا فرمانا۔

ایک شخص نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ' رسول اللہ ﷺ کی روح وفات کے بعد کہاں گئی؟ تو آپ نے فرمایا کہ' جنت میں۔

شہداء کے بارے میں اکثر علماء کا قول ہے کہ وہ جنت میں ہیں۔ اور اس سلسلہ میں بہ کثرت احادیث وارد ہیں: مثلاً حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اچھا خواب بہت اچھا معلوم ہوتا تھا۔ آپ ﷺ لوگوں سے دریافت فرماتے تھے کہ کیا تم نے آج کوئی خواب دیکھا ہے؟ چنانچہ ایک دن ایک عورت حاضر ہوئی اور اس نے عرض کی کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ' میں جنت میں داخل ہوئی تو وہاں میں نے ایک آواز سنی جس سے جنت لرز اٹھی' حتی کہ میرے پاس بارہ افراد آئے۔ اور واقعہ یہ تھا کہ اس خواب سے پہلے حضور علیہ السلام نے کافروں سے جہاد کے لئے ایک جماعت روانہ فرمائی تھی۔ چنانچہ اس عورت نے بتایا کہ ان بارہ آدمیوں کو جنت میں لایا گیا۔ ان پر اطلس کے کپڑے تھے اور ان کی گردن کی رگیں پھڑک رہی تھیں۔ حکم دیا گیا کہ ان کو نہر بیدخ میں ڈبو دو۔ چنانچہ انھیں ڈبو دیا گیا۔ اب جو نکالا گیا تو ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند چمک دار ہوگئے۔ پھر ان کے لئے سونے کی کرسیاں لائی گئیں اور ان پر وہ لوگ بیٹھے۔ پھر سنہری طباق میں کھجوریں پیش کی گئیں جو انھوں نے کھائیں اور میں نے بھی ان کے ساتھ کھائیں۔ اتنے میں اس جماعت کی طرف سے قاصد آیا اور اس نے عرض کی کہ' یارسول اللہ ﷺ جنگ میں فلاں فلاں معاملہ درپیش آیا اور بارہ صحابی رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی عورت کو لاؤ۔ جب وہ آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ خواب بیان کرو۔ تو جب اس شخص نے خواب سنا تو کہا کہ' یہ عورت سچ کہتی ہے۔

حضرت مجاہد علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ شہداء جنت میں نہیں ہیں لیکن جنت کے رزق سے انھیں ملتا ہے۔

۵۰) آدم بن ایاس نے مجاہد علیہ الرحمہ سے اللہ تعالیٰ کے قول وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ (سورہ ال عمران آیت نمبر۱۶۹) کی تفسیر میں روایت کی کہ' وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ جنت کے میووں سے ان کو پھل دیئے جاتے ہیں' ان کو جنت کی خوشبوئیں پہنچتی ہیں۔ اس سلسلہ میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ (۲۰۰) الشهداء على نهر بارق بباب الجنه

لیکن یہ ممکن ہے کہ یہ عام شہداء کے بارے میں ہو اور خاص شہداء عرش کے نیچے قندیلوں میں ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں شہداء سے مراد حقیقی شہید نہ ہو' بلکہ وہ شہید ہوں جو حکماً شہید ہیں' مثلاً طاعون سے مرنے والا یا پیٹ کی بیماری سے مرنے والا' ڈوب کر مرنے والا وغیرہم' یا عام مومن کیوں کہ سچے مومن کو شہید کہہ سکتے ہیں کیوں کہ اس کے ایمان کی صحت کی شہادت دی گئی ہے۔ جیسے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر مومن صدیق اور شہید ہے۔ لوگوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ' اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا کہتے ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس آیت کو پڑھو کہ (۲۰۱) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے مومن شہداء ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑھی۔ شہداء کے علاوہ باقی مومنین' جیسے مومنین کے بچے۔ تو جمہور کے نزدیک یہ جنت میں ہیں۔

امام احمد علیہ الرحمہ نے اسی قول پر اجماع نقل کیا۔ اسی طرح امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس قول پر اجماع ہے اور یہی صریح طور پر ثابت ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ مومنین کے بچے جنت میں جائیں گے لیکن یہ ضروری نہیں کہ کوئی مخصوص بچہ جنت میں جائے گا اور نہ اس کی شہادت دی جاسکتی ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ اس بچے کے ایمان کی شہادت نہیں ملتی کیوں کہ اس کا ایمان باپ کے ایمان کے تابع ہے اور ماں باپ کے ایمان کی بھی شہادت نہیں دی جاسکتی تو ان کے ایمان میں توقف' ان کے والدین میں توقف کی بنا پر ہے۔ ائمہ میں یہ قول صراحتاً کسی کے کلام میں نہیں پایا گیا۔ غالبا اس سے ان کی مراد مشرکین کے بچے ہیں۔ شہداء کے علاوہ دوسرے مکلف مومن کی ارواح کے بارے میں شروع سے ہی

اختلاف ہے۔ چنانچہ امام احمد علیہ الرحمہ نے تصریح کی ہے کہ مومنین کی ارواح جنت میں ہیں اور کفار کی دوزخ میں۔ اس سلسلہ میں انھوں نے متعدد احادیث سے استدلال کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ "علیین" اور "سجین" کیا ہے تو انھوں نے فرمایا کہ علیین ساتویں آسمان پر ہے اس میں مومنین کی ارواح ہیں' اور سجین ساتویں زمین پر شیطان کے رخسار کے نیچے ہے اس میں کافروں کی ارواح ہیں۔ دلائل سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ جنت ساتویں آسمان کے اوپر ہے جب کہ جہنم ساتویں زمین کے نیچے۔ اس سلسلہ میں اس حدیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ طبرانی میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ان کو جنت کے ایک محل میں دیکھا چنانچہ طبرانی نے بہ سند منقطع حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں روایت کی کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہماری ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کس حال میں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ موتیوں اور ہیروں کے گھر میں آسیہ اور فرعون کی بیوی کے ساتھ ہیں۔ نیز احمد' ترمذی' ابن ماجہ اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس اسلمی شخص کو سنگسار کیا جس نے خود زنا کا اعتراف کیا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے مجھ کو اس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ وہ جنت کی نہروں میں غوطے کھا رہے ہیں۔ نیز احمد' ترمذی اور ابن ماجہ نے بہ روایت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی کریم علیہ الصلوہ والتسلیم سے روایت کی کہ' جو شخص تین چیزوں سے بچتا رہا وہ جنت میں داخل ہوجائے گا' تکبر سے' خیانت سے اور قرض سے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ' ارواح زمین میں ہیں۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ وہ قبروں کے صحنوں میں ہوتی ہیں' جیسا کہ وضاح اور ابن حزم نے اسے اصحاب حدیث کا مذہب کہا۔ لیکن ابن عبدالبر نے اس قول کو ترجیح دی کہ شہداء کی ارواح جنت میں ہیں اور عام مومنین کی قبروں کے صحنوں میں' وہ جہاں چاہتی ہیں آتی جاتی ہیں اور اس سلسلہ میں متعدد احادیث سے استدلال کیا ہے۔ اور وہ احادیث جن میں مردے پر اس کی قیام گاہ پیش کئے جانے کا ذکر ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ مردے کے جسم پر اس کی قیام گاہ پیش کی جاتی ہے اگرچہ روح جنت میں ہوتی ہے تاہم اسے ایک گونہ تعلق جسم سے

ہوتا ہے۔ اسی طرح قبور پر سلام کرنا اس امر کی دلیل نہیں کہ سب روحیں مستقل قبرہی میں رہتی ہیں کیونکہ سلام تو انبیاء و شہداء کی قبور پر بھی ہوتا ہے' حالانکہ ان کی ارواح اعلیٰ علیین میں ہوتی ہیں۔ تو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جب کوئی سلام کرتا تو روح فوراً جسم سے متصل ہوجاتی ہے اور یہ اتصال اس سرعت سے ہوتا ہے کہ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے اور بس۔

اس مسئلہ پر ان احادیث سے روشنی پڑتی ہے' جن میں مذکور ہے کہ سونے والے کی روح کو عرش پر لے جایا جاتا ہے' لیکن جب اس کو بیدار کیا جاتا ہے تو چشم زدن میں وہ جسم سے متعلق ہوجاتی ہے۔ تو جب ارواح متصلہ بالجسم کی یہ قوت ہے تو ارواح مجردہ عن الجسم بہ طریق اولی یہ قوت رکھتی ہیں' وہ آسمان پر جاسکتی ہیں اور اس سرعت سے واپس آسکتی ہیں۔ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ ارواح زمین کے ایک حصہ میں جمع ہوجاتی ہیں۔ مومنین کی ارواح جابیہ میں اور کفار کی ارواح برہوت کے کنوئیں میں قاضی ابو یعلی حنبلی نے اسی قول کو ترجیح دی ہے اگرچہ ان کا قول امام احمد علیہ الرحمہ کی تصریح کے مخالف ہے کہ ارواح کفار آگ میں چلی جاتی ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ برہوت کے کنوئیں کو جہنم کے گڑھے سے کچھ اتصال ہو' اور اس طرح تطبیق ہوجائے گی۔

احمد بن محمد نیشاپوری کی "کتاب الحکایات" میں ان کی سند سے یحیی بن سلیم سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مکہ میں ہمارے پاس ایک خراسانی تھا وہ لوگوں کی امانتیں اپنے پاس رکھتا تھا اور پھر ادا کردیتا تھا۔ تو ایک شخص نے اس کے پاس دس ہزار دینار رکھوائے اور غائب ہوگیا۔ اتفاقی بات کہ خراسانی کی موت کا وقت قریب آگیا۔ اس نے اپنی اولاد میں سے کسی کو اہل نہ سمجھا کہ یہ امانت اس کے پاس رکھوائے۔ اس نے وہ امانت کہیں دفن کردی' اب وہ شخص آیا اور اس نے اس کی اولاد سے وہ امانت مانگی' انھوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس نے اس سلسلہ میں بہت سے علماء مکہ سے رجوع کیا۔ تو انھوں نے بتایا کہ وہ شخص جنتی ہے اور جنتی لوگوں کی روحیں چاہ زم زم میں ہوتی ہیں' تو جب تہائی یا آدھی رات گزر جائے تو تم اس شخص کو کنوئیں کے کنارے پر کھڑے ہوکر آواز دینا' وہ تم کو جواب دے گا۔ چنانچہ وہ تین راتوں تک جاتا رہا' جواب نہ ملا' اس نے علماء کو معاملہ کی نوعیت بتائی۔ تو انھوں نے فرمایا کہ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا ساتھی جہنمیوں میں ہے' تم یمن میں برہوت کے کنوئیں پر جاؤ اس میں

جہنمیوں کی ارواح ہیں' وہاں اسی وقت جاکر آواز دینا جس طرح زم زم پر دی تھی۔ چنانچہ اس نے حسب ہدایت آواز دی۔ اس نے پہلی ہی آواز میں جواب دے دیا۔ پھر کیا ہوا؟ اصل کتاب(۲۰۲) میں اس کا تذکرہ نہیں۔

۵۱) صفوان بن عمرو کہتے ہیں کہ عامر بن عبداللہ نے ابو الیمان سے دریافت کیا کہ کیا مومنین کی ارواح کہیں جمع ہوتی ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ مومنین کی ارواح اسی زمین میں جمع ہوتی ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۝ (سورہ الانبیاء آیت نمبر۱۰۵) بے شک میری زمین کے نیک بندے وارث ہوں گے' حتیٰ کہ قیامت آجائے گی۔

۵۲) ابن مندہ نے اپنی سند سے روایت کی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ابن کعب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ یہ بتایئے کہ اہل جنت اور اہل نار کی ارواح کہاں ملتی ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ اہل جنت کی ارواح جابیہ میں ہیں اور اہل نار کی حضر موت میں۔ اور بعض صحابہ نے فرمایا کہ' ارواح اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہ سند صحیح مروی ہے۔

۵۳) ابن مندہ نے اپنی سند سے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ' ارواح اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ اور اپنے وعدے کے دن کی منتظر ہیں۔ اس قول میں اور گزشتہ اقوال میں کچھ تناقض نہیں۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ارواح اپنے باپ آدم علیہ السلام کے دائیں بائیں ہیں جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ' جب ہم اوپر کو گئے تو دیکھا۔ ایک شخص بیٹھا ہے جس کے دائیں جانب کچھ سیاہ ذریت ہے اور بائیں جانب بھی کچھ سیاہ ذریت ہے جب وہ دائیں طرف دیکھتا ہے تو ہنستا ہے اور جب بائیں جانب دیکھتا ہے تو روتا ہے' دائیں جانب والے اہل جنت تھے۔

اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی ارواح بھی آسمان پر ہیں۔ لیکن قرآن کے خلاف ہے نیز دیگر احادیث سے بھی معارض ہے' مثلاً یہ حدیث کہ "آسمان کفار کی ارواح کے لئے نہ کھولا جائے گا۔" بعض احادیث میں اس قسم کے الفاظ ہیں جس سے یہ تعارض خود بخود اٹھ جاتا ہے' مثلاً یہ کہ "آدم علیہ السلام پر جب مومن کی روح پیش کی جاتی تھی تو آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ یہ پاک روح ہے اس کو علیین میں داخل کردو۔" تو اس سے پتہ چلا کہ آدم علیہ السلام پر آسمان میں ارواح کو پیش کیا جاتا ہے۔ وہ ارواح کے رہنے کی جگہ نہیں رہنے کی جگہ آدم علیہ

السلام متعین کرتے ہیں۔

ابن حزم کا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اجسام کو پیدا کرنے سے قبل ارواح کو عالم برزخ میں پیدا فرمادیا اور یہ برزخ وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں سے عالم عناصر منقطع ہوتا ہے۔ پھر جب اجسام پیدا ہوئے تو یہ ارواح ان میں داخل ہونے لگیں۔ اور جب اجسام ختم ہوجائیں گے تو یہ اپنی پہلی جگہ برزخ میں واپس چلی جائیں گی۔ البتہ انبیاء علیہ السلام وشہداء کی ارواح کو جنت میں بھیج دیا جاتا ہے' یہ قول کسی اور مسلم فرقہ نے نہیں کیا یہ محض فلسفیانہ بات ہے۔

۵۴) بعض حضرات سے منقول ہے کہ ارواح اجسام ہی کے ساتھ مرجاتی ہیں۔ یہ قول معتزلہ کی طرف منسوب ہے اور اندلس کے فقہاء کا بھی یہی قول ہے مثلاً عبدالاعلی بن وہب' سہیلی' ابو بکر بن عربی' لیکن علماء نے اس قول کی بڑی شدت سے تردید کی حتی کہ سحنون وغیرہ نے کہا کہ یہ بدعتیوں کا قول ہے۔ نیز وہ صریح احادیث اور نصوص جن میں بقاء ارواح کا بیان ہے' اس کی تردید کو کافی ہے۔ شہداء اور دیگر جنتی مومنین کی حیات میں فرق یہ ہے کہ ارواح شہداء کے لئے سبز پرندوں کے اجسام پیدا کردیئے جاتے ہیں جن کے پوٹوں میں رہ کر وہ پوری طرح لذتیں حاصل کرتی ہیں اور تلذذ ارواح مجردہ عن الاجساد کے تلذذ سے زائد ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ شہداء نے اپنے اجسام کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کردیا۔ تو ان کو اس کے بدلے میں یہاں یہ اجسام دیدیئے گئے دوسری بات یہ کہ شہداء کو جنت کا رزق دیا جاتا ہے اور یہ باتیں دیگر مومنین کے لئے ثابت نہیں۔

اب رہی وہ روایت جو ابن سنی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ جب قبرستان میں داخل ہوتے تو فرماتے کہ: السلام علیکم ایھا الارواح الفانیہ والابدان البالیہ والعظام النخزہ التی خرجت من الدنیا وھی باللہ مومنہ اللھم ادخل علیھم روحا منک وسلاما منا(۲۰۳) تو یہ ضعیف ہے اور پھر اس میں یہ تاویل ہوسکتی ہے کہ فنا کہ معنی جسم سے غائب ہوجانا ہے۔

۵۵) فائدہ:۔ ابن قیم نے کہا کہ نفس کے چار ادوار ہیں' ہر دوسرا دور پہلے دور سے بڑھ کر ہے' ماں کے پیٹ میں' یہ قید و بند' غم اور تین تاریکیوں کا زمانہ ہے۔ دنیا: یہ دنیا کا دور ہے جس

میں نفس یا جس سے نفس نے محبت کی اور خیر و شر کو حاصل کیا۔ برزخ: یہ زائد وسیع اور فراخ ہے اور اس کی نسبت دنیا سے وہی ہے جو دنیا کو ماں کے پیٹ سے تھی۔ دارالقرار' اس کے بعد نہ کوئی دور ہے نہ دار ہے' نفس کے احکام ہر دار کی نسبت بدلتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اس حدیث سے روشنی ملتی ہے جو ابن ابی الدنیا وغیرہ نے روایت کی' کہ مومن کا حال دنیا میں ایسا ہے جیسے جنیں(۲۰۴) کا اپنی ماں کے پیٹ میں جب وہ اپنی ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے تو روتا ہے لیکن جب روشنی کو دیکھتا ہے تو اتنا خوش ہوتا ہے کہ دنیا سے جانے پر راضی نہیں ہوتا اور جب دنیا سے رخصت ہو کر دار آخرت میں پہنچتا ہے تو وہاں سے واپس آنا نہیں چاہتا جیسے جنیں اپنی ماں کے پیٹ میں واپسی نہیں چاہتا۔

۵۶) ابن قیم نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک شخص کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص دنیا سے رخصت ہوا تو اگر اس سے اللہ راضی ہوگا تو یہ دنیا کی طرف لوٹنا پسند نہ کرے گا جیسے تم میں سے کوئی اپنے ماں کے پیٹ میں لوٹنا نہیں چاہتا۔

۵۷) حکیم ترمذی نے نوادر میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کے دنیا سے رخصت ہونے کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی شخص اپنی ماں کے پیٹ سے فارغ ہو کر دنیا کی روشنی اور وسعتوں میں آجائے۔

۵۸) یافعی نے "کفایت المعتقد" میں شیخ عمر بن فارض سے روایت کی کہ ایک ولی کا جنازہ آیا۔ جب ہم نے ان پر نماز پڑھ لی تو تمام فضائے آسمانی سبز پرندوں سے بھرگئی اور ایک بڑا پرند آیا اور ان کو نگل گیا۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا تو مجھے ایک شخص نے بتایا (یہ شخص ہوا میں سے آکر نماز میں شریک ہوا تھا) کہ آپ تعجب نہ کریں کیونکہ شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں اور جنت میں کھاتی پھرتی ہیں یہ تلوار کے شہیدوں کا حال ہے' لیکن شہیدان محبت کے جسم بھی روح بن جاتے ہیں۔

اسی کے مشابہ واقعہ ہے جو ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے روایت کی کہ نبی اسرائیل کا ایک شخص غار نشین ہوگیا۔ اس زمانے کے لوگوں پر جب کبھی قحط آتا تھا تو وہ اس کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے تو اللہ ان کو سیراب فرمادیتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہوگیا تو لوگ اس کی تجہیز و تکفین کی

تیاری میں مصروف تھے۔ ابھی وہ تیاری ہی کر رہے تھے کہ ایک تخت رف رف کا آسمان سے آیا اور ایک شخص نے ان کو اٹھا کر اس تخت پر رکھ دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے تخت نگاہوں سے او جھل ہوگیا۔ اس کی تائید بیہقی و ابو نعیم کی حدیث سے ہوتی ہے کہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بیر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوگئے اور عمرو بن امیہ ضمری کو قید کرلیا گیا۔ عامر بن طفیل نے ان سے کہا کہ کیا آپ اپنے ساتھیوں کو پہچان سکتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ہاں، چنانچہ آپ شہداء کو دیکھنے کے لئے چل دیئے۔ عامر بن طفیل آپ سے ان کے نسب کے بارے میں پوچھتا رہا۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ کیا آپ اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو کم پاتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ جی ہاں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ لاپتہ ہیں اس نے پوچھا کہ ان کو تمہارے درمیان کیا حیثیت تھی انھوں نے کہا کہ وہ ہمارے درمیان افضل ترین تھے۔ تو عامر بولا کہ میں آپ کو ان کا واقعہ بتلاتا ہوں۔ ان کو اس شخص نے اپنے نیزے سے مارا اور مار کر اپنا نیزہ کھینچ لیا، جو نہی نیزہ نکالا وہ آسمان کی طرف بلند ہو کر غائب ہوگئے۔ ان کا قتل کرنے والا شخص جبار بن سلمی تھی۔ پھر وہ ضحاک بن سفیان کے پاس آیا اور مشرف باسلام ہو کر کہنے لگا کہ میرے اسلام کی وجہ عامر بن فہیرہ کی شہادت کا واقعہ ہے، چنانچہ ضحاک نے جبار کے اسلام لانے کا پورا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ کر بھیج دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ نے ان کو چھپالیا اور جنت میں داخل کردیا۔ اس کو بخاری میں بھی ذکر کیا گیا، ایک روایت میں ہے کہ پھر ان کو دنیا میں لوٹا دیا گیا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے جسم کو ملائکہ نے چھپالیا، چنانچہ احمد و ابو نعیم و بیہقی نے عمرو بن ضمرہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس سے اس کی تائید ہوتی ہے عمرو بن ضمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبیب رضی اللہ عنہ کے جسم کو سولی پر سے اتارنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ میں ڈرتے ڈرتے خبیب رضی اللہ عنہ کے جسم تک پہنچا اور سولی پر سے ان کو کھول دیا۔ جو نہی وہ زمین پر گرے ان کا جسم زمین میں داخل ہوگیا اور میں تھوڑی دیر ٹھہرا لیکن زمین ان کو نگل چکی تھی۔

اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو وہ زمین میں چلے گئے یا ان کو آسمان پر اٹھالیا گیا جیسا کہ ابو نعیم کا خیال ہے، چنانچہ جہاں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور دیگر انبیاء کے معجزات کا تقابل کیا ہے، وہاں انھوں نے ذکر کیا ہے کہ اگر عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا تو حضور

اکرم ﷺ کے کئی غلاموں کو اٹھایا گیا۔ پھر انھوں نے عامر بن فہیرہ' خبیب بن عدی اور علاء بن الحضرمی کے واقعات ذکر کئے رفع سماوی کے واقعہ کی تائید میں نسائی' بیہقی' طبرانی وغیرہم کی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ احد میں میری انگلیاں کٹ گئیں تو میں نے کہا اچھا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ' اگر تم بسم اللہ کہہ دیتے تو تم کو فرشتے اٹھا کر آسمان میں داخل کردیتے' اور لوگ دیکھتے رہ جاتے۔ اسی رفع سماوی کی مناسبت سے ابن عساکر کی روایت بیان کردی جائے تو بے جا نہیں کہ' اویس قرنی علیہ الرحمہ کو کسی سفر میں پیٹ کی بیماری ہوئی اور وہ وفات پاگئے' جب ان کے توشہ دان کو دیکھا گیا تو اس میں دو کپڑے تھے جو دنیا کے کپڑوں کی جنس سے نہ تھے۔ دو آدمی دوڑ کر قبر کھودنے کو گئے لیکن فوراً ہی واپس آئے اور کہا کہ' ہم کو ایک قبر کھودی ہوئی مل گئی ہے۔ چنانچہ لوگوں نے ان کو کفنا کر دفن کردیا۔ تھوڑی دیر بعد جب لوگوں نے دیکھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ امام احمد علیہ الرحمہ نے بھی اس کو "زہد" میں روایت کیا۔

پرندوں کے قصے سے مشابہ یہ قصہ ہے جس کو ابن عساکر نے ابو بکر بن دیان سے روایت کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں مصر میں غلہ کے حمام کے پاس کھڑا تھا کہ اتنے میں ذوالنون علیہ الرحمہ کے جنازے کو لایا گیا تو میں نے دیکھا کہ سبز پرند ان پر منڈلا رہے ہیں' حتیٰ کہ ان کو قبر میں لے جا کر دفن کردیا گیا' تو وہ پرند غائب ہوگئے۔

"کتاب السر المصون فیما اکرم بہ المخلصون" جو طاہر بن محمد کی تصنیف ہے انھوں نے سلامہ کنانی کے حالات میں لکھا کہ انھوں نے اپنی وفات کے سال' دن اور وقت تک کا پتہ بتادیا اور وہ اسی مقررہ وقت پر انتقال کرگئے اور ان کے جنازے پر سپید پرند منڈلانے لگے۔ حتیٰ کہ ان کے ساتھ ان کی قبر میں داخل ہوئے۔ ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اس قسم کی کرامتیں صالحین کی قبروں پر اور ان کے جنازوں پر کچھ نئی خبریں نہیں ہیں بلکہ یہ چیز ہمیشہ سے چلی آرہی ہے۔

مالک بن علی قلانسی کے تذکرہ میں ہے کہ جب ان کا انتقال ہوگیا اور ان کو تخت پر رکھا گیا کہ ان کی نماز ادا کی جائے تو حد نگاہ تک جنگلات' پہاڑ وغیرہ ایسے لوگوں سے پر ہوگئے جو بہت ہی سپید کپڑوں میں ملبوس تھے' انھوں نے بھی ان کی نماز جنازہ ادا کی۔

۵۹) ابو خالد سے مروی ہے کہ جب عمرو بن قیس کا انتقال ہوا تو جنگل کو انسانوں سے بھرپور دیکھا گیا۔ یہ لوگ سپید پوش تھے' جب ان کی نماز جنازہ ہو چکی' تو وہ سب غائب ہو گئے۔

۶۰) ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں اپنی سند سے عبداللہ بن المبارک علیہ الرحمہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں قبرستان میں تھا کہ میں نے ایک غم زدہ انسان کی آواز سنی جو اپنے رب کو پکار رہا تھا کہ "اے میرے مولا! تیرے بندے کی روح کا ارادہ تیری طرف ہے اور اس کی بھاگ دوڑ تیرے ہاتھ ہے اور اس کا شوق تیری طرف ہے' رات بھر تیرا بندہ بیدار رہتا ہے اور دن بھر مضطرب اور بے چین' اس کی آنتیں جل رہی ہیں اور آنسو بے ساختہ بہہ رہے ہیں وہ تیرے دیدار کا مشتاق ہے' تیرے بن اس کو کچھ راحت نہیں اور تیرے علاوہ اس کی کوئی امید نہیں۔ پھر وہ سر آسمان کی جانب اٹھا کر رونے لگا اور ایک چیخ ماری۔ میں نے اس کو ہلا کر دیکھا مگر افسوس کہ وہ تو مر چکا تھا۔ میں ابھی اس کی نگرانی ہی کر رہا تھا کہ اچانک کچھ لوگ نمودار ہوئے۔ انھوں نے اس کو غسل دیا کفن دیا اور پھر نماز جنازہ پڑھ کر اس کو دفنا دیا' پھر وہ حضرات آسمان کی طرف چلے گئے۔

۶۱) ابن جوزی نے اپنی سند سے حسن بصری علیہ الرحمہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ' ایک صبح میں ایک غار پر پہنچا' دیکھا تو ایک نوجوان مصروف عبادت ہے' ایک درندہ غار کے منہ پر چوکیداری کر رہا ہے۔ میں نے کہا کہ اے نوجوان تو اس درندے سے نہیں ڈرتا؟ تو اس نے جواب دیا کہ اے شخص! کیا ہی اچھا ہوتا کہ تو اس کے بجائے اس کے خالق سے ڈرتا۔ پھر وہ اس درندے کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اے درندے تو اللہ کے کتوں میں سے ایک کتا ہے اگر اللہ نے رزق کے بارے میں کچھ حکم دیا ہے تو میں منع نہیں کرتا' ورنہ تو چلا جا' تو وہ دم دبا کر بھاگ گیا۔ پھر اس نوجوان نے چیخ کر کہا کہ' "اے میرے مولا! میں تیری عزت کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اگر میرے لئے .... تیرے پاس خیر ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لے" ابھی وہ شخص اپنی بات بھی پوری نہ کرنے پایا تھا کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ میں نے اپنے نیک دوستوں کو جمع کیا تاکہ اس کی تجہیز و تکفین کی جائے۔ جب ہم غار کے پاس پہنچے تو اس میں کوئی نہ تھا' البتہ ایک غیبی آواز آ رہی تھی کہ "اے ابو سعید! لوگوں کو واپس کردو کیونکہ نوجوان کو اٹھا کر لے جایا

جاچکا ہے۔"

۶۲) فائدہ:۔ ابو سعید نے "شرف المصطفیٰ" میں اپنی سند سے روایت کیا کہ حسن بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ارد گرد دوسرے لوگ تھے کہ اچانک ایک شخص آیا جس کی نگاہیں سبز تھیں۔ تو حسن نے دریافت کیا کہ تم کیا پیدائشی طور پر ایسے ہی ہو یا یہ کوئی بیماری ہے؟ تو اس نے کہا کہ اے ابو سعید! کیا تم مجھ کو نہیں جانتے؟ انھوں نے کہا کہ آپ اپنا تعارف کرادیجئے جب انھوں نے اپنا تعارف کرایا تو اہل مجلس میں سے ہر ایک نے ان کو پہچان لیا۔ لوگوں نے کہا! کہ تمہارا قصہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ ایک روز میں نے اپنا تمام مال جمع کر کے ایک کشتی پر لاد دیا اور یمن کی طرف روانہ ہوا۔ اتنے میں تیز آندھی چلی اور کشتی ڈوب گئی۔ میں ایک تختہ پر بیٹھ کر کسی ساحل پر پہنچ گیا اور میرے پاس کھانے کو سوائے پتوں اور گھاس کے کچھ نہ تھا اسی طرح چار ماہ بیت گئے۔ میں نے کہا کہ چاہے کچھ بھی ہو میں اپنا سفر جاری رکھوں گا خواہ ہلاک ہوجاؤں یا زندہ بچ جاؤں' تھوڑی دیر کے بعد میں ایک محل پر پہنچ گیا جو چاندی سے بنا ہوا تھا۔ میں نے اس کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ اس کی ہر الماری میں ایک موتیوں کا صندوق رکھا ہے اور ان الماریوں میں تالے پڑے ہیں مگر ہر ایک کی چابی سامنے ہی ہے۔ اب جو میں نے الماریاں کھول کر ان میں رکھے ہوئے صندوقوں کو دیکھا تو ان میں سے عجب خوشبو مہکنے لگی اور ہر صندوق میں کچھ لوگ ریشمی کپڑوں میں لپٹے ہوئے تھے۔ میں نے ان میں سے بعض کو ہلا کر دیکھا تو وہ مردہ تھے۔ اگر چہ بظاہر زندہ معلوم ہوتے تھے۔ میں صندوق کو اسی طرح رکھ کر محل کا دروازہ بند کر کے چل دیا' ابھی کچھ ہی دور جانے پایا تھا کہ مجھے دو سوار بے حد حسین و جمیل بچ کلیان گھوڑوں پر سوار نظر آئے انھوں نے مجھ سے میرا واقعہ دریافت فرمایا تو میں نے ان کو بتادیا۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ چلتے رہو آگے تم کو ایک درخت ملے گا اس کے نیچے ایک باغ ہوگا اس میں ایک خوبصورت شیخ مصروف نماز ملیں گے ان سے اپنا ماجرا کہہ سنانا وہ تم کو راستہ بتادیں گے۔ میں شیخ کے پاس پہنچا اور ان کو سلام کیا اور اپنا محل والا قصہ ان سے بیان کیا' وہ سن کر گھبرا گئے اور مجھ سے دریافت فرمانے لگے کہ تم نے وہاں کیا کیا؟ میں نے کہا کہ صندوقوں کو حسب سابق بند کر کے اور محل کا دروازہ بند کر کے آیا ہوں۔ تو انھوں نے اطمینان کا سانس لیا اور مجھ سے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ

گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بادل گزرا اور اس نے کہا کہ "اے ولی اللہ! تم پر اللہ کا سلام ہو" اس بزرگ نے کہا کہ "اے بادل تو کہاں جارہا ہے؟" اس نے جواب دیا کہ فلاں جگہ جارہا ہوں۔ حتی کہ یکے بعد دیگرے بہت بادل آئے اور حاضر ہوکر سلام عرض کیا۔ حتی کہ ایک بادل آیا اور اس نے سلام کیا انھوں نے دریافت کیا کہ تو کہاں جارہا ہے؟ اس نے کہا کہ بصرہ جارہا ہوں۔ انھوں نے فرمایا کہ اتر جاؤ! وہ اتر کر ان کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ انھوں نے فرمایا کہ اس شخص کو اٹھا کر بصرہ میں اس کے گھر پہنچادو۔ جب میں بادل کی پشت پر بیٹھ گیا تو میں نے اس سے دریافت کیا کہ میں تجھ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تو مجھ کو اس محل کا حال بتادے' اور دو شہسواروں کو جو مجھ کو راستے میں ملے تھے۔ تو انھوں نے فرمایا کہ یہ محل سمندری شہیدوں کے واسطے مخصوص ہے' کچھ فرشتوں کے سپرد یہ کام ہے کہ وہ شہداء کو اٹھا کر لاتے ہیں اور ریشمی کفن دے کر ان صندوقوں میں بند کردیتے ہیں۔ اور وہ دونوں سوار اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کام پر مامور ہیں کہ صبح و شام ان پر اللہ کی طرف سے سلام پیش کرتے ہیں۔ اور یہ واقعہ سن کر اس شخص نے کہا کہ رہا میرا معاملہ تو میں خضر علیہ السلام ہوں' میں نے رب سے دعا کی ہے کہ وہ میرا حشر تمہارے نبی ﷺ کی امت کے ہمراہ کرے۔ اس شخص نے کہا کہ جب میں بادل پر بیٹھا تو مجھ پر سخت ڈر بیٹھا' حتی کہ میرا یہ حال ہوگیا۔

اس واقعہ کو علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "اصابہ فی معرفہ الصحابہ" میں ذکر کیا حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ میں۔

میت پر ہر روز اس کے ٹھکانے کا پیش کیا جانا

(اس باب میں 5 روایات ہیں)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ صبح و شام اس کے پاس لائے جاتے ہیں۔

۱) ابن ابی شیبہ نے ہذیل سے روایت کی کہ آل فرعون کی ارواح سیاہ پرندوں کے پوٹوں میں صبح و شام آگ پر پیش کی جاتی ہیں۔ لالکائی اور اسماعیلی اور ابن ابی حاتم نے بھی یہی روایت کی۔

۲) شیخین علیہ الرحمہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو اس کی اصل قیام گاہ صبح و شام قیامت تک اس پر پیش کی جاتی ہے۔ اگر وہ اہل جنت سے ہے تو جنت' اور اگر اہل جہنم سے ہے تو جہنم۔ قرطبی کہتے ہیں کہ جنت اس کو دکھائی جائے گی جس کو عذاب قطعا" نہ ہوگا اور وہ جس کو عذاب ہوگا وہ جنت اور جہنم دونوں کا مشاہدہ کرے گا خواہ یک وقت ہو یا دو وقتوں میں۔ پھر یہ پیش کیا جانا یا تو صرف روح پر ہوگا' یا روح پر اور جسم کے بعض حصے پر' یا روح مع الجسم پر۔

۳) ہناد نے زہد میں اپنی سند سے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان پر قبر میں صبح و شام اس کی قیام گاہ پیش کی جاتی ہے۔

۴) بیہقی نے "شعب الایمان میں" ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر روز صبح و شام دو مرتبہ بہ آواز بلند فرماتے۔ صبح کے وقت فرماتے: رات گئی اور دن آگیا آل فرعون کو جہنم پر پیش کیا جارہا ہے اور رات کے ابتدائی حصہ میں فرماتے تھے کہ دن گیا اور رات آگئی اور آل فرعون کو جہنم پر پیش کیا جارہا ہے۔ پس جو بھی ان کی آواز سن پاتا وہ عذاب سے پناہ مانگتا۔

۵) ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں اوزاعی سے ذکر کیا کہ ' ان سے عسقلان کے ساحل پر ایک شخص نے دریافت کیا کہ ابو عمرو ہم کچھ سیاہ پرندوں کو سمندر سے نکلتے دیکھتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو سپید نکلتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ان پرندوں کے پوٹوں میں آل فرعون کی ارواح ہیں' ان کو آگ پر پیش کیا جاتا ہے اور آگ ان کے پروں کو سیاہ کردیتی ہے۔ پھر یہ ان پروں کو گرادیتے ہیں' اور قیامت تک اسی طرح ہوتا رہے گا۔ پھر قیامت کے روز کہا جائے گا کہ:
اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ(۲۰۵)

زندہ لوگوں کے اعمال کا مردوں کے پاس پیش کیا جانا

(اس باب میں 7 روایات ہیں)

۱) احمد و حکیم نے نوادر الاصول میں اور ابن مندہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اعمال تمہارے مردہ عزیز و اقارب پر پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر اچھا عمل ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں ورنہ وہ دعا کرتے ہیں کہ: اللهم لا تمتهم حتی تهديهم كما هديتنا٥(٢٠٦) اسی طرح طیالسی اور ابن مبارک نے روایت کیا۔

۲) ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور حکیم ترمذی نے اور ابن ابی الدنیا نے ابراہیم بن میسرہ سے روایت کی کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے قسطنطنیہ میں جنگ کی تو وہ قاص(٢٠٧) پر گزرے تو وہ کہہ رہے تھے کہ جب کوئی شخص صبح کو عمل کرتا ہے تو اس کے جان پہچان کے مردوں پر پیش کیا جاتا ہے' اسی طرح شام کا عمل پیش کیا جاتا ہے تو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غور کرو کہ کیا کہتے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ میں بالکل صحیح عرض کررہا ہوں۔ تو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ' اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں تو مجھ کو عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے سامنے تو ذلیل نہ کرنا۔ تو قاص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو امور کی ولایت سپرد فرماتا ہے تو اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے اور اس کے اعمال حسنہ کی ثنا بیان فرماتا ہے۔

۳) حکیم ترمذی نے اپنی "نوادر" میں اپنی سند سے روایت کی کہ' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ' پیر اور جمعرات کو اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں اور جمعہ کے روز ماں باپ پر۔ جب مردوں کو اپنے رشتہ داروں سے کسی نیک عمل کی اطلاع ملتی ہے تو ان کے چہرے خوشی سے کھل جاتے ہیں۔ تو اے بندگان خدا! اپنے رشتہ داروں کو تکلیف اور ایذا نہ دو۔ ابن ابی الدنیا اور ابن مبارک وغیرہما سے بھی اس قسم کی روایات مروی ہیں۔

۴) ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے روایت کی کہ ایک قبر کھودنے والے نے بتایا کہ میں بنی اسد کے قبرستان میں تھا کہ ایک شخص کے پکارنے کی آواز آئی' کوئی قبرستان سے کہہ رہا تھا کہ یا عبداللہ' ایک شخص دوسری قبر سے کہنے لگا' پھر کہنے لگا کہ اے جابر کل تو ہمارے پاس آئے گا۔ تھوڑی دیر بعد میرے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے شخص! میرے لئے اس قبر کے پاس قبر کھودو' جس سے آواز آرہی تھی میں نے نووارد سے دریافت کیا کہ کیا اس قبر والے کا نام عبداللہ اور اس کا جابر ہے اس نے کہا کہ' ہاں۔ پھر اس شخص نے کہا کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ میں اس پر نماز نہ پڑھوں گا۔ مگر اب میں اس پر نماز پڑھوں گا اور اپنی قسم کا کفارہ(٢٠٨) ادا

کردوں گا۔

۵) ابو نعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی کرو جن سے تمہارے والد صلہ رحمی کرتے تھے۔

٦) ابن حبان نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جو شخص اپنے والد کے ساتھ صلہ رحمی کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے والد کے دوستوں اور بھائیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

۷) ابو داؤد نے اپنی سند سے روایت کی کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ کیا صلہ اور نیکی کرسکتا ہوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ چار چیزیں ہیں جو والدین کے حقوق سے تم پر باقی ہیں: ان کے حق میں دعا کرنا' اور ان کے وعدوں کو پورا کرنا' اور ان کے دوستوں کی تعظیم و تکریم کرنا اور ان کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا۔

ان چیزوں کا بیان جو روح کو ان کے اچھے مقام سے روکتی ہیں

(اس باب میں 6 روایات ہیں)

۱) ترمذی' ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' نفس مومن اس کے قرض کی وجہ سے معلق(۲۰۹) رہتا ہے حتی کہ وہ اس قرض کو ادا نہ کردے۔

۲) طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص' کا جنازہ لایا گیا' تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ "کیا اس پر دین (قرض) ہے؟" تو لوگوں نے کہا کہ "ہاں" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ایسے شخص پر میں نماز پڑھ کر کیا کروں جس کی روح قبر میں اس کے دین کے بدلے رہن ہے' اور آسمان پر نہیں جاتی' تو اگر کوئی شخص اس کے دین کا ذمہ دار ہوجائے' تب میرا اس پر نماز پڑھنا مفید ہوگا۔"

۳) طبرانی نے اوسط میں' بیہقی اور اصبہانی نے ترغیب میں سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول

اللہ ﷺ نے صبح کی نماز ادا فرماکر دریافت فرمایا کہ ' کیا یہاں بنو فلاں کے لوگوں میں سے کوئی ہے اگر ہو تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اس کے خاندان کے ایک شخص کو جنت کے دروازے پر اس لئے روک لیا گیا ہے کہ اس پر دین تھا۔ تو اگر تم چاہو تو اس کو فدیہ دے کر چھڑالو' اور اگر چاہو تو عذاب میں گرفتار رہنے دو۔

۴) احمد و بیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص کا انتقال ہوگیا اور اس پر دو دینار کا قرض تھا۔ تو حضور اکرم ﷺ نے اس کی نماز پڑھانے سے انکار کردیا' تو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ان کی ذمہ داری لی' تب رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر ایک دن بعد دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ دو دینار ادا کردیئے گئے ہیں تب آپ نے فرمایا کہ اب اس کو قبر میں ٹھنڈک حاصل ہوئی۔

۵) احمد نے سعید اطول سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ ہمارے والد کا انتقال ہوا اور انھوں نے ترکہ میں تین سو درہم چھوڑے۔ تو میں نے سوچا کہ یہ ان کے اہل و عیال پر خرچ کردوں تو حضور علیہ الصلوہ والسلام نے فرمایا کہ تمہارے باپ اپنے دین کی وجہ سے مقید ہیں ان کا دین ادا کرو۔

٦) ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں شیبان بن حسن سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے باپ اور عبدالواحد بن زید ایک جہاد میں گئے تو انھوں نے ایک کنواں دیکھا جس میں سے آوازیں آرہی تھیں۔ اندر دیکھا تو ایک شخص کچھ تختوں پر بیٹھا ہے اور اس کے نیچے پانی ہے' تو انھوں نے دریافت کیا کہ جن ہو یا انسان؟ تو اس نے کہا کہ انسان۔ پھر انھوں نے دریافت کیا کہ کہاں کے رہنے والے ہو' میرے رب نے مجھے وفات دے دی اور اب مجھ کو اس کنوئیں میں قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند کردیا ہے اور انطاکیہ کے کچھ لوگ ہیں جو میرا ذکر کرتے ہیں مگر میرا دین نہیں چکاتے۔ چنانچہ یہ لوگ انطاکیہ گئے اور اس کا دین چکا کر واپس آئے تو وہ شخص غائب ہوچکا تھا اور خود کنواں بھی وہاں سے غائب تھا۔ چنانچہ وہ لوگ پھر کنوئیں کے مقام پر سورہے۔ رات کو خواب میں وہی شخص آیا اور اس نے کہا کہ: جزاکم اللہ خیرا میرے رب نے میرا قرض ادا ہونے کے بعد مجھ کو جنت کے فلاں حصہ میں منتقل فرمادیا ہے۔

وصیت کا بیان

(اس باب میں 3 روایات ہیں)

۱) ابو الشیخ اور ابن حبان نے "کتاب الوصایا" میں اپنی سند سے روایت کی (مرفوعاً) جس نے وصیت نہ کی اس کو مردوں کے ساتھ ہم کلام ہونے کی اجازت نہ ہوگی لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا مردے بھی کلام کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں بلکہ وہ ملاقات بھی کرتے ہیں۔

۲) ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے روایت کی کہ ایک شخص بصرہ میں قبریں کھودنے کا کام کرتا تھا تو اس نے بتایا کہ ایک روز میں نے قبر کھودی اور اسی کے قریب سوگیا تو خواب میں دو عورتیں آئیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اے عبداللہ! میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ تو اس عورت کو مجھ سے دور کردے۔ میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ ایک عورت کا جنازہ لایا جارہا ہے۔ میں نے لوگوں سے کہا تم دوسری قبر پر چلے جاؤ۔ وہ چلے گئے اور جب رات ہوئی تو پھر وہی عورتیں آئیں اور انھوں نے کہا کہ جزاک اللہ تم نے ہم سے بہت لمبی برائی کو دور کردیا۔ میں نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تو مجھ سے کلام کرتی ہے مگر تیرے ساتھ والی عورت کلام نہیں کرتی' اس کا سبب کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ بلا وصیت کے مرگئی تھی اور جو بلا وصیت کے مرے تو وہ قیامت تک کلام نہیں کرسکتا۔

۳) دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ' میں نے خواب میں دو عورتوں کو دیکھا' ان میں سے ایک کلام کرتی ہے اور دوسری خاموش ہے حالانکہ دونوں جنتی ہیں۔ میں نے دریافت کیا تو بتایا کہ ایک بلا وصیت مری تھی اس لئے کلام نہیں کرتی اور قیامت تک نہیں کرے گی۔

زندہ اور مردہ لوگوں کی ارواح کا نیند کی حالت میں ملاقات کرنا

(اس باب میں 12 روایات ہیں)

۱) پہلی دلیل تو اس سلسلہ میں مشاہدہ احساس ہے' اور شرعی دلیل اس سے زائد کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى○(۲۱۰)

۲) بقی بن مخلد اور ابن مندہ نے "کتاب الروح" اور طبرانی نے اوسط میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ زندہ اور مردہ لوگوں کی ارواح نیند میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہیں اور ایک دوسرے سے پوچھ گچھ کرتی ہیں تو مردوں کی ارواح کو اللہ روک لیتا ہے اور زندہ لوگوں کی ارواح ان کے اجسام کی طرف واپس فرمادیتا ہے۔

۳) جویبر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایک رسی مشرق سے لے کر مغرب تک تنی ہوئی ہے زندہ اور مردہ لوگوں کی ارواح اس رسی کی طرف جاتی ہیں اور زندہ کی روح مردہ کی روح سے مل جاتی ہے۔ پھر زندہ کو اپنے جسم کی طرف جانے کا حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنا رزق مکمل کرلے اور مردہ کو روک لیا جاتا ہے۔

۴) فردوس میں ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کی روح کو ایک ماہ تک اس کے گھر کے گرد گھمایا جاتا ہے اور ایک سال تک اس کی قبر کے گرد گھمایا جاتا ہے پھراس کو اس رسی پر پہنچادیا جاتا ہے جہاں ارواح اموات واحیاء کی ملاقات ہوتی ہے۔

۵) ابن قیم نے کہا کہ مردہ لوگوں سے ملاقات پر ایک دلیل یہ ہے کہ زندہ مردہ کو خواب میں دیکھتا ہے اور وہ مردہ اس زندہ کو امور غیبیہ کی خبر دیتا ہے اور وہ بات اسی طرح ہوتی ہے جیسی کہ اس نے خبر دی ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن سیدین نے فرمایا کہ جو بات مردہ بتائے وہ حق ہوتی ہے کیونکہ وہ حق کے گھر میں ہے۔

٦) ابن ابی الدنیا اور ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں اپنی سند سے روایت کی کہ صعب بن جثامہ اور عوف بن مالک آپس میں ایک دوسرے کے منہ بولے بھائی تھے تو صعب نے

عوف سے کہا کہ اے بھائی! ہم میں جو بھی پہلے انتقال کرجائے تو وہ دوسرے کو خواب میں دیکھے۔ عوف نے کہا' کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے؟ صعب نے کہا کہ ہاں یہ ہوسکتا ہے چنانچہ صعب کا انتقال ہوگیا اور ان کو عوف نے خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ "کیا معاملہ ہوا" انھوں نے کہا کہ بعد تکلیف میرے رب نے میری مغفرت کردی۔ لیکن عوف کہتے ہیں کہ میں نے ان کی گردن میں ایک سیاہ چمکدار پٹی دیکھی تو دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ' یہ وہ دس دینار ہیں جو میں نے ایک یہودی سے قرض لئے تھے' وہ آج میرے گلے میں طوق بناکر ڈال دیئے گئے ہیں' اگر تم ان کو ادا کردو تو اچھا ہے۔ میرے گھر والوں کے جتنے واقعات ہوئے اور ہوتے ہیں وہ سب مجھ کو بتائے جاتے ہیں حتی کہ چند دن ہوئے کہ ہماری بلی مری' تو اس کی بھی اطلاع مل گئی اور یہ بھی تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ میری بیٹی چھ روز بعد مرجائے گی' تم اس کو اچھی طرح رکھو اور اچھا برتاؤ کرو۔ عوف کہتے ہیں کہ صبح کو میں صعب کے گھر آیا تو ایک برتن میں دس دینار پائے اور وہ لے کر یہودی کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ کیا صعب پر تمہارا کچھ قرض ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں دس دینار تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے بہترین صحابی تھے اللہ ان پر رحم کرے۔ میں نے دینار اس کی طرف بڑھائے۔ وہ کہنے لگا کہ واللہ' یہ تو وہی دینار ہیں جو میں نے دیئے تھے۔ میں نے گھر والوں سے دریافت کیا کہ' کیا صعب کی وفات کے بعد آپ لوگوں کے یہاں کوئی نئی چیز پیدا ہوئی ہے؟ تو انھوں نے واقعات شمار کرانے شروع کئے' حتی کہ بلی کے مرنے کا واقعہ بتایا۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ میری بھتیجی کہاں ہے؟ انھوں نے کہا کہ کھیل رہی ہے۔ میں نے اس کو چھو کر دیکھا تو وہ بخار میں مبتلا تھی۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اس کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کرنا۔ پھر وہ چھ روز بعد مرگئی۔

۷) ابن مبارک علیہ الرحمہ نے "زہد" میں عطیہ سے روایت کی کہ عوف بن مالک اشجعی نے ایک صاحب سے بھائی چارگی کی ہوئی تھی' ان کا نام محلم تھا۔ جب محلم کی وفات قریب آئی' تو عوف ان کے پاس آئے اور کہا کہ جب تمہارا انتقال ہوجائے تو تم مجھ کو خبر دینا کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ تو انھوں نے کہا کہ اگر مجھ جیسے شخص کے لئے یہ ممکن ہوگا تو آؤں گا۔ چنانچہ محلم کا انتقال ہوگیا اور ایک سال بعد عوف نے ان کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کیا

معاملہ ہوا؟ تو انھوں نے کہا کہ ہم کو ہمارے اعمال کی پوری پوری جزاء دے دی گئی۔ انھوں نے پوچھا کیا سب کو جزا دے دی گئی؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں مگر احراض کہ مانا ہوا بدکار تھا۔ پھر انھوں نے کہا کہ بخدا میں نے اس بلی کے اجر کو بھی پایا جو میرے مرنے سے ایک رات قبل گم ہو گئی تھی۔ صبح کو عوف محلم کے گھر گئے تو ان کی بیوی نے عوف کو خوش آمدید کہا۔ انھوں نے دریافت کیا کہ کیا تم نے کبھی خواب میں محلم کو دیکھا ہے انھوں نے کہا کہ ہاں' آج رات دیکھا ہے وہ مجھ سے اپنی بیٹی کے لے جانے کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے۔ پھر عوف نے اپنا خواب بیان کیا تو ان کی بیوی نے اپنے خادموں کو بلا کر دریافت کیا۔ تو انھوں نے بتایا کہ محلم کی وفات سے ایک روز قبل بلی کھو گئی تھی۔

۸) ابو الشیخ ابن حبان نے "کتاب الوصایا" میں' اور حاکم نے "متدرک" میں اور بیہقی نے "دلائل" میں' عطاء خراسانی سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ کہ مجھے ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے بتایا کہ جنگ یمامہ میں ثابت شہید ہو گئے ان پر ایک نفیس چادر تھی ایک مسلمان نے وہ اٹھالی' ایک مسلمان سو رہا تھا' ثابت خواب میں اس کو نظر آئے اور چادر کا حال بتایا اور بتایا کہ جو شخص چادر لے گیا ہے اس کا خیمہ بالکل آخر میں ہے اور اس کے خیمہ کے پاس ایک گھوڑا بندھا ہوا ہے اس شخص نے چادر پر ہانڈی ڈھک دی ہے اور ہانڈی پر کجاوہ رکھ دیا ہے۔ تو تم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان کو حکم دو کہ وہ میری چادر لے لیں اور جب تم مدینہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آؤ تو ان سے کہنا کہ مجھ پر اتنا قرض ہے فلاں حضرات کا۔ چنانچہ اس شخص نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے تمام واقعہ کہہ سنایا اور انھوں نے واپسی پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے تمام ماجرا کہہ دیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کی وصیت پوری کی ہمارے علم میں ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ ہی کی ایک ایسی ہستی ہے جس نے مرنے کے بعد وصیت کی اور ان کی وصیت پوری کی گئی۔

۹) حاکم نے "متدرک" میں' اور بیہقی نے "دلائل" میں کثیر بن صلت سے روایت کی کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر شہادت کی رات کو غنودگی طاری ہوئی تو خواب میں حضور اکرم علیہ الصلوہ والسلام کی زیارت ہوئی' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے کہ تم ہمارے ساتھ نماز جمعہ ادا کرو گے۔ اور

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ خواب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ فرمارہے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ روزہ افطار کرو گے چنانچہ آپ جمعہ کے روز بہ حالت روزہ شہید کردیئے گئے اور آپ کا خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔

۱۰) حاکم نے حسین بن خارجہ سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ فتنہ اُولےٰ (قتل عثمان رضی اللہ عنہ) کے وقت میں بہت ہی سخت پریشان ہوگیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے خداوند مجھے ایسی راہ دکھا جس میں سلامتی ہو۔ چنانچہ مجھ کو خواب میں دنیا و آخرت دکھائی دی اور ان کے درمیان دیوار تھی لیکن وہ کچھ لمبی نہ تھی۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اس دیوار کو عبور کر کے اس پر جاؤں اور اشجع کے مقتولین کو دیکھوں اور ان سے دریافت کروں کہ ان کا کیا حال ہے۔ چنانچہ میں دیوار کے پار گیا تو دیکھا کہ کچھ حضرات سایہ دار درخت کے پیچھے بیٹھے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ شہداء ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں ہم تو فرشتے ہیں' شہداء تو بلند درجات پر پہنچ چکے ہیں درجہ بدرجہ بلند ہوتا گیا حتی کہ ایک بہت ہی بلند درجہ پر پہنچ گیا۔ اس کی عظمت و وسعت کی خبر اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ وہاں حضرت محمد ﷺ تشریف فرما تھے اور ان کے قریب ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ آپ ﷺ ابراہیم علیہ السلام سے کہہ رہے تھے کہ میری امت کے واسطے دعائے مغفرت کیجئے۔ انھوں نے کہا کہ آپ کو پتہ نہیں کہ آپ کے بعد آپ کی امت نے کیا کیا ہے؟ انھوں نے اپنے خون بہائے ہیں۔ اور اپنے امام کو شہید(۲۱۱) کردیا' کاش کہ وہ بھی ایسا ہی طریقہ اختیار کرتے' جیسے کہ میرے دوست سعد نے اختیار کردیا۔ پس یہ خواب دیکھنا تھا کہ میں خوش ہوا اور دل میں کہا کہ اب میں سعد کو دیکھوں گا اور ان کے ساتھ ہوجاؤں گا کیوں کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ان کو اپنا خلیل بتایا ہے چنانچہ میں سعد کے پاس آیا اور ان کو خواب کہہ سنایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ جو ابراہیم علیہ السلام کا خلیل نہ بنا اس نے نقصان اٹھایا۔ میں نے سعد سے دریافت کیا کہ آپ کونسی پارٹی کے ساتھ ہیں؟ انھوں نے کہا کہ کسی کے ساتھ نہیں۔ میں نے کہا کہ اب آپ مجھ کو کیا حکم دیتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا کیا تمہارے پاس بھیڑ بکریاں ہیں' میں نے کہا کہ نہیں' انھوں نے فرمایا کہ کچھ بکریاں خرید لو اور وہ لے کر کہیں چلے جاؤ(۲۱۲)۔

۱۱) حاکم و بیہقی نے دلائل میں سلمٰی سے روایت کی کہ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی تو

ان کو روتا ہوا پایا۔ میں نے دریافت کیا کہ کیوں روتی ہو؟ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ رو رہے ہیں اور سراقدس اور داڑھی گرد آلود ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مقتل حسین رضی اللہ عنہ سے آرہا ہوں۔

۱۲) حاکم نے معمر سے روایت کی کہ مجھ سے ایک شیخ نے روایت کی کہ ایک عورت جس کا ہاتھ شل تھا حضور علیہ الصلوہ والسلام کی ازواج مطہرات میں سے کسی ایک بیوی کے پاس آئی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کردیجئے کہ وہ میرے اس ہاتھ کو درست کردے' آپ ﷺ نے دریافت کیا تمہارا ہاتھ شل کیوں کر ہوگیا؟ اس نے اپنا واقعہ بتایا کہ میرا والد ایک مال دار مخیر آدمی تھا اور میری ماں کے پاس کچھ نہ تھا' اس نے کبھی کچھ صدقہ نہ کیا البتہ ایک مرتبہ ہمارے ہاں ایک گائے ذبح ہوئی تو اس کی تھوڑی چربی اس نے ایک مسکین کو دی اور ایک چیتھڑا اس کو پہنادیا۔ پھر میرے باپ اور ماں دونوں کا انتقال ہوگیا۔ میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک نہر پر ہیں اور لوگوں کو سیراب کررہے ہیں' میں نے دریافت کیا کہ اے باپ! کیا آپ نے میری ماں کو بھی دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تمہاری ماں کو نہیں دیکھا۔ بڑی تلاش کے بعد ملی' وہ تنگی میں تھی اس کے جسم پر وہ پھٹا ہوا کپڑا تھا جو اس نے صدقہ کیا تھا اور اس کے ایک ہاتھ میں چربی کا وہ ٹکڑا تھا جو اس نے صدقہ کیا تھا۔ وہ اس کو اپنے ایک ہاتھ میں لے کر دوسرے ہاتھ پر مارتی تھی اور اس کا جو اثر دوسرے ہاتھ پر ہوتا تھا اسکو چوس کر اپنی پیاس کو تسکین دیتی تھی اور پکار رہی تھی کہ "پیاس" پیاس!" میں نے اپنی ماں کو اس حالت میں دیکھ کر کہا کہ اے ماں کیا میں تجھ کو سیراب نہ کروں؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ میں نے ایک برتن باپ سے لیا اور اس کو پلایا۔ اتنے میں جو لوگ اس پر مقرر تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ جس نے اس عورت کو پانی پلایا ہے خدا اس کے ہاتھ کو شل کردے' سو میرا ہاتھ شل ہوگیا۔

فصل

(اس فصل میں 5 روایات ہیں)

اس فصل میں یہ بتایا جائے گا کہ بحالت نیند روح نکل کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے جاتی ہے اور دوسری روحوں سے ملتی ہے۔

۱) حاکم نے مستدرک میں طبرانی' نے اوسط میں اور عقیلی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو آپ نے دریافت کیا کہ' ابو الحسن کیا بات ہے؟ کہ آدمی خواب دیکھتا ہے کچھ ان میں سچے نکلتے ہیں اور کچھ جھوٹے۔ تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب بھی کوئی مرد یا عورت سوتا ہے تو اس کی روح کو عرش کی طرف لے جایا جاتا ہے تو اب جو عرش پر پہنچ کر جاسکتا ہے' اس کا خواب سچا ہوتا ہے۔

۲) بیہقی نے "شعب" میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ خواب میں ارواح کو آسمان پر لے جایا جاتا ہے اور عرش کے پاس سربہ سجود ہونے کا حکم دیا جاتا ہے تو جو پاک روح ہوتی ہے وہ عرش کے پاس سجدہ کرتی ہے اور جو پاک نہیں ہوتی وہ عرش سے دور سجدہ کرتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے جو پاک نہیں ہوتی' اسے سجدہ کی اجازت نہیں ہوتی۔

۳) حکیم نے بہ سند ضعیف عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن خواب میں اپنے رب سے ہم کلام ہوتا ہے۔

۴) نسائی نے خزیمہ سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کررہا ہوں۔ چنانچہ میں نے اس چیز کی اطلاع آپ کو دے دی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ایک روح دوسری روح سے ملاقات کرتی ہے۔

شیخ عزالدین بن سلام نے کہا کہ روح یقظہ ایک روح ہے کہ جب وہ جسم میں ہوتی ہے تو جسم جاگتا ہے اور جب جسم سے خارج ہوتی ہے تو جسم سوجاتا ہے اور یہ سب کچھ بہ طور عادت ہے پھر

پھر یہ روح خواب دیکھتی ہے اور جب آسمان پر پہنچ کر یہ مشاہدہ کرتی ہے تو وہ خواب سچا ہوجاتا ہے کیوں کہ آسمان پر شیطان کا تصرف ممکن نہیں۔ اور اگر آسمان کے نیچے رہ کر خواب دیکھتی ہے تو شیطان مداخلت کی بنا پر وہ خواب سچا نہیں ہوتا اور عکرمہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب انسان سوجاتا ہے تو اس کی روح ایک رسی کے ذریعہ چڑھتی رہتی ہے حتی کہ جب وہ بیدار ہوتا ہے تو رسی کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے۔ اس رسی کا سرچشمہ بدن انسان ہوتا ہے بالکل اس طرح جیسے کہ آفتاب کی شعاعیں کہ وہ ہر چیز پر گرتی ہیں لیکن اس کا سرچشمہ قرص آفتاب ہے۔

ابن مندہ نے بعض علماء سے نقل کیا کہ روح سونے والے انسان کے نتھنوں سے نکل کر آسمان کی طرف چلی جاتی ہے لیکن اس کی جڑ بدن ہے۔ اگر وہ بدن سے بالکل منقطع ہوجائے تو انسان مرجاتا ہے، جیسے چراغ کی بتی اگر اس میں سے بالکل نکال دی جائے تو چراغ بجھ جاتا ہے، جس طرح چراغ کی بتی چراغ میں رہتی ہے لیکن اس کی روشنی سے تمام کرہ منور ہوجاتا ہے۔ اسی طرح انسان کی روح کا تعلق بدن سے رہتا ہے لیکن اس کے باوجود تمام چیزوں کا ادراک کرتی ہے۔ اور اس کو ایک فرشتہ جو ارواح پر موکل ہے تمام چیزیں دکھاتا ہے۔ پھر وہ اپنے بدن کی طرف لوٹ آتی ہے۔

۵) ابو الشیخ نے "کتاب العظمۃ" میں عکرمہ علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ اس کا سبب کیا ہے کہ ایک شخص ان دیکھے مقامات کی سیر کرتا ہے۔ تو انھوں نے فرمایا کہ یہ روح ہے جو ہر جگہ آتی جاتی رہتی ہے۔

بعض حضرات کے خواب میں مردہ لوگوں سے ملاقات اور ان کے حالات دریافت کرنے کے واقعات

(اس باب میں 103 روایات ہیں)

(ا) ابن ابی الدنیا نے کتاب المنامات اور ابن سعد نے طبقات میں محمد بن زیاد ہانی سے روایت کی، عصف بن حارث نے عبداللہ بن عائذ صحابی سے وفات کے وقت کہا کہ اگر آپ وفات کے

بعد ہم کو اپنے حالات پر مطلع کرسکیں تو ضرور کریں چنانچہ وہ ایک زمانے کے بعد ان سے خواب میں ملے اور کہا کہ ہم کو نجات مل گئی اگرچہ امید بہت ہی کم تھی۔ ہمارا رب بہت ہی مغفرت اور رحم کرنے والا ہے۔ البتہ احراض کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ یہ احراض کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ احراض وہ لوگ ہیں جو گناہ میں اتنا مشہور ہیں کہ ہر طرف سے ان پر انگشت نمائی کی جاتی ہے۔

(۲) ابن الدینا نے ابوالزاہریہ سے روایت کی کہ عبدالاعلیٰ بن عدی ابن ابی بلال خزاعی کے پاس عیادت کو آئے اور کہا کہ حضور ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنا اور اگر ہوسکے تو ہم کو اپنے حالات مطلع فرمادیں 'اتفاقاً' اُن کا انتقال ہوگیا تو ان کے خاندان کی ایک عورت نے ان کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے اس عورت سے کہا کہ میری بیٹی جلد ہی میرے پاس آنے والی ہے اور تم عبدالاعلیٰ سے کہہ دو کہ میں نے ان کا سلام رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کردیا۔

(۳) ابن ابی الدینا نے یحییٰ بن ایوب سے روایت کی کہ دو(۲) اشخاص نے آپس میں معاہدہ کرلیا کہ ہم میں جو پہلے مرجائے گا وہ دوسرے کو حالات سے مطلع کرے گا۔ چنانچہ ان میں سے ایک کا انتقال ہوگیا تو وہ حسب وعدہ خواب میں نظر آیا تو زندہ نے پوچھا کہ حسن کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ جنت میں بادشاہ ہیں کوئی ان کی نافرمانی نہیں کرتا۔ پھر ان سے پوچھا کہ ابن سیرین علیہ الرحمہ کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ انہیں حسب منشاء سب نعمتیں حاصل ہیں لیکن پھر بھی دونوں کے مراتب میں بہت فرق ہے۔ زندہ نے پوچھا کہ یہ فرق کیوں ہے تو اس نے بتایا کہ حسن پر شدت خوف کا غلبہ تھا۔

(۴) ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اپنی سند سے روایت کیا کہ اصبح نے سلمہ بن کہیل سے کہا کہ ہم میں سے جو پہلے مرجائے وہ خواب میں دوسرے کو اپنے حالات سے مطلع کردے۔ تو سلمہ اصبح سے پہلے انتقال کرگئے اور اصبح کو خواب میں نظر آئے تو اصبح نے ان سے کہا کہ تم نے اپنے رب کو کیسا پایا۔ انہوں نے کہا کہ بہت ہی مہربان پایا۔ اصبح نے پوچھا کہ سب سے اچھا عمل کونسا پایا؟ انہوں نے کہا کہ نماز تہجد سے بہتر کوئی عمل نہ پایا۔ اصبح نے پوچھا کہ معاملہ کیسا رہا؟ انہوں نے فرمایا کہ آسان پایا مگر بھروسے پر نہ رہے۔ (اسلئے بزرگان دین کا طریقہ شب بیداری رہا اور

رہے گا۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے آہ سحرگاہی

احقر نعیمی غفرلہ

(۵) احمد نے زہد میں اور ابن سعد نے طبقات میں عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے دوست تھے جب ان کا انتقال ہوگیا تو ایک سال تک دعا کرتا رہا کہ مجھے ان کی زیارت ہوجائے۔ آخر ایک سال پورا ہونے کے بعد ان کی زیارت نصیب ہوئی تو دیکھا کہ آپ پیشانی سے پسینہ صاف فرمارہے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ حساب و کتاب سے اب فارغ ہوا ہوں۔ اور اگر میرا رب رؤف و رحیم نہ ہوتا تو میری بے عزتی ہوجاتی۔

(٦) ابن سعد نے عبداللہ بن عمربن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ مجھے بے حد شوق تھا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے معاملہ پر مطلع ہوں۔ ایک روز خواب میں میں نے ایک محل دیکھا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کس کا ہے؟ ابھی میں دریافت ہی کررہا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس میں سے نکلے آپ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ غسل فرماکر آرہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ معاملہ کیسا رہا؟ تو آپ نے بتایا کہ اگر میرا رب رؤف و رحیم نہ ہوتا تو میری بے عزتی ہوجاتی۔ بارہ سال تم سے جدا ہوئے ہوگئے ہیں اور آج حساب سے فارغ ہوا ہوں۔

(۷) ابن عساکر نے مطرف سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ اے امیرالمومنین! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بھلائی کی۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کونسا دین بہتر ہے کہا کہ دین قیم۔

(۸) ابن الدینا نے محمد بن نظرحارثی سے روایت کی کہ مسلمہ بن عبدالملک نے عمربن عبدالعزیز

علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ اے امیرالمومنین! مجھے شوق ہے کہ کسی طرح مجھے معلوم ہو کہ مرنے کے بعد اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ 'اے مسلمہ! میں ابھی حساب کتاب سے فارغ ہوا ہوں۔ مسلمہ نے پوچھا کہ آپ کہاں ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ "جنت عدن میں" دیگر ائمہ ہدیٰ کے ساتھ ہوں۔

(۹) ابن ابی الدینا اور ابن ابی شیبہ نے محمد بن سیرین علیہ الرحمہ سے نقل کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں افلح کو دیکھا یا یہ کہا کہ کثیر بن افلح کو دیکھا۔ یہ جنگ حرہ میں شہید ہو چکے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا آپ شہید نہ ہوئے؟ انہوں نے کہا ہاں شہید نہیں ہوئے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے کیسا معاملہ کیا؟ کہ آپ شہداء کے زمرے میں ہیں؟ تو انہوں نے کہا نہیں کیوں کہ جب آپس میں مسلمان لڑتے ہیں اور ان میں کوئی مقتول ہو جاتا ہے تو وہ شہدا نہیں بلکہ ندماء ہیں۔

(۱۰) ابن سعد نے ابو میسرہ عمرو بن شرجیل سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہو رہا ہوں' وہاں کچھ قبے تھے' میں نے پوچھا کہ یہ کس کے ہیں؟ تو جواب ملا کہ ذی کلاع اور حوشب کے' یہ دونوں حضرات' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں تھے اور قتل ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی کہاں ہیں؟ تو جواب ملا کہ وہ بھی تمہارے سامنے ہیں۔ میں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا تو جواب ملا کہ یہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے تو اسے بہت ہی زاہد مغفرت کرنے والا پایا میں نے پوچھا کہ خارجیوں کا کیا ہوا؟ تو جواب ملا کہ انہوں نے غم اور حزن کو پایا۔

(۱۱) ابن ابی الدینا نے "کتاب المنامات" میں ابوبکر خیاط سے نقل کیا کہ ایک رات پہلے خواب میں دیکھا کہ میں قبرستان میں ہوں اور قبر والے نکلے ہوئے اپنی قبروں کے اوپر بیٹھے ہیں' ان کے سامنے پھول ہیں' اتنے میں میں نے دیکھا کہ محفوظ (شاید کسی شخص کا نام ہے) ان کے درمیان آجا رہے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ کا انتقال نہیں ہوا تو انہوں نے یہ شعر پڑھے۔

موت التقی حیوہ لا نفاد لها
قدمات قوم وهم فی الناس احیاء

ترجمہ : پرہیزگاری کی موت ایک ایسی زندگی ہے جس کو فنا نہیں' کچھ لوگ اگرچہ مرچکے ہیں مگر درحقیقت وہ زندہ ہیں۔

(۱۲) ابن ابی الدینا نے سلمہ بصری سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک رات بزیع بن مسور عابد کو خواب میں دیکھا' آپ خدا اور موت کو بہت یاد کرنے والے تھے' میں نے دریافت کیا کہ آپ کو کیا مقام ملا؟ تو جواب میں انہوں نے یہ شعر پڑھ دیا

ترجمہ : قبر کا حال کوئی نہیں جانتا' یا خدا جانتا ہے یا پھر مردہ۔

(۱۳) ابن ابی الدینا نے بشر بن مفضل سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے خواب میں بشر بن منصور کو دیکھا تو دریافت کیا کہ "ابو محمد" تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ "میں جو سوچتا تھا معاملہ اس سے آسان پایا"

(۱۴) ابن ابی الدینا نے حفص موہی سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے خواب میں داؤد طائی کو دیکھا تو دریافت کیا کہ 'اے ابو سلیمان! تم نے آخرت کی بھلائی کو کیسا پایا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اسے کثیر پایا۔ پھر میں نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ بحمد اللہ 'میرے ساتھ بھلائی کا معاملہ ہوا۔ میں نے ان سے دریافت کیا' کہ کیا آپ کو سفیان بن سعید کا کچھ علم ہے کیوں کہ وہ خیر اور اہل خیر کو بہت پسند کرتے تھے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کی خیر پسندی نے ان کو اہل خیر کے مرتبہ پر پہنچادیا۔

(۱۵) ابن ابی الدینا نے ضمرہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ خواب میں میری ملاقات میری پھوپھی سے ہوئی تو دریافت کیا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے کہا میں خیر سے ہوں اور اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ لیا حتی کہ مجھ کو اس مالیدہ کا ثواب بھی ملا جو ایک روز میں نے غریب کو کھلایا تھا۔

(۱۶) ابن ابی الدینا نے عبدالملک لیثی سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالقیس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ تم نے کیا پایا؟ تو انہوں نے کہا کہ بھلائی پائی میں نے دریافت کیا کہ سب

سے بہتر کونسا عمل پایا؟ تو انہوں نے کہا کہ سب سے بہتر وہ عمل تھا جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کیا گیا۔

(۱۷) ابن ابی الدنیا نے ابو عبداللہ الہجری سے روایت کی' انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے چچا کو خواب میں دیکھا تو وہ فرمارہے تھے کہ دنیا دھوکہ ہے اور آخرت جہانوں کے لئے سرور ہے اور یقین سے بہتر کوئی چیز نہیں خدا اور مسلمانوں کی خیرخواہی بہت اچھی ہے کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو' جب کوئی نیک کام کرو تو سمجھو کہ حق ادا نہ ہوا۔

(۱۸) ابن ابی الدنیا نے اصمعی سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک بصری شیخ کو دیکھا وہ یونس بن عبید کے ساتھیوں میں تھے' ان کا انتقال ہوچکا تھا۔ میں نے خواب میں ان سے دریافت کیا کہ آپ کہاں سے آرہے ہیں تو فرمانے لگے کہ یونس طیب کے پاس سے۔ میں نے کہا کہ یونس طیب علیہ الرحمہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ وہ فقیدالبیت ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا وہ ابن عبید ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے کہا کہ ان کا مقام کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ جنتی حوروں کے ساتھ ہیں۔

(۱۹) ابن ابی الدنیا نے میمون کردی سے روایت کی' انہوں نے کہا کہ میں نے عروہ بن بزار کو خواب میں دیکھا تو وہ فرمانے لگے کہ فلاں پانی بھرنے والے کا ایک درہم مجھ پر ہے اور وہ درہم گھر کے فلاں طاق میں رکھا ہے اس کو دے دو۔ صبح اٹھ کر میں نے بہشتی سے دریافت کیا کہ آیا اس کا کچھ عروہ کے ذمہ ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں ایک درہم چنانچہ وہ درہم میں نے ان کے گھر سے لاکر اس کو دیدیا۔

(۲۰) ابن ابی الدنیا نے ایک شخص سے روایت کی' اس نے کہا کہ میں نے سوید بن عمرو کلبی کو خواب میں دیکھا۔ وہ بہت اچھی حالت میں تھے۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا' تو انہوں فرمایا کہ میں کلمہ کی کثرت کرتا تھا تم بھی اس کی کثرت کرو۔ پھر کہا کہ داؤد طائی اور محمد بن نضر حارثی اپنے معاملے میں کامیاب ہوئے۔

(۲۱) ابن ابی الدنیا نے ابراہیم بن منذر حرانی سے روایت کی' انہوں نے کہا کہ میں نے ضحاک بن عثمان کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا تو انہوں نے کہا

کہ آسمان میں کچھ کنڈے ہیں' جس نے کلمہ طیبہ پڑھا وہ ان میں لٹک گیا اور جس نے نہ پڑھا وہ گر گیا۔

(۲۲) ابن ابی الدینا نے محمد بن عبدالرحمن مخزومی سے روایت کی' انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے ابن عائشہ تیمی کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سے محبت کے صلہ میں بخش دیا۔

(۲۳) ابن ابی الدینا نے اپنی سند سے ایک قزوینی صالح سے روایت کی کہ ایک چاندنی رات میں مجھے شوق عبادت پیدا ہوا تو میں مسجد میں گیا' نماز پڑھی دعا مانگی اور پھر مجھے اچانک نیند آگئی تو میں نے دیکھا کہ ایک جماعت جو انسانوں کی نہ تھی اپنے ہاتھوں میں طباق لئے ہے اور ہر طباق میں برف کی مانند سپید چپاتیاں ہیں اور ہر چپاتی پر مکھن رکھا ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ کھاؤ۔ میں نے کہا کہ میرا ارادہ تو روزہ کا ہے انہوں نے کہا کہ اس گھر والے کا حکم ہے کہ تم یہ کھاؤ چنانچہ میں نے کھالیں پھر میں نے وہ موتی اٹھانا چاہا تو مجھ سے کہا گیا کہ اسے ہم بودیں گے تاکہ اس سے بہتر موتی تمہارے لئے نکل آئیں میں نے کہا اس کا درخت کہاں لگاؤ گے؟ انہوں نے کہا ایسے گھر میں جو کبھی ویرانہ نہ ہوگا اور جس کے پھل کبھی خراب نہ ہوں گے غرض کہ انہوں نے کہا کہ ہم اس کو جنت میں لگادیں گے۔

راوی کہتے ہیں کہ دو جمعوں کے بعد اس شخص کا انتقال ہوگیا۔ سدی کہتے ہیں' اس کے مرنے کے بعد میں نے خواب میں دیکھا وہ کہہ رہا تھا کہ کیا تم اس درخت سے تعجب نہیں کرتے جو میں نے لگایا تھا اب اس میں ناقابل بیان پھل لگ رہے ہیں۔

(۲۴) ابن ابی الدینا نے اسماعیل بن عبداللہ بن میمون سے روایت کی کہ میں نے علی بن محمد بن عمران کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کونسا عمل بہتر پایا تو انہوں نے فرمایا کہ "معرفت" میں نے پوچھا کہ آپ کا ایسے شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو کہتا ہے (۲۱۳)"حدثنا" یا "اخبرنا" تو آپ نے فرمایا کہ میں فخر کو برا سمجھتا ہوں۔

(۲۵) ابن ابی الدینا نے مالک بن دینار کے بعض ساتھیوں سے روایت کی کہ انہوں نے خواب میں مالک کو دیکھا تو دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا تو انہوں نے جواب دیا

کہ بہت اچھا ہم نے عمل صالح، صحابہ، سلف صالحین اور صالحین کی مجالس سے بہتر کسی چیز کو نہ پایا۔

(۲۶) ابن ابی الدنیا نے عبدالوہاب بن یزید کندی سے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں ابو عمر ضریر(۲۱۴) کو دیکھا تو دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اچھا معاملہ ہوا اور میری مغفرت ہوئی میں نے پوچھا کہ سب سے اچھی کونسی چیز پائی تو انہوں کہا، سنت اور علم جس پر تم عمل پیرا ہو میں نے دریافت کیا کہ اعمال میں سب سے برا عمل کونسا پایا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اُن اسماء سے بچو۔ میں نے کہا کہ اسکا کیا مطلب تو انہوں نے فرمایا کہ قدریہ، معتزلہ، مرجیہ اور پھر انہوں نے اہل بدعت کے اسماء گنانا شروع کردیئے۔

(۲۷) ابن ابی الدنیا نے ابوبکر صیرفی سے روایت کی کہ ایک شخص جو ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دیتا تھا، مرگیا اور فرقہ جہمیہ کے عقائد رکھتا تھا اسے ایک شخص نے اس حال میں دیکھا کہ مادر زاد ننگا ہے اور سر پر ایک چیتھڑا ہے اور ایک چیتھڑا شرم گاہ پر ہے اس نے دریافت کیا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا تو اس نے جواب دیا کہ اس نے مجھے بکر قیس اور فرعون بن اعد کے ساتھ کردیا، یہ دونوں عیسائی تھے۔

(۲۸) ابن ابی الدنیا نے ایک شیخ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ میرا ایک پڑوسی جو ان مسائل میں بہت الجھتا تھا جو اہل بدعت نے نکالے ہیں، مرگیا میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ کانا ہے، میں نے پوچھا کہ بھئی یہ کیا معاملہ ہے تو اس نے کہا کہ میں نے اصحاب محمد ﷺ کی شان میں عیب نکالے اللہ نے مجھ کو عیب دار کردیا اور اس نے اپنی پھوٹی ہوئی آنکھ پر ہاتھ رکھ لیا۔

(۲۹) ابن ابی الدنیا نے ابو جعفر مدینی سے روایت کی، وہ فرماتے ہیں، میں نے محمود بن حمید کو خواب میں دیکھا وہ بہت متقی آدمی تھے وہ دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا کہ موت کے بعد کیا حال ہوا؟ تو وہ میری طرف دیکھ کر فرمانے لگے کہ!

نعم المتقون فی الخلد حقا
بجوار نواهد ابکار(۲۱۵)

ابو جعفر کہتے ہیں کہ بہ خدا یہ شعر پہلے میں نے کسی سے نہ سنا تھا۔

(۳۰) ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے "شعب" میں مطرف بن عبداللہ سے روایت کی وہ کہتے ہیں

کہ میں نے قبرستان میں ایک قبر کے پاس دو(۲) رکعت نماز پڑھی۔ پھر مجھے اونگھ آگئی تو میں نے دیکھا کہ صاحب قبر مجھ سے بات کررہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ 'تم نے نماز تو پڑھی مگر اچھی طرح نہ پڑھی۔ میں نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا ایسا ہی ہوا۔ تو انہوں نے فرمایا تم لوگ عمل کرتے ہو مگر جانتے نہیں اور ہم جانتے ہیں مگر عمل نہیں کرسکتے پھر کہا کہ کاش کہ یہ دو رکعت تمہارے بجائے میں ادا کرتا تو یہ میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتیں میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہاں کون لوگ مدفون ہیں؟انہوں نے کہا کہ سب مسلمان ہیں اور سب کو خیر ملی ہے۔ میں نے کہا کہ ان میں سب سے افضل کون ہے؟ تو انہوں نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے خدا سے دعا کی کہ اے اللہ تعالٰی ان کو تو میرے لئے نکالدے تاکہ میں ان سے ہم کلام ہوسکوں۔ تو قبر سے ایک نوجوان نکلا میں نے پوچھا کہ تم نے یہ مرتبہ کس سبب سے پایا تو اس نے جواب دیا کہ حج و عمرہ کی زیادتی سے 'جہاد فی سبیل اللہ سے اور عمل صالح سے 'میں مصیبتوں میں گھر گیا مگر مجھ کو صبر کی توفیق ہوئی 'اور اس طرح یہ مقام پایا۔

(۳۱) ابن ابی الدینا 'ایاس بن دغفل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوالعلاء یزید بن عبداللہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ موت کا مزہ کیسا پایا تو کہنے لگے کہ کڑوا۔ میں نے پوچھا کہ موت کے بعد کیا حال ہوا؟ تو کہا کہ میاں مجھ کو خوشبو اور پھول اور راضی سب ملا۔ میں نے پوچھا کہ تمہارے بھائی مطرف کا کیا ہوا؟ تو کہا کہ وہ اپنے یقین کے باعث مجھ پر فوقیت لے گئے۔

(۳۲) ابن ابی الدینا نے اپنی سند سے روایت کی کہ ایک شخص نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ جب تم کو قبر میں رکھ دیا گیا تو پھر کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ ایک شخص آگ کا کوڑا لے کر میری طرف دوڑا۔ اگر دعا کرنے والے میرے لئے دعا نہ کرتے تو وہ میرے مار ہی دیتا۔

(۳۳) ابن ابی الدینا نے منکدر بن محمد بن منکدر سے روایت کی 'وہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسجد نبوی شریف میں داخل ہورہا ہوں۔ ایک روضہ پر لوگوں کا جھمگٹ لگا ہوا ہے 'وہ ایک آدمی ہے میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ تو معلوم ہوا کہ یہ ایک شخص ہے جو آخرت سے ہوکر آرہا ہے اور لوگوں کو ان کے مردوں کے حالات بتارہا ہے۔ اب میں نے غور سے دیکھا تو وہ شخص صفوان بن سلیم تھا۔ لوگ اس سے سوالات

کررہے تھے اور وہ جواب دے رہا تھا پھر انہوں نے دریافت کیا کہ کیا یہاں محمد بن منصور کی خیریت دریافت کرنے والا کوئی نہیں۔لوگوں نے میری طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہاں ان کے بیٹے موجود ہیں لوگوں نے مجھے راہ دی' میں قریب ہوا اور دریافت کیا تو فرمایا کہ اے بیٹے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی ایسی جنت عطا فرمائی ہے اور اب ان کو مستقل جنتی بنادیا ہے اب ان پر موت نہیں آئے گی۔

(۳۴) ابن ابی الدینا نے ابوکریمہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو آج جنت میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے جب میں جنت میں پہنچا تو اس میں ایک جگہ روضہ تھا جس میں ایوب'یونس'ابن عوف اور تیمی تھے۔ میں نے کہا سفیان ثوری کہاں ہیں؟ تو کہنے لگے کہ ہم ان کا دیدار اس طرح کرتے ہیں کہ گویا کہ ہم ستارہ کو دیکھ رہے ہیں۔

(۳۵) ابن ابی الدینا نے مالک بن دینار سے روایت کی'وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن واسع کو جنت میں دیکھا اور محمد بن سیرین کو تو پوچھا(۲۱۶) کہ حسن بصری علیہ الرحمہ تو جواب دیا کہ سدرہ المنتہی کے پاس ہیں۔

(۳۶) ابن ابی الدینا نے یزید بن ہارون سے روایت کی'وہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یزید واسطی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مغفرت کردی۔ میں نے پوچھا مغفرت کس سبب سے ہوئی؟ تو فرمایا کہ ایک مرتبہ ابوعمرو بصری جمعہ کے دن ہمارے پاس بیٹھے اور دعا کی تو ہم نے آمین کہا' بس(۲۱۷) اس لئے مغفرت ہوگئی۔

(۳۷) خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں محمد بن سالم سے روایت کی'انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں قاضی یحییٰ بن اکثم علیہ الرحمہ کو دیکھا تو پوچھا کہ'خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو انہوں نے بتایا کہ خدا نے مجھ کو اپنے روبرو بلاکر ڈانٹا اور کہا کہ اے بد عمل بڈھے اگر تیری داڑھی سفید نہ ہوتی'تو میں تجھ کو آگ میں جلاتا۔ بس پھر کیا تھا میرا وہی حال ہوا جو ایک غلام بے دام کا اپنے آقا کے حضور ہوتا ہے میں بے ہوش ہوگیا'تو پھر مجھے اسی طرح خطاب کیا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا جب مجھ کو ہوش آیا تو میں نے عرض کی اے مولا تیرا فرمان جو مجھ تک پہنچا

ہے اس میں تو ایسا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ فرمان کیا ہے؟ (حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے) میں نے عرض کی مجھ سے عبدالرزاق بن ہمام نے بیان کیا' انہوں نے معمر بن راشد سے' انہوں نے ابن شہاب زہری سے' انہوں نے انس بن مالک سے' انہوں نے تیرے نبی ﷺ سے' انہوں نے جبریل سے' انہوں نے تجھ سے کہ تو نے فرمایا کہ جو شخص حالت اسلام میں بوڑھا ہوا' میں اس کو عذاب دینے سے حیاء فرماتا ہوں (یعنی اسے عذاب نہیں دیتا) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا عبدالرزاق نے سچ کہا' معمر نے سچ کہا' زہری نے سچ کہا' انس نے سچ کہا' میرے نبی ﷺ نے سچ کہا' جبریل علیہ السلام نے سچ کہا' میں نے ہی یہ وعدہ فرمایا ہے۔ جاؤ اے فرشتوں میرے اس بندے کو جنت کی طرف لے جاؤ۔

(۳۸) ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں ابوبکر فزاری سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے بھائیوں میں سے کسی نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا حال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو اپنے حضور میں بلا کر کھڑا کیا اور فرمایا کہ اے احمد! تو نے کوڑے کھائے اور صبر کا دامن نہ چھوڑا اور یہی کہتا رہا کہ میرے رب کا نازل کردہ کلام مخلوق نہیں۔ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ اس کے بدلے میں قیامت تک تجھ کو اپنا کلام سناتا رہوں گا۔ تو اب میں مسلسل اپنے رب کا کلام سنتا ہوں۔

(۳۹) ابن عساکر نے محمد بن مفضل سے روایت کی' انہوں نے فرمایا کہ میں نے منصور بن عمار کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس نے مجھے اپنے حضور کھڑا کیا اور فرمایا کہ تو اگرچہ برے عمل بھی کرتا تھا لیکن چوں کہ تیرے دل میں میری محبت تھی اس لئے میں تیری مغفرت کرتا ہوں اب تو کھڑا ہو اور فرشتوں کے جھرمٹ میں میری بزرگی بیان کر۔ چنانچہ میرے لئے کرسی رکھی گئی اور میں نے ملائکہ کی جماعت کے ساتھ خدا کی بڑائی بیان کی۔

(۴۰) ابن عساکر نے محمد بن عوف سے روایت کی' انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن حمصی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بہت اچھا ہوں میں دن میں ایک یا دو(۲) مرتبہ اپنے رب کی زیارت کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ ابو عبداللہ تم دنیا میں بھی متبع سنت

تھے اور آخرت میں بھی صاحب سنت ہو تو مسکرانے لگے۔

(۴۱) ابن عساکر نے ابوالحسن شعرانی سے روایت کی کہ 'میں نے منصور بن عمار کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم ہی منصور بن عمار ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں اے مولا! پھر اس نے دریافت فرمایا کہ کیا تم ہی تھے جو لوگوں کو دنیا میں زہد کی رغبت اور آخرت کی محبت دلاتے تھے 'میں نے عرض کی مولا ایسا ہی تھا اور جب بھی میں کسی مجلس میں بیٹھتا تو اس کو تیرے ذکر سے شروع کرتا' پھر تیرے نبی ﷺ پر درود بھیجتا' پھر تیرے بندوں کو نصیحت کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے آسمان میں کرسی بچھاؤ تاکہ جس طرح یہ دنیا میں میری پاکی اور بڑائی بیان کرتا تھا اسی طرح آسمانوں میں بھی بیان کرے۔

(۴۲) ابن عساکر نے سلم بن منصور عمار سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ 'مجھ کو میرے رب نے قریب بلایا اور فرمایا کہ 'اے بدعمل بوڑھے میں تجھ کو معاف کرتا ہوں مگر تو جانتا ہے کہ کیوں معاف کرتا ہوں؟ میں نے عرض کی کہ نہیں 'اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز تو نے لوگوں کو جمع کیا اور میرا ذکر کیا تو وہ روئے اور ان میں ایک ایسا آدمی بھی رویا جو میرے ڈر سے آج کے علاوہ کبھی نہ رویا تھا میں نے اسے بخش دیا اور اس کے صدقہ میں تمام اہل مجلس کو بخش دیا۔

(۴۳) ابن عساکر سلمہ بن عفان سے روایت کی 'انہوں نے کہا کہ میں نے وکیع کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا انہوں نے جواب دیا کہ جنت میں داخل کردیا پوچھا کیوں؟ تو جواب دیا کہ علم دین کی وجہ سے۔

(۴۴) ابن عساکر نے ابویحییٰ مستملی سے روایت کی 'وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے باپ ہمام کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ ان کے سرسے قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں تو دریافت کیا کہ اے ابوہمام! ان قندیلوں کو تم نے کیسے پایا؟ تو کہا کہ یہ قندیل حدیث حوض کے سبب ملی اور یہ حدیث شفاعت کے سبب اور یہ فلاں حدیث کے سبب 'اور اسی طرح چند حدیثیں شمار فرمائیں۔

(۴۵) ابن عساکر نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی 'وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ثوری علیہ

الرحمہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو کہا مجھے کچھ وصیت فرمایئے! تو فرمایا کہ لوگوں سے میل جول کم کردو۔ میں نے کہا کچھ اور فرمایئے تو فرمایا کہ جب آؤ گے تو خود پتا چل جائیگا۔

(۴۶) ابن عساکر نے ابوالربیع الزہرانی سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک پڑوسی نے بتایا کہ میں نے آج خواب میں ابن عون کو دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ تو فرمایا کہ پیر کا آفتاب غروب نہ ہونے پایا تھا کہ میرا نامہ اعمال میرے سامنے پیش کیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرماکر میری مغفرت فرمادی آپ کی وفات پیر کے دن ہوئی تھی۔

(۴۷) ابن عساکر نے ابوعمرو خفاف سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں محمد بن یحییٰ ذہلی کو دیکھا تو پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو جواب دیا کہ میری بخشش فرمادی۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے اعمال کا کیا ہوا؟ تو فرمایا کہ سنہرے پانی سے لکھ کر ان کو علیین میں اٹھالیا گیا۔

(۴۸) ابن عساکر نے استاذ ابن ابی الولید سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالعباس اصم کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں ابویعقوب بویطی اور ربیع بن سلیمان اور عبداللہ شافعی کے پڑوس میں رہتا ہوں ہم ہردن دعوت میں جمع ہوتے ہیں۔

(۴۹) ابن عساکر نے سہیل سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینار کو ان کی وفات کے بعد دیکھا تو پوچھا کہ آپ خدا کے پاس کیا لے کر پہنچے؟ انہوں نے جواب دیا پہنچا تو بہت سے گناہ لے کر تھا' لیکن میرے خدا کے ساتھ حسن ظن نے ان کو مٹادیا۔

(۵۰) ابن عساکر نے یمن کی ایک عورت سے روایت کی' اس نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں رجاء بن حیوۃ کو دیکھا تو پوچھا کیا آپ کا انتقال نہیں ہوا؟ تو انہوں نے کہا کیوں نہیں لیکن اہل جنت سے کہا گیا کہ جراح بن عبداللہ کا استقبال کریں۔ چنانچہ اس دن کو یاد رکھا گیا چند روز بعد جراح بن عبداللہ کے آذربائجان میں شہید ہونے کی اطلاع ملی۔

(۵۱) ابن عساکر نے عتبہ بن حکیم سے روایت کی' وہ بیت المقدس کی ایک خاتون سے روایت کرتے ہیں کہ وہ خاتون کہتی ہیں کہ رجاء بن حیوۃ ہمارے جلیس تھے اور بہت اچھے آدمی تھے۔ ان

کے انتقال کے بعد مجھے ان کی زیارت ہوئی تو دریافت کیا کہ کیا حال ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ خیریت سے ہوں البتہ ایک مرتبہ ہم نے گھبرا دینے والی آواز اور شور و غل سنا تو سمجھے کہ قیامت کھڑی ہو گئی۔ پھر معلوم ہوا کہ یہ شور و غل اس لئے ہے کہ جراح اور ان کے ساتھی مع اپنے سامان اور بوجھ کے جنت میں داخل ہو رہے ہیں۔

(۵۲) ابن عساکر نے اصمعی سے روایت کی' وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ 'انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے خواب میں جر حصفی کو دیکھا تو پوچھا کہ تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے کہا' اس نے میری مغفرت اس نعرۂ تکبیر کے بدلے کردی جو میں نے فلاں جگہ پر لگایا تھا تو میں نے پوچھا کہ تمہارا ساتھی فرزوق کہاں گیا تو انہوں نے کہا کہ افسوس پاک دامن عورتوں پر اتہام لگانے کے باعث وہ ہلاکت میں گرفتار ہوا۔

(۵۳) ابن عساکر نے ثور بن یزید شامی سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے کمیت بن یزید کو خواب میں دیکھا تو معلوم کیا' کیسا حال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس نے مجھ کو بخش دیا۔ اور میرے لئے ایک کرسی بچھائی گئی اور حکم ہوا کہ میں غزل سرا ہوں چنانچہ میں نے پڑھنا شروع کی' جب میں اس مقام پر پہنچا کہ "اے لوگوں کے رب" مجھ پر رحم فرما اور مجھے زندگی کے شراب صافی کے دھوکے سے بچا' جیسے کہ دوسرے لوگ اس دھوکے میں مبتلا ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کمیت نے سچ کہا۔ جس طرح دوسرے لوگ دھوکے میں پڑ گئے کمیت بچا رہا اے کمیت! میں نے تجھ کو بخش دیا کیوں کہ تو نے میری مخلوق کے بہترین لوگوں سے محبت کی جس نے تیرے اشعار کو پڑھا جو تو نے آل محمد ﷺ کی تعریف میں کہے ہیں میں اس کے ہر شعر کے بدلے ایک رتبہ دوں گا جو تا قیامت بلند ہوتا رہے گا۔

(۵۴) ابن عساکر نے ابو اشعشاء مصری سے روایت کی کہ میں نے ابوبکر ناجی علیہ الرحمہ کو ان کے مقتول ہونے کے ایک سال بعد دیکھا کہ بہت ہی اچھی صورت میں ہیں تو میں نے دریافت کیا کہ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو انہوں نے ان اشعار میں جواب دیا کہ میرے رب نے مجھے دائمی عزت عطا فرمائی اور قریبی مدد کا وعدہ کیا' مجھے قربت و نزدیکی عطا فرمائی اور فرمایا کہ میرے پڑوس میں مزے سے رہو۔

(۵۵) ابن عساکر نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں سفیان ثوری علیہ الرحمہ کو دیکھا تو پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ قبر میں پہنچتے ہی مجھے خدا کی بارگاہ میں حاضر کیا گیا۔ اس نے مجھ سے بہت ہی آسان حساب لیا اور مجھے جنت میں جانے کی اجازت دی۔ میں جنت کے پھولوں اور باغوں میں نہایت ہی پرسکون ماحول میں تھا کہ اچانک آواز آئی کہ'اے سفیان بن سعید کیا تجھے پتہ ہے کہ تو نے خدا کو اپنی جان پر ترجیح دی۔ میں نے عرض کی ہاں بخدا ایسا ہی ہوا۔

(۵٦) ابن عساکر نے احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں میں نے امام شافعی کو ان کی وفات کے بعد دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ' اس نے میری مغفرت فرما کر مجھے تاج پہنایا اور میری شادی کردی اور اس نے فرمایا کہ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ جو نعمتیں میں نے تم کو دیں ان پر تم نے فخر و تکبر نہ کیا۔(۲۱۸)

(۵۷) ابن عساکر نے ربیع بن سلیمان سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ تو فرمایا کہ اس نے مجھ کو سونے کی کرسی پر بٹھایا اور موتیوں کی بارش کردی۔

(۵۸) ابن عساکر نے اسماعیل بن ابراہیم فقیہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حافظ ابواحمد حاکم کو دیکھا تو پوچھا کہ کونسا فرقہ تمہارے نزدیک زائد نجات پانے والا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اہل سنت۔

(۵۹) ابن عساکر نے خثیمہ بن سلیمان سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے عاصم طرابلسی کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ اے ابوعلی ! کیا حال ہے؟ تو کہنے لگے کہ موت کے بعد ہم "کنیت" نہیں رکھتے۔ میں نے پوچھا کیا حال ہے؟ تو کہا کہ جنت عالیہ اور رحمت واسعہ میں ہوں میں نے پوچھا کہ کس سبب سے؟ تو کہا کہ سمندر میں بہ کثرت جہاد کرنے سے۔

(٦۰) ابن عساکر نے مالک بن دینار سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے مسلم بن یسار کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ موت کے بعد کیا حال ہوا تو جواب دیا کہ موت کے بعد شدید

زلزلوں اور ہولناکیوں کو دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کیا دیکھا' تو جواب دیا کہ 'کریم سے کیا توقع ہو سکتی ہے؟ اس نے ہماری نیکیاں قبول کیں' اور برائیاں معاف کیں اور جرائم کو بخش دیا۔

(۶۱) ابن عساکر نے حسن ابن عبدالعزیز ہاشمی عباسی سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر محمد بن جریر کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ موت کو کیسا پایا۔ تو انہوں نے کہا کہ خیر ہی خیر پائی۔ میں نے پوچھا کہ قبر میں کیا پایا؟ کہا خیر پائی میں نے پوچھا کہ 'منکر نکیر کو کیسا پایا؟ جواب دیا کہ بہتر پایا میں نے کہا کہ اے ابو علی! تیرا رب تجھ پر بہت مہربان ہے' اس کی بارگاہ میں میرا ذکر کردینا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تم ہم سے کہتے ہو کہ ہم تمہارا ذکر خدا کی بارگاہ میں کریں حالانکہ ہم خود تمہارے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں قرب حاصل کرتے ہیں۔

(۶۲) ابن عساکر نے جیش بن مبشر سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو قرب عطا کیا اور انعامات فرمائے۔ نیز تین سو حوروں سے نکاح کرادیا اور دو مرتبہ اپنی زیارت سے مشرف کیا میں نے پوچھا کہ یہ سب کس سبب سے ہوا؟ تو کہا اس کے سبب سے اور آستین میں سے حدیث شریف کی کتاب نکال کر دکھائی۔

(۶۳) ابن عساکر نے سلیمان عمری سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر قاری کو خواب میں دیکھا تو وہ کہنے لگے کہ میرے بھائیوں کو میرا سلام پہنچا دینا اور کہہ دینا کہ میرے رب نے مجھ کو مقام شہداء عطا فرمایا ہے اور اپنی طرف سے رزق عطا کیا ہے اور ابو حازم کو سلام کہہ دینا اور کہنا کہ ہوش کر اور سمجھ داری سے کام کر کیوں کہ خدا اور اس کے فرشتے تیری (۲۱۹) رات کی مجلسوں کو دیکھتے ہیں۔

(۶۴) ابن عساکر نے زکریا بن عدی سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا تو فرمایا کہ اس نے میرے سفر (۲۲۰) کی وجہ سے میری مغفرت کردی۔

(۶۵) ابن عساکر نے محمد بن فضیل بن عیاض سے روایت کی کہ وہ کہتے ہیں کہ خواب میں ابن مبارک کو دیکھا تو پوچھا کہ کونسا عمل سب سے بہتر پایا۔ تو کہا کہ جہاد فی سبیل اللہ اور اس کی

تیاری۔

(٦٦) ابن عساکر نے نے یزید بن مذعور سے روایت کی'وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اوزاعی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اے ابو عمرو کوئی ایسا عمل بتائیے کہ جس سے اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ بلند ہو تو فرمایا کہ یہاں یا تو علماء کا درجہ بلند ہے یا غمزدہ لوگوں کا۔

(٦٧) ابن عساکر نے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ خواب میں میں نے اپنے والد کو دیکھا تو دریافت کیا کہ' اے اباجان سب سے بہتر عمل کونسا پایا تو فرمایا کہ استغفار۔

(٦٨) ابن عساکر نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی'وہ فرماتے ہیں کہ'میں نے خلیفہ متوکل باللہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ تو جواب دیا کہ اس نے میری مغفرت کردی۔ میں نے دریافت کیا کہ کس سبب سے تو کہا کہ اگرچہ میرے پاس عمل صالح کا کوئی ذخیرہ نہ تھا۔البتہ جو کچھ سنت نبوی کی خدمت میں نے کی'اس کے عوض مغفرت ہوئی۔

(٦٩) ابن عساکر نے حجاج بن تمیلہ سے روایت کی'وہ فرماتے ہیں کہ میں حسن اور فرزوق کے ہمراہ ایک قبر پر گیا تو حسن(٢٢١) نے کہا کہ اے فرزوق! اس دن کے لئے تو نے کیا تیاریاں کی ہیں؟ تو اس نے کیا جواب دیا کہ توحید و رسالت کی گواہی ستر(٧٠) سال سے تیار رکھی ہے تو حسن خاموش ہوگئے۔ لبطہ بن فرزوق کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو مرنے کے بعد دیکھا تو میرے باپ کہہ رہے تھے کہ اے بیٹے! وہ بات جو میں نے اس روز حسن سے کہی تھی آج کام آگئی۔

(٧٠) ابن عساکر نے عبداللہ بن صالح صوفی سے روایت کی کہ ایک محدث کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت کردی۔ کیوں کہ میں اپنی کتابوں میں حضور اکرم ﷺ کے نام کے بعد درود لکھنے پر پابندی کرتا تھا۔

(٧١) ابن عساکر نے نے یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی' ایک زندہ نے ایک مردہ پڑا ہوا دیکھا تو وہ مردہ بول اٹھا اور کہنے لگا کہ لوگوں سے کہہ دینا کہ عامر بن قیس کا چہرہ قیامت کے روز چودھویں رات کے چاند کی مانند روشن ہوگا۔

(۷۲) ابن عساکر نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے والد کو دیکھا کہ وہ لمبی ٹوپی پہنے ہوئے ہیں تو پوچھنے پر بتایا کہ اے بیٹے! یہ میری زینت علم کی زینت کے باعث ہے۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ مالک بن انس کہاں ہیں؟ تو فرمایا کہ "فوق فوق" یعنی اوپر اوپر وہ اپنا منہ اٹھا کر یہ لفظ کہتے رہے حتی کہ ان کی ٹوپی گر گئی۔

(۷۳) ابن عساکر نے خشنام سے (جو بشر حافی کے بھانجے تھے) روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ بہت اچھا برتاؤ کیا اور فرمایا کہ اے بشر! تو نے مجھ سے حیا کی اور اس نفس پر ڈرا جو میرے لئے تھا۔

(۷۴) ابن عساکر نے حسین بن اسماعیل محاملی سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے قاشانی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ جواب دیا کہ بہت مصیبت سے چھٹکارا ہوا۔ میں نے پوچھا کہ احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا کیا حال ہے؟ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمادی۔ میں نے پوچھا کہ بشر حافی کا کیا معاملہ رہا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کو خدا کی طرف سے ہر دن دو (۲) مرتبہ شرف و کرامت ملتی ہے۔

(۷۵) ابن عساکر نے عاصم جہنی سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کسی جگہ گیا ہوں۔ وہاں میری ملاقات بشر حافی سے ہوئی۔ میں نے دریافت کیا کہ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں تو بولے کہ علیین سے آ رہا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ خدا نے احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اور عبدالوہاب وراق علیہ الرحمہ کو ابھی خدا کے سامنے چھوڑ کر آ رہا ہوں' وہ کھا پی رہے ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں میں نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے تو بولے کہ اللہ تعالیٰ کھانے سے میری بے رغبتی جانتا ہے' اس نے مجھ کو اپنے دیدار کی نعمت سے سرفراز فرمادیا۔

(۷۶) ابن عساکر نے ابو جعفر سقا سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بشر حافی کو خواب میں دیکھا اور معروف کرخی ان کے ہمراہ تھے میں نے پوچھا کہ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟ تو فرمایا کہ جنت الفردوس سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی زیارت کر کے آ رہا ہوں۔

(۷۷) ابن عساکر نے قاسم بن منبہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بشر حافی علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھ کر دریافت کیا کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا تو فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تم کو بخشا اور تمہارے جنازے میں جو شریک ہوا اس کو بھی۔ تو میں نے عرض کی اے خدا ان کو بھی بخش دے جو مجھ سے محبت کریں' اللہ نے فرمایا کہ ان کو بھی بخش دیا۔

(۷۸) ابن عساکر نے احمد دورقی سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی مرگیا میں نے اس کو خواب میں دیکھا وہ دو حلے پہنے ہوئے تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کہاں سے آئے؟ اس نے جواب دیا کہ ہمارے قبرستان میں بشر حافی علیہ الرحمہ کو دفن کیا گیا ہے اس کی خوشی میں ہر مردہ کو دو دو حلے پہنائے گئے ہیں۔

(۷۹) ابن عساکر نے ایک شخص سے روایت کی' اس نے کہا میں نے خواب میں بشر حافی کو دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے؟ جواب دیا کہ خدا نے میری مغفرت کردی اور فرمایا کہ اے بشر تو نے میری اتنی عبادت بھی نہ کی' جتنی کہ میں نے تیرے نام کی قدر و منزلت بڑھادی۔

(۸۰) ابن عساکر نے ایک دوسرے شخص سے روایت کی کہ اس نے بشر حافی علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت کردی اور فرمایا کہ اے بشر! اگر تو دہکتے ہوئے انگاروں پر بھی میرے لئے سجدہ کرتا تب بھی تو میرے اس احسان کا بدلہ نہ چکاسکتا جو میں نے تیری عظمت لوگوں کے دلوں میں ڈال کر کیا۔

(۸۱) ابن عساکر نے محمد بن خزیمہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ جب احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کی وفات ہوئی تو میں بہت ہی غمگین ہوا۔ ایک رات ان کو خواب میں دیکھا کہ ناز و انداز سے چل رہے ہیں میں نے پوچھا کہ اے ابوعبداللہ یہ کیسی چال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ خادموں کی جنت میں چال ہے میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس نے میری مغفرت کردی' مجھے تاج پہنایا اور سونے کی دو جوتیاں پہنائیں اور فرمایا

کہ اے احمد! یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ تو نے یہ کہا کہ قرآن میرا کلام ہے پھر خدا نے فرمایا کہ اے احمد! مجھ سے وہ دعا کیا کرو جو تم دنیا میں کرتے تھے میں نے کہا کہ اے میرے رب! ہر چیز میں ابھی اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ اس نے فرمایا ہر چیز تمہارے لئے موجود ہے پھر میں نے کہا ہر چیز پر تیری قدرت کے سبب اس نے فرمایا کہ جاؤ ایسا ہی کر دیا پھر فرمایا کہ اے احمد! یہ جنت ہے اس میں داخل ہو جاؤ جب میں وہاں داخل ہوا تو سفیان ثوری موجود تھے ان کے دو پر تھے جن سے وہ ایک کھجور کے درخت سے دوسرے درخت پر اڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے ہم سے کئے ہوئے وعدے کو سچ کر دکھایا اور سرزمین جنت کا ہم کو وارث بنایا۔ جنت میں ہم جہاں چاہتے ہیں ٹھکانہ بناتے ہیں تو عمل کرنے والوں کا اجر بہت ہی بہتر ہے۔ میں نے پوچھا کہ عبدالوہاب وراق کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں ان کو نور کے سمندر میں چھوڑ آیا ہوں۔ میں نے دریافت کیا کہ بشر حافی کس حال میں ہیں؟ کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہیں' ان کے سامنے ایک خوان ہے اور رب جلیل ان پر متوجہ ہے اور فرما رہا ہے کہ اے دنیا میں نہ کھانے اور نہ پینے والے! اس جہاں میں کھا اور لطف اندوز ہو۔

(۸۲) ابن عساکر نے الف بن ابی دلف عجلی سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا کہ وہ سیاہ دیواروں والے وحشت ناک گھر میں ہیں اور اس گھر کی زمین میں خوف کا اثر ہے' وہ ننگے ہیں اور اپنا سر گھٹنوں میں دیئے ہوئے ہیں۔ مجھ سے پوچھا کیا تم الف ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں تو انہوں نے یہ شعر پڑھے "میرے گھر والوں کو اطلاع پہنچا دو کہ برزخ میں میرا حال یہ ہے ہم سے تمام کاموں کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی۔ گھر والوں سے کہہ دو کہ میری وحشت پر رحم کرو۔ پھر مجھ سے کہا کہ کیا سمجھ گئے؟ میں نے کہا ہاں پھر انہوں نے یہ شعر پڑھے "کہ اگر مرنے کے بعد اٹھائے جائیں گے اور ہر بات کی جواب دہی ہوگی" یہ کہہ کر وہ چل دیئے اور میں جاگ اٹھا۔

(۸۳) ابن عساکر نے اصمعی سے روایت کی' وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے حجاج کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ اس نے جواب دیا کہ ہر انسان کے بدلے میں جسے میں نے قتل کیا تھا' میں ستر مرتبہ قتل کیا گیا پھر ایک

سال بعد دوبارہ سوال کیا تو کہا پہلے سال (۲۲۲) پوچھ تو چکے ہو۔

(۸۴) ابن عساکر نے عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک مردار پڑا ہوا دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ تو آواز آئی کہ اگر تم اس سے کلام کروگے تو یہ بولنے لگے گا میں نے اس کے ٹھوکر ماری' اس نے آنکھیں کھولیں میں نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ حجاج ہوں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آیا تو اسے سخت عذاب والا پایا' اس نے مجھے ہر قتل کے عوض ستر مرتبہ قتل کیا اور اب میں اس کے سامنے منتظر ہوں کہ وہ جنت کا فیصلہ دیتا ہے یا جہنم کا۔

(۸۵) ابن عساکر نے اشعث سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حجاج کو دیکھا تو بہت ہی برے حال میں تھا میں نے پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہنے لگا کہ ہر قتل کے بدلے اس نے مجھ کو قتل کیا اور اب میں اللہ سے وہی امید رکھتا ہوں جو ایک کلمہ گو اللہ سے امید رکھتا ہے۔

(۸۶) ابن عساکر نے ابوالحسین سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کشادہ مکان میں داخل ہو رہا ہوں مکان میں تخت پر ایک صاحب بیٹھے ہیں' اور ان کے سامنے ایک شخص بیٹھا ہوا کچھ بھون رہا ہے میں نے دریافت کیا کہ یہ دونوں کون ہیں تو معلوم ہوا کہ تخت پر بیٹھنے والے یزید نحوی ہیں اور دوسرے ابومسلم خراسانی' میں نے پوچھا کہ ابراہیم سنار کا کیا حال ہے؟ کہا کہ وہ اعلیٰ علیین میں ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ان تک کس کی رسائی ہوگی؟ کہا کہ ابوالحسین کی یہی خواب سمرقند' جورجان اور خراسان کے چند افراد نے دیکھا۔

(۸۷) ابن عساکر نے احمد بن عبدالرحمٰن معبر سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے صالح بن عبدالقدوس کو خواب میں خوش و خرم دیکھا تو پوچھا کہ تمہارے رب نے تم سے کیا سلوک کیا اور بے دینی کا الزام جو تم پر تھا اس کا کیا ہوا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں اس رب کی بارگاہ میں آیا جس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں تو اس نے اپنی رحمت سے میری مغفرت کردی اور بے دینی کے الزام سے میری برات دنیا ہی میں ہو گئی تھی۔

(۸۸) ابن عساکر نے ابویزید طیفور بسطامی سے روایت کی کہ آپ نے خواب میں حضرت

علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو پوچھا کہ 'اے امیرالمومنین مجھ کو کچھ نصیحت فرمادیجئے۔ تو فرمایا کہ مالداروں کا محض رضائے الٰہی کی خاطر غریبوں سے تواضع کے ساتھ ملنا بہت اچھی چیز ہے۔ میں نے عرض کی کہ کوئی اور نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے اچھی نصیحت یہ ہے کہ "فقراء کا اغنیاء پر اعتماد میں نے کہا کہ اور کوئی نصیحت کیجئے تو کہنے لگے یہ دیکھو' اور اپنی مٹھی کھول دی جس میں سنہری پانی سے لکھا تھا کہ 'تو مردہ تھا زندہ ہوگیا اور جلد پھر مردہ ہوجائے گا' تو دارالفنا کو ڈھاکر دارالبقاء کی کوشش کرو۔

(۸۹) ابن عساکر نے کسی مکی سے روایت کی اس نے کہا کہ میں نے سعید بن سالم قداح کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اس قبرستان میں افضل کون ہے؟ تو انہوں نے اشارہ سے بتایا کہ فلاں قبروالا ہم سے افضل ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ فضیلت کس سبب سے ہے۔ اس نے کہا کہ اس کی آزمائش کی گئی' مگر صابر رہا میں نے کہا کہ فضیل بن عیاض کا کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا کہ ان کو ایسا حلہ دیا گیا ہے کہ تمام دنیا اس کے کنارے کے برابر بھی نہیں۔

(۹۰) ابن عساکر نے ابوالفرج غیث بن علی سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن عاقولی مقری کو خواب میں دیکھا کہ بہت ہی اچھی حالت میں ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا حال ہے؟ کہا کہ اچھا حال ہے میں نے کہا کہ آپ تو مرچکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بے شک میں نے کہا موت کیسی ہے؟ کہا کہ اچھی ہے میں نے کہا کہ خدا آپ کی مغفرت فرماکر داخل جنت کرے۔ میں نے پوچھا کہ سب سے بہتر کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سب سے زائد نفع دینے والا عمل استغفار ہے۔

(۹۱) ابن عساکر نے حسن بن یونس سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے ہاجور کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو کہا کہ اس نے میری مغفرت کردی۔ میں نے کہا کہ کس سبب سے؟ کہا کہ میں مسلمانوں اور حاجیوں کے راستے کی حفاظت کرتا تھا۔

(۹۲) ابن عساکر نے ابونصر حنف وزان سے روایت کی کہ کسی شخص نے یوسف بن حسین رازی صوفی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا تو فرمایا کہ مغفرت و رحمت کا برتاؤ کیا پوچھا کہ کس سبب سے؟ کہا کہ ان چند کلمات کے باعث جو میں نے بہ وقت موت

ادا کئے تھے اور وہ یہ ہیں۔

اے اللہ میں نے لوگوں کو نصیحت کی‘لیکن خود عمل نہ کیا‘تو میرے عمل کی کوتاہی کو میرے قول کی اچھائی کی وجہ سے معاف کردے۔

(۹۳) ابن عساکر نے عبداللہ بن صالح سے روایت کی کہ کسی شخص نے ابونواس(شاعر) کو خواب میں دیکھا وہ بہت ہی مزے میں تھے پوچھا کیا حال ہے؟ تو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی ہے اور یہ نعمت عطا فرمائی ہے پوچھا گیا کہ تم تو بہت گڑبڑ کرنے والے تھے‘پھر یہ کیوں ہوا کہا ایک رات خدا کا ایک نیک بندہ قبرستان میں آیا اور اپنی چادر بچھا کر دو۲ رکعت نماز ادا کی اور ان دو۲ رکعات میں اس نے دو ہزار مرتبہ "قل ھو اللہ احد" پڑھی اور اس کا ثواب قبرستان کے تمام مردوں کو ہدیہ کیا‘میں بھی خوش قسمتی سے انہیں لوگوں کی صف میں آگیا۔

(۹۴) ابن عساکر نے محمد نافع سے روایت کی‘وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابونواس کو نیم بیداری کے عالم میں دیکھا تو پوچھا‘کیا تو ابونواس ہے؟ کہا یہ کنیت سے پکارنے کا وقت نہیں۔ تو میں نے کہا کہ حسن بن ہانی ہو؟ کہا ہاں میں نے کہا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ کہا کہ میری مغفرت کردی پوچھا کہ کس سبب سے؟ کہا کہ چند شعروں کی وجہ سے جو میرے گھر میں فلاں گدے کے نیچے ہیں۔ میں اس کے گھر پہنچا‘گدا اٹھا کر دیکھا تو ایک کاغذ پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

یارب ان عظمت ذنوبی کثرہ — فلقد علمت بان عفوک اعظم
ان کان لایرجوک الا محسن — فبمن یلوذ و یستجیر المجرم
ادعوک رب کما امرت تضرعا — فاذ اردت یدی فمن ذایرحم
مالی الیک وسیلہ الا الرجا — وجمیل عفوک ثم انی مسلم

"اے میرے رب! اگرچہ میرے گناہ بہت ہیں‘مگر تیری رحمت زیادہ بڑی ہے‘اگر تو صرف نیکوں کی امید گاہ ہے تو مجرم کس کی پناہ لیں؟ اے خدا میں تیرے حکم کے مطابق آہ و زاری کررہا ہوں۔ اگر تو نے میرے دست سوال کو رد کیا تو کون رحم کرے گا‘میرے پاس تجھ تک پہنچنے کا کوئی وسیلہ نہیں سوائے امید اور تیری معافی کے نیز یہ کہ میں مسلمان ہوں۔

(۹۵) ابن عساکر نے ابوبکر اصبہانی سے روایت کی کہ کسی شخص نے ابونواس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا تو جواب دیا کہ‘اس نے مجھے ان اشعار کی وجہ

سے بخش دیا جو میں نے نرگس کے بارے میں کہے تھے اور وہ یہ ہیں۔

"اے انسان! زمین سے اگنے والے پودوں کو دیکھ اور خداوند قدوس کی کاریگری کا منظر دیکھ' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے چاندی کی آنکھیں سنہری پتلیوں سے دیکھ رہی ہیں یہ آنکھیں زبرجدی شاخوں پر خدا کی توحید اور محمد ﷺ کے جن و انس کی طرف رسول ہونے کی شہادت دے رہی ہیں۔

(۹۶) ابن عساکر نے عبداللہ بن محمد مروزی سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے حافظ یعقوب بن سفیان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ حال کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ نے میری مغفرت کردی اور فرمایا کہ تم جس طرح دنیا میں حدیث بیان کرتے تھے' آسمان پر بھی بیان کرو چنانچہ میں نے چوتھے آسمان پر حدیث بیان کی اور فرشتوں نے اس کو سنہری قلموں سے لکھا' جبریل علیہ السلام بھی لکھنے والوں میں تھے۔

(۹۷) ابن عساکر نے ابوعبید بن حربویہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں ایک شخص سری سقطی کے جنازہ میں شریک ہوا رات کو خواب میں سری سقطی کو دیکھا تو پوچھا کہ کیا حال ہے؟ فرمایا کہ اللہ نے میری اور میرے جنازے میں شریک ہونے والوں کی مغفرت فرمادی۔ اس شخص نے عرض کی کہ حضور میں بھی آپ کے جنازے میں شریک تھا۔ تو آپ نے ایک لسٹ نکالی مگر اس شخص کا نام موجود نہ تھا' جب بہ غور دیکھا تو حاشیہ پر اس کا نام لکھا تھا۔

(۹۸) ابن عساکر نے ابو القاسم ثابت بن احمد بن حسین بغدادی سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم سعد بن محمد زنجانی کو خواب میں دیکھا' وہ بار بار فرمارہے تھے کہ اے ابوالقاسم اللہ تعالیٰ محدثین کے لئے ان کی مجلس کے عوض جنت میں ایک گھر بناتا ہے۔

(۹۹) ابن عساکر نے محمد بن مسلم بن دارا سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو زرعہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا حال ہے؟ فرمایا کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے' مجھے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے دریافت کیا کہ اے عبیداللہ! تو نے میرے بندوں سے سخت گفتاری کیوں کی؟ میں نے عرض کی الٰہی انہوں نے تیرے دین کی بے حرمتی کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سچ کہا۔ پھر طاہر خلقانی کو پیش کیا گیا میں نے ان پر خدا کی بارگاہ میں دعویٰ کیا تو ان کو سو

کوڑے مارے گئے پھر قید خانے میں بھیج دیا گیا۔ پھر فرمایا کہ عبیداللہ کو اس کے ساتھیوں ابو عبداللہ سفیان ثوری' ابو عبداللہ مالک بن انس اور ابو عبداللہ احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس لے جاؤ۔

(۱۰۰) ابن عساکر نے حفص بن عبداللہ سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو زرعہ کو خواب میں دیکھا کہ آسمان دنیا پر ملائکہ کے ساتھ مصروف نماز ہیں' میں نے دریافت کیا کہ یہ فضیلت آپ کو کیسے ملی؟ فرمایا کہ میں نے ایک لاکھ احادیث اپنے ہاتھ سے لکھیں ہر حدیث میں حضور ﷺ پر مکمل درود شریف لکھا اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس (۱۰) رحمتیں نازل فرمائے گا۔

(۱۰۱) ابن عساکر نے یزید بن مخلد طرطوسی سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو زرعہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور آسمان دنیا پر نماز پڑھا رہے ہیں ان کے ساتھ سفید پوش لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور نماز میں رفع یدین کر رہے ہیں میں نے دریافت کیا کہ اے ابو زرعہ! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا کہ یہ فرشتے ہیں میں نے دریافت کیا کہ آپ نے یہ فضیلت کیوں کر پائی؟ فرمایا کہ نماز میں رفع یدین کی وجہ سے میں نے کہا کہ جہمیہ نے ہمارے "رے" کے ساتھیوں کو تنگ کر رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خاموش رہو کیونکہ احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے ان پر اوپر سے پانی بند کر دیا ہے۔

(۱۰۲) ابن عساکر نے ابو العباس مرادی سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو زرعہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے تو فرمایا کہ میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اس نے فرمایا کہ اے ابو زرعہ! میرے پاس ایک بچہ آتا ہے تو میں اسے داخل جنت کرتا ہوں تو پھر اس شخص کا کیا حال ہو گا کہ جس نے میرے بندوں پر شریعت کی راہیں واضح کر دیں اور سنت رسول ﷺ کو یاد کیا جاؤ جنت میں جہاں چاہو ٹھکانہ بناؤ۔

(۱۰۳) ابن عساکر نے صدقہ بن یزید سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ طرابلس کے ایک ٹیلے پر میں نے تین ۳ قبریں دیکھیں

پہلی پر لکھا تھا کہ زندگی کی لذت وہ انسان کیسے پا سکتا ہے جس کو پورا یقین ہو کہ موت اس کو

جلد ہی آدبوچے گی۔ اس کی بادشاہت اور تکبر چھین لے گی اور اس کو تاریک کوٹھری میں ڈال دے گی۔

دوسری پر لکھا تھا: زندگی کی لذت وہ انسان کیسے پاسکتا ہے جو جانتا ہے کہ خدا اس سے پوچھ گچھ کرے گا اور اس کو اس کے عمل اور نیکی کی جزا دے گا۔

تیسری پر لکھا ہے: زندگی کی لذت وہ انسان کیسے پاسکتا ہے جو ایسی قبر کا مکین بننے والا ہے جو اس کے حسن و شباب کو ملیا میٹ کرکے رکھ دے گی۔ اس کے چہرے کی چمک دمک جلد ہی ختم کردے گی اور اس کا جوڑ جوڑ علیحدہ کردے گی۔

یہ منظر دیکھ کر قریبی بستی میں پہنچا اور وہاں کے بزرگ سے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ان کا واقعہ اس سے بھی زائد عجب ہے میں نے دریافت کیا وہ کیا ہے انہوں فرمایا کہ ان میں سے ایک بادشاہ کا مصاحب تھا جو لشکروں اور شہروں کا امیر تھا دوسرا ایک مالدار تاجر تھا اور تیسرا زاہد تھا جو گوشہ نشین ہوگیا تھا۔ زاہد کے مرنے کا وقت آیا تو اس کا بھائی جو بادشاہ کا مصاحب تھا آیا۔ یہ اس وقت عبدالملک بن مروان کی طرف سے حاکم تھا اور تاجر بھی آیا' دونوں نے کہا کہ اے بھائی کیا تم کچھ وصیت کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں کس چیز کی وصیت کروں' نہ مجھ پر کسی کا قرض ہے اور نہ ہی میرے پاس دولت ہے۔ البتہ میں تم سے ایک معاہدہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے ٹیلے پر دفن کرنا اور میری قبر پر یہ لکھ دینا (اور پھر وہی اشعار بتائے جو اس کی قبر پر لکھے ہوئے تھے) اور پھر تین روز تک تم میری قبر پر آنا' شاید کہ تم کو نصیحت حاصل ہو۔ چنانچہ بھائیوں نے ایسا ہی کیا جب تیسرے روز حاکم آیا اور جانے لگا تو قبر کے اندر سے آواز سنی' جس سے وہ بہت ہی مرعوب ہوا اور ڈرا' رات کو خواب میں اس نے اپنے بھائی کو دیکھا تو پوچھا کہ اے بھائی! یہ ہیبت ناک آواز کس چیز کی ہے؟ اس نے کہا کہ یہ گرز کی آواز تھی مجھ سے کہا گیا کہ تو نے ایک مرتبہ مظلوم کو دیکھا لیکن اس کی امداد نہ کی۔ دوسرے دن صبح حاکم نے اپنے دوست و احباب کو بلاکر کہا کہ تم سب گواہ رہو کہ اب میں تمہارے درمیان نہ رہوں گا۔ چنانچہ اس نے امارت چھوڑ کر بادیہ پیمائی شروع کردی اور اسی طرح زندگی گزرتی رہی' حتیٰ کہ وفات کا وقت آگیا تو اس کا تاجر بھائی آیا اور کہا کہ اگر کچھ وصیت کرنا ہو تو کردو۔ اس نے کہا کہ بس یہی

وصیت ہے کہ جب میں مرجاؤں تو میری قبر میرے بھائی کے پہلو میں بنانا اور اس پر یہ اشعار لکھ دینا اور وہی شعر بتائے جو اس قبر پر لکھے ہوئے تھے اور میری قبر پر تین روز تک آنا چنانچہ اس نے دونوں وصیتیں پوری کردیں جب وہ تیسرے روز قبر سے واپس جانے لگا تو اس نے قبر سے دہشت ناک آواز سنی۔ وہ ڈر کر گھر آگیا۔ رات کو خواب میں بھائی کو دیکھا تو ماجرا سنایا اور پوچھا کہ آپ کس طرح ہیں کہا کہ ہر طرح خیریت سے ہوں' توبہ ہر چیز کا باعث بنتی ہے پھر دریافت کیا' میرے بھائی کا کیا حال ہے کہا کہ وہ ابرار و متقین کے ساتھ ہیں جو انسان زندگی میں عمل کرتا ہے اس کا بدلہ یہاں پاتا ہے تو تم بھی اپنی مالداری کو محتاجی سے غنیمت سمجھو۔ دوسرے دن اس بھائی نے بھی دنیا سے کنارہ اختیار کیا اور فقر و فاقہ کی زندگی شروع کردی اور اس کے بیٹے نے کمائی شروع کردی۔ جب باپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو بیٹے نے باپ سے وصیت دریافت کی تو اس نے بھی اپنے دونوں بھائیوں کی طرح یہ وصیت کی کہ یہ میری قبر پر اشعار لکھ دینا (جو اس کی قبر پر لکھے گئے) اور تین روز تک آنا اور میری قبر میرے دونوں بھائیوں کے ساتھ بنانا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا جب تیسرے روز لڑکا اپنے باپ کی قبر سے جانے لگا تو اس نے ہولناک آواز سنی اور ڈر کر گھر آیا۔ رات کو خواب میں والد کی زیارت ہوئی تو باپ نے کہا اے بیٹے! تم جلد ہی ہمارے پاس آنے والے ہو' معاملہ مشکل ہے تیاری کرو اور بہادروں کی طرح نہ اتراؤ کہ وہ اپنی عمروں پر ناز کرتے رہے اور عمل میں کوتاہی کرتے رہے پھر عمر کے ضائع ہونے پر افسوس کریں گے اے میرے بیٹے جلدی جلدی کر۔ شیخ نے کہا کہ اس خواب کی صبح کو میں اس نوجوان سے ملا تو اس نے سب واقعہ مجھے سنایا اور کہا کہ میری زندگی کے تین ماہ باقی ہیں یا تین دن' کیوں کہ میرے باپ نے مجھ کو تین مرتبہ ڈرایا تھا۔ جب تیسرا دن ہوا تو اس نے اپنے تمام اہل و عیال کو بلایا اور ان کو رخصت کیا پھر اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر جان بحق ہوا۔

مردے کو زندوں کی باتوں سے تکلیف پہنچنے کا بیان اور مردے کو برا کہنے کی ممانعت

(اس باب میں 4 روایات ہیں)

(۱) دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مردے کو قبر میں اس چیز سے تکلیف پہنچتی ہے جس چیز سے کہ اس کو گھر میں تکلیف پہنچتی تھی۔

قرطبی کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی فرشتہ مقرر کردیا ہو' جو میت کو زندوں کی باتوں سے آگاہ کرتا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کے بارے میں بدگوئی کرنا ممنوع ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد فرشتے کا مردے کو اس کی بدعملیوں کی بناپر تکلیف دینا ہے۔

(۲) نسائی نے صفیہ بنت شیبہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک مردے کا ذکر برے الفاظ میں کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مردوں کا ذکر اچھے الفاظ میں کرو۔

(۳) ابوداؤد ترمذی اور ابن ابی الدینا نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مردوں کی اچھائیوں کا بیان کرو اور ان کی برائیوں کے بیان سے باز رہو۔

(۴) ابن ابی الدینا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اپنے مردوں کا ذکر اچھے الفاظ میں کرو' کیوں کہ اگر تم نے ان کو برے الفاظ سے یاد کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہل جنت سے ہیں تو تم گنہگار ہوگے۔ اور اگر اہل جہنم سے ہیں تو وہی سزا کافی ہے جو ان کو مل رہی ہے۔

مردے کو نوحہ سے تکلیف پہنچنے کا بیان

(اس باب میں سات 7 روایات ہیں)

(۱) شیخین علیہ الرحمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ کسی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ (مرفوعاً) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مردے کو گھر والوں کے نوحہ کرنے سے تکلیف اور عذاب ہوتا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ابو عبدالرحمٰن(۲۲۳) بھول گئے آپ نے یہ فرمایا تھا کہ میت کے گھر والے رونے میں مشغول(۲۲۴) ہوتے ہیں حالانکہ مردے کو

اس کے جرائم کی وجہ سے گناہ (عذاب) ہو رہا ہوتا ہے۔
(۲) ابن سعد نے یوسف بن مالک سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ رافع بن خدیج کے جنازے میں شریک ہوئے اور کہا کہ مردے کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب نہیں ہوتا ہے۔ جس حدیث میں عذاب ہونے کا تذکرہ ہے اس کے راوی ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ انس رضی اللہ عنہ عمران رضی اللہ عنہ حصین سمرہ رضی اللہ عنہ بن جندب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ابویعلی مغیرہ ابن شیبہ ہیں اس لئے اس مسئلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہوگیا۔ پہلا قول یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے اور واقعی عذاب ہوتا ہے۔ یہ مذہب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحب زادے ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ بالکل عذاب نہیں ہوتا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ "با" حال کے لئے ہے اور معنی یہ ہیں کہ! "حالانکہ میت کو ان لوگوں کے رونے کے وقت اپنے گناہوں کے سبب عذاب ہو رہا ہے" اور چوتھا یہ کہ یہ حدیث کافر کے ساتھ خاص ہے یہ دونوں قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہیں۔
پانچواں یہ کہ یہ اس وقت ہے کہ جب رسم و رواج کے طور پر رویا جائے۔ یہی مذہب امام بخاری علیہ الرحمہ کا ہے۔ چھٹے یہ کہ گناہ اور عذاب اس کو ہوگا جو اس کی وصیت کرکے مرا ہوگا جیسے کسی نے کہا تھا کہ 'جب میں مرجاؤں تو اے بنت معبد! تو اپنا گریبان چاک کرنا اور مجھ پر میری شان کے لائق رونا۔ ساتواں قول یہ ہے کہ یہ اس وقت ہے کہ جب کسی کو معلوم ہے کہ میرے یہاں نوحہ کرنے کا رواج ہے اور پھر نوحہ نہ کرنے کی وصیت نہ کرے۔ آٹھواں یہ ہے کہ عذاب ان صفات کے بیان کی وجہ سے ہے جو مردے میں بیان کی جاتی تھیں۔ مثلاً کہا جاتا تھا کہ اے عورتوں کو رانڈ اور بچوں کو یتیم کرنے والے اور گھروں کو ویران کرنے والے۔ نواں یہ کہ اس سے مراد فرشتہ کا مردے کو تنبیہ کرنا اور جھڑکنا ہے۔ اس کے رشتہ داروں کے ندبہ اور بین کی وجہ سے جیسا کہ ترمذی حاکم اور ابن ماجہ کی حدیث مرفوع سے ظاہر ہے کہ جب کوئی مرتا ہے اور اس کے رونے والے کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ 'اے پہاڑ! اے ہمارے ملجاو ماوا! تو اللہ تعالیٰ دو فرشتے اس پر مقرر کردیتا ہے جو اس کو جھڑکتے اور ڈانٹتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کیا تو ایسا ہی تھا۔ دسواں

قول یہ ہے کہ میت کو گھر والوں کے رونے سے ایذا ہوتی ہے کیوں کہ طبرانی کی حدیث (۲۳) میں ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے مرے ہوئے بچے کا ذکر کیا اور رونے لگیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ کے بندو! اپنے مردوں کو تکلیف نہ دو۔ اسے ابن جریر علیہ الرحمہ اور ابن تیمیہ وغیرہم نے پسند کیا۔

(۳) طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو نوحہ کرنے والی عورت کھڑی ہوئی۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، انہیں ہوش آگیا تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو عورتیں چیخنے لگیں کہ "واعزاہ واجبلاہ" تو ایک فرشتہ میرے اوپر گرز لے کر کھڑا ہوا کہ 'کیا تو ایسا ہی تھا؟ میں نے کہا نہیں فرشتے نے کہا کہ اگر تم "ہاں" کہتے تو میں تم کو اس گرز سے مارتا۔

(۴) طبرانی نے حسن سے روایت کی کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ان کی بہن کہنے لگیں کہ "واجبلاہ" جب ہوش آیا تو فرمانے لگے کہ 'اے بہن! تو آج تک مجھ کو تکلیف دے رہی ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو کیوں تکلیف پہنچا سکتی ہوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب تو نے "واکذا واکذا" کہا تھا تو اس وقت ایک فرشتہ مجھے سخت طریقہ پر جھڑک رہا تھا۔

(۵) ابن سعد نے مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ 'جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زخم آئے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس آئیں اور کہا کہ "ہائے رسول اللہ ﷺ کے ساتھی اور ان کے خسر اور مومنوں کے امیر" تو آپ نے فرمایا کہ اے بہن! اگر تم میرا کچھ حق اپنے اوپر سمجھتی ہو تو اب کبھی مجھ پر بین نہ کرنا۔ کیوں کہ جب کسی میت کے وصف بیان کرکے رویا جاتا ہے، فرشتہ اس کو ڈانٹتا ہے اور تکلیف دیتا ہے۔

(۶) احمد علیہ الرحمہ نے ابوالربیع سے روایت کی، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جنازہ میں شرکت کی تو آپ نے ایک آدمی کے چیخنے کی آواز سنی۔ تو آپ نے ایک شخص کو اس کے پاس بھیج کر اس کو چپ کرایا۔ تو لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ نے اس کو کیوں چپ کرایا؟ تو آپ نے فرمایا کہ 'میت کے اوپر رونے سے میت کو تکلیف پہنچتی ہے حتی کہ وہ قبر

میں داخل ہو جائے۔

(۷) سعید بن منصور نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کچھ عورتوں کو جنازے میں دیکھا تو فرمایا کہ جاؤ گناہ سمیٹ کر تم زندوں کو آزمائش میں مبتلا کرتی ہو' مردوں کو بھی تکلیف پہنچاتی ہو۔ یحیٰی بن معین نے اپنی سند سے اتنا ٹکڑا اور بیان کیا کہ میت کے لئے سب سے برے وہ لوگ ہیں جو اس پر روتے تو خوب ہیں' مگر اس کا قرض ادا نہیں کرتے۔

میت کو دوسرے طریقوں سے تکلیف پہنچانا

(اس باب میں 6 روایات ہیں۔)

(۱) ابن شیبہ نے اور حاکم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ 'وہ فرماتے تھے کہ میں انگاروں یا تلوار کی دھار پر چلنا پسند کروں گا۔ مگر کسی مسلمان کی قبر روندنا پسند نہ کروں گا۔ اور قبرستان میں بیٹھ کر قضائے حاجت کرنا میرے نزدیک بازاروں میں قضائے حاجت کرنے کے برابر ہے۔ ابن ماجہ علیہ الرحمہ نے اس کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا۔

(۲) ابن ابی الدینا نے "کتاب القبور" میں سلیم بن عتر سے روایت کی کہ ان کا گزر ایک قبرستان پر ہوا۔ ان کو پیشاب کی شدید حاجت تھی لوگوں نے کہا کہ یہاں قضائے حاجت کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ سبحان اللہ! میں مردوں سے ایسی ہی شرم کرتا ہوں کہ جیسی زندوں سے۔

(۳) طبرانی نے حاکم اور ابن مندہ نے عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کی'وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک قبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ قبر سے نیچے اترو۔ نہ تم قبر والے کو تکلیف پہنچاؤ نہ قبر والا تم کو تکلیف پہنچائے۔ ۶۱د

(۴) سعید بن منصور نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان سے سوال کیا گیا کہ قبر کے روندنے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا میں جس طرح زندہ انسان کے تکلیف پہنچانے کو برا سمجھتا ہوں اسی طرح مردہ انسان کی تکلیف کو بھی برا سمجھتا ہوں۔

(۵) ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مردہ کو تکلیف دینا زندہ کو تکلیف دینے کی طرح ہے۔

(٦) ابن مندہ نے قاسم بن مخیمرہ علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ میں اپنے نیزے کی نوک پر قدم رکھوں اور وہ میرے سر سے نکل جائے' لیکن میں قبر کو روندنا ہر گز پسند نہ کروں گا' پھر مزید فرمایا کہ ایک شخص نے ایک قبر کو روندا تو قبر سے آواز آئی کہ اے شخص! مجھ کو ایذاء نہ دے۔

مومن کی قبر کی حفاظت کرنیوالوں کا بیان

اس باب میں ایک روایت ہے

(ا) ابو نعیم نے ابو سعید سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا' آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ مومن کی روح قبض فرمالیتا ہے تو اس کے فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو نے ہم کو اپنے مومن بندے کے اعمال لکھنے پر مقرر فرمایا تھا۔ اب تو نے اس کی روح کو قبض کرلیا ہے' تو اب تو ہم کو اجازت دے کہ ہم آسمان پر اقامت کریں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر آسمان میری تسبیح و تقدیس کرنے والے فرشتوں سے پر ہے۔ تو وہ عرض کریں گے پھر زمین پر رہنے کی اجازت ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میری زمین میری تسبیح کرنے والی مخلوق سے بھری ہے ہاں اسی بندے کی قبر پر جاکر کھڑے ہو جاؤ اور وہاں میری تسبیح' تہلیل اور بڑائی بیان کرو اور قیامت تک ایسا ہی کرتے رہو یہ سب میرے بندے کے نامہ اعمال میں لکھو۔ بعض روایات میں ہے کہ کافر کے فرشتوں سے کہا جاتا ہے کہ اس کی قبر پر واپس جاؤ اور اس پر لعنت کرو۔

میت کو قبر میں نفع دینے والی چیزوں کا بیان

(اس باب میں 47 روایات ہیں)

(ا) ابن ابی الدینا نے اور ابو نعیم نے حلیہ میں ثابت بنانی علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ جب آدمی قبر میں جاتا ہے تو اس کے اعمال صالحہ اس کو گھیر لیتے ہیں۔ پھر جب فرشتہ عذاب آتا ہے تو اس کے اعمال صالحہ میں سے ایک عمل کہتا ہے کہ دور ہو اگر میں ہی تنہا ہوتا تو تو قریب نہ آسکتا

تھا۔

(۲) ابن ابی الدنیا نے ثابت بنانی علیہ الرحمہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ جب مومن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اسے جنت کا ایک بچھونا دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں' آرام سے سو' اور خدا تجھ سے راضی ہو اور حد نگاہ تک اس کی قبر میں وسعت کردی جاتی ہے اور ایک کھڑکی جنت کی جانب کھول دی جاتی ہے' وہ جنت کی نعمتوں اور خوشبوؤں سے لطف اندوز ہوتا ہے' اس کے پاس اس کے نیک اعمال آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تجھ کو پیاسا رکھا' بیدار رکھا اور مصیبت میں ڈالا' تو آج ہم تیرے مونس و غمگسار ہیں حتی کہ تو جنت میں داخل ہو۔

(۳) بزار' طبرانی اور حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوست تین قسم کے ہیں ایک دوست وہ ہے جو کہتا ہے کہ جو تو خرچ کرے وہ تیرا اور جو روکے وہ غیر کا۔ یہ مال ہے دوسرا وہ ہے جو کہتا ہے کہ میں ہر وقت تیرے ساتھ ہوں جب تو بادشاہ کے دروازے پر آئے گا تو میں تیرا ساتھ چھوڑ دوں گا۔ یہ اس کی عزت اور اہل و عیال ہیں۔ تیسرا وہ جو کہتا ہے کہ میں ہمہ وقت تیرے ساتھ ہوں جہاں بھی تو ہو اور یہ اس کا عمل ہے۔ انسان کہتا ہے کہ اے میرے دوست میں تجھ ہی کو سب سے حقیر سمجھتا تھا۔

(۴) شیخین علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان کا انتقال ہوجاتا ہے تو تین چیزیں اس کے ہمراہ جاتی ہیں' دو واپس آجاتی ہیں اور ایک رہ جاتی ہے۔ گھر والے' مال' عمل' یہ تین چیزیں ہیں پہلی دو واپس آجاتی ہیں اور عمل رہ جاتا ہے۔

(۵) بزار' طبرانی اور حاکم نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان اور موت کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے تین دوست تھے ایک نے کہا کہ یہ میرا مال ہے جو چاہو لو اور جو چاہو چھوڑ دو۔ دوسرے نے کہا کہ جب تک تو زندہ ہے میں تیرے ساتھ رہوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں ہمہ وقت تیرے ساتھ رہوں گا۔ پہلا اس کا مال ہے' دوسرا اس کے اہل و عیال ہیں' تیسرا اس کا عمل ہے۔

(٦) ابن ابی الدنیا نے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب مومن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو مومن کے اعمال صالحہ اس کو گھیر لیتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، جہاد، صدقہ، اب جب عذاب کے فرشتے پیروں کی طرف سے آتے ہیں تو نماز کہتی ہے کہ پیچھے ہٹ، کیوں کہ ان پیروں سے کھڑا ہو کر یہ خداتعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ تو عذاب سر کی جانب سے آتا ہے تو روزہ کہتا ہے کہ دور رہو کہ یہ خدا کے لئے پیاسا رہا۔ تو عذاب جسم کی طرف سے آتا ہے تو حج اور جہاد آڑے آتے ہیں تو عذاب ہاتھوں کی جانب بڑھتا ہے تو صدقہ حائل ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ ان ہاتھوں کو کیوں عذاب ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں رزق بانٹتے تھے۔ پھر اس انسان کو مبارک باد دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ تو زندگی اور موت دونوں ہی میں کامیاب رہا۔ پھر فرشتے اس کے لئے جنتی بچھونا بچھاتے ہیں اور اس کی قبر کو حد نگاہ تک وسیع کردیا جاتا ہے اور ایک قندیل کو قیامت تک کے لئے وہاں روشن کردیا جاتا ہے۔

(٧) ابن ابی الدنیا نے یزید بن ابی منصور سے روایت کی کہ ایک شخص قرآن پڑھتا تھا جب اس کی موت کا وقت آیا تو رحمت کے فرشتے آئے کہ اس کی روح قبض کریں تو قرآن نکل آیا اور کہنے لگا کہ اے مولا! اس کا سینہ میری قیام گاہ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کو چھوڑ دو(٢٢٥)

(٨) بخاری نے ادب میں اور مسلم نے روایت کی کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے سب عمل منقطع ہوجاتے ہیں، سوائے تین اعمال کے صدقہ جاریہ، علم نافع اور نیک اولاد، جو والدین کے لئے دعا کرتی رہے۔

(٩) مسلم نے جریر بن عبداللہ سے مرفوعا روایت کی کہ چار شخصوں کا عمل جاری رہتا ہے۔ (١) مجاہد فی سبیل اللہ (٢) عالم (٣) صدقہ جاریہ (٤) ولد اولاد صالح جو اس کے لئے دعا کرے۔(٢٢٦)

(١٠) مسلم نے جریر بن عبداللہ سے مرفوعا روایت کی کہ جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کا بدلہ اس کو بھی ملے گا اور جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے اور ان کے اجور میں کچھ کمی نہ کی جائے گی۔ اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اس کو اس کی سزا ملے گی اور قیامت تک جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان کی سزا بھی ملے گی اور ان کی سزا میں کمی نہ

ہوگی۔(۴۲۷)

(۱۱) ابن سعد نے رجاء بن حیوۃ سے روایت کی کہ انہوں نے سلیمان بن عبدالملک سے کہا کہ اگر آپ قبر میں محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو کسی مرد صالح کو خلیفہ بنائیں۔

(۱۲) ابن عساکر نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی کہ جس نے اللہ کی کتاب سے ایک آیت پڑھی یا علم دین کا کوئی باب پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر قیامت تک بڑھائے گا۔

(۱۳) ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چند چیزیں ہیں جن کا ثواب قبر میں انسان کو پہنچتا ہے۔ علم' ولد صالح کوئی کتاب' کوئی مسجد' مسافر خانہ' نہر' کنواں' کھجور وغیرہ کا درخت' صدقہ جاریہ ان تمام اشیاء کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملے گا۔

(۱۴) طبرانی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب تم زیارت کرو اور مردوں کے لئے دعائے رحم اور طلب مغفرت کرو۔

(۱۵) ابو نعیم نے طاؤس سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا کہ میت کے پاس سب سے بہتر کلمہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ استغفار۔

(۱۶) طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نیک بندے کا درجہ جنت میں بلند فرماتا ہے تو بندہ پوچھتا ہے کہ اے اللہ! یہ کس سبب سے ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تیری اولاد کے استغفار کے باعث ہے۔ اسی کو بخاری نے الادب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا۔

(۱۷) بیہقی نے شعب الایمان اور دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ کا حال قبر میں ڈوبتے انسان کے حال کی مانند ہے کہ وہ شدت سے انتظار کرتا ہے کہ کوئی رشتہ دار یا دوست اس کی مدد کو پہنچے اور جب کوئی اس کی مدد کو پہنچتا ہے تو اس کے نزدیک وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبر والوں کو ان کے زندہ متعلقین کی طرف سے ہدیہ کیا ہوا ثواب پہاڑوں کی مانند عطا فرماتا ہے۔ زندوں کا ہدیہ مردوں کو استغفار ہے۔

(۱۸) ابن ابی الدینا نے سینا سے روایت کی‘کہ وہ فرماتے ہیں کہ اسلاف میں یہ بات مشہور تھی کہ مردوں کو دعاؤں کی حاجت زندوں کے کھانے پینے سے بھی کہیں زیادہ ہے اور اس پر اجماع ہے کہ میت کو دعا کا ثواب پہنچتا ہے اور دعا اس کے حق میں نافع ہوتی ہے اور اس کی دلیل قرآن سے یہ ہے کہ! ”اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تو ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے قبل بہ حالت اسلام دنیا سے رخصت ہو چکے۔(سورہ الحشر آیت نمبر۱۰)

(۱۹) ابن ابی الدینا نے ایک بزرگ سے روایت کی‘انہوں نے کہا کہ ایک رات میں نے اپنے بھائی کو قبر میں دیکھا تو پوچھا کہ ’اے بھائی! کیا ہم لوگوں کی دعا تم کو پہنچتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں وہ نورانی لباس کی شکل میں آتی ہے جو ہم پہن لیتے ہیں۔

(۲۰) ابن ابی الدنیا نے ابوقلابہ سے روایت کی‘وہ فرماتے ہیں کہ میں شام سے بصرہ آیا تو خندق میں اترا‘وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی پھر اپنا سر ایک قبر پر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ صاحب قبر مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم نے مجھ کو تکلیف پہنچائی ہم جانتے ہیں اور تم کو پتہ نہیں‘ہم عمل پر قادر نہیں۔ تم نے دو رکعت جو نماز پڑھی وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ پھر اس نے کہا کہ اہل دنیا کو اللہ ہماری طرف سے جزائے خیر دے جب وہ ہم کو ایصال ثواب کرتے ہیں تو وہ ثواب نور کے پہاڑ کی مثل ہم پر داخل ہوتا ہے۔

(۲۱) ابن ابی الدینا نے بعض متقدمین سے روایت کی کہ ایک قبرستان سے گزرا‘تو وہاں دعا مانگی‘تو ایک غیبی آواز آئی کہ ان کے لئے دعائے رحم کرو کیوں کہ ان میں غمگین اور محزون سب ہی ہیں۔ ابن رجب نے روایت کی کہ جعفر خلدی نے اپنی سند سے روایت کی کہ میرے باپ نے کسی ایک صالح کو خواب میں دیکھا وہ شکایت فرما رہے ہیں کہ تم نے اپنے ہدیے ہم کو بھیجنا کیوں چھوڑ دیئے؟ انہوں نے سوال کیا‘کیا جناب مردے بھی زندوں کے ہدیوں کو پہچانتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اگر زندے نہ ہوتے تو مردے تباہ ہو جاتے۔

(۲۲) ابن نجار نے اپنی تاریخ میں مالک بن دینار علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ میں جمعہ کی رات ایک قبرستان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک نور چمک رہا ہے۔ تو میں نے کہا ”لاالہ الااللہ“

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کی مغفرت کردی۔ تو ایک غیبی آواز آتی ہے کہ اے مالک بن دینار علیہ الرحمہ! یہ مومنوں کا تحفہ ہے اپنے مومن بھائیوں کے لئے میں نے غیبی آواز کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ یہ ثواب کس نے بھیجا ہے؟ تو آواز آئی کہ 'ایک مومن بندہ اس قبرستان میں داخل ہوا اور اچھی طرح وضو کیا اور پھر دو رکعت نماز ادا کی اور اس کا ثواب اہل مقابر کے لئے بخش دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس ثواب کی وجہ سے یہ روشنی اور نور ہم کو دیدیا۔ مالک علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ پھر میں بھی ہر شب جمعہ کو ثواب ہدیہ کرنے لگا۔ تو خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ اے مالک! جتنے نور تو نے ہدیہ کئے ان کے بدلے اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت کردی اور تیرے لئے جنت میں قصر منیف بنادیا۔

(۲۳) ابن ابی الدینا نے یسار بن غالب سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک رات خواب میں رابعہ بصریہ علیہ الرحمہ کو دیکھا میں ان کے لئے بہت دعا کرتا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے یسار! تمہارے بھیجے ہوئے ہدایا مجھ کو نورانی طباقوں میں ریشمی رومالوں سے ڈھک کر پیش کئے جاتے ہیں۔

(۲۴) طبرانی نے اوسط میں اپنی سند سے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا! میری امت قبر میں گناہ سمیت داخل ہوگی اور جب نکلے گی تو بے گناہ ہوگی کیونکہ وہ مومنین کی دعاؤں سے بخش دی جاتی ہے۔

(۲۵) ابن ابی شیبہ نے حسن سے روایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں انسان کو دیں' جو اس کی نہ تھیں وصیت حالانکہ مال دوسرے کا ہوجاتا اور مسلمانوں کے لئے دعا' حالانکہ اس میں مسلمان کا کچھ خرچ نہیں ہوتا۔

(۲۶) دارمی نے اپنی مسند میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ چار چیزیں انسان کو موت کے بعد ملتی ہیں تہائی مال (یعنی جو وصیت بالمعروف میں خرچ کیا) نیک بچہ جو دعا کرتا رہے' نیک رسم جس پر لوگ بعد میں عمل کرتے رہیں۔

(۲۷) بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ان کی غیر موجودگی میں وفات پاگئیں جب وہ آئے تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ

اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا کافی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تو انہوں نے حضور ﷺ کو گواہ بناتے ہوئے کہا کہ میرا یہ باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے۔

(۲۸) احمد اور اصحاب سنن اربعہ نے روایت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ 'یارسول اللہ ﷺ میں اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کرنا چاہتا ہوں' کونسا صدقہ افضل رہے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانی۔ چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھودوایا اور کہا کہ یہ ام سعد کا ہے(۲۲۸)

(۲۹) طبرانی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ کرنے والے قبر کی گرمیوں سے محفوظ رہیں گے۔

(۳۰) طبرانی نے اوسط میں بہ سند صحیح انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ملاقات سرکار دوعالم ﷺ سے ہوئی تو انہوں نے عرض کی کہ میری ماں کا انتقال ہوگیا اور وہ کچھ وصیت نہ کرسکیں، تو کیا ان کی جانب سے میں صدقہ کردوں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اور پانی کا (وقف) کرو۔

(۳۱) طبرانی نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ بغیر وصیت کے انتقال کرگئیں ہیں' تو کیا میرا صدقہ کرنا ان کو نفع دے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں اگرچہ بکری کے جلے ہوئے پائے بھی تم صدقہ کرو۔

(۳۲) طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص صدقہ کرے تو اس کا ثواب اپنے والدین کو پہنچائے کیوں کہ اس طرح اس کے ثواب میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔

(۳۳) طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب کوئی شخص میت کو ایصال ثواب کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام اسے نور کے طباق میں رکھ کر قبر کے کنارے پر کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے قبر والے! یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے قبول کر یہ سن کر وہ خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی اپنی محرومی پر غمگین ہوتے ہیں۔

(۳۴) ابن ابی شیبہ نے سعید ابن سعید سے روایت کی کہ میت کی جانب سے اگر بکری کے پایہ کا بھی صدقہ کیا تو اس کا ثواب بھی اسے ملے گا۔

(۳۵) بیہقی نے شعب الایمان اور اصبہانی نے ترغیب میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے حج کیا تو اللہ اسے جہنم کی آگ سے آزاد کردے گا اور جن کی طرف سے حج کیا گیا ہے ان کو پورا اجر ملے گا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بہتر صلہ رحمی یہ ہے کہ اپنے مردہ رشتہ داروں کی جانب سے حج کیا جائے۔

(۳۶) ابو عبداللہ ثقفی نے اپنی کتاب "ثقفیات" میں زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے والدین کی جانب سے حج کیا تو اس کو اس کی جزا ملے گی اور آسمانوں میں اس کو خوش خبری دی جائے گی نیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ فرمان بردار لکھا جائے گا۔

(۳۷) بزار و طبرانی نے بہ سند حسن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا باپ مرگیا اور حج فرض ادا نہیں کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بتاؤ تو سہی کہ اگر اس پر کچھ قرض ہوتا تو تم کیا ادا نہ کرتے؟ اس نے کہا کہ ضرور ادا کرتا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اس پر قرض ہے ادا کرو۔

(۳۸) طبرانی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میری ماں مرچکی ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۳۹) طبرانی اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میت کی طرف سے حج کیا تو حج کرنے والے اور جس کی طرف سے حج کیا ہے دونوں ہی کو ثواب ملے گا۔

(۴۰) ابن ابی شیبہ نے عطاء اور زید بن اسلم سے روایت کی کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری ماں مرچکی ہے کیا میں اس کی طرف سے غلام آزاد کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

(۴۱) ابن ابی شیبہ نے عطاء سے روایت کی کہ میت کے مرنے کے بعد غلام آزاد کرنا اور صدقہ

میت کے لئے مفید ہے۔

(۴۲) ابن ابی شیبہ نے عطاء سے روایت کی کہ حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی طرف سے غلام آزاد کرتے تھے۔

(۴۳) ابن سعد نے قاسم بن محمد سے روایت کی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمان کی طرف سے ان کے ایصال ثواب کے لئے ایک غلام آزاد کیا۔

(۴۴) ابوالشیخ نے کتاب الوصایا میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاص نے وصیت کی تھی کہ ان کی جانب سے (۱۰۰) غلام آزاد کئے جائیں تو ہشام نے پچاس آزاد کردیئے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں، حج، صدقہ، اور آزادی مسلم ہی کی طرف سے کی جائے گی۔

(۴۵) ابن شیبہ نے حجاج بن دینار سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ والدین کی اطاعت کے بعد نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھو اور اپنے روزے کے ساتھ ان کے لئے روزہ رکھو، اور صدقہ کے ساتھ ان کے لئے صدقہ کرو۔

(۴۶) مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک عورت نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں پر دوماہ کے روزے تھے، کیا میں ان کی جانب سے روزے رکھ سکتی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اس نے عرض کی کہ میری ماں نے حج بھی کبھی نہیں کیا، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ، ہاں۔

(۴۷) شیخین علیہ الرحمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کا ولی رکھ سکتا ہے۔

قبر پر میت کے لئے قرآن پڑھنا

(اس باب میں 9 روایات ہیں)

(۱) میت کے لئے قرآن پڑھنے سے آیا میت کو ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ جمہور سلف اور ائمہ مجتہدین ثواب پہنچنے کے قائل ہیں ہمارے امام، امام شافعی علیہ الرحمہ نے

اختلاف کیا۔ ان کی دلیل یہ آیت ہے کہ "وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی" (سورہ النجم آیت نمبر۳۹) انسان کو اسی کی کوشش کا بدلہ ملے گا لیکن اس آیت کا جواب چند وجوہ سے دیا گیا ہے۔

اول تو یہ کہ یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے "وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ" اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے بعد ان کی ذریت آئی اس آیت کا مفاد یہ ہے کہ بیٹوں کو باپ کی نیکی سے جنت میں داخل کردیا گیا۔(سورۃ الطور آیت نمبر ۲۱)

دوم یہ کہ یہ آیت قوم ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے' لیکن یہ امت مرحومہ تو اس کو وہ بھی ملے گا جو خود کرے گی اور وہ بھی جو اس کے لئے کیا جائے گا یہ قول عکرمہ علیہ الرحمہ کا ہے۔

تیسرے یہ کہ انسان سے مراد یہاں کافر ہے اور مومن اس سے مستثنیٰ ہیں' یہ قول ربیع بن انس کا ہے۔

چوتھے یہ کہ قانون عدل ہے اور دوسرے کے کئے سے فائدہ کا پہنچنا اس کا فضل ہے یہ حسین بن فضیل کا قول ہے۔

پانچواں لام بہ معنی علی ہے کہ انسان کو ضرر اس کے کئے ہوئے گناہ کا ہوگا' نہ کہ دوسرے کا جو حضرات ثواب کے پہنچنے کے قائل ہیں وہ یہی قیاس کرتے ہیں کہ جب حج' صدقہ' وقف' دعا' قراۃ کا ثواب پہنچ سکتا ہے تو دوسری عبادات کا بھی پہنچ سکتا ہے۔ اگرچہ یہ احادیث ضعیف ہیں' لیکن ان کی مجموعی حیثیت سے ایصال ثواب کی اصل ثابت ہے نیز قدیم سے مسلمان اپنے مردوں کے لئے جمع ہو کر قرآن پڑھتے رہے اور کسی نے انکار نے کیا۔ اس سے اجماع مسلمین بھی ثابت ہوتا ہے یہ سب کچھ حافظ شمس الدین بن عبدالواحد المقدسی حنبلی نے اپنے رسالے میں ذکر کیا۔ قرطبی نے کہا کہ شیخ عزالدین بن سلام ایصال ثواب کے قائل نہ تھے۔ جب ان کا انتقال ہوگیا تو بعض لوگوں نے ان کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ آپ دنیا میں ایصال ثواب کے قائل نہ تھے اب کیا حال ہے؟ تو کہا کہ ہاں پہلے تو یہی کہتا تھا مگر اب معلوم ہوا کہ خدا کے فضل و کرم سے ثواب پہنچتا ہے اور اب میں نے رجوع کرلیا ہے۔

قبر پر قرآن پڑھنے کے بارے میں ہمارے اصحاب نے جواز کا قول کیا ہے۔ زعفرانی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی علیہ الرحمہ سے دریافت کیا کہ قبر کے پاس قرآن پڑھنا کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ حرج نہیں۔

نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا شرح مہذب میں کہ 'زیارت کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ زیارت کے بعد قرآن پڑھے اور دعا کرے اس پر امام شافعی کی تصریح بھی ہے اور ان کے اصحاب بھی اس پر متفق ہیں۔ اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ اگر قرآن ختم کریں تو افضل ہے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ پہلے اس کا انکار کرتے تھے کیوں کہ ان کو اس سلسلہ میں کوئی حدیث نہ ملی تھی لیکن ان کو وہ حدیث ملی جو ہم "دفن کے وقت کیا کہا جائے"؟ کے باب میں ذکر کر آئے جس کے ابن عمر اور علاء بن حلاج راوی ہیں اور حدیث مرفوع ہے تو رجوع کر لیا۔

(۲) خلال نے جامع میں شعبی سے روایت کی کہ جب انصار کا کوئی مرجاتا تو وہ اس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن پڑھتے۔

(۳) ابو محمد سمرقندی نے سورہ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب مردوں کو بخش دیا تو مردوں کی تعداد کے مطابق اسے اجر ملے گا۔

(۴) ابوالقاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی 'رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قبرستان پر گزرا اور اس نے سورہ فاتحہ 'اخلاص اور "الھکم التکاثر" پڑھی پھر یہ دعا مانگی کہ 'اے اللہ! میں نے جو قرآن پڑھا ہے اس کا ثواب مومن مرد اور عورت دونوں کو دینا۔ تو وہ قبر والے قیامت کے دن اس کے سفارشی ہوں گے۔

(۵) قاضی ابوبکر بن عبدالباقی انصاری نے سلمہ بن عبید سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ حماد مکی نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ کے قبرستان کی طرف چلا گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا' تو دیکھا کہ قبروں والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا قیامت قائم ہو گئی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں' ہاں ہمارے ایک بھائی نے سورہ اخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔

(۶) عبدالعزیز جو خلال کے ساتھی' انہوں نے روایت کی کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قبرستان میں یٰسین پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کی برکات سے مردوں کے عذاب میں تخفیف فرمادے گا اور پڑھنے والے مردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔ قرطبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث کہ اپنے مردوں کے پاس (یٰسین) پڑھو دو احتمال رکھتی ہے ایک تو یہ کہ مرتے وقت اور دوسرا یہ کہ قبر پر پہلا قول جمہور کا ہے اور دوسرا قول عبدالواحد مقدسی کا ہے اور ہمارے علمائے متاخرین میں سے محب طبری نے اس کو عام رکھا۔ غزالی نے احیاء میں اور عبدالحق نے احمد بن حنبل علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہوئے عاقبت میں بیان کیا کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورہ فاتحہ، معوذتین اور اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب اہل قبر کو پہنچادو کیوں کہ یہ پہنچتا ہے۔

قرطبی کہتے ہیں کہ ایک قول یہ ہے کہ پڑھنے والے کو ہے اور میت کو سننے کا ثواب ہے اسی لئے تو نص قرآنی کے بموجب قرآن کے سننے والے پر رحم ہوتا ہے۔ قرطبی فرماتے ہیں کہ خدا کے کرم سے کچھ بعید نہیں کہ وہ پڑھنے اور سننے دونوں کا ثواب مردے کو پہنچادے حنفیوں کے فتاوی قاضیخان میں ہے کہ جو میت کو مانوس کرنا چاہے تو وہ قبر کے پاس قرآن پڑھے، ورنہ جہاں چاہے پڑھے کیوں کہ خدا ہر جگہ کی قرآت سننے والا ہے۔

فصل

قرطبی کہتے ہیں کہ ہمارے بعض علماء نے میت کو ثواب پہنچنے پر حدیث عیب سے استدلال کیا ہے اور وہ یہ کہ حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ دو قبروں کو عذاب ہو رہا ہے تو آپ ﷺ نے ایک ترشاخ منگائی اور اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا لگادیا، اور فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیں گی قبر والوں سے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ خطابی کہتے ہیں کہ علی نے اس کے معنی یہ بتائے کہ چیزیں جب تک اپنی اصلیت پر رہتی ہیں، سبز رہتی ہیں یا تر رہتی ہیں، خدا کی تسبیح کرتی ہیں، خطابی کے علاوہ دیگر علماء کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ درختوں وغیرہ کی تسبیح سے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے تو مومن کی قبر کے پاس اگر قرآن پڑھے گا تو کیا حال ہوگا۔ پھر یہ قبروں کے پاس درخت لگانے میں اصل ہے۔

(۸) ابن عساکر نے حماد بن سلمہ کی سند سے روایت کی کہ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے تھے کہ حضور ﷺ ایک قبر پر گزرے قبر والے پر عذاب ہو رہا تھا تو آپ ﷺ نے ایک ٹہنی اس پر لگادی اور فرمایا کہ شاید اس پر سے عذاب میں کمی ہو۔

ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی وصیت تھی کہ جب میں مرجاؤں تو قبر میں میرے ساتھ دو ٹہنیاں رکھ دینا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ کرماں اور قومس کے درمیان ایک جنگل میں وفات پاگئے تو ساتھیوں نے ذکر کیا وصیت کے لئے۔ مگر وہاں شاخیں نہ ملیں ابھی وہ حیران ہی تھے کہ کیا کریں۔ اچانک سجستان کی جانب سے کچھ سوار آتے دکھائی دیئے ان کے پاس کچھ شاخیں تھیں' انہوں نے دو شاخیں ان سے لے لیں' اور انہیں قبر میں ساتھ ہی رکھ دیا۔

(۹) ابن سعد نے مورق سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ بریدہ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر میں دو شاخیں رکھ دی جائیں۔ تاریخ ابن نجار میں کثیر بن سالم ہیتی کے تذکرے میں ہے کہ انہوں نے بڑی شدت سے یہ وصیت کی ان کی قبر جب مٹ جائے تو اس کی دوبارہ تعمیر نہ کی جائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے جن کی قبریں مٹ جاتی ہیں تو میں تمنا رکھتا ہوں کہ میرا شمار انہیں لوگوں میں ہوجائے۔ ابن نجار کہتے ہیں کہ آثار میں اس قسم کی روایات ملتی ہیں۔ پھر انہوں نے اپنی سند سے وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ارمیاء نبی علیہ السلام کچھ ایسی قبروں پر گزرے جن کو عذاب ہو رہا تھا۔ پھر ایک سال بعد گزرے تو عذاب ختم ہو چکا تھا۔ تو انہوں نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی اے مولا! کیا وجہ ہے کہ پہلے ان کو عذاب ہو رہا تھا اب ختم ہوگیا؟ تو آسمان سے ندا آئی کہ اے ارمیاء! ان کے کفن پھٹ گئے بال بکھر گئے اور قبریں مٹ گئیں' تو میں نے ان پر رحم کیا اور ایسے لوگوں پر میں رحم کیا ہی کرتا ہوں۔

موت کا بہترین وقت

(اس باب میں 6 روایات ہیں)

(۱) ابو نعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ' جس کا انتقال ختم رمضان پر ہوا' جنت میں داخل ہوگا جس کا انتقال ختم عرفہ پر ہوا' جنت میں داخل ہوگا۔ جس کا

انتقال صدقہ کے اختتام پر ہوا' وہ بھی جنت میں داخل ہو گا۔

(۲) احمد علیہ الرحمہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کلمہ محض اللہ کی رضا مندی کے لئے پڑھا وہ جنت میں داخل ہو گا اور اس کا خاتمہ بھی کلمہ پر ہو گا اور جس نے کسی دن اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے روزہ رکھا تو اس کا خاتمہ بھی اس پر ہو گا اور داخل جنت ہو گا اور جس نے اللہ کی رضا کے لئے صدقہ کیا اس کا خاتمہ بھی اس پر ہو گا اور وہ داخل جنت ہو گا۔

(۳) ابو نعیم نے خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اس بات کو بہت پسند کرتے تھے کہ کسی شخص کا انتقال کسی اچھے کام کے بعد ہو' مثلاً حج' عمرہ' غزوہ (جہاد) رمضان کے روزے وغیرہ۔

(۴) دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بہ حالت روزہ مرا قیامت تک اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں روزے لکھ دے گا۔

(۵) ابو نعیم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو وفات پائے گا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا' اور قیامت کے دن اس پر شہداء کی مہر ہو گی۔

(۶) حمید نے اپنی ترغیب میں اپنی سند سے ابو جعفر سے روایت کی کہ 'جمعہ کی رات روشن ہے اور اس کا دن جھلملاتا ہے۔ جو شخص جمعہ کی رات کو مرے گا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور جو جمعہ کے دن مرے گا وہ عذاب جہنم سے آزاد ہو گا۔

ان اعمال کا بیان جو مرنے کے بعد جلد جنت میں پہنچنے کا ذریعہ ہوتے ہیں

(اس باب میں ایک روایت ہے)

(۱) نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابن مردویہ اور دار قطنی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی وہ مرتے ہی جنت میں جائے گا۔ بیہقی نے بھی ایسی ہی روایت کی۔

میت کے جسم کے گلنے اور سڑنے کا بیان
انبیاء علیہ السلام اور چند اشخاص مستثنیٰ ہیں

(اس باب میں 15 روایات ہیں)

(۱) بخاری نے جندب بجلی سے روایت کی سب سے پہلے انسان کا پیٹ سڑتا ہے۔

(۲) ابونعیم نے وہب بن منبہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں میت کے جسم کو نہ سڑاتا تو لوگ مردوں کو گھر میں ہی رکھے رہتے۔

(۳) ابن عساکر نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے بندوں پر تین چیزوں سے فراخی کی' غلہ میں گھن پیدا کردیا ورنہ بادشاہ اس کو جمع کرلیتے جیسے' سونا چاندی جمع کرتے ہیں' میت کا جسم سڑادیا ورنہ کوئی میت کو دفن نہ کرتا اور غمگین کو اس کا غم بھلادیا ورنہ وہ کبھی چین سے نہ بیٹھتا۔

(۴) ابن عساکر نے ابوقلابہ سے روایت کی اللہ تعالیٰ نے روح سے زائد اچھی چیز پیدا نہ فرمائی یہ جس سے نکال لی جائے اس میں بدبو پیدا ہوجاتی ہے۔

(۵) مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ انسان کی ہر چیز گل سڑجاتی ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے' اور اسی سے قیامت کے دن اسے مرکب کیا جائے گا۔(۲۲۹)

(۶) مسلم' ابوداؤد اور نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی آدم کے تمام اجزاء کو مٹی کھالیتی ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے اور اسی سے انسان مرکب ہے

(۷) شارح مواقف کہتے ہیں کہ کیا اللہ اجزاء بدنیہ کو معدوم کردیتا ہے اور پھر پیدا فرماتا ہے یا منتشر کردیتا ہے اور پھر مجتمع فرمائے گا؟ حق تو یہ ہے کہ اس سلسلے میں کوئی صراحت موجود نہیں تو کسی چیز پر یقین نہیں کرسکتے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول "ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے خدا کے۔" میں کوئی دلیل نہیں' کیوں کہ جس طرح اعدام ہلاک ہے اسی طرح تفریق بھی ہلاک ہے۔

(۸) ابوداؤد حاکم نے اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ

کے روز مجھ پر بہ کثرت درود و سلام بھیجو کیوں کہ تمہارا درود و سلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم آپ پر درود کیوں بھیجیں' حالانکہ آپ تو مٹی میں مل چکے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو حرام کردیا ہے۔

(۹) ابن ماجہ نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب بھی تم مجھ پر درود بھیجتے ہو' تو تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے تو صحابہ نے عرض کی کہ کیا موت کے بعد بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں موت کے بعد بھی' کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہ السلام کے اجسام کو حرام فرمادیا ہے۔

(۱۰) مالک علیہ الرحمہ نے عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے روایت کی کہ' ان کو معلوم ہوا ہے کہ عمرو بن حموح رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی قبروں کو سیلاب نے کھول دیا۔ دونوں ایک ہی قبر میں تھے اور جنگ احد میں شہید ہوئے تھے' تو لوگوں نے ان کو کھودا کہ دوسری جگہ منتقل کردیں تو ایسا معلوم ہوا کہ ان کو ابھی کسی نے دفن کیا ہے۔ ان میں سے ایک اپنے زخم پر ہاتھ رکھے تھے۔ ہاتھ کو ہٹایا گیا مگر انھوں نے پھر وہیں رکھ لیا حالانکہ یہ واقعہ غزوہ احد کے چھیالیس سال بعد کا ہے۔

(۱۱) بیہقی نے دلائل میں دوسری سند سے اس واقعہ کو بیان کیا کہ جب ان کا ہاتھ ہٹایا گیا تو خون بہہ نکلا۔ پھر جب ہاتھ رکھ دیا تو بند ہوگیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ پانی کا چشمہ نکالیں' تو اعلان کردیا کہ یہاں جس کا ساتھی دفن ہو' آجائے تو لوگ آئے اور اپنے مردوں کو دیکھا تو وہ بالکل-تازہ تھے حتیٰ کہ ایک شخص کے پیر پر پھاوڑا لگ گیا تو خون بہہ نکلا۔ اس موقع پر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ' اس کے بعد کوئی منکر انکار نہ کرے گا(۲۳۰)۔ لوگ مٹی کھود رہے تھے تو ان کو ایک مٹی سے مشک کی خوشبو آئی۔ واقدی نے اپنے شیوخ سے اسی قسم کی روایت کی۔

(۱۲) بیہقی نے دلائل میں (موصولاً) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے اتنا اضافہ کیا کہ پھاوڑا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پیر پر لگ گیا اور اس سے خون بہہ نکلا۔

(۱۳) طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طلب ثواب کے لئے

اذان دینے والا شہید کی مانند ہے۔ جب وہ مرتا ہے تو اس کی قبر میں کیڑے نہیں پڑتے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ بہ ظاہر اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کو کیڑے نہیں کھاتے۔

۱۴) عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ موذنوں کی گردنیں لمبی ہوں گی اور ان کی قبروں میں کیڑے نہ پڑیں گے۔

۱۵) ابن مندہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حافظ مرتا ہے تو خدا تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کے جسم کو نہ کھانا تو زمین کہتی ہے کہ اے خداوندا میں اس کے جسم کو کیسے کھاسکتی ہوں' اس میں تو تیرا کلام ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی احادیث بھی ہیں۔

خاتمہ

روح سے متعلق فوائد کے بیان میں

(اس باب میں 18 روایات ہیں)

ان میں سے اکثر روایات میں نے ابن قیم کی کتاب الروح سے لی ہیں۔

۱) شیخین علیہ الرحمہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ کے ایک ویرانے میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شاخ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے' تو کچھ یہودی گزرے اور انھوں نے کہا کہ ان سے روح کے بارے میں پوچھو۔ بعض نے کہا کہ نہ پوچھو۔ بالآخر فیصلہ پوچھنے پر ہی ہوا۔ وہ بڑھے اور کہا کہ "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم روح کیا ہے؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لکڑی پر ٹیک لگائے بدستور کھڑے رہے' حتی کہ مجھے گمان ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آرہی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہ تجھ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دے کہ روح میرے رب کے عالم امر سے ہے اور تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔" اب روح کے بارے میں دو گروہ ہوگئے۔ ایک کا خیال ہے کہ اس سلسلہ میں گفتگو نہ کی جائے کیوں کہ یہ خدا کا بھید ہے۔ یہ طریقہ پسندیدہ ہے۔ جنید علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ' روح کا علم خدا کے ساتھ ہے' اس نے یہ اپنی (۲۳۱) مخلوق کو

نہیں دیا۔ تو اس میں بحث نہ کرنی چاہئے' ہاں یہ موجود ہے۔ یہی ابن عباس رضی اللہ عنہ اور اکثر سلف سے منقول ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روح کی تفسیر نہ کرتے تھے۔

۲) ابن ابی حاتم نے عکرمہ علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روح کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ' روح میرے رب کے عالم امر سے ہے' تم اس کی حقیقت کو نہیں پا سکتے۔ تم وہی کہو جو خدا نے فرمایا اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ "وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۝ (سورہ بنی اسرائیل نمبر۸۵)

۳) ابن جریر نے اپنی سند سے روایت کی کہ' جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہود نے کہا کہ یہی ہماری کتاب میں ہے۔

میں یہ کہتا ہوں کہ یہ وہ مسئلہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے قرآن اور توراہ و انجیل میں پوشیدہ رکھا۔ تو اس کا علم صحیح کس کو ہو سکتا ہے۔

ابو القاسم قشیری نے کہا کہ' افضل ترین فلاسفہ اس مسئلہ میں خاموش ہو گئے اور کہا کہ یہ تقدیر کی طرح ایک بھید ہے۔ ابن بطال کہتے ہیں کہ اس کے علم سے خلق کو محروم کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ وہ اپنے عجز کو جان لیں۔ قرطبی کہتے ہیں کہ اس میں تنبیہہ ہے کہ اے انسان جب تو اپنی حقیقت کے پہچاننے سے عاجز ہے تو اپنے خالق کی حقیقت کیوں کر پہچان سکتا ہے؟ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے انسان کی نگاہ خود اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتی۔

ایک فرقے نے اس کی حقیقت پر بحث کی ہے۔ امام نووی کہتے ہیں کہ' اس میں صحیح ترین قول امام الحرمین علیہ الرحمہ کا ہے کہ یہ ایک لطیف جسم ہے جو کثیف اجسام میں اس طرح داخل ہے جس طرح سبز لکڑی میں پانی۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ روح کا علم کسی کو نہ تھا وہ اس بات میں مختلف ہیں کہ آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تھا یا نہیں؟ ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ ہم کو عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت پہنچی ہے کہ حضور علیہ السلام کی وفات ہو گئی اور آپ کو روح کی حقیقت روح کا علم نہ ہوا۔ اور ایک گروہ کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کا علم تھا لیکن بتانے کا حکم نہ تھا۔ یہ اختلاف بالکل علم ساعت (قیامت) کے اختلاف کی طرح ہے۔

۴) اکثر مسلمانوں کا مذہب ہے کہ روح بھی ایک جسم ہے اور کتاب و سنت و اجماع سے بھی یہی ثابت ہے کیوں کہ اس کے لئے صفات اجسام ثابت ہیں' مثلاً قبض کرنا' چھوڑنا لینا' نکالنا' نکلنا' آرام پانا' تکلیف اٹھانا' جانا' واپس آنا' راضی ہونا' ناراض ہونا' منتقل ہونا' کھانا پینا' سیر کرنا' آرام کرنا' لٹکنا' بولنا' پہچاننا' نہ پہچاننا وغیرہ۔ یہ سب وہ صفات ہیں جو کسی عرض کو لاحق نہیں ہوسکتیں۔ پھر یہ چیز بھی شک سے بالاتر ہے کہ روح اپنے خالق کو پہچانتی ہے اور معقولات و مدرکات کو جانتی ہے یہ سب علوم عرض ہیں اور اگر روح کو بھی عرض کہیں تو قیام العرض بالعرض لازم آئے گا اور یہ محال ہے استاذ ابو القاسم قشیری علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ روح کی صورہ کا اجسام لطیفہ سے ہونا بالکل فرشتوں اور شیاطین (جنات) کی مانند ہے۔

۵) صحیح یہ ہے کہ روح اور نفس ایک ہی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اے مطمئن نفس! اپنے رب کی طرف لوٹ جا۔" دوسری جگہ فرمایا کہ "روکا نفس کو خواہش سے" کہتے ہیں فاضت نفسہ یعنی مرگیا اور جان نکل گئی۔

بعض کہتے ہیں کہ جو روح قبض کی جاتی ہے وہ نفس کے علاوہ ہے۔ اس کی تائید وہ تفسیر کرتی ہے جو ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' اللہ تعالیٰ کے قول "اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا" (سورہ الزمر آیت نمبر ۴۲) میں کہ انسان میں روح اور نفس ہے اور ان کا تعلق ایسا ہے جیسا آفتاب کا اپنی شعاع سے۔ پس نیند میں اللہ نفس کو قبض کرلیتا ہے اور روح کو چھوڑ دیتا ہے' وہ انسان میں رہتی ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ اس کے قبض کا بھی ارادہ کرے تو روح کو قبض کرلیتا ہے اور انسان مرجاتا ہے۔ اور اگر ابھی اس انسان کی زندگی ہوتی ہے تو نفس کو اس کی جگہ واپس کردیتا ہے۔

مقاتل کہتے ہیں کہ انسان کے لئے زندگی' نفس اور روح تین چیزیں ہیں جب انسان سوتا ہے تو اس کا وہ نفس نکل جاتا ہے جس سے وہ چیزوں کو پہچانتا ہے اور پوری طرح نہیں نکلتا' بلکہ اس طرح جیسے کہ کوئی رسی کھینچ دی جائے۔ تو وہ نفس خواب دیکھتا ہے اور زندگی روح کے ہمراہ جسم ہی میں رہتی ہے جس سے انسان سانس لیتا ہے۔ جب جسم کو ہلایا جائے تو وہ چشم زدن سے زیادہ جلدی واپس آجاتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس کو مارنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس نفس کو روک لیتا

ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نفس خواب دیکھ کر واپس آتا ہے اور روح کو اطلاع دیتا ہے اور روح قلب کو اطلاع دیتی ہے۔ اس طرح انسان جان لیتا ہے کہ اس نے کیا دیکھا اور کیا نہ دیکھا۔

٦) ابو الشیخ نے "کتاب العظمه" میں اور ابن عبدالبر نے "تمہید" میں وہب بن منبه سے روایت کی کہ انسان کا نفس بھی چوپایوں کی طرح پیدا کیا گیا ہے کہ وہ خواہشیں رکھتا ہے اور انسان کو برائی کی طرف بلاتا ہے اور اس کی قیام گاہ پیٹ ہے۔ انسان کی فضیلت اس کی روح سے ہے' اس کا مسکن دماغ ہے انسان اس سے زندہ رہتا ہے اور یہی انسان کو بھلائی کی دعوت دیتی ہے۔ پھر وہب نے اپنے ہاتھ پر ناک سے ہوا نکال کر کہا کہ دیکھو یہ ٹھنڈی ہے کیوں کہ روح سے ہے اور پھر ہوا خارج کی' اور کہا کہ یہ گرم ہے' کیوں کہ نفس سے ہے۔ ان کی مثال میاں بیوی کی سی ہے کہ جب روح بھاگ کر نفس کے پاس آجاتی ہے تو انسان آرام پاتا ہے اور سوجاتا ہے اور جب جاگتا ہے تو روح اپنی جگہ آجاتی ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ جب تم سو کر جاگتے ہو تو ایسا محسوس کرتے ہو کہ کوئی چیز تمہارے سر میں حرکت کررہی ہے۔ دل کی مثال بادشاہ کی سی ہے اور اعضاء خادم ہیں۔ جب نفس برائی کا حکم دیتا ہے تو اعضاء متحرک ہوجاتے ہیں مگر روح روکتی ہے اور خیر کی دعوت دیتی ہے۔ اگر دل مومن ہوتا ہے تو روح کی اطاعت کرتا ہے' اور اگر کافر ہوتا ہے تو نفس کی اطاعت کرتا ہے اور روح کی مخالفت کرتا ہے۔

٧) ابن سعد نے اپنی "طبقات" میں وہب بن منبه سے روایت کی کہ ' اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کو مٹی اور پانی سے پیدا کیا۔ پھر اس میں نفس پیدا کیا جس کے سبب کھڑا ہوتا ہے اور بیٹھتا ہے' سنتا' دیکھتا اور جانتا ہے اور جن چیزوں سے چوپائے بچتے ہیں ان سے ہی وہ بچتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے روح پیدا کی' جس کے سبب اس نے حق و باطل کی پہچان کی۔ ہدایت اور گمراہی کو جانا۔ اسی کی وجہ سے ڈرا اور آگے بڑھا اور کاموں کے انجام کو معلوم کیا۔

ابن عبدالبر نے "تمہید" میں کہا کہ ابو اسحاق محمد بن قاسم بن شعبان نے ذکر کیا کہ عبدالرحمٰن علیہ الرحمہ جو مالک علیہ الرحمہ کے مصاحب تھے انھوں نے فرمایا کہ ' نفس انسان کے جسم کی طرح ایک جسم ہے اور روح جاری پانی کی مانند ہے اور دلیل یہ آیت ہے کہ اللہ یتوفی الانفس' اللہ نفسوں کو موت دیتا ہے۔ پھر یہ کہ اللہ سونے والے کے نفس کو موت دے دیتا ہے اور اس کی

روح چڑھتی اور اترتی رہتی ہے اور نفس جگہ جگہ سیر کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس نفس کو جسم میں واپس آنے کی اجازت دے دیتا ہے تو جسم جاگ اٹھتا ہے۔ ان کے نزدیک نفس اور روح دو الگ الگ چیزیں ہیں اور روح اس پانی کی مانند ہے جو باغ میں جاری رہتا ہے اور جب خدا تعالیٰ اس باغ کو فاسد کرنا چاہتا ہے' پانی کو روک لیتا ہے۔ اسی طرح روح انسان اور اس کے جسم کا حال ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن ابی جعفر نے فرمایا کہ میت کو جب تخت پر لے کر چلتے ہیں تو اس کی روح ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو اس کے ہمراہ چلتا ہے پھر جب اس کو نماز کے لئے رکھتے ہیں تو وہ رک جاتا ہے۔ اور پھر جب دفن کے لئے لے کر چلتے ہیں تو وہ بھی ساتھ چلتا ہے۔ اور جب اس کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اللہ اس کی روح کو واپس کردیتا ہے تاکہ فرشتے سوال و جواب کریں جب سوال کرنے والے فرشتے پھرتے ہیں تو ایک فرشتے کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اس کے نفس کو نکال کر اور جہاں اللہ حکم دے پہنچادے۔ یہ فرشتہ ملک الموت کے مددگاروں میں سے ہوتا ہے۔ شیخ عز الدین ابن سلام کہتے ہیں کہ ہر انسان میں دو روحیں ہیں۔ ایک روح یقظہ ہے' یعنی وہ روح کہ جب وہ جسم میں ہو تو عادتاً" انسان بیدار ہوتا ہے اور جب وہ نکل جائے تو عادتاً" انسان سوجاتا ہے اور یہ انسان خواب دیکھتا ہے اور دوسری روح حیات کہ جب وہ جسم میں ہو تو عادتاً" وہ جسم زندہ ہوتا ہے۔ اور جب اسے نکال دیا جائے' تو عادتاً" وہ مرجاتا ہے اور جب وہ روح لوٹ آئے تو جسم زندہ ہوجاتا ہے۔ یہ دونوں روحیں انسان کے باطن میں ہیں' ان کا ٹھکانہ اللہ ہی جانتا ہے۔

بعض متکلمین کہتے ہیں کہ روح قلب انسان کے قریب ہے۔ ابن عبدالسلام کہتے ہیں کہ بہت ممکن ہے کہ روح قلب میں ہو۔ نیز یہ کہ ممکن ہے تمام ارواح لطیف ہوں اور ممکن ہے کہ مومنین کی ارواح کے ساتھ خاص ہو۔ روح حیات اور روح یقظہ کے وجود پر یہ آیت ولالت کرتی ہے کہ ' اللہ نفسوں کو وفات دیتا ہے" تو جن کے لئے اس نے موت کا فیصلہ کردیا ہے انھیں روک لیتا ہے اور یہ روح حیات ہے۔ اور جن کے لئے زندگی مقدر ہے انھیں چھوڑ دیتا ہے اور یہ روح یقظہ ہے۔ روح حیات مرتی نہیں بلکہ آسمان کی طرف اٹھ جاتی ہے۔ اب اگر کافر کی روح

ہوتی ہے تو اس کے لئے آسمان کا دروازہ نہیں کھلتا ہے اسے زمین پر واپس کردیا جاتا ہے۔ اور مومنین کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ رب العالمین کے حضور پیش ہوسکیں۔ شیخ عزالدین کی طرح امام غزالی بھی روح کے لئے قلب ہی کو مستقر مانتے ہیں۔ اور مجھے اس سلسلے میں ایک حدیث بھی ملی ہے۔

۸) ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں زہری سے روایت کی کہ خزیمہ بن حکیم رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فتح مکہ کے روز آئے اور عرض کی کہ مجھے رات کی تاریکی' دن کی روشنی اور سردی میں پانی کی گرمی اور گرمی میں پانی کی سردی اور بادل اور مرد و عورت کے پانی کے ٹھہرنے کا حال' اور نفس کا مقام' یہ سب کچھ بتائیے۔ تو انھوں نے حدیث ذکر کی اور فرمایا کہ نفس کی قیام گاہ دل ہے اور یہ لوگوں کو خون سے سیراب کرتا ہے۔ جب قلب مرجاتا ہے تو رگیں منقطع ہوجاتی ہیں۔

۹) اہل سنت کا اجماع ہے کہ روح حادث ہے اور مخلوق ہے۔ زندیقوں کے علاوہ اس میں کسی نے اختلاف نہ کیا۔ ابن قتیبہ اور محمد بن نصر مروزی اجماع کے نقل کرنے والے ہیں۔

۱۰) اب اس میں اختلاف ہے کہ روح پہلے پیدا ہوئی یا جسم۔ بعض کہتے ہیں کہ روح پہلے پیدا ہوئی۔ چنانچہ محمد بن نصر اور ابن حزم نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن مندہ نے عمرو بن منبہ سے مرفوعاً" روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی روحوں کو بندوں سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا تو جنھوں نے ایک دوسرے کو پہچانا وہ مل گئیں اور جنھوں نے نہ پہچانا وہ مختلف ہوگئیں۔ نیز یہ کہ ذریت آدم کو ان کی پشت سے نکالنے والی احادیث۔ نیز یہ کہ اللہ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو قیامت تک پیدا ہونے والی ذریت آپ کی پیٹھ سے نکل آئی۔ حاکم نے اسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ نیز حاکم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ (سورہ الاعراف آیت نمبر172) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کی ارواح کو نکالا۔ ان کو صورت اور قوت گویائی عطا فرمائی تو انھوں نے گفتگو اور اللہ تعالیٰ سے معاہدہ کرلیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جسم پہلے پیدا ہوئے' چنانچہ قرآن شریف میں ہے ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا۝ (سورہ الدھر آیت نمبر۱) انسان پر

ایک ایسا زمانہ آیا وہ اس میں کچھ بھی نہ تھا۔

۱۱) مروی ہے کہ پتلہ انسانی نفخ روح سے چالیس سال قبل تک ٹھہرا رہا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ تمہاری پیدائش اس طرح ہے کہ تم چالیس روز تک ماں کے پیٹ میں رہے پھر علقہ ہوا پھر مضغہ ہوا۔ پھر فرشتہ نے آکر روح پھونک دی۔ نفخ روح' اور خلق روح دو الگ الگ چیزیں اور ان میں فرق یہ ہے کہ روح طویل عرصہ سے مخلوق ہے۔

۱۲) مسلمانوں کے نزدیک روح بدن کے فنا کے بعد بھی باقی رہتی ہے' اس میں فلاسفہ کا اختلاف ہے۔ ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ ہر نفس موت کو چکھنے والا ہے اور ظاہر ہے کہ چکھنے والا چکھی جانے والی چیز کے بعد باقی رہتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری دلیلوں کا مفصل بیان گزرا۔ بعض کہتے ہیں کہ قیامت کے دن فنا ہوجائے گی اور پھر لوٹائی جائے گی کیونکہ خدا کا وعدہ ہے کہ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (سورہ رحمٰن آیت ۲۶) جو بھی زمین پر ہے فنا ہوگا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ الا من یشاء اللہ سے مستثنیٰ ہے۔

سبکی نے اپنی تفسیر در نظیم میں کہا کہ صحیح یہ ہے کہ روح فنا نہ ہوگی جیسے کہ میں ابن قیم نے اپنی کتاب "کتاب الروح" میں اس اختلاف کو ذکر کیا کہ کیا روح بدن کے بعد باقی ہے یا فنا ہوجائے گی۔ اور فیصلہ یہ دیا کہ اگر ذائقہ موت سے مراد جسم سے جدا ہونا ہے تو صحیح ہے اور اگر معدوم ہونا ہے تو تسلیم نہیں کیوں کہ روح پیدا ہونے کے بعد اجماعی طور پر باقی رہنے والی ہے۔ خواہ نعمت میں یا زحمت میں ہو۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ دمشق میں اپنی سند سے ذکر کیا کہ کسی نے سحنون بن سعید سے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ روح بھی بدن کے ساتھ مرجاتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ معاذ اللہ یہ تو اہل بدعت کا قول ہے۔

۱۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان الارواح جنود مجندہ الخ میں اختلاف ہے کہ اس کے معنے کیا ہیں۔ ایک قول تو یہ ہے کہ اس سے مراد خیر و شر' صلاح و فساد میں مشابہت ہے۔ خیر' خیر ہی کی طرف رغبت کرے گا اور برا' برے کی طرف۔ تو روحوں کو تعارف طبیعتوں کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ جب طبیعتیں متفق ہوجاتی تو مل جاتی اور متعارف ہوجاتی ہیں۔

۱۴) روح اگرچہ ایک ہی جنس ہے' تاہم اپنے اوصاف کے لحاظ سے مختلف ہے ہر قسم کی روح اپنی

ہم شکل سے محبت رکھتی ہے اور مخالف سے نفرت کرتی ہے۔ تاریخ میں ابن عساکر نے اپنی سند سے ہرم بن سنان سے روایت کی ہے کہ' وہ کہتے ہیں کہ میں اویس قرنی علیہ الرحمہ کے پاس آیا۔ میری اور ان کی اس سے قبل کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی 'لیکن آپ نے فوراً جواب دیا کہ وعلیکم السلام یا ہرم ابن سنان۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے میرا اور میرے باپ کا نام کیوں کر پہچان لیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب میں نے تم سے گفتگو کی تو میری روح نے تمہاری روح کو شناخت کرلیا کیوں کہ جسموں کے نفس کی طرح روحوں کا بھی نفس ہوتا ہے اور مومن کی روحیں ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور اللہ کی رحمت کی وجہ سے بلا دیکھے ایک دوسرے سے محبت رکھتی ہیں۔

۱۵) طوسی نے "عیون الاخبار" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ مکہ میں ایک عورت تھی جو قریش کی عورتوں کے پاس آتی اور انھیں ہنساتی تھی۔ جب ہجرت کر کے مدینہ آئی تو میرے پاس آئی۔ میں نے پوچھا کہ کہاں ٹھہری ہو؟ کہا کہ مدینہ میں فلاں ہنسانے والی عورت کے ہاں جب حضور علیہ السلام تشریف لائے تو دریافت کیا کہ کیا فلاں ہنسانے والی عورت تمہارے پاس ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ کس کے یہاں ٹھہری ہے میں نے کہا کہ فلاں ہنسانے والی عورت کے پاس۔ آپ نے فرمایا کہ' الحمدللہ ' روحوں کا بھی ایک لشکر ہے جن کا تعارف ہوتا ہے وہ مل جاتی ہیں اور جن کا تعارف نہیں ہوتا وہ نہیں ملتیں۔

۱۶) ابن قیم نے کہا کہ جسم سے جدا ہونے کے بعد روحیں ایک دوسرے سے کیوں کر ممتاز ہوتی ہیں' حتی کہ بعض ارواح دوسری ارواح سے ملتی ہیں اور بعض نفرت کرتی ہیں؟ تو اس کا جواب مذہب اہل سنت (خدا ان میں اضافہ کرے) کے مطابق یہ ہے کہ ارواح ایک ذات ہے جو چڑھتی اترتی ہے' ملتی اور جدا ہوتی ہے' آتی جاتی ہے' متحرک ہوتی اور ٹھہرتی ہے۔ اس پر ایک سو سے زائد دلیلیں ہیں' ان میں سے چند یہ ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "قسم ہے نفس کی اور اس کو برابر کرنے والے کی" پتہ چلا کہ نفس برابر کیا ہوا ہے' جیسے کہ بدن کے بارے میں فرمایا کہ وہ خدا جس نے تجھ کو پیدا کیا اور برابر کیا۔ یعنی نفس کو روح کے مطابق کردیا تو بدن کی برابری نفس کی برابری اور تسویہ کے تابع ہے۔ یہیں سے

یہ بھی معلوم ہوا کہ نفس بدن سے ایک ایسی صورت حاصل کرتا ہے جس کے باعث وہ دوسرے نفوس سے ممتاز قرار پاتا ہے۔ کیوں کہ جس طرح جسم نفس سے متاثر ہوتا ہے اسی طرح نفس بدن سے متاثر ہوتا ہے۔ اور اس طرح وہ ایک امتیاز حاصل کرتا ہے نفوس کا امتیاز ابدان کے امتیاز سے کہیں زائد ہے۔ کبھی جسم ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں مگر نفوس قطعاً" ایک دوسرے سے ممتاز رہتے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ہم نے انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کا مشاہدہ کبھی نہیں کیا حالانکہ وہ ہمارے علم میں ایک دوسرے سے ممتاز ہیں اور یہ امتیاز ان کے جسموں کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے روحانی صفات کے اختلاف سے ہے۔ ہم دو سگے بھائیوں کی شکل و صورت میں بے حد مشابہت پاتے ہیں مگر ان کی ارواح میں پوری مخالفت ہوتی ہے۔ پھر بسا اوقات ہم ایک قبیح اور بری شکل دیکھتے ہیں تو اس کی روح کو بھی اس کی بد صورتی سے کچھ نہ کچھ تعلق ہوتا ہے۔ جب کسی کا بدن آفت زدہ ہوتا ہے تو اس کی روح بھی کچھ نہ کچھ آفت رسیدہ ضرور ہوتی ہے۔ اس لئے سمجھ دار لوگ صورت دیکھ کر انسان کے باطنی حالات کا پتہ چلاتے ہیں۔

جب ہم کسی حسین و جمیل صورت کو دیکھتے ہیں تو وہی حسن و خوبی اس کی روح میں بھی پاتے ہیں پھر ملائکہ بدن اور جسم نہ ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے ہیں تو جن اور انسانوں کی روحیں بہ طریق اولٰے ممتاز ہوں گی۔ الدرہ الفاخرہ میں غزالی علیہ الرحمہ نے لکھا کہ "مسلمان کی روح شہد کی مکھی کی صورت پر ہوتی ہے جب کہ کافر کی روح ٹڈی کی شکل پر ہوتی ہے۔ لیکن اس چیز کا حدیث میں کوئی وجود نہیں، بلکہ حدیث میں تو یہ ہے کہ اسرافیل علیہ السلام جب روحوں کو پکاریں گے تو مومن کی روحیں بھڑکدار نور کی مانند آئیں گی اور کافروں کی ارواح اندھیرے کی مانند۔ پھر سب کو جمع کر کے صور میں رکھیں گے، پھر صور پھونکیں گے۔ تو اللہ فرمائے گا کہ مجھ کو اپنی عزت و جلال کی قسم ہر روح اپنے جسم کی طرف واپس لوٹ جائے۔ تو روحیں شہد کی مکھیوں کی مانند زمین و آسمان کو پر کردیں گی۔ اور ہر روح اپنے جسم کی جانب چلی جائے گی اور جسم میں اس طرح داخل ہوں گی جیسے جسم میں زہر سرایت کرتا ہے۔ تو حضور علیہ السلام نے اپنے اس قول میں روحوں کو شکل و صورت میں شہد کی مکھیوں سے تشبیہہ نہیں دی ہے بلکہ محض نکل کر منتشر ہونے میں شہد کی مکھیوں سے تشبیہ دی ہے یہ بالکل ایسا ہے جیسے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ

قبروں سے منتشر ٹڈیوں کی مانند نکلیں گے۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ مومنین کی روحیں جابیہ سے اور کافروں کی برہوت سے آئیں گی۔ اور وہ اپنے جسموں کو اس طرح پہچانتی ہیں جس طرح تم اپنے سواریوں کو بلکہ اس سے بھی زائد مومنوں کی روحیں سپید ہوں گی اور کافروں کی سیاہ۔

۱۷) ابن مندہ' ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز لوگوں میں اختلاف ہوگا حتی کہ روح و جسم میں بھی اختلاف ہوگا۔ روح جسم سے کہے گی کہ یہ کام تو نے کیا ہے اور جسم روح پر الزام رکھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو فیصلہ کے لئے بھیجے گا۔ فرشتہ کہے گا کہ تمہاری مثال تو اندھے اور لنگڑے کی سی ہے کہ وہ ایک باغ میں داخل ہوگئے اور کھانے لگے۔ مالک نے پکڑ لیا۔ تو اب تم خود بتاؤ کہ مجرم کون ہے' تو روح اور جسم دونوں بولے کہ دونوں ہی مجرم ہیں کیوں کہ توڑنے والا لنگڑا تھا اور اس کو لانے والا اندھا۔ فرشتہ بولا کہ بس تم نے خود اپنے ہی خلاف فیصلہ کرلیا۔ یعنی جسم روح کے لئے بمنزلہ سواری ہے۔

۱۸) دار قطنی نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا" یہ روایت کی کہ جسم قیامت کے دن کہے گا کہ میں تو شہتیر کے مانند پڑا تھا' یہ سب کارگزاری روح کی ہے۔ روح کہے گی میں تو ہوا کے مانند تھی' یہ سب کارگزاری جسم کی ہے۔ تو فرشتے نے ان کو لنگڑے اور اندھے کی مثال دی اس کو عبداللہ بن احمد نے "زوائد الزہد" میں روایت کیا۔ انھوں نے روح کی بجائے قلب کا ذکر کیا۔ اس سے پتہ چلا کہ روح کا مستقر قلب ہے۔

والله اعلم باالصواب واليه المرجع والماب○

ختم شدہ

حواشی

۱) یہ حدیث جو آیت کی تفسیر سے متعلق ہے اس لئے نقل کی گئی ہے کہ آگے جو مضمون ہے وہ قرآن کی آیت کے ماتحت آجائے۔(مترجم)

۲) یہ لغت کی ایک کتاب ہے ص کا زبر ہے اور حدیث کی وہ کتابیں جو صحیح ہیں ان کو صحیح بالکسر پڑھتے ہیں۔ اس عبارت سے مراد اصل کتاب کے ایک لفظ کی تشریح ہے۔

۳) تاکہ حضور علیہ السلام سے وصل نصیب ہو۔(مترجم)

۴) جنگ میں زخمی ہونے کے باعث۔(مترجم)

۵) اور اپنے عمل پر بھروسہ کوئی نہیں کر سکتا اس لئے موت کی تمنا ہی نہ کرے۔(مترجم)

۶) لاالہ الااللہ کہنا۔ ۱۲(مترجم)

۷) یہ دعا نمازوں کے بعد ہر مسلمان کو مانگنی چاہئے۔ دعاء کے لفظ یہ ہیں: اللھم انی اسئلک فعل الخیرات وتراک المنکرات وحب المساکین واذا اردت بالناس فتنہ فاقبضی الیک غیر مفتون○ یہ دعا آپ ﷺ کی امت کی تعلیم کے لئے مانگتے تھے' ورنہ آپ ﷺ کس آزمائش میں پورے نہ اترے۔(۱۲)(مترجم)

۸) یعنی خالص سونا جیسے پسندیدہ ہوتا ہے ایسے ہی قرب قیامت اور فتنوں کے زمانے میں موت محبوب ہو گی۔

۹) یعنی بیس سال کے عرصہ میں تمھاری مذہبی حالت خراب ہو جائے گی۔

۱۰) یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔(۱۲)

۱۱) یعنی اللہ کے نیک بندے اس درجہ نیک اعمال میں منہمک رہتے ہیں کہ کس وقت بھی موت آجائے' وہ اسے "خوش آمدید" کہتے ہیں۔(۱۲)

۱۲) یعنی موت آجائے۔ ۱۲(مترجم)

۱۳) کیوں کہ اگر کفر ہو گیا تو نماز روزہ سب اکارت اور رائے گاں جائے گا۔(۱۲)(مترجم)

۱۴) اگرچہ خود ہی اس کی تضعیف کی۔(۱۲)

۱۵) امام بخاری اور امام مسلم کو شیخین اور ان کی دونوں کتابوں کو صحیحین کہتے ہیں۔(۱۲)

۱۶) یعنی عیش و عشرت اور عمر کی درازی میں ڈھیل دینا۔(۱۲)

۱۷) فتنہ کے وقت مومن کے لئے موت بہتر ہے فقر کی وجہ سے قیامت میں مومن کے لئے حساب میں آسانی ہو گی اور مرض میں ذکر خدا کرتا ہے۔

۱۸) یعنی مومن جس طرح شہد کو پسند کرتا اس طرح موت کو پسند کرتا ہے کیونکہ محبوب حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ملاقات اور اس کا دیدار موت کے بعد ہی ممکن ہے۔

۱۹) یعنی خداوند قدوس جل وعلاء کی ملاقات تاکہ ثواب اطاعت پاسکو۔(۱۲)

۲۰) یعنی جس طرح تم موت سے نہیں ڈرتے اسی طرح میں نہ ڈروں۔(۱۲)

۲۱) مقصد یہ کہ موت انسان کو راہ اعتدال پر لے آتی ہے تنگدست کی تنگدستی ہیچ ہوتی ہے اور مالدار کا مال بے حقیقت(۱۲)

۲۲) یعنی نفس کا محاسبہ کرتا رہے۔(۱۲)

۲۳) ایسی خواہشات کرے جو اس کی شان کے لائق نہیں۔یا یہ کہ ہوائے نفس کی اتباع کرے اور پھر بھی اپنے آپ کو مستحق ثواب سمجھے۔(۱۲)

۲۴) موت کو زیادہ سے زیادہ یاد کرو یہ لذتوں کو ختم کرنے والی ہے۔(ترمذی نسائی) نعیمی غفرلہ۔

۲۵) اس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ آزمائے کہ تم میں سے کون بہ لحاظ عمل اچھا ہے؟(سورہ الملک آیت نمبر۲)

۲۶) یعنی ذکر وفکر کرنے والوں کے لئے خوشخبری اور غافل رہنے والوں کے لئے عبرت کا پیام ہے۔

۲۷) اور تو اپنا دنیاوی حصہ نہ بھولنا یعنی کفن کو ہر وقت یاد رکھنا' مراد موت ہے۔(۱۲)

۲۸) اور جو اللہ نے تجھے دیا ہے اس کے بدلے آخرت کو خرید(سورہ القصص آیت نمبر۷۷)

۲۹) جو شخص موت کو یاد رکھے گا' واقعی وہ عمل صالح میں نہایت ہی جدوجہد کرے گا۔(۱۲)

۳۰) یعنی تم مشاہدہ جان جاؤ گے کہ حق کیا تھا۔(۱۲)

۳۱) حضور اکرم ﷺ کے زیارت قبور سے پہلے ممانعت کرنے اور بعد میں اجازت دینے کی بہت سی وجوہ تھیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں لوگ بت پرستی چھوڑ کر نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے' اس لئے فساد کا سدباب کرنے کے لئے فرمایا کہ زیارت قبور نہ کرو یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ سنگ پرستی چھوڑ کر لوگ غلط راہ پر نہ پڑ جائیں لیکن جب لوگ حقیقت اسلام اور لذت توحید سے آشنا ہو گئے تو زیارت قبور کے بے شمار فوائد کی وجہ سے اجازت دے دی گئی تو امر ونہی اختلاف احوال کی بنا پر ہیں۔

۳۲) مردہ جسم مراد ہے۔(۱۲)

۳۳) یعنی اس کو تلقین کرو کہ وہ اپنے رب سے ثواب ونجات کی امید وابستہ رکھے۔(۱۲)

۳۴) یعنی بندہ مجھ سے جیسا گمان رکھتا ہے میں اسی طرح اس سے معاملہ رکھتا ہوں۔۱۲)

۳۵) یعنی اس نے زندگی کے ہر دور کو دیکھ لیا اب بھی اگر عبادت نہ کرے تو کوئی عذر کا موقع نہ رہے گا۔(۱۲)

۳۶) یعنی پیراہن یوسف علیہ السلام کی وجہ سے آپ کو راحت ملے۔(۱۲)

۳۷) گویا اسی طرح نزع کے وقت ہر ہر رگ میں کانٹے چبھتے ہیں اور ان کے ساتھ روح نکلتی ہے۔(۱۲)

۳۸) یعنی ثواب الٰہی میں رغبت کرنے والا اور عذاب الٰہی سے ڈرنے والا۔ اور یہی دو صفتیں ایمان کی مخصوص علامات سے ہیں(۱۲)

۳۹) خدا کی خوشنودی(۱۲)

۴۰) ترجمہ:۔ اے اللہ! فلاں بن فلاں کی مغفرت کر' اس کی قبر کو ٹھنڈا کر' اس کی قبر فراخ کر' موت کے بعد اسے راحت دے اور اسے اپنے نبی ﷺ کا ساتھ عطا فرما' اور اس کو دوست رکھ' اس کی روح کو صالحین علیہم الرضوان کے مقام پر پہنچا' ہمیں اور اسے ایسے گھر میں جمع فرما جس میں صحت باقی رہے اور تھکن دور ہو

۴۱) مردوں سے مراد وہ ہیں جو قریب المرگ ہوں۔

۴۲) مقصد یہ کہ اس تکلیف کے عالم میں اگر مردے کو کلمہ پڑھنے کا حکم دیا جائے اور وہ منع کردے تو کافر ہو جائے گا اس لئے محض اس کے سامنے کلمہ پڑھو تاکہ وہ سن لے۔(۱۲)

۴۳) اللہ اکبر' کتنا عظیم ہے ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مقام۔ جب ان بزرگوں کے برا کہنے والے لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست کی یہ سزا ہے تو جو برا کہتا ہے خود اس کی کیا سزا ہوگی؟(۱۲)

۴۴) اسی لئے اہلسنّت کو روافض و خوارج نیز انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمت کے گستاخوں سے بچنا چاہئے احقر نعیمی غفرلہ

۴۵) یہ مومن کے لئے ہے کیوں کہ کافر اگر اس حال میں کلمہ پڑھے گا تو وہ مقبول نہیں۔(۱۲)

۴۶) ترجمہ:۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بڑا ہے اور کوئی طاقت و قوت نہیں مگر اللہ کی مدد سے جو بلند اور عظمت والا ہے(۱۲)

۴۷) ترجمہ:۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو ہر ایک عیب سے پاک ہے' بے شک میں ظلم کرنے والوں میں تھا۔(۱۲)(سورہ الانبیاء آیت نمبر ۸۷)

۴۸) ترجمہ:۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہی زندہ کرتا ہے' وہی مارتا ہے' وہ زندہ ہے نہیں مریگا' وہ ہر عیب سے پاک ہے بندوں اور شہروں کا رب۔ اللہ کی بہت تعریف ہے ایسی تعریف جو برکت اور پاکی والی ہے اس کی ہر

حالت میں تعریف ہے میں اس کی بڑائی کا اقرار کرتا ہوں۔ اس کا جلال وقدرت عظیم ہے۔ اے اللہ تعالیٰ! اگر تو نے مجھے اس لئے مریض کیا ہے کہ موت دے' تو میری روح کو ان حضرات کا ساتھ نصیب فرمانا جن کو تو نے جنت عطا فرمائی ہے اور جہنم سے نجات دلا۔(۱۲)

۴۹) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں' وہ حلم وکرم والا ہے' تمام تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے بابرکت ہے وہ ذات کہ جس کے قبضہ وقدرت میں بادشاہت ہے' وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔(۱۲)

۵۰) رسولوں پر سلام ہو اور تمام تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔(سورہ الصفت آیت نمبر۱۸۲)

۵۱) تو ایسے موقع پر کلمہ خیر اور دعائے خیر ہی کرنا چاہئے(۱۲)

۵۲) تو گویا جب آپ سو جائیں گے اور آپ کی روح آپ سے حالت وضو میں جدا ہو جائے گی۔ تو اب دو صورتیں ہیں' یا اسی دنیا میں واپس ہو گی یا عقبیٰ میں' اب جو واپسی ہو گی تو اسی حالت پر جس میں نیند آئی تھی۔(۱۲)

۵۳) ان فرشتوں کے لئے قرآن پاک میں فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا کا لفظ آیا ہے۔

۵۴) معاملات کی تدبیر کرنے والے(۱۲)(سورہ النزعت آیت نمبر۵)

۵۵) یعنی اور کہا گیا کہ کون ہے چڑھانے والا؟(۱۲) سورہ القیامہ آیت نمبر۲۷

۵۶) سبحان اللہ! مقام مصطفیٰ ﷺ کیا ہی بلند ہے کہ فرشتے بھی جب آپ ﷺ سے خطاب کرتے ہیں تو اتنے پیارے الفاظ سے آغاز گفتگو کرتے ہیں۔(۱۲)

۵۷) اس کی مراد تھی کہ اللہ نے مجھے بھیجا ہے اور وہ یقیناً "اس گھر کا مالک ہے۔(۱۲)

۵۸) یعنی خدا کے عذاب سے پناہ مانگیں اور ہولناک فرشتے سے۔(۱۲)

۵۹) حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص جس مٹی سے پیدا ہوتا ہے اسی میں دفن ہوتا ہے اور کسی نہ کسی بہانے سے اپنے مدفن تک پہنچ ہی جاتا ہے۔ اور اس آیت میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى○ یعنی ہم نے تم کو اس مٹی سے پیدا کیا' اسی میں لوٹائیں گے اور اسی میں سے دوبارہ اٹھائیں گے۔ تینوں ضمائر کا مرجع ایک ہی ہے۔(۱۲)(سورہ طٰہ آیت نمبر۵۵)

۶۰) یعنی یہ کہ مجھے مزید زندگی دی جائے۔(۱۲)

۶۱) اللہ اکبر مسلم کی شان کیا ہے کہ شراب کی بدبو سے جان نکلتی ہے۔(۱۲)

۶۲) ابن عطیہ اور قرطبی نے اس کے معنی یہ بتلائے کہ اللہ تعالیٰ ان اشیاء کی زندگیاں بلا وسیلہ ملک الموت ختم فرما دیتا ہے۔ لیکن انسان کی عظمت کے پیش نظر اس کی روح قبض کرنے کے لئے ملک الموت اور ان کے مددگار

مقرر فرمائے ہیں۔(۱۲)

۶۳) یعنی

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

۶۴) ایک فرشتہ ہے(۱۲)

۶۵) یہ صحابہ کرام کا کمال ادب تھا کہ اس طرح بیٹھتے گویا سروں پر پرندے ہیں۔جب کسی کا پالتو پرندہ اس کے سر پر بیٹھتا ہے تو وہ سر جھکا لیتا ہے۔(۱۲)

۶۶) تاکہ گھر جا کر اپنے عزیزوں کو بتا سکوں کہ قرآن و حدیث میں جو وعدے تھے سچے تھے۔(۱۲)

۶۷) یعنی ان کے واسطے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔(۱۲)

۶۸) جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا اس کو پرندوں نے جھپٹ لیا یا ہواؤں نے دور پھینک دیا۔(سورہ الحج آیت ۳۱)

۶۹) تم پر سلامتی ہو جنت میں داخل ہو اپنے عمل کی وجہ سے۔(۱۲)(سورہ النحل آیت نمبر ۳۲)

۷۰) سورہ النزعت آیت نمبر ۱)

۷۱) یعنی وہ ان میں اس درجہ گھل مل جاتا ہے گویا کہ اس کی ان کے ساتھ پرانی دوستی ہے۔(۱۲)

۷۲) کیوں کہ انھیں معلوم ہے کہ دوام نعمت اسی وقت ہو گا۔(۱۲)

۷۳) شریعت میں بہت سی اشیاء کی تعداد ذکر کی گئی ہے اور معدود کو ذکر نہیں کیا گیا۔اور یہ مبالغہ ہے۔مثلاً یہ کہ اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا یہ جان لیتا کہ اسے کتنا عذاب ہو گا؟ تو چالیس سال تک کھڑا رہتا۔(۱۲)

(۷۴) یہ نور قرآن کے نور سے کم ہے۔(۱۲)

(۷۵) سانپوں کے کھانے سے گوشت ختم نہ ہو گا بلکہ فوراً ہی دوسرا گوشت اس کی جگہ لے لیتا ہے تاکہ عذاب میں زیادتی ہو' قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَیْرَھَا (سورہ النساء آیت نمبر ۵۶)

(۷۶) یعنی وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے نکوے میں داخل نہ ہو جائے۔گویا ان کا جنت میں داخل ہونا محال ہے۔(۱۲)(سورہ الاعراف آیت نمبر ۴۰)

۷۷) سورہ المطففین آیت نمبر ۱۸) ۷۸) اسی سورت کی آیت نمبر ۷ ۷۹) مراد کافر

۸۰) اور پنڈلی دوسری پنڈلی کے ساتھ ملے گی۔(۱۲)(سورہ القیامہ آیت نمبر ۲۹)

۸۱) فائدہ جلیلہ:۔ یہ حدیث صحیحین میں قدرے تفصیل سے ہے۔ گناہ گاروں کی بستی کا نام کفرہ تھا اور نیکو کاروں کی بستی کا نام نصرہ تھا۔ چنانچہ صحیحین میں ہے کہ اس شخص نے ننانوے آدمی قتل کئے اور پھر صوفی (راہب) سے ناامیدی کا جواب سن کر اسے بھی قتل کر دیا اور رعالم (سے) امید کا جواب پا کر اولیاء اللہ کی بستی کو روانہ ہوا۔ ابھی وہ اس بستی کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ موت آگئی' اس نے اپنا سینہ نیک لوگوں کی بستی کی طرف بڑھا دیا اور اس طرح مر گیا۔ اب جب زمین ناپی گئی تو جتنا سینہ بڑھایا تھا' اتنا ہی قریب نکلا۔ اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱) عالم' صوفی بے علم سے افضل ہے۔

۲) خدا ہر جگہ ہے لیکن اس کی رحمتیں نیک لوگوں کی بستیوں پر ہوتی ہیں۔

۳) دعا کی قبولیت کے لئے نیک لوگوں کی فرودگاہ کی طرف سفر کرنا جائز ہے۔

۴) ان کی بستی میں پہنچنا تو بہت بڑی بات ہے اگر ادھر منہ ہی کر لیا جائے تو مغفرت ہو جاتی ہے۔

۵) نیک بندوں کی خاطر زمین کا فاصلہ زائد بھی کیا جا سکتا ہے اور کم بھی جیسا کہ نیک لوگوں کی بستی کی مسافت کم ہو اور بروں کی بستی کی زائد۔(۱۲)

۸۲) انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا (سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۵۶)

۸۳) سبحان اللہ حضرت ربیع علیہ الرحمتہ کے اس واقعہ سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نیک بندو کو حیات جاودانی سے سرفراز فرماتا ہے احقر نعیمی غفرلہ

۸۴) یعنی اظہار حیرت واستعجاب کیا۔(۱۲)

۸۵) یعنی اب بھی دیکھا جا سکتا ہے۔(۱۲)

۸۶) یعنی جوان دو بزرگوں کو برا کہتے ہیں ان پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔(۱۲)

۸۷) مقصد یہ ہے کہ عدل وانصاف کا اتنا اہتمام کرنا چاہئے کہ دونوں کانوں سے برابر بات سنے اگر ایک کان کو زائد متوجہ کیا تو سزا کا مستحق ہو گا۔(۱۲)

۸۸) مراد یہ ہے کہ کھانے کی چیز اگر زمین پر گر جائے اور ناپاک نہ ہو تو اس کو بے ادبی سے بچانے کے لئے کھا لینا باعث ثواب ہے اور اس کا نہ کھانا تکبر سے ہے۔(۱۲)

۸۹) یہ چیز بہت ہی قابل غور ہے کہ آج کل بہت سے لوگ محض اسی انداز سے مساکین کو دیتے ہیں یہ بے کار ہے اور بعض صورتوں میں گناہ۔(۱۲)

۹۰) کیونکہ مرنے والے کے سامنے عالم غیب عالم شہادت بن جاتا ہے اس لئے مرنے والا جو کہے اسے غور سے سنو۔(۱۲)

۹۱) اس روایت کا مقصد یہ ہے کہ انسان جیسا زندگی میں ہوتا ہے' مرتے وقت بھی وہی تخیلات اس کے سامنے آتے ہیں۔ شرابی کے سامنے شراب کی باتیں' جواری کے سامنے جوے کی باتیں' بدکار کے سامنے بدکاری کی باتیں۔(۱۲)

۹۲) یعنی بہت سی وہ عورتیں جو تھک کر حمام کا راستہ پوچھتی ہیں' مجھ کو یاد آ رہی ہیں۔(۱۲)

۹۳) ان کا مقصد یہ تھا کہ جب وہ اچھے عمل کو دیکھتا تو چہرہ کھولتا تھا اور برے عمل کو دیکھ کر چہرہ ڈھک لیتا تھا۔(۱۲)

۹۴) سبحان اللہ' کیا ایمان تھا' اگرچہ خود دعاء مانگ سکتے تھے لیکن انھیں معلوم تھا کہ سرکار کے مانگنے کا اثر ہی اور ہے۔(۱۲)

۹۵) امام محمد بن اسمٰعیل البخاری وامام مسلم بن حجاج علیہم الرحمۃ مراد ہیں۔

۹۶) یعنی جب روح حلق تک پہنچ جائے تو رحمت اور پھول پتی اور نعمتوں والی جنت ہے۔ پس تیار کیا ہوا گرم پانی اور جہنم رسید کرنا۔(۱۲)(سورہ الواقعہ آیت نمبر ۸۳ آخر)

۹۷) یعنی وہ پاکباز لوگ جن کو فرشتے وفات دیتے ہیں' کہتے ہیں "تم پر سلامتی ہو۔"(سورہ النحل آیت نمبر ۳۲)

۹۸) یعنی ان کے لئے دنیا اور آخرت دونوں کی زندگی میں بشارت ہے۔(۱۲)(سورہ یونس آیت نمبر ۶۴)

۹۹) یعنی موت کے وقت ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں جن سے انسان کو اپنا ٹھکانہ معلوم ہو جاتا ہے۔(۱۲)

۱۰۰) یعنی اگر محض خوف خدا ہوتا اور اس کے وعدے نہ ہوتے تو انسان خشیت الٰہی سے چلنے پھرنے سے معذور ہو جاتے۔(۱۲)

۱۰۱) ہر یہودی اور عیسائی' عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ان پر ضرور ایمان لائے گا۔(۱۲)(سورہ النساء آیت نمبر ۱۵۹)

۱۰۲) مقصد یہ ہے کہ رنج و راحت کا دارو دراصل میں روح پر ہے' جسم اس کا ذریعہ ہے۔(۱۲)

۱۰۳) یعنی اگر کوئی بچہ مر چکا ہے' ورنہ دیگر رشتہ دار۔(۱۲)

۱۰۴) یعنی روحوں کے لشکر ہیں جو ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں' وہ مل جاتے ہیں اور جو نہیں پہچانتے وہ نہیں ملتے۔(۱۲)

۱۰۵) کیا تم نے جہنم کو پا لیا' مجھ سے میرے رب نے فتح کا وعدہ کیا تھا وہ پا لیا۔(۱۲)

۱۰۶) چونکہ آپ ﷺ ہر مومن اور مومنہ کے ولی تھے' اور ولی کا حق ہے کہ وہ مردے کی قبر پر نماز ادا کرے اس

لئے آپ ﷺ نے ادا کی، اور غیر ولی کو نہیں۔(۱۲)

۱۰۷) پس ان پر نہ تو آسمان روئے اور نہ زمین۔ مقصد یہ ہے کہ اس آیت میں کافروں کی موت پر آسمان و زمین کا رونا نہ کورہے جس کا مفہوم مومن کی موت پر آسمان و زمین کا رونا ہے۔ واللہ اعلم۔(۱۲)

۱۰۸) یعنی ناپسند کرتی ہے۔(۱۲)

۱۰۹) امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ؎

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

(حدائق بخشش)

۱۱۰) یعنی جن لوگوں سے مردے کے تعلقات تھے، تم بھی ان سے تعلقات رکھو۔(۱۲)

۱۱۱) یعنی اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کے مذہب پر۔ اے اللہ! تیرا بندہ تیرے پاس آتا ہے اور تو سب سے بہتر میزبان ہے۔ دنیا کو اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ کر آیا ہے تو جس کی طرف وہ آیا ہے اسے اس کے لئے بہتر بنا۔ کیوں کہ تو نے فرمایا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لئے اچھا ہے۔(۱۲)

۱۱۲) اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ کی راہ میں۔(۱۲)

۱۱۳) اے اللہ تعالیٰ! اس کو شیطان اور عذاب قبر سے محفوظ فرما۔(۱۲)

۱۱۴) اللہ تعالیٰ کے نام سے میں شروع کرتا ہوں اور اسکی کی راہ میں۔ اے اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو کشادہ فرما اور منور فرما اور اس کو اس کے نبی ﷺ سے ملادے۔(۱۲)

۱۱۵) اے اللہ تعالیٰ! تو اسے مردود شیطان سے بچا۔(۱۲)

۱۱۶) یعنی اس موقعہ پر خصوصی طور پر ماں کی طرف نسبت کی جائے گی۔(۱۲)

۱۱۷) یعنی اے صدی بن عجلان اس کلمہ کو یاد کرو جو تم دنیا میں پڑھتے تھے۔(۱۲)

۱۱۸) مطلب یہ ہے کہ کوئی دلیل شرعی ان کے لئے ضغطہ قبر کے نہ ہونے اور سوال کے نہ ہونے پر قائم نہیں اور نہ عقل کا تقاضا ہے کہ یہ دونوں ہوں کیوں کہ وہ معصوم ہیں۔(۱۲)

۱۱۹) یعنی میں نہیں جانتا۔(۱۲) ۱۲۰) یعنی تو کچھ نہ جانے۔(۱۲)

(۱۲۱) یعنی ہنکانے والا۔(۱۲) ۱۲۲) یعنی گواہ۔(۱۲) ۱۲۳) یعنی بغیر تائید الٰہی کے۔(۱۲)

۱۲۴) یعنی ایمان و تقویٰ کی حالت پر (۱۲)
۱۲۵) یعنی اللہ تعالیٰ ثابت رکھے گا ایمان والوں کو ثابت قول پر۔ گویا دنیا کی شہادت آخرت میں بھی یاد رہے گی۔ (۱۲)(سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۷)
۱۲۶) اور اللہ تعالیٰ گمراہ کردے گا ظالموں کو۔ (۱۲)(سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۷)
۱۲۷) میں عذاب قبر سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ (۱۲)
۱۲۸) اے اللہ تعالیٰ اس (میت) کو شیطان سے پناہ دے۔ (۱۲) ۱۲۹) یعنی منکر نکیر کے سوالات کے جوابات۔ (۱۲)
۱۳۰) دشمنان صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے (احقر نعیمی غفرلہ)
۱۳۱) یعنی جب اسلام کا غلبہ ہو گیا تب نہ ماننے والوں کے لئے تلوار دی گئی۔ ورنہ اسلام تلوار سے نہ پھیلا۔ (۱۲)
۱۳۲) یعنی میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم اپنی قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔ (۱۲)--- میرے بارے میں تم آزمائے جاؤ گے اور میرے ہی بارے میں سوال کئے جاؤ گے۔ (۱۲)
۱۳۳) اس کی تشریح حدیث (۵) مندرجہ صفحہ ہذا سے ہوتی ہے۔ یعنی اس کے عمل میں اضافہ ہوتا رہے گا کیوں کہ وہ قیامت تک نماز، روزہ وغیرہ کی حالت میں رہے گا۔ (۱۲)
۱۳۴) اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (۱۲)(سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۷)
۱۳۵) یعنی وہ خضاب جو سنت ہے، اور وہ مہندی وغیرہ کا ہے، نہ کالا کیمیکل خضاب جس کو فرعون نے لگایا تھا۔ سیاہ خضاب حرام ہے۔ تفصیل طلب ہو تو اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے فتاویٰ رضویہ جلد دہم ملاحظہ فرمائیں۔ (۱۲)
۱۳۶) کشادگی در کشادگی ۱۳۷) یعنی روزہ رکھنا۔ (۱۲
۱۳۸) قابل غور ہے یعنی قبر کے ساتھ صحیح اسلامی طریقہ سے پیش نہ آئے۔ (۱۲)
۱۳۹) یعنی، اے میرے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے۔ (۱۲)
۱۴۰) گویا آپ ﷺ کی سواری نے عالم برزخ میں ہونے والے عذاب کو دیکھ لیا یا سن لیا اور بدکنے لگی۔ (۱۲)
۱۴۱) پس اس کے لئے تنگ زندگانی ہے۔ (سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۱۲۴)(۱۲) ۱۴۲) یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ جاننے والے ہیں۔ (۱۲)
۱۴۳) رسول کی ترجی بھی یقین کے قائم مقام ہوتی ہے۔ (۱۲)
۱۴۴) یعنی جیسے کفار، یعنی قبر والے ناامید ہوں گے۔ (۱۲)(سورہ الممتحنہ آیت نمبر ۱۳)

۱۴۵) پیشاب 'پیشاب کیا ہے۔ بہانااور بہاناکیا ہے۔(۱۲)
۱۴۶) تھوہڑ۔ یہ زہریلا خاردار درخت دوزخیوں کی غذا میں شامل ہو گا۔(۱۲)
۱۴۷) یعنی مردے نے عذاب کو دیکھ کر واویلا کی۔(۱۲)
۱۴۸) یعنی دونوں کو ایک ہی غلام نے دفن کیا تھا۔(۱۲)
۱۴۹) یعنی ذخیرہ اندوز تھا۔(۱۲) ۱۵۰) یعنی وہ بعد میں اندھا ہو گیا تھا۔(۱۲)
۱۵۱) یہ مسئلہ مختلف فیہ ہی ہمارے نزدیک کسی مسلم کو دائمی عذاب نہ ہو گا اور جہاں گنہگاروں کے لئے لفظ خلود ہے اس کے معنی زیادہ دیر ٹھہرنے کے ہیں اس لئے وہاں خلود کے ساتھ ابدیت کی قید نہیں لگائی گئی ہے۔(۱۲)
۱۵۲) خاص قسم کے فرشتے۔(۱۲) ۱۵۳) نجات دلانے والی۔(۱۲)
۱۵۴) یعنی 'یہی حال ہوتا ہے فرماں بردار کا(۱۲)
۱۵۵) یعنی وہ مردے اور لوگوں کی خوش خبریاں پاتے ہیں جو ان سے ابھی تک نہیں ملے (سورہ ال عمران آیت نمبر۱۷۰)
۱۵۶) یعنی مشرف بہ اسلام ہوتے ہی بلا اعمال صالحہ کے داخل جنت ہوا۔(۱۲)
۱۵۷) یعنی جب دنیا میں اس درجہ تکلیف دہ مواقع آچکے ہیں تو یہ تو کچھ بھی نہیں ہوا۔(۱۲)
۱۵۸) یعنی وہ اپنی بیوی سے کھیل کود کر رہا تھا۔(۱۲)
۱۵۹) یعنی اے اللہ! تو نے محتاجوں کی حاجت کو پورا فرمایا اور میری حاجت کو تو نے پورا نہ فرمایا۔(۱۲)
۱۶۰) یعنی 'اے قبروالوں مسلمانو اور مومنو! تم پر سلام ہو۔ تم ہمارے پیشرو اور ہم تمہارے تابع۔ اور بے شک ہم تم سے ملنے والے ہیں۔(۱۲)
۱۶۱) معلوم ہوا کہ انبیاء علیہ السلام اور اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی وفات و حیات میں کچھ فرق نہیں 'ان کے ساتھ ہم کو زندگی والا سلوک کرنا چاہئے۔(۱۲)
۱۶۲) یعنی تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔(سورہ البقرہ آیت نمبر۱۵۷)
۱۶۳) یعنی تم پر سلامتی ہو اس لئے کہ تم نے مصائب پر صبر کیا۔ اور دار آخرت انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے۔(۱۲)(سورہ الرعد آیت نمبر۲۴
۱۶۴) یعنی کیا تم سمجھتے ہو کہ غاروں والے اور تختی والے ہماری نشانیوں میں سے عجیب تر تھے۔(سورہ الکھف آیت نمبر۹)

۱۶۵) یعنی اصحاب کہف کے واقعہ سے عجیب تر میرا قتل اور اٹھایا جانا ہے۔(۱۲)
۱۶۶) یعنی' بے شک متقی لوگ وہ ہیں کہ جب شیطان کا کوئی وسوسہ ان کے پاس آتا ہے تو وہ یاد خدا اپنے دل میں لاتے ہیں اور راہ راست پر آجاتے ہیں۔(سورہ الاعراف آیت نمبر۲۰۱)
۱۶۷) اے فلاں! جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔(سورہ الرحمٰن آیت نمبر۴۶)
۱۶۸) یعنی' میرے رب نے وہ دونوں جنتیں مجھ کو عطا فرما دیں۔(۱۲)
۱۶۹) یعنی سچوں کو ان کے سچ کے طفیل زندگی اور موت دونوں میں نجات دی جائے گی۔(۱۲)
۱۷۰) اے امینہ! خدا تیری وجہ سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرمائے۔ اے امینہ ہمارے پاس آ۔ تو قبر کی تاریکی سے نہ گھبرائے اگرچہ تجھ کو مٹی ہی کیوں نہ لگ جائے۔(۱۲)
۱۷۱) لہو ولعب کی ناپائیدار لذتوں میں منہمک ہونے والو! موت لہو ولعب کو ختم کر دیتی ہے۔ بہت سے ایسے لوگ جو لذت کوشی میں مصروف تھے وہ اپنے اہل وعیال سے سفر کر گئے۔(۱۲)
۱۷۲) اے دوسرے انسان پر رونے والے اس کو نہ رو' اپنی اصلاح کر جس کے پیچھے تو رو رہا ہے قریب ہے کہ تو بھی اسی کی صف میں شامل ہو جائے۔(۱۲)
۱۷۳) یعنی پہلی سی حیثیت میں' ورنہ روحانی طور پر آنے کا ثبوت تو گزشتہ احادیث سے ثابت ہے۔(۱۲)
۱۷۴) اے سوارو چلو قبل اس کے کہ تم پر ایسا زمانہ آئے کہ تم نہ چل سکو۔ یہ گھر حق ہے اس میں تم ہمارے پاس آؤ گے۔ ہر شخص کی نعمت زمانہ چھین لے گا۔ اور کچھ لوگ عذاب گاہ میں ہوں گے اور بے شک وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔(۱۲)
۱۷۵) میں نے دیکھا کہ تورات کے وقت دوم درخت کے پاس سے گزر رہا ہے۔ تیرے لئے ضروری ہے کہ دوم والے سے بات کرے۔ دوم میں ایک شخص ہے کاش تو اس جگہ وہاں مقیم ہوتا۔ دوم والے پر ٹھہر کر گزر اور اسے سلام کر۔(۱۲)
۱۷۶) اے مطمئن نفس تو اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ جا اور میرے بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں داخل ہو۔(سورہ الفجر آخری آیات)(۱۲)
۱۷۷) یہ آخرت کا گھر ان لوگوں کو ہم دیں گے جو زمین میں سرکشی اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور انجام کار پرہیز گاروں کے لئے ہے۔(سورہ القصص آیت نمبر۸۳)

۱۷۸) یعنی اس مرد کو دور سے وہ سوار ایسا نظر آیا کہ گویا وہ ان دونوں کا لڑکا ہے۔(۱۲)
۱۷۹) مسلمان شہر والوں پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ ہمارے اگلے پچھے سب لوگوں پر رحم کرے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم تم سے مل جانے والے ہیں۔(۱۲)
۱۸۰) اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو' تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم تمہارے پیچھے آ رہے ہیں۔(۱۲)
۱۸۱) اے سڑے ہوئے جسموں اور گھنی ہوئی ہڈیوں کے رب! جو دنیا سے بحالت ایمان نکلیں' تو ان پر اپنا رحم فرما اور ان کو میرا سلام پہنچا۔(۱۲)
۱۸۲) سلامتی ہو اچھا دن ہے۔(۱۲) ۱۸۳) آپ پر سلام ہو اے قیس بن عاصم۔(۱۲)
۱۸۴) اے امیر آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ پھٹی ہوئی کھال میں برکت عطا فرمائے۔(۱۲)
۱۸۵) نوح علیہ السلام پر سلام ہو۔(سورہ الصفت آیت نمبر ۷۹)
۱۸۶) سلام ہو ابراہیم علیہ السلام پر (سورہ الصفت آیت نمبر ۱۰۹)
۱۸۷) تمہارے صبر کی وجہ سے تم پر سلامتی ہو۔(سورہ الرعد آت نمبر ۲۴)
۱۸۸) اور اے شیطان! بے شک تجھ پر میری لعنت ہو۔(سورہ ص آیت نمبر ۷۸)
۱۸۹) اور ان پر برائی کا گھیرا ہے۔(سورہ الفتح آیت نمبر ۶) ۱۹۰) اور ان پر ناراضگی ہے۔(۱۲)
۱۹۱) اور ہم نے زبور میں اپنے ذکر کے بعد لکھ دیا کہ ہماری زمین کے وارث ہی ہمارے نیک بندے ہیں۔(۱۲)
(سورہ الانبیاء آیت نمبر ۱۶۵)
۱۹۲) پس اگر مرنے والا مقربین سے ہے تو رحمت الٰہی اور پھول ہیں اور نعمت والی جنت (سورہ الواقعہ آیت نمبر ۸۹)
۱۹۳) اے مطمئن نفس! تو اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ جا اور میرے بندوں میں شامل ہو' اور میری جنت میں داخل ہو جا۔(سورہ الفجر آخری آیات)
۱۹۴) شہداء کی ارواح اللہ کے نزدیک مثل سبز پرندوں کے ہیں۔ ۱۹۵) ارواح مومنین سبز پرندوں میں گھومتی ہیں۔(۱۲)
۱۹۶) ارواح مومنین سفید پرندوں میں گھومتی ہیں۔ ۱۹۷) ارواح شہدا سبز پرند ہیں۔(۱۲)
۱۹۸) ابن وحیہ کی یہ کتاب میلاد شریف کی بہترین کتاب ہے' اس کا پورا نام "التنویر فی مولد البشیر" ہے۔ اس کا مفصل حال "تاریخ ابن کثیر" میں ملاحظہ ہو۔(۱۲)
۱۹۹) بے شک ابرہیم علیہ السلام کے زائد مستحق ہیں وہ لوگ جنھوں نے ان کی اتباع کی اور یہ نبی علیہ السلام نیز

ایمان والے۔(۱۲)(سورہ ال عمران آیت نمبر۶۸)

۲۰۰) کہ شہداء نہر بارق کے کنارے پر ہوں گے اور یہ نہر جنت کے دروازے پر واقع ہے۔(۱۲)

۲۰۱) اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے وہی صدیق اور شہدائے ہیں اپنے رب کے پاس۔(۱۲)(سورہ الحدید آیت نمبر۱۹)

۲۰۲) میرا خیال ہے کہ اس نے امانت کا مقام بتادیا گیا ہو گا۔(۱۲)

۲۰۳) اے فانی روحوں! اور گلے ہوئے جسموں' اور پراگندہ ہڈیوں جو دنیا سے بحالت ایمان گئی ہو تم پر سلام ہو۔ اے اللہ! تو ان پر اپنی رحمت کو داخل فرما اور ہمارا اسلام ان کو پہنچا۔(۱۲)

۲۰۴) ماں کے پیٹ کا بچہ۔(۱۲)

۲۰۵) یعنی آل فرعون کو شدید ترین عذاب میں ڈال دو۔(سورہ المومن آیت نمبر۴۶) جب آل فرعون کو ڈالا جائے گا تو فرعون کو بہ طریق اولے ڈالا جائے گا۔(۱۲)

۲۰۶) اے اللہ! تو ان کو موت نہ دینا حتی کہ تو ان کو ہماری طرح ہدایت نہ دے۔(۱۲) ۲۰۷) ایک شخص کا نام۔(۱۲)

۲۰۸) کیونکہ شریعت کا حکم ہے کہ اگر کوئی اچھی بات پر قسم کھالے تو قسم توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کردے یعنی روزے رکھے یا دس غریبوں کو صبح و شام کا کھانا کھلادے۔ احقر نعیمی غفرلہ۔

۲۰۹) یعنی وہ مراتب عالیہ کو اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتا جب تک قرض ادا نہ کرے۔(۱۲)

۲۱۰) یعنی اللہ تعالیٰ جانوں کو موت دیتا ہے ان کے مرنے کے وقت اور ان کو جو اپنی نیند میں نہیں مرتے ہیں تو جس نفس کے لئے موت کا فیصلہ ہو چکا ہے اسے روک لیتا ہے اور دوسری کو ایک مدت مقررہ تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔(۱۲)(سورہ الزمر آیت نمبر۴۲)

۲۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد امت کے اعمال پر مطلع ہوتے ہیں' جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام کو پتہ چل گیا کہ یہ امت خون بہا رہی ہے۔(۱۲)

۲۱۲) یعنی اب دین و دنیا کی عافیت اس میں ہے کہ ان جھگڑوں سے علیحدہ ہو جاؤ۔(۱۲)

۲۱۳) غالباً اس سے مراد یہ ہے کہ وہ تقویٰ کے اس مقام پر پہنچ چکے تھے کہ حدیث بیان کرتے وقت جمع متکلم کا صیغہ جو واحد میں تعظیم کے لئے آتا ہے اس کو بھی فخر و مباہات میں شمار کرتے ہوئے برا سمجھتے تھے۔(۱۲)

۲۱۴) ابو عمر ضریر کے اس بیان سے معلوم ہوا۔ کہ فرق ضالہ و مضلہ او موجودہ زمانے میں انبیاء کرام و اولیاء

اعظام کے گستاخ اور بے ادب لوگوں سے بچنا چاہئے۔(احقر نعیمی غفرلہ)

۲۱۵) متقین جنت میں ناہیدہ پستان باکرہ عورتوں کے قریب میں بہت ہی اچھے ہیں اور یہ بات حق ہے۔(۱۲)

۲۱۶) سوال اس لئے کیا کہ محمد بن سیرین اور حسن بصری معاصر تھے۔(۱۲)

۲۱۷) اللہ کے نیک بندوں کے توسل سے دعا ضرور مقبول ہوتی ہے۔(۱۲)

۲۱۸) حضرت امام شافعی علیہ الرحمتہ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر کرنا چاہئے اور غرور اور تکبر سے بچنا چاہئے۔ شعر

تکبر عزازیل را خوار کرد
بازندان لعنت گرفتار کرد

احقر نعیمی غفرلہ

۲۱۹) غالباً انکی رات کی نشست ٹھیک نہ ہوگی۔(۱۲) ۲۲۰) یعنی سفر جہاد۔(۱۲)

۲۲۱) حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ۔(۱۲) ۲۲۲) مطلب یہ ہی کہ حالت بدستور ہیں۔(۱۲)

۲۲۳) یہ کنیت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

۲۲۴) مقصد یہ کہ وقت رونے کا نہیں بلکہ ایصال ثواب کا ہے۔(۱۲)

۲۲۵) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حفظ قرآن اور تلاوت قرآن زیادتی عمر کا باعث ہے۔(۱۲)

۲۲۶) یعنی ان تینوں چیزوں کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔(۱۲)

۲۲۷) یہ حدیث شریف دین اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے اور اسلام کی بے انتہا وسعتوں کی جانب لطیف اشارہ کررہی ہے اس کی پوری تشریح فقیر مترجم نے اپنی زیر اشاعت کتاب تحقیق بدعت حسنہ میں کی ہے۔(۱۲)

۲۲۸) ایک عرصہ تک یہ کنواں مدینہ طیبہ میں بیئر ام سعد کے نام سے مشہور رہا بخدیوں نے جہاں اور مقامات مقدسہ کو توسیع کے نام پر ختم کیا اس بابرکت کنویں کو بھی ختم کردیا ہے۔(احقر نعیمی غفرلہ)

۲۲۹) یعنی یہ ہڈی بمنزلہ بنیاد کے ہے باقی اجزاء اسی کے ساتھ آکر لگیں گے۔(۱۲)

۲۳۰) یعنی اب شہداء کی حیات کا کوئی انکار نہ کرے گا۔(۱۲)

۲۳۱) اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ۝ یعنی رسولوں کو جو خدا کے برگزیدہ ہیں۔(۱۲) سورہ الجن آیت نمبر ۲۷

ماخذو مراجع

وہ کتب و تصانیف جن سے علامہ سیوطی علیہ الرحمتہ نے شرح الصدور مرتب فرمائی

نمبر شمار	مصنف	تصنیف	نمبر شمار	مصنف	تصنیف
۱	ابو نعیم	حلیہ	۲۶	ابن سیدہ	الصحابیہ
۲	ابن ابی شیبہ	مصنف ابن ابی شیبہ	۲۷	ابو حذیفہ اسحاق	کتاب شدائد
۳	امام احمد بن حنبل	الزہد	۲۸	ابن ابی الدنیا	کتاب من عاش بعد الموت
۴	امام جوہری	صحاح	۲۹	ابو الحسن بن سری	کتاب الاولیاء
۵	بیہقی	شعب الایمان	۳۰	لالکائی	السنت
۶	خطیب بغدادی	تاریخ بغداد	۳۱	لالکائی	مسند
۷	حاکم	مستدرک	۳۲	حافظ ابو محمد خلال	کرامات الاولیاء
۸	طبرانی	معجم صغیر	۳۳	ابن مندہ	کتاب الاحوال وایمان بالسوال
۹	ابن زنجویہ	ترغیب	۳۴	ابو الحسن ابن عریف	فوائد
۱۰	ابن عبد البر	تمہید	۳۵	ابو الحسن ابن عریف	کتاب الروضہ
۱۱	مروزی	جنائز	۳۶	دیلمی	مسند فردوس
۱۲	عبد اللہ ابن مبارک	کتاب الزہد	۳۷	ابن جرید	تہذیب ال آثار
۱۳	ابن سعد	طبقات	۳۸	ابو القاسم سعدی	کتاب الروح
۱۴	اصبہانی	ترغیب	۳۹		بحر الکلام
۱۵	ابن ابی دنیا	حسن وظن	۴۰	حاکم	کنی
۱۶	حکیم ترمذی	نوادر اصول	۴۱	ابن مندہ	کتاب الارواح
۱۷	عبد اللہ بن احمد	زوائد الزھد	۴۲	عبد العزیز بن جعفر حنبلی	کتاب المثانی فی الفقہ
۱۸	دینوری	مجالسہ	۴۳	ابن ابی دنیا	کتاب القبور
۱۹	ابو شیخ	العظمہ	۴۴	ابن جوزی	موضوعات
۲۰	ابو القاسم قشیری	رسالہ	۴۵	ابن ابی دنیا	تحجد
۲۱	ابو الفضل طوسی	عیون الاخیار	۴۶	ابن الغریس	فضائل القرآن
۲۲	ابو القاسم قشیری	امالی	۴۷	حمید بن نجویہ	فضائل الاعمال
۲۳	ابن ابی دنیا	کتاب المحتضرین	۴۸	سلفی	طیوریات
۲۴	ابن ابی دنیا	کتاب المرض والکفارات	۴۹	شیخ عبد الغفار قوصی	کتاب التوحید
۲۵	بیہقی	دلائل النبوہ	۵۰	حمید	ترغیب

نمبر شمار	مصنف	تصنیف
۵۱	علامہ نووی	الروضہ
۵۲	آجری	کتب الغرباء
۵۳	خطیب بغدادی	کتاب الرویاء
۵۴	ابوداؤد	سنن
۵۵	ابن عبداللہ	کتاب العلم
۵۶	ابوشیخ	الثواب
۵۷	علامہ سیوطی	اکلیل فی استنباط التنزیل
۵۸	ابن عساکر	تاریخ ابن عساکر
۵۹	ابوشیخ	کتاب التوبیخ
۶۰	لالکائی	صدقہ
۶۱	عام محمد رازی	کتاب الرہبان
۶۲	ابن جوزی	عیون الحکایات
۶۳	حشام ابن عمار	البعث
۶۴	ابن فارسی	کتاب التاریخ
۶۵	بیہقی	عذاب القبر
۶۶	مقریزی	التاریخ
۶۷	ابن القیم	عذاب القبر
۶۸	ابن القیم	بدائع
۶۹	ابوعبیدہ	کتاب الفضائل
۷۰	دارمی	مسند
۷۱	امام یافعی	روض الریاحین
۷۲	ابولقاسم جیلی	ریباج
۷۳	کمال الدین ابن زملکانی	کتاب العمل والمقبول فی زیارۃ الرسول
۷۴	حافظ زین ا ـ ـ ن ابن الرجب	کتاب اھل القبور
۷۵	خلال	السنہ
۷۶	ابن ابی دنیا	کتاب الحناماہ
۷۷	ابن ابی دنیا	کتاب الرقۃ والبکاء
۷۸	ابن ابی دنیا	کتاب القراء
۷۹	ابن عبدالبر	کتاب الاستذکار
۸۰		اربعین طائیہ
۸۱	بیہقی	کتاب العتقاد
۸۲	شیدلہ	کتاب البرھان
۸۳	سہیلی	دلائل النبوۃ
۸۴	امام یافعی	کفایۃ المعتقد
۸۵	زبیر بن وکار	اخبار المدینہ
۸۶	ابن نجار	کتاب التاریخ
۸۷	ہناد بن سری	کتاب الزھد
۸۸	امام مالک	الموطا
۸۹	جریر	کتاب الادب
۹۰	ابن دحیہ	التنویر فی مولد البشیر
۹۱	امام جوہری	الصحاح
۹۲	نسفی	بحرالکلام
۹۳	حافظ ابن رجب	احوال القبور
۹۴	احمد بن محمد نیشاپوری	کتاب الحکایات
۹۵	طاہر بن محمد	کتاب السر المصون
۹۶	ابوسعید	شرف المصطفیٰ
۹۷	علامہ ابن حجر	الاصابہ فی معرفہ الصحابہ
۹۸	ابن حبان	کتاب الوصایا
۹۹	ابن عساکر	تاریخ دمشق
۱۰۰	ابوعبداللہ ثقفی	ثقفیات
۱۰۱	امام نووی	شرح مہذب
۱۰۲	ابومحمد سمرقندی	فضائل سورہ اخلاص
۱۰۳	ابولقاسم سعد بن علی زنجانی	کتاب الفوائد
۱۰۴	طبرانی	معجم کبیر

نمبر شمار مصنف	تصنیف	نمبر شمار مصنف	تصنیف
۱۰۵ طبرانی	معجم اوسط	۱۰۶	تفسیرورہ نظیم
۱۰۷ ابن قیم	کتاب الروح		

ضیاالدین پبلیکیشنز

قرآن، تفسیر، حدیث اور دیگر علمی و ادبی کتابوں کا مرکز

تاریخ---------- حوالہ----------

حقوق بنام ضیاء الدین پبلیکیشنز

ادارہ سبزواری پبلشرز جامع مسجد حیدری سید محمد شاہ دودریا
سبزواری کنڈی والا بخاری علیہ الرحمۃ کھارادر کراچی کی
جانب " شرح الصدور " مترجم علامہ مفتی شجاعت علی قادری
کے تمام حقوق طباعت ہم ضیاء الدین کو دیتے ہیں۔
اور اب ضیاء الدین ہی اس کی اشاعت کرے گا۔

فقط

عبدالرحیم قادری رضوی۔
محمد رضی قادری
23-2-99
۷ ذوالقعدہ ۱۴۱۹ھ

پلاٹ نمبر ۱۲ جی کے ۴۰۔ نزد شہید مسجد کھارادر کراچی